

مضمون

صفحہ

۲۳۱	ذکر مرہبہ
۲۳۲	تقاضا کے موجب کا بیان
۲۳۱	قاضی اگر حکم میں خطا کرے
۲۳۳	بشرط تقاضا بطلان قاضی
۲۳۵	باب التکلیف یعنی پنج ستر کرنے کا بیان
۲۳۸	باب کتاب القاضی الی القاضی غیرہ قاضی کو خط بھیجنا کا دوسرا قاضی کو
۲۵۳	مسائل شریعتی میں چند مسائل منفرقہ کتاب القضا کے
۲۶۹	کتاب لشہادات
	یعنی گواہی دینے کے حکام
۲۶۳	لطیفہ
۲۶۶	معنی عادل
۲۸۵	باب لقبول و عدمہ یعنی قبول شہادت اور عدم قبول میں
۲۹۳	سرت سرود
۲۹۵	عداوت و نیاومی
۲۹۶	اہل مناعات و تہ کی گواہی مقبول ہے
۲۹۹	تفصیل کبار
۳۰۰	مشرق و مغرب
۳۰۸	باب الاختلاف فی الشہادۃ یعنی شہادت کا اختلاف کا حکم
۳۱۲	باب الشہادۃ علی الشہادۃ یعنی گواہی پر گواہی دینے کا بیان
۳۱۸	باب الرجوع عن الشہادۃ یعنی شہادت سے رجوع کرنے کا بیان
۳۲۲	کتاب النکاح کا ذکر
	یعنی دوسرے کو وکیل کر نیکی کے حکام
۳۲۳	باب لو کالہ بالبیع والشراء یعنی خرید و فروخت کو وکیل کر نیکی کے حکام
۳۲۸	فصل
۳۳۶	باب لو کالہ بالخصمۃ والغصب یعنی خصم اور غصب کی وکالت کے حکام
۳۵۲	باب عزل الوکیل یعنی وکیل کے عزو کی نیکی کے حکام
۳۵۰	کتاب الدعوی
	یعنی دعوی کرنے کے حکام

مضمون

صفحہ

۳۶۲	در صورت قسم دلا نیکی گواہی سے باز رہنا جائز ہے
۳۶۲	باب الخالف یعنی دو شخصوں کے باہم قسم کھانے میں
۳۸۰	فصل فی دفع الایادی یعنی دعوی کے دفع کر نیکی کا بیان
۳۸۳	باب دعوی الرجلیں یعنی دوسروں کے دعوی کر نیکی کا ذکر
۳۹۵	باب دعوی النسب یعنی نسب کے دعوی کا بیان
۴۰۲	کتاب الاقرار
	یعنی اقرار کرنے کے حکام
۴۰۹	اشارہ ناظر کا نوچیزون میں مسیح ہے
۴۱۵	باب الاستثناء یعنی اقرار میں سے استثناء کرنے کا ذکر
۴۲۰	باب اقرار المرء یعنی اپنے اقرار میں سے حکام
۴۲۱	فصل فی مسائل شریعتی میں چند مسائل منفرقہ کتاب الاقرار کے
۴۳۵	کتاب المہمل
	یعنی مدعی اور مدعیہ کے صلح کرنے کے حکام
۴۳۸	جواز رشوت و نیک ظلم کے لئے
۴۵۲	کتاب المظاہرۃ
	یعنی ایک شخص دوسرے کی شہادت پر گواہی دینے کا بیان
۴۵۹	باب المظاہرۃ لذی یضامان یعنی ضمانت پر دوسرے کے لئے
۴۶۳	فصل فی المنقرقات شریعتی میں مسائل منفرقہ کے
	بیان میں
۴۶۹	کتاب الاکیدۃ
	یعنی اپنا مال دوسرے کے پاس ضمانت کو لئے رکھنے کے حکام
۴۷۱	قاعدہ کا یہ اعتبار بشرط مالک و وصیت
۴۸۱	کتاب المعادیۃ
	یعنی چیز کو مانگنے دینے کے حکام
۴۸۳	عاریت چار قسم ہے
۴۹۰	کتاب العیۃ
	یعنی چیز کو مفت بخش دینے کے حکام

صفحہ	مضمون
۳۹۲	بزرگ مغرورہ دن قیام صبح میں
۳۹۰	مفسر ادا در ملا باغیشت مع لکراہ
۳۹۸	آب الرحمت فی الہدیۃ سے پیر کر مہر پنے کے حکام
۵۰۲	پیر کا پیر تاد دن و نای غریب میں حکم حکام میں
۵۰۶	ضمیمہ فی مسائل متفرقہ سے ہر سیکہ سانی متفرقہ کا بیان
۵۰۹	مشرق در تہیک و حیدر

بسم الله الرحمن الرحيم

کتاب الیسوع

یہ کتاب ہے انواع بیع کے احکام میں کیا فرج میں حقوق اللہ العبادات والعقوبات شرع فی حقوق العباد المعاملات
 جبکہ اتنے نے حقوق اللہ سے جو عبادات اور عقوبات تھی فراغت پائی تو اب حقوق العباد یعنی معاملات کا بیان شروع کیا ہے جو بحوالہ
 میں ہے کہ مشروعات چار قسم ہیں آحقون اللہ خالصہ تمام حقوق العباد خالصہ سلم وہ جسمین و دونون حق مجتمع ہیں لیکن عن اللہ غالب
 ہم وہ جسمین و دونون حق ٹھکت ہیں مگر حق العبد غالب ہو سوا دل حقوق اللہ نہ ہو جیسے صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور صیام اور حج اسوا سوا کہ جن اور
 انس کی خلقت سے بھی مقصود ہو اس کے بعد معاملات شروع ہوئے اور ان میں ابتدا نکاح سے ہوئی اسوا سوا کہ اس میں معنی عبادت کا سمجھ لیا جائے تو اس کے
 معلوم ہوا کہ اول معاملات نکاح ہو اور شمارم کی تقریر سے ثابت ہوا کہ اول معاملات بیع ہو لیکن بحر الرائق کا قول ظاہر ہے کہ بیع چنانچہ فتح القدیر میں تصریح
 ہے کہ ابتدا معاملات بیع سے نہیں بلکہ لفظ اور لفظ اور منقود اور شرکت کا معاملات میں داخل ہونا غیر محض ہو و مناسبتہ للوقوف اذا التقوا
 المالک لکن لا الی مالک و هذا الذی کما کبیر و مرکب اور مناسبت بیع کی وقف سے ازالہ ملک ہو لیکن وقف میں بعد ازالہ ملک
 کے کسی مالک کی طرف ملک راجع نہیں اور یہاں یعنی بیع میں مالک کی طرف راجع ہوتی ہے یعنی ازالہ ملک بائع سے مشتری کی ملک ثابت ہوتی
 ہے تو گو با وقف اور بیع بسیط اور مرکب کی مانند ہوئی ہم کہنا ہے اور بسیط مقدم ہونا ہی وجود میں مرکب پر لہذا تعلیم میں بھی مقدم ہونا
 بیع کو مرکب کی مانند کہا اسوا سوا کہ بیع نے الحقیقت مرکب نہیں اسوا سوا کہ ازالہ امر اعتباری ہے تو اس سے ترکیب متحقق نہیں ہو سکتی و بیع مرکب کو
 باعتبار کل من البیع والمبیع والنقص انواع اربعہ نأخذ موقوف فاسد باطل و مقایضہ صرف سبب بیک مطلق و حرجہ ثانی
 و ضیعۃ صسا و صیۃ در مصنف بیع کو بصیغہ جمع لایا سبب ہونے بیع کے باعتبار ہر ایک بیع اور بیع اور ثمن کے چار قسم نافذ موقوف
 فاسد باطل اور مقایضہ صرف ثمن بیع مطلق اور مرابحہ ثانیہ و ضیعۃ سادہ ہم کہنا ہے معنی لفظ بیع کا ہر چند مصدر ہے اور مصدر
 تشبہ اور جمع نہیں ہوتا لیکن مصنف نے جو صیغہ جمع کا ذکر کیا ہے تو باعتبار انواع بیع اور بیع اور ثمن کے سبب بیع چار قسم سے خالی نہیں یا
 مفید ملک ہی نہ احوال وہ نافذ ہو یا مفید ملک عند الاجارۃ ہو وہ موقوف ہو یا مفید ملک عند القبض ہو وہ فاسد ہو یا مفید ملک اصلاً نہیں
 وہ باطل ہے اور بیع یا عین ہی یا عین بھی چار احوال سے خالی نہیں یا بیع العین بالعین ہے وہ مفید ملک ہے یا بیع الدین بالدین ہے

اور صرف ہی اور مراد دین کو بیان تقدیر میں لینے سوانا یا نہ ہی یا بیع الدین بالعین سے وہ مسلم ہی یا بیع العین بالعین جو وہ بیع مطلق
 اور بھی قسم اکثر خلق میں راسخ ہے اور عند الاملاق یہی شباد ہوئی ہے لہذا اسکو بیع مطلق کہا اور بیان دین سے وہ مراد ہی جو نقد اور
 لیسہ وہ فرقہ متاثر ہے اور بیع استارن کے بار مال سے نفی نہیں یا بیع من اول سے رائے ہی تو وہ مراد ہے یا من اول کے برابر ہے
 وہ تولیہ سے یا من اول سے گزرتے وہ وقید ہی یا بیع اس من پر ہے جس پر تابع اور مستری کا الفی ہو گیا بل انکس من اول وہاں
 اور وجہ ثانی جیت بیع کی یہ ہے کہ معذرت کو بین مفعول لینے تو اب بیع کی اند بیع کو بھی لیسہ جس مذکور کرنا ہم ہو گا حق لغت مقابله شئی
 مالا اول بدلیل و قمره کذا یقین بیع لغت میں عبارت ہو ایک چیز کے مبادلہ سے دوسری چیز کے ساتھ خواہ وہ خیرال ہو یا بھرو
 دلیل کلام ربانی کے اور یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو بیچا ناقص من سے ہم کہنا ہے جو کہ یوسف علیہ السلام آقا و تبرہ اطلاق مال کا انپر
 بہن ہر سکتا تو معلوم ہوا کہ بیع لغوی من مبادلہ مال کا مال سے شرط نہیں لیکن فخر الاسلام نے کہا کہ بیع لغت میں عبارت ہو تحلیک المال بالمال سے
 اور بطرح شرح میں بھی اسبطرح ہو اور اسبطرح لفظ شر اور استرا اور ایتناج بھی تحلیک مذکور ہو عبارت ہو اور العاطف مذکورہ باعتبار حقیقت
 لغت کے تابع اور شری کے فعل پر بطریق اشتراک واقع ہوتی ہیں مگر عرف میں لفظ بیع کا تابع کو اور لفظ شر اور استرا اور ایتناج شری کو
 معصوم ہو ایتناج شر یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے ۲۲ یا ۴۰ روکم کو بیچا تھا اور جسٹو خرید کیا تھا اسکی عزیز مر کے باجہ ۴۰ دینار کو بجا
 تھا کہ انی الفطادی و حق من لا ضدا اور لفظ بیع کا سجدہ انداد ہو یعنی خرید اور فروخت و لونہین مستحق ہوتا ہو ترا کے لفظ کی
 اند و یستعمل متعدیا و یمن للتاکید و باللام یقال بعثک الشیء و بعثک ففہی الذلۃ قال لعل ابن الفطاع اور لفظ بیع کو
 مستعمل ہوتا ہو وہ مفعول کے ساتھ اور من کے ساتھ تاکید کیو بطو یالام کے ساتھ مستعمل ہوتا ہو عرب بولتے ہیں بیک اسکی ولت لک قولام
 زیادہ سے ایسا کچھ کہا ہو ایں قطع نے و باع علیہ القاضی بکلا ضلالہ اور بتوین بیع ملہ القاضی یعنی قاضی نے اسکا مال بدن اسکی
 رضامندی کے بیچ لیا ہم کہنا ہو شارح نے اشارہ کیا کہ لفظ بیع بحرف طعی ہی ہوتا ہو اور عدم رضاء علی کے لفظ سے ماخوذ ہوئی کہ
 مقبہ نام اعتبار سے و شش عا سبأ دلۃ شئی مرغوب فیہ بملہ حرج غیر مرغوب لکوا فی مینۃ و دھہ اور شرح میں بیع عبارت
 سے اہم بننے سے ایک مرغوب چیز کو دیسی ہی دوسری مرغوب چیز سے تو مرغوب کی قید کو غیر مرغوب چیز بیع کی تعریف سے نکل گئی
 چنانچہ شئی اور مردہ اور خون ہم کہنا ہے یہ تعریف اجارہ اور تخیل پر بھی صادق آتی ہے اسواسطو کہ اوچین بھی مبادلہ ہو مرغوب
 کا مرغوب ہو اور وہ دونوں وجہ مخصوص کی قید سے نہیں نکل سکتی اسواسطو کہ وجہ مخصوص ہو یا بجا اور قبول مراد ہی یا تعاطی طحاوی نے
 کہا بہتر تعریف کنز کی ہے ہو مبادلہ المال بالمال بالراضی لینے مال کو مال سے بدلنا برضائے قنن یہہ حقیقت ہو بیع کی اور رحمت کا شہیم
 خود مال میں داخل ہے اسواسطو کہ بحر الرائق میں ہے کہ مال وہ جو حیاتی طبعیت مائل ہو اور اسکا رکہ جیوڑا حاجت کیوقت کیو شریک
 اور مالیت ثابت ہوتی ہے سب آدمیوں کے قول ہی یا بعض آدمیوں کے تقویم سے اور تقویم ثابت ہوتا ہو مالیت سے اور ترنا اسکی ابا حیت
 انتفاع سے جو چیز مباح الانتفاع ہو بدون قول کے و مال نہیں چند کچھوں کا ایک دانہ اور جو چیز لوگوں کے نزدیک مال ہو لیکن اسکی
 فائدہ لینا مباح نہ ہو و مال متقوم نہیں چنانچہ شراب اور جیکہ دونوں امر لینے قول اور ابا حیت نہیں تو وہ لوہین سے ایک بھی نہ ہو گا چنانچہ
 خون کہ نہ اسکا مال کہتے ہیں نہ متقوم ہوتے ہیں علی وجہ مقید مخصوص ای یا بیجا بلکہ تعاطی مبادلہ مذکورہ ایسی وجہ مخصوص ہے
 ہو جو مقید ہو وجہ مخصوص سے مراد اہم بجا ہی یا تعاطی ہم کہنا ہے طحاوی نے کہا اہم بجا مع القبول مراد ہی اور اگر فقط اہم بجا مراد ہو
 تو تتر من الجانبین ہم میں داخل ہو یا ہو اسواسطو کہ فقط اہم بجا اس میں بھی ہوتا ہو فخر المبدع من الجانبین تو تتر من الجانبین
 لینے اہم ایک دوسرے کو بلا حرف بطریق احسان کے دیا نکل گیا ہم کہنا ہے طحاوی نے کہا ظاہر قول تتر اس پر دلالت کرتا ہو کہ تتر

و مسیحی فی الصلحہ اور تعریف اول یعنی ایجاب کی تعریف پر شبہ کی عبارت کا اعراض وارد ہوتا ہے کہ کہلانا ایجاب کا ایجاب اول کا بطل ہے مگر متفق اور طلاق بوجہ مال میں بطل نہیں اور اسکا ذکر کتاب الفلح میں آدیکھا ہم تکرار ایجاب کی صورت بیع میں صاحبین کے نزدیک یون ہی کہ بائع نے کہا کہ میں نے ایک سو تیرا درم کو بیچا پہر ہولاکہ میں نے ایک سو دو سو دینار کو بیچا سو شتری نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو یہ قبول ایجاب ثانی کی طرقت راجع ہو گا اور دو سو دینار پر بیع منعقد ہوگی اور اگر اپنے غلام سو مولے نے کہا کہ تو آزاد ہے ہزار درم پر پہر ہولاکہ تو آزاد ہی دو سو دینار پر سو غلام نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو اس پر دونوں مال لازم ہو گئے اور صلح میں تکرار عقد مذکور ہوگی اور یہاں گفتگو ہے تکرار ایجاب میں اور اسلحہ نظم آئندہ میں خلاصہ اعراض مذکور ہے کہ جب ایجاب ثانی مستبر ہوا اور ایجاب اول باطل ہو گیا تو ایجاب ثانی پر اولیت صادق نہ آئی اور اسکا جواب یون ممکن ہے کہ اول سے مراد یہ ہے کہ قبول پر مقدم ہو اگرچہ نسبت غیر قبول ثانی ہو یا یون کہ جو کج بیجا باطل ہوا تو کالعدم ہو گیا تو ایجاب ثانی گویا اول ہو گیا کذا فی الطحاوی وفي المنطوية المحيية ۵ وكل عقد بعد عقد جردا ۶ فأن يطل الثاني لا يملك سدي ۷ فالصلح بعد الصلح أصح باطلا ۸ كذا النكاح ما عدى مسائلا ۹ منها الشراء بعد الشراء صح ۱۰ كذا كفاية على ما صرحوا ۱۱ إذا المرأه صارت في المحقق منها إذا زيادة التوثيق ۱۲ اور منظومہ مجیبہ میں ہے اور جو عقد کہ بعد عقد کے مجدد ہوا سو عقد ثانی کو باطل جان سو سطر کہ وہ مہل اور بیعائہ ہے تو صلح بعد صلح کے باطل ہے ہیطر م نکاح بعد نکاح کے باطل ہے یعنی دوسری نکاح سے دوسری نکاح میں لازم نہیں آتا اگرچہ مسائل میں عقد ثانی باطل نہیں ہوتا اگرچہ خرید بعد خرید کو علمائے صحیح کہا ہے ہیطر نکاحات کے باطل نہیں بوجہ تصریح علماء کرام کے اسو سطر کہ عقد محقق میں اسوقت یعنی در صورت اعادہ عقد زیادتی اعتماد مراد ہی یعنی دوسری بار ضمانت لینا ضامن سے یا اصل سے اور پہلی قیمت پر دو بارہ عقد بیع سے زیادتی وثوق مقصود ہے لہذا باطل نہیں وھما عبارۃ عن کل لفظین یبسیان عن معنی التکلیف والتعلیل ماضیان کبعث اشتدیت او کالین کضار عین لم یقر کسوف والسنین کا بیعت فیقول اشتدیت واحد کاضی الاخر حال اور ایجاب اور قبول عبارت سے اُن دونوں میں جو غیر کے مالک کرنے اور اسے مالک ہونے پر دلالت کریں خواہ دونوں لفظین ماضی کی ہوں چنانچہ بعث و شتریت یعنی بیچنا اور میں نے مول لیا یا دونوں لفظین حال کی ہوں جیسو لغت عرب میں دو لفظ مضارع کے جن سے سو فی اور سین متصل نہیں چنانچہ اگرچہ کہ بیعنے میں تیری ہاتھ بیچتا ہوں تو شتری کہے شتریت یعنی میں اور سکو لینا ہوں یا ایک لفظ ماضی کا ہو اور دوسرا حال کا بشرطیت ایجاب فی الحال کہ انی الخ ہم شرح زلیعی میں ہے کہ بیع منعقد ہوتی ہے ہر ایک اس لفظ سے جو تحقیق اور اثبات پر دلالت کرے چنانچہ میں نے بیچا اور خرید کیا یا میں راضی ہوا یا اسکو لے بوجہ اسنے کے اور بیان میں ہے یا بائع نے کہا کہ تمھارا من کھانے کو بوجہ درم کے پہر محتاط نے علم مذکور کیا یا تو بیع تمام ہوگی اور کھانا اسکا حلال ہے اور اگر بائع نے کہا کہ میں نے تمھیں گھر یا بیٹھ غلام تجھ کو بیع کیا بوجہ اس تیرے کپڑے کے تو یہ بیع بالتمام صحیح اور حاشیہ سری الدین میں ہے بائع نے کہا کہ جب تو مجھ کو اسکی قیمت دی تو میں نے اسکو تیری ہاتھ بیچا پہر محتاط نے اسی مجلس میں قیمت ادا کی تو بیع صحیح ہے بطریق استحسان کے بائع نے کہا کہ وہ تیری دھڑی اگر تجھ کو پسند آوی یا اچھی معلوم ہو یا تیرا جی چاہے اور محتاط نے کہا کہ تجھ کو پسند آئی یا اچھی معلوم ہو تو میرے دل نے خوشی کی تو جائز ہے بخرالائق میں ہی تو معلوم ہوا کہ ہم کسی لفظ پر مخصوص نہیں بلکہ جب معنی تملیک اور تمکک حاصل ہوں گے حکم بیع کا ثابت ہوگا بخلاف طلاق اور عتاق کے کہ انہیں منہی معتبر نہیں انہیں تو وہ الفاظ معتبر ہیں جو طلاق اور عتاق کیوں صراحتہ یا کنیتہ موضوع ہیں اور جبکہ بائع نے ایجاب میں مخاطب کی طرقت خطاب کیا تو قبول میں خطاب کرنا شرط نہیں تو اگر بائع نے یون کہا کہ میں نے ایک سو تیرے ہاتھ راستے پر بیچا اور شتری نے کہا میں نے قبول کیا اور یون کہا کہ میں نے تجھ سے قبول کیا تو صحیح ہے کذا فی الطحاوی ۱۳ لکن لا یجوز کسر الاول الى تنقیح الخلاف الثاني فان تولى بطلان ایجاب للحال صح علی الاصل ولا خلاف اذا استعملوا للحال كاهل خوارزم فکما لما مضى كما مبطل لان نقضه للحال ولكن اول یعنی جبکہ ایجاب اور قبول بصیغہ ماضی ہو تو ثبوت بیع کیو سطر قیمت کی کہ نہ حاجت نہیں بخلاف

دلیل التحقیق ولو قال بعته قبله یا فلات قبله غیر جائز فیلینظر فی غیبه میں ہو کہ مان کہنا بعد اسفہام کے فائدہ اس قول کو کہ کیا کر
 مجھے بیجا ہو نہ اسے دیم کے بیع ہو اگر من نقد دی اسو اسطرح کہ نقد تحقین کی دلیل ہے اور اگر بائع نے کہا کہ میں اس کو بیجا سو اسی غلامی او کو
 غیر کر دی سو غیر بنی جائے اس کو جو کر دی تو جائز ہے اور کہا جائے کہ لا یتوقف شطر العقد فیہ ای البیع علی قبول غائب فلو
 قال بعث فلا تا الغائب فیکف فقیل لم یعقد اتفاقا الا اذا کان بمکابله او رساله فیعتد مجلس فی غیہ اور موقوف بصحت نہیں یہ
 کے اندر ایجاب شخص غائب کے قبول کرنے پر یعنی ایجاب باطل ہو تو اگر بائع نے کہا کہ میں نے فلا نے غائب کے ہاتھ بیع کی ہر شخص کو ایجاب نہ کر کی
 خبر ہو چکی ہا کتابت در سائنہ اور اسے بیع قبول کی تو معتقد نہ ہوگی بالاتفاق مگر جبکہ ایجاب نہ کر اس کو بائع کے کہنے یا کو ایجاب بھی ہو بیجا تو قبول ہر
 ہوگا بلوغ کتابت یا رسالت کی مجلس میں ہم کہنا فی الہدایہ و مصدر الشریعہ کا لا یتوقف فی الکساح علی الاظہار خلافا للثانی فلہ الرجوع
 لانہ عقد معاوضۃ بخلاف الحکم والعق علی مال حیث یتوقف اتفاقا فلا رجوع لانہ ینفک فہا یہ جائز باطل ہے ایجاب نکاح میں دوسرے
 قبول غائب بنا بر قول اہل نظر کے بخلاف ابو یوسف کے تو ایجاب کرنا ایجاب سے رجوع کرنا جائز ہے اسو اسطرح کہ بیع یا نکاح عقد معاوضہ ہے
 بخلاف طلع اور عین بوض مال کے کہ انہیں ایجاب شخص غائب کے قبول پر موقوف اتفاقا ایجاب کرنا ایجاب طلع اور عین میں رجوع کرنا جائز نہیں ہو اسطرح
 کہ بیع میں سے بعضی تینوں بشرط ہو کہ ذانی النہایہ ہم طحاوی نے کہا یہ مطلب نہیں کہ ایجاب کرنا ایسا کہ قبول قبل قبول غائب کے رجوع جائز ہو اسطرح
 کہ جب ایجاب باطل سمرا اور رجوع ہمینی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ موقوف قبول حاضر کے رجوع کرنا درست ہو واما الفعل فی المتعاطی وہی المتنازع
 قاموس فی تحسین فیفسد خلافا للکسحی اور وہ فعل جس کے معنی ثابت ہوتی ہو وہ تعاطی ہے اور تعاطی عبارت ہوتا دل سے کذا فی القاموس
 ایضے با ہم دیکھا کہ بیع مشتری کو بیع دے اور مشتری بائع کو قیمت دے ایجاب قبول لغوی خواہ تعاطی ذلیل چیز میں ہو خواہ عمدہ میں بخلاف کرخی
 ایضے او کو نزدیک بیع معتقد نہیں ہوتی مگر ذلیل چیز کی تعاطی میں نہ عمدہ کی ہم نفیس عبارت ہو بیش قیمت ہو اور خسیس کم قیمت ہو اور بعضوں نے کہا
 کہ جب قیمت دس درم باز بادہ ہو دس بیس ہو اور اس سے کم قیمت خسیس ہے بحر الرائق میں کہا کہ بیان اطلاق ہی معتقد ہو کذا فی الطحاوی ہدایہ میں ہے کہ بیع
 کا معتقد ہونا تعاطی سے صحیح ہو فتح القدیر میں کہا وہ صحت صحیح ہو کہ طرفین کی رضامند ہو پر دلالت کرنا یہ سب کو شامل ہو یعنی بیع قولی اور فعلی کو اجناس
 باطنی میں ہو کہ مشتری نے بائع سے کہا کہ اسے گہیوں کہنے کو چیتا ہو اوسنی کہا ایک درم کو مشتری نے کہا او تو خدا کر دی سو او سنی خدا کر دی تو یہ
 بیع ہو گئی اور اسطرح اگر قصاب نے کہا اور اوسنی گوشت تول دیا اور حالانکہ وہ ساکت ہو تو وہ بیع ہو گئی یہاں تک کہ اگر مشتری نے دینا اور گوشت لینا سو
 یا قصاب گوشت دینا سو انکار کرنا تو قاضی دونوں سے زبردستی دلا دینا انتہی مافی الفتح لم یخص ولو تعاطی من احدی الجانبین علی الاصح فتح ویدہ
 یفتی فیض تعاطی سے بیع معتقد ہوتی ہو اگرچہ تعاطی ایک ہی جانب سے ہو یہاں پر قول اصح کے کذا فی الفتح اور اسکا فتویٰ ہو کذا فی فیض ہم فتح قدیر
 میں ہو کہ اس میں اختلاف ہے کہ بیع تعاطی میں فیض بدین شرط ہو ایک ہی مال کا فیض کرنا کافی ہو صحیح قول ثانی ہی اسو اسطرح کہ بیع تعاطی
 فیض احد البدلین سے ثابت ہوتی ہے اور یہ فقہ اور بیع کو شامل ہوتا ہو طحاوی نے کہا مروت اوسکی ہے کہ بائع اور مشتری میں ہر مشتری بائع
 کی رضامند ہی سو بیع لیکر بلا دفع ثمن جلا جائز یا مشتری ثمن دیکر بلا تسلیم بیع جلا جائز بشرطیکہ بیع موجود اور معلوم ہو تو بیع لازم ہوگی بقول صحیح اذا
 لم یخصر معہم التعاطی بعد الم رضاء فلو دفع الدھور واخذ البطاطیہ والباۃ یقول لا یستطیع الجاہل یعقد تعاطی سے بیع معتقد ہوتی ہو جبکہ
 تعاطی کے ساتھ عدم رضا کی تصریح نہ ہو ہو تو اگر مشتری نے دے دھم دینا اور خریدنے سے کہی اور مالانکہ ایجاب کہتا ہو کہ میں او کو اس قیمت پر نہ دھم دینا تو بیع
 معتقد نہ ہوگی حالوں کا بعد عقد فاسد خلاصۃ ویزایۃ وصرحہ فی الصراحت لا یجوز العقد بعد عقد فاسد لا یعتد بہا البیع قبل متناذرا
 القاسد فی بیع التعاطی بالاولیٰ وعلیہ فیحمل مافی الخلاصۃ وغیرہ علی ذلک جائزہ بیع تعاطی معتقد نہیں ہوتی اگر بعد عقد فاسد کے ہر کذا
 فی الخلاصۃ والیزایۃ اور بحر الرائق میں تصریح کی ہو کہ ایجاب اور قبول سے عقد فاسد کے بعد بیع معتقد نہیں ہوتی قبل متناذرا کہ فاسد تو بیع البیع

بیان

من یخرج من الدنیا و یجوز فی فاسد کے یہ منع نہ ہوگی اور بنا بر تفسیر بحر الرائق کے جو خلاصہ غیر مابین سے وہ اسی پر محمول ہو ہم یعنی غلام
 کا اطلاق عدم انتقاد عدم مشارکہ پر محمول ہو طحاوی نے کہا حوی نے اپنی شرح میں خلاصہ سیرین نقل کیا ہے کہ بیع التعاطی میں بیع بھی ضرور
 کہ غصہ فاسد یا باطل کے بعد نہ ہو اور اگر بعد فاسد یا باطل کے ہوگی تو قبل مشارکہ منع نہ ہوگی ہو اسکی بیع سابق پر اسکی بنا پر انتہی یعنی تفسیر قید نہ کر
 غیر خلاصہ میں موجود ہو تو بحر الرائق سے تفسیر کا ثابت کرنا کیا ضرور ہو اور حوی کی طرح نہر الفائق میں بھی خلاصہ کی روایت منقول ہو و متماہرہ
 الاشباہ والنظائر اذ انبطل المتعین بطل للتحقیق والبعث علی الفاسد فاسد اور عدم انتقاد بیع التعاطی قبل الشارکہ کا اشتباہ کے فو
 میں اس فاسد کے تحت میں نہ کہ ہو کہ جب متعین ایکسراطل ہوا تو متعین الفتح بھی باطل ہوگا اور اس فاسد کے تحت میں کہ جسکی بنا فاسد ہو ہوئی وہ
 غرض فاسد ہو یعنی جب بیع اول باطل یا فاسد ہوئی تو بیع ثانی کا قبض بھی باطل یا فاسد ہوگا و قلیل لا یشترک فی التعاطی من الاعطایہ من الحاکمین
 و علیہ لا کذا قالہ الطرسوسی واختارہ الذی و اذنی و اذنی بہ الحاکم انی و اذنی الکرمانی بقسملہ المبیع مع بیان الثمن فخر ثلثہ اقول
 وقد علمت المفتی یہ اور قول ضعیف یہ ہے کہ بیع التعاطی میں اعطاء جانبین یعنی بائع اور مشتری دونوں کا دینا ضرور ہو طرسوسی نے کہا اسی قول
 پر اکثر مابین اور اسی قول کو بزازی نے پسند کیا ہے اور اسکا حلوانی نے فتویٰ دیا ہے اور کرمانی نے اکتفا کیا ہے بیع کی تسلیم پر بیان ثمن کے ساتھ تو
 اس میں منع ہونے میں قول اور تو معلوم کر چکا قول منتهی بہ کو ہم قول اول ہے ہو کہ ایک کا دینا کافی ہو خواہ بائع جمع کو دے خواہ مشتری ثمن کو تو
 کافی سمجھ سے کہ تعاطی میں وہ تو کا دینا ضرور ہو اور سیرا قول مفسر کرمانی کا ہے کہ فقط بیع کا دینا بیان ثمن کے ساتھ کافی ہو اور بشرا و اشیر
 کا امام محمد کا کلام ہے کہ بعضی جگہ تفسیر تعاطی میں اعطاء جانبین ذکر کیا تو اس میں بعضی سمجھو کہ اعطاء جانبین شرط ہے اور بعضی مقام میں اعطاء احد
 الجانبین ذکر کیا تو بعضی سمجھو کہ ایک کا دینا کافی ہو اور بعضی مکان میں تسلیم بیع کا بیان کیا تو بعضیہ تو ہے کہ تسلیم ثمن کافی نہیں بلکہ اعطاء احد الجانبین
 کافی ہو اور یہی قول منتهی بہ ہے کہ کافی الطحاوی و حوزنہ فی شرحہ للفتی حقا لاقالہ والا جابرہ والصفوف بالتعاطی فلیحفظا اور یہی تحریر کی ہے شرح
 تفسیر میں صحت اقالہ اور اجارہ اور صرف کی تعاطی کو اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ تعاطی کی تاثیر فقط بیع میں خاص نہیں ہم شرح طحاوی میں صحت اقالہ احد
 الجانبین کی تعاطی سے روایت بزازیہ اور اجارہ کو صحت عادیہ سے اور صرف کی نہر الفائق سے منقول ہے فروع مسائل طحاوی شارج کے مائتھری
 الانسان من البیاع اذا احتسبہ علی اتمایہ بعد استیلا کا اجازہ مستحسانا جو چیزیں آدمی لیتا ہو بائع سے یعنی بدون انتقاد بیع کے جبکہ
 بائع اور سوان چیزوں کے ثمن کا محاسبہ کرے بعد انکو استیلاک اور خرج کر ڈالو کے تو بطور استحسان کہیہ جائز ہو ہم بحر الرائق میں ہو کہ سفود
 علیہ کی شرائط سے یہ ہے کہ موجود ہو تو بیع معدوم کی منع نہ ہوگی لیکن اس فاسد سے دوسرا منع نہ ہوگی جو قبضہ میں ہے کہ جن چیزوں کی بقال سے بدون
 بیع کے لینے کی عادت ہو علی وجہ الخرج یعنی بطور اجابت کو چاہئے کہ چاہئے مسدود اور نمک اور تیل اگر انکو خرید کرے بعد معدوم ہونے کے تو سمجھ ہی انتہی نہیں
 مسدوم کی بیع جائز نہیں کہ کافی الطحاوی بیع البیاع فی اللی یکتبها اللیوان حل العتال لا یصح بخلاف بیع حظوظ الامتہ لان مال اللیوان
 قائم و لا کذا لث ہما اشتباہ و قدنیہ و مفاذ کا انہ یجوز للستیق بیع خذوہ قبل قبضہ من المشترون بخلاف البیعی بخر و تعقبہ
 فی المنص جہا تنخواہ کی ان چھوٹا جگہ متدیان و فرما ملون پر لکھ بیٹے میں سمجھ نہیں بخلاف ائمہ ساجد کے فتویٰ کہ انکی بیع صحیح ہے اسکی کو قبضہ
 کا مال دان قائم اور موجود ہے اور دیکھا نہیں ہو بیان یعنی مال سلطانی کے پاس مال کا موجود ہونا ہر وقت ضرور نہیں بلکہ ملک کی آمدنی پر موقوف ہے
 کہ کافی الاشباہ و التنبہ اس تعلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحق وقت کو اپنی روٹی بیچنا قبل اسکو کہ تقسیم کرنا او مشرف سے قبضہ کرے جائز ہو بخلاف لکری
 سبب ہی کی تنخواہ کے کہ کافی البعرا و نہر الفائق میں سبب اعراض کیا ہے ہم نہر الفائق میں کہا کہ ظاہر فقیہ کی روایت ضعیف ہے اسکی کہ فقہا کا اس پر
 اتفاق کہ یہ مسدوم کی سمجھ نہیں اور سبب طرح غیر ملوک کی اور امام کا حصہ قبل قبضہ کے ملوک نہیں تو اسکی بیع کہاں صحیح ہوگی اور اسکو یاد رکھنا چاہئے
 وہاں کے کہنا پھر یہ میں کہا ہے کہ قبضہ کی روایت مخالف تو اسکی التفات کے لائق نہیں جینا کہ وہ دوسری کی نقل سے اسکی تاخیر نہ ہو انتہی لخصا

در حال بطور و بجا
 سرشت تاج بہ

ان کی تفسیر
 اس کی تفسیر
 دوسری کی تفسیر
 فو

کرے بشرط منفعت بیعہ فوجائز سے کذا فی البرزازیہ یعنی مثل درم کی قیمت و ایک کویندرہ درم و یک خرید کرے اور بائع کی خرید و فروخت میں بیعہ
 طفل سے منفعت طفل مشروط نہیں و نور شفت کے سبب سو کا خذ واجب و اجل قیل الاخر بائعا کا ان او مشتمل یا فی المجلس لا ق
 اختیار القبول مقید بہ پہر جبکہ کسی عاقد نے ایجاب کیا تو دوسرے بائع ہو یا مشتری او سکو قبول کرے مجلس میں اسو اسطرح کہ قبول کرنا اختیار مقید مجلس
 سے ہم یعنی مجلس ایجاب کے بعد قبول کرنے سے بیع ثابت نہوگی یہاں تک کہ اگر بائع ایجاب کے بعد دوسرے آدمی سو اپنی کسی حاجت میں کلام کر گیا تو ایجاب
 باطل ہوگا کذا فی البحر طحاوی نے کہا تو مجلس سے و مراد یہی حسین و وہ قول اور فعل نیا یا جاری جو اعراض پر دلالت کری اور وہ مشتری نے پذیر
 جو ایجاب کو فوت کر دی اگرچہ اعراض کو اسطرح نہو کذا فی النہر سو اگر اعراض یا مشتری مذکور بائع یا بیع ایجاب مذکور باطل ہو جائیگا اگرچہ بائع اور
 مشتری کا مکان نشست متحد رہے نہ متغیر ہو کل المبیع بکل الثمن او ثلثا لایلزم تفریق الصفقة مجلس ایجاب میں عاقد ثانی کل بیع کو کل
 ثمن کے ساتھ قبول کرے یا نہ کرے تا تفریق صفقة لازم نہ آوے صفقة عبارت ہے یا نہ کہ کو مائعہ پر مارنے سے پہلے کیوقت اور اب اصطلاح فقہ میں
 صفقة سے خود عقد مراد ہے یعنی غیر کیلی اور دوزنی چیز میں یا سب چیز کو تمام ثمن کے ساتھ قبول کرے یا نہ کرے یا سب میں بعض بیعیم کو بعض میں کر
 قبول کرنا جائز نہیں تا تفریق عقد لازم نہ آوے مثلاً اگر بائع نے یون ایجاب کیا کہ میں نے یہ دس امرود یا پونڈی یا لیون چار پیسے کو تیری ہاتھ
 بیچے تو مخاطب نے ہاتھ سے مجلس میں چار دس امرود یا پونڈی یا لیون کو چار پیسے سے قبول کرے یا نہ قبول کرے اور اگر مشتری کہے کہ میں نے پانچ امرود
 یا لیون کو دو پیسے کو لیا تو بیع منعقد نہوگی کیونکہ قبول مخالف ہو گیا ایجاب کی الا اذا اعاذ الا ایجاب والقبول تفریق ایجاب جائز نہیں
 مگر جبکہ بائع اور مشتری دوبارہ ایجاب اور قبول کریں تو بیع جائز ہوگی دوسری ایجاب اور قبول سے نہ اول سے اور غرضی الاخر دکان الثمن
 ملقہ علی المبیع بالاجزاء کما تکیل و مولیٰ و ذلک یاراضی ہو جائے دوسرے شخص تفریق بالقبول سے بشرطیکہ ثمن منقسم ہو بیع کے اجزاء پر چنانچہ
 کبیل اور موزون اجزاء پر ثمن منقسم ہو سکتا ہو مثلاً بائع نے کہا کہ میں نے اسی سیر گیون دس آنے کو بیچے مشتری نے کہا کہ میں نے پانچ سیر گیون پانچ
 آنے کو خرید کئے اور بائع اس پر راضی ہو گیا تو بیع صحیح ہوگی سو اس صورت میں قبول ایجاب ٹھہرا اور رضامندی بائع کی قبول ہو گئی اور ایجاب اول
 باطل ہو گیا و الا و ان رضی الاخر لعدم جواز المبیع بالخصۃ ابتداء کما سحر ۱۵ او اسے اور اگر ثمن منقسم نہ ہو تو بیع
 جائز نہیں اگرچہ دوسرا شخص تفریق بالقبول پر راضی ہو جائے اسو اسطرح کہ حصہ بیع کی بیع ابتدا میں جائز نہیں کذا حررہ الا انی الحشی للدرہم اگر
 انقسام ثمن کا بیع پر بالاجزاء نہو بلکہ انقسام بالقیمۃ ہو یعنی بیع کے اجزاء متفاوت القیمۃ ہوں چنانچہ بائع نے کہا کہ میں نے دو غلام یا دو گھوڑے
 بعض میں دس کے بیچا اور مشتری نے ایک غلام یا ایک گھوڑے کی بیع قبول کی تو بیع صحیح نہوگی اگرچہ بائع راضی ہو جائے اسو اسطرح کہ بیع بالخصۃ ابتدا
 میں جائز نہیں اور اگر بیع بالخصۃ پہچو عارض ہو چنانچہ ایک شخص نے پورا گھوڑا بیچا اور بعد اسکو نصف گھوڑے کا مملوک ثابت ہوا اور مشتری نصف
 باقی کی خرید سو راضی ہو گیا تو بیع صحیح ہوگی اسو اسطرح کہ بیع بالخصۃ انتہا میں عارض ہوئی نہ ابتدا میں اور عدم جواز بیع مذکور اس صورت میں ہے کہ
 بائع نے ہر غلام اور ہر گھوڑے کی قیمت علیحدہ علیحدہ مذکور کی ہو کذا فی الطحاوی او یکن ثمن کل کقولہ بعثتہما کل واحد ثانیۃ و ان کما یکن
 لفظ بعثت عند ابی یوسف و محمد و هو المختار کما فی الشریعۃ عن الیہان ام ایک کا ثمن علیحدہ علیحدہ بیان ہو گیا ہو چنانچہ بائع کا
 یون کہنا کہ میں نے دو غلام یا دو گھوڑے بیچا ہر ایک کو بعض سو درم کے اگرچہ بائع نے لفظ بیعت کا دہار نہ کیا ہو صاحبین کے نزدیک اور یہی عدم
 تکرار لفظ بیع قول مختار ہے چنانچہ شریعہ میں برہان سے منقول ہے ہم صاحبین کے نزدیک تفصیل ثمن صفیقہ متعدد ہونے میں کافی ہے بشرط تکرار
 لفظ بیع چنانچہ اسکی مثال شارح نے ذکر کی اور امام اعظم کے نزدیک احد و صفیقہ میں تکرار لفظ بیع شرط ہے اسطرح کہ بیعتک اذین العبدین
 بیعتک اذینکسماتہ و بیعتک اذینکسماتہ یعنی ان دو غلاموں کو تیرے ہاتھ میں بیچا اس غلام کو پانسو کی عوض میں نے بیچا اور اس غلام کو پانسو
 کی عوض میں نے بیچا اور فتم القدرین صاحبین کے قول کو یون ترجیح دی ہے کہ مجرد تفریق ثمن بلا تکرار لفظ بیع کافی ہے اسو اسطرح کہ ظاہر بائع کی غرض

یہ کہ وہ دونوں میں سے کوئی یک جا ہو اور اگر وہ دونوں یک جا ہوں گے تو یہاں تک کہ ایک کی قیمت کا جدا جدا بیان کرنا بیجا نہ ہو اور ما کہ فی قبل نظر
 الا یہاں اب ان رجعت للموجب قبل القبول او قام احدھا وان لم یدلھب عن مجلسہ علی الراحم عمر ابن الکمال فانہ کجھلن ہا
 الخیر وکذا سائر التعلیقات فتح اور جب تک دوسرے قول نہیں کیا تو ایجاب باطل ہوگا اگر ایجاب کرنا اس نے رجوع کیا اپنی قول سے قبول
 کرنے سے پہلے یعنی یوں ہر لاکہ میں نہیں بیجا یا نہیں خرید کر آیا یا دونوں میں سے کوئی کپڑا ہو گیا اگر چہ اس مجلس نہ چلا گیا ہو تاہم قول راجح کے
 کافی التہرید کہ اسرار ابن الکمال نے قبول سے قبل مجلس اختیار نہ کیا کی مجلس کی مانند سے کہ خود اعراض اور قیام کے باطل ہو جاتی ہے اور اس پر علم کافی
 تعلیقات کی مجلس کذا فی النسخ ہم ہر الفائق میں سے اختلاف مجلس اس محل کے اشتغال سے ثابت ہوتا ہے جو اعراض پر دلالت کری چنانچہ کہا نا اور بیجا
 نماز پڑھنا اور کلام کرنا اگرچہ ضروری بات ہو اور چلنا لیکن ایک لفظ کہا نا یا پانی پینا اس پر نہ سے جو مانند میں تھا ایجا کہ بوقت اور سو جانا اور شہر نشین
 عاقبت اور فرض نماز کا ہر کارنا مجلس کو نہیں بدلتا یعنی اگر بائع نے ایجاب کیا اور ختم طبع نماز پڑھنا سوا سوا نماز کے بعد قبول کیا تو صحیح ہو اور اگر
 نقل نماز میں دوسری رکعت پڑھ کر قبول کر لیا تو بھی صحیح ہے اور اگر شفعہ ثانیہ کو لا دیا اور چار پڑھ کر قبول کر لیا تو صحیح نہیں اور چلنا تو مطلقا ظاہر اور دلالت
 میں اختلاف مجلس کا سبب ہو یہاں تک کہ اگر بائع اور مشتری چلتی کجالت میں خرید و فروخت کریں تو بیع صحیح نہ ہوگی اگرچہ ایک ہی سواری پر دو نہ ہوں اور
 اور عطاردی وغیرہ کا بیہ شمار ہے کہ اگر اس بعد تسل قبول کیا چلنے کجالت میں تو جائز ہے اور محیط میں اسکی تصحیح ہے اور خلاصہ میں ہے کہ ایک دو
 قدم چلنے میں جائز ہے جمیع القاریین میں کہا کہ سن قول کو ہم جیسے ہیں اور چھٹی میں ہے کہ مجلس متحدہ ہو کہ جس میں احد المتعاقدین جو لنگھتی ایجاب
 اور قبول کے اند کام میں مشغول نہ ہوں یا وہ اشتغال کریں جو اعراض پر دلالت کرے اور کشتی گہر کی مانند ہو تو مجلس منقطع نہ ہوگی اور کسی چلتی ہوئی
 کہ بائع اور مشتری اوکو شریعت پر تا دینہیں انتہی اور نفع القدر میں سواو خیار مخیر کے اور تعلیقات کا ذکر نہیں کذا فی الطحطاوی وادع او جمل
 فی تم التبع بلا اختیار الا بصیب اور ثانیہ خلاصہ خلاصہ اور جبکہ ایجاب اور قبول ہائی گئی تو بیع لازم ہوگئی بلا ثبوت اختیار احد المتعاقدین
 سواو خیار البیب اور خیار الرکوبہ کی بخلاف مذہب شافعی کے ہم یعنی جب ایجاب اور قبول اپنی شرائط مذکورہ کے موافق حاصل ہوں تو اب کتبیکو
 نفیس بیع میں اختیار نہ کر سبب عیب یا عدم ردیت کو اور یہی قول ہے امام مالک کا اور امام شافعی اور اسطرح امام احمد بن حنبل کا یہ مذہب ہے کہ
 بائع اور مشتری دونوں کو بقای مجلس اختیار ہے امام شافعی کی وہ مرفوع حدیث دلیل ہے جو صحاح ستہ میں عبد اللہ بن عمر مروی ہے کہ التباہیان
 بائع یا مشتری یا مشتری یا مشتری جب تک جدا نہیں ہوئی شارح نے اسکا جواب قول آئندہ میں مذکور کیا وحدثنا محمد بن علی عقیق
 الا قولہ ان لا احوال ثلاث قبل قولہا وبعدک وبعدک اطلاق المتباہیان فی الاولیٰ جواز الاولیٰ وثی الشانی جہان
 الا کوئی وثی الثالث حقیقۃ فی قبل علیہ اور حدیث خیار یا شافعی کے اسناد لان کی حدیث تفرق اقوال پر محمول ہے اسو اسطو کہ بیان میں جاتا
 محتمل ہیں قبل قول عائدین کے یا تبعہ قول عائدین کے یا ایک عائد کے قول کے بعد اور اطلاق متباہیین کا پہلی صورت میں مجاز ہے باعتبار انجام کار
 کے اند دوسری صورت میں مجاز ہے باعتبار وجوہ مستند کے اور تیسری صورت میں حقیقت ہے نوادسی پر محمول ہوگا ہم حدیث مدوح میں تفرق کو
 اختیار کی غایت قرار دیا ہے اور تفرق سو مراد تفرق ابدان یا تفرق مجلس نہیں بلکہ تفرق اقوال فرادہ ہے یعنی بعد ایجاب کے دوسری عائد کا یوں کہنا
 کہ میں نہیں ہوں لیتا یا رجوع کرنا موجب کا قبل قبول کرنے کے اسو اسطو کہ قبل ایجاب اور قبول کے عائدین کو متباہیین کہنا مجاز ہے چنانچہ متبر کو بائع کہنا
 اور بعد تمام ہو جانے بیع کے اوکو متابع کہنا بھی مجاز ہے چنانچہ پیر کو جو ان بولنا تو شافعیین ہا م البیوع کو متباہیین کہنا بھی حقیقت ٹھہرا اور شافعی
 اس وقت صادق آتا ہے جبکہ ایک ایجاب کرے اور دوسرا نہ قبول کرے لہذا یہی البیوع فرادہ ٹھہرا اور یہی بیعت خیار القبول ہے اور یہی تقریر ہے ابراہیم
 ہنسی امی رحمۃ اللہ علیہ کی تو خلاصہ مطلب یہ شریعت میں ہر ایک جو دو شخص خرید و فروخت کی گفتگو کر رہے ہیں ایجاب کے بعد قبل قبول کے مختار ہیں دوسرا
 شخص چاہے قبول کرے یا کرے اور موجب چاہے ایجاب کو ثابت رکھے یا ایجاب سے رجوع کرے اگر کوئی کہے کہ تمہاری تقریر میں مجاز سے ظاہر نہیں اسو اسطو کہ

یہ کہ وہ دونوں میں سے کوئی یک جا ہو اور اگر وہ دونوں یک جا ہوں گے تو یہاں تک کہ ایک کی قیمت کا جدا جدا بیان کرنا بیجا نہ ہو اور ما کہ فی قبل نظر
 الا یہاں اب ان رجعت للموجب قبل القبول او قام احدھا وان لم یدلھب عن مجلسہ علی الراحم عمر ابن الکمال فانہ کجھلن ہا
 الخیر وکذا سائر التعلیقات فتح اور جب تک دوسرے قول نہیں کیا تو ایجاب باطل ہوگا اگر ایجاب کرنا اس نے رجوع کیا اپنی قول سے قبول
 کرنے سے پہلے یعنی یوں ہر لاکہ میں نہیں بیجا یا نہیں خرید کر آیا یا دونوں میں سے کوئی کپڑا ہو گیا اگر چہ اس مجلس نہ چلا گیا ہو تاہم قول راجح کے
 کافی التہرید کہ اسرار ابن الکمال نے قبول سے قبل مجلس اختیار نہ کیا کی مجلس کی مانند سے کہ خود اعراض اور قیام کے باطل ہو جاتی ہے اور اس پر علم کافی
 تعلیقات کی مجلس کذا فی النسخ ہم ہر الفائق میں سے اختلاف مجلس اس محل کے اشتغال سے ثابت ہوتا ہے جو اعراض پر دلالت کری چنانچہ کہا نا اور بیجا
 نماز پڑھنا اور کلام کرنا اگرچہ ضروری بات ہو اور چلنا لیکن ایک لفظ کہا نا یا پانی پینا اس پر نہ سے جو مانند میں تھا ایجا کہ بوقت اور سو جانا اور شہر نشین
 عاقبت اور فرض نماز کا ہر کارنا مجلس کو نہیں بدلتا یعنی اگر بائع نے ایجاب کیا اور ختم طبع نماز پڑھنا سوا سوا نماز کے بعد قبول کیا تو صحیح ہو اور اگر
 نقل نماز میں دوسری رکعت پڑھ کر قبول کر لیا تو بھی صحیح ہے اور اگر شفعہ ثانیہ کو لا دیا اور چار پڑھ کر قبول کر لیا تو صحیح نہیں اور چلنا تو مطلقا ظاہر اور دلالت
 میں اختلاف مجلس کا سبب ہو یہاں تک کہ اگر بائع اور مشتری چلتی کجالت میں خرید و فروخت کریں تو بیع صحیح نہ ہوگی اگرچہ ایک ہی سواری پر دو نہ ہوں اور
 اور عطاردی وغیرہ کا بیہ شمار ہے کہ اگر اس بعد تسل قبول کیا چلنے کجالت میں تو جائز ہے اور محیط میں اسکی تصحیح ہے اور خلاصہ میں ہے کہ ایک دو
 قدم چلنے میں جائز ہے جمیع القاریین میں کہا کہ سن قول کو ہم جیسے ہیں اور چھٹی میں ہے کہ مجلس متحدہ ہو کہ جس میں احد المتعاقدین جو لنگھتی ایجاب
 اور قبول کے اند کام میں مشغول نہ ہوں یا وہ اشتغال کریں جو اعراض پر دلالت کرے اور کشتی گہر کی مانند ہو تو مجلس منقطع نہ ہوگی اور کسی چلتی ہوئی
 کہ بائع اور مشتری اوکو شریعت پر تا دینہیں انتہی اور نفع القدر میں سواو خیار مخیر کے اور تعلیقات کا ذکر نہیں کذا فی الطحطاوی وادع او جمل
 فی تم التبع بلا اختیار الا بصیب اور ثانیہ خلاصہ خلاصہ اور جبکہ ایجاب اور قبول ہائی گئی تو بیع لازم ہوگئی بلا ثبوت اختیار احد المتعاقدین
 سواو خیار البیب اور خیار الرکوبہ کی بخلاف مذہب شافعی کے ہم یعنی جب ایجاب اور قبول اپنی شرائط مذکورہ کے موافق حاصل ہوں تو اب کتبیکو
 نفیس بیع میں اختیار نہ کر سبب عیب یا عدم ردیت کو اور یہی قول ہے امام مالک کا اور امام شافعی اور اسطرح امام احمد بن حنبل کا یہ مذہب ہے کہ
 بائع اور مشتری دونوں کو بقای مجلس اختیار ہے امام شافعی کی وہ مرفوع حدیث دلیل ہے جو صحاح ستہ میں عبد اللہ بن عمر مروی ہے کہ التباہیان
 بائع یا مشتری یا مشتری یا مشتری جب تک جدا نہیں ہوئی شارح نے اسکا جواب قول آئندہ میں مذکور کیا وحدثنا محمد بن علی عقیق
 الا قولہ ان لا احوال ثلاث قبل قولہا وبعدک وبعدک اطلاق المتباہیان فی الاولیٰ جواز الاولیٰ وثی الشانی جہان
 الا کوئی وثی الثالث حقیقۃ فی قبل علیہ اور حدیث خیار یا شافعی کے اسناد لان کی حدیث تفرق اقوال پر محمول ہے اسو اسطو کہ بیان میں جاتا
 محتمل ہیں قبل قول عائدین کے یا تبعہ قول عائدین کے یا ایک عائد کے قول کے بعد اور اطلاق متباہیین کا پہلی صورت میں مجاز ہے باعتبار انجام کار
 کے اند دوسری صورت میں مجاز ہے باعتبار وجوہ مستند کے اور تیسری صورت میں حقیقت ہے نوادسی پر محمول ہوگا ہم حدیث مدوح میں تفرق کو
 اختیار کی غایت قرار دیا ہے اور تفرق سو مراد تفرق ابدان یا تفرق مجلس نہیں بلکہ تفرق اقوال فرادہ ہے یعنی بعد ایجاب کے دوسری عائد کا یوں کہنا
 کہ میں نہیں ہوں لیتا یا رجوع کرنا موجب کا قبل قبول کرنے کے اسو اسطو کہ قبل ایجاب اور قبول کے عائدین کو متباہیین کہنا مجاز ہے چنانچہ متبر کو بائع کہنا
 اور بعد تمام ہو جانے بیع کے اوکو متابع کہنا بھی مجاز ہے چنانچہ پیر کو جو ان بولنا تو شافعیین ہا م البیوع کو متباہیین کہنا بھی حقیقت ٹھہرا اور شافعی
 اس وقت صادق آتا ہے جبکہ ایک ایجاب کرے اور دوسرا نہ قبول کرے لہذا یہی البیوع فرادہ ٹھہرا اور یہی بیعت خیار القبول ہے اور یہی تقریر ہے ابراہیم
 ہنسی امی رحمۃ اللہ علیہ کی تو خلاصہ مطلب یہ شریعت میں ہر ایک جو دو شخص خرید و فروخت کی گفتگو کر رہے ہیں ایجاب کے بعد قبل قبول کے مختار ہیں دوسرا
 شخص چاہے قبول کرے یا کرے اور موجب چاہے ایجاب کو ثابت رکھے یا ایجاب سے رجوع کرے اگر کوئی کہے کہ تمہاری تقریر میں مجاز سے ظاہر نہیں اسو اسطو کہ

کہ جب تک دوسرے نے قبول نہیں کیا تو ایک ہی بالغ ثابت ہوتا ہے متباہین اس کا جواب ہے کہ یہ اول مواضع سے یہ بیان حقیقت بعض نسخہ کے معنی سے صادر
آئی ہے جیسے بھری حقیقی معنی صادق نہیں مگر ہفت تخم خبر حال کہ تمام الفاظ خیر دفعہ حاصل نہیں بلکہ علی التناوب تو دیکھو بیان بعض حدوث کو
برائے سے منکر کہنا اس کو صادق آیا اگر کوئی کہے کہ حدیث میں تفرق کی اسناد متباہین کیلئے صریحاً ہے تفرق اقوال کیونکر مراد ہو سکتا اس کا
جواب ہے کہ شرح اور عرف میں تفرق رجال کی اسناد سے تفرق اقوال اکثر مراد ہونا ہی قال اللہ تعالیٰ **وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا فِي بَعْضِ الْأُمُورِ**
الْبَيْتَةِ یعنی تفرق نہیں ہوئے اہل کتاب مگر بعد آنے دلیل کے اور حدیث میں داردی کہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں پر تفریق ہوئے اور میری امت کا
تہتر فرقوں پر افتراق ہو گا اس آیت اور حدیث میں افتراق رجال سے صریحاً افتراق اقوال مراد ہے نہ افتراق ابدان اب امام اعظم کے مذہب کے
دلائل کو دریافت کرنا چاہیے کہ آیات قرآنیہ میں اور قیاس قال اللہ تعالیٰ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ عَظِيمًا** یعنی ایمان والو پورا کرو عقود کو اور
بیع عقد سے قبل تخیر کے وقال اللہ تعالیٰ **وَلَا تَكُنْ مِنَ الْكَاذِبِينَ** **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ عَظِيمًا** **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ عَظِيمًا** **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ عَظِيمًا**
بطریقہ غلط کے گریہ کہ تجارت ہو تمہاری رضا مندی سے اور بعد ایجاب اور قبول کے تجارت برضا مندی صادق آتی ہے بلا توقف علی التخییر
اس آیت میں حق تعالیٰ نے خرید کی چیز کے کہانے کو مباح فرمایا قبل تخیر کے وقال اللہ تعالیٰ **فَمَاذَا تَبَايَعْتُمْ** یعنی گواہ کرو جبکہ باہم بیع کرو
اس آیت میں توفیق بالشہادۃ کا ارشاد ہوا تا انکار بیع نہ واقع ہو اور بیع صادق آتی ہے قبل خیاب بعد الايجاب والقبول کے تو اگر اختیار
ثابت ہو اور بیع لازم نہ ہو قبل خیاب کے تو نصوص مذکورہ کا ابطال لازم آوے لہذا حدیث مذکور کو خیاب القبول پر محمول کیا تا قرآن اور حدیث کے
مطلب میں اختلاف باقی نہ رہے اور قیاس کی دلیل یہ ہے کہ بیع کو نکاح اور طلع اور حق بعوض مال اور کتابت پر قیاس کیا کہ ہر ایک ان میں سے
عقد معاوضہ ہے کہ بلا خیاب مجلس مجرّد اوس لفظ کے جو رضا مندی پر دلالت کرے تمام ہو جانا ہو علی هذا القیاس بیع بھی واللہ اعلم کذا فی فتح القدیر
بصرف وکشی طبعاً معرفۃ قدر مدعی وحقن اور بیع صحیح ہونے کی واسطے مشروط ہے مقدار بیع اور ثمن کی معرفت ہم مصنف فی لفظ
معرفت سے اشارہ کیا کہ دانست مقدار بیع اور ثمن شرط ہے اور انکا ذکر کرنا شرط نہیں ہوا اگر بیع نہایت مجہول ہو اور ویسی نادانستی کے ساتھ
خرید فروخت کا رواج نہ ہو تو بیع صحیح نہیں تو اگر بالغ نے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ اپنا سبیل بیجا جو اس گھر میں ہے منجملہ عید اور دواب اور ثیاب
کے اور مشتری نہیں جانتا کہ اوس میں کیا ہے تو بیع فاسد ہو اور اگر بون کہیگا کہ میں نے اپنا مال جو اس کوٹھری یا اس صندوق یا اس خرچی میں ہی تیرے
ساتھ بیجا تو جائز ہے اگر مشتری اس کو جانتا ہو اس واسطے کہ جہالت مافی البیت کتر ہے جہالت مافی الدار سے تو نہایت جہالت نہوتی جو مانع ہے
صحت کی اور رواج جہالت کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر سنے سے اپنی مشکین فرات کو پانی کی مثلاً خرید کر لیا ابو یوسف نے کہا اگر مشک متعین ہے
تو جائز ہے بسبب رواج کے اور یہی حکم ہے بچال اور گھر سے کا اور بیچنا ہوا اور قیاس میں جائز نہیں اگر اوسکی مقدار معلوم ہو اور یہ قول
امام کا ہے اور ظاہر ظہیر جواز پر دلالت کرتا ہے اور مقدار معرفت بیع اوس صورت میں شرط ہے جب تسلیم کی حاجت ہو والا شرط نہیں چنانچہ زید
نے اقرار کیا کہ خالد کا اسباب میرا پس بطور جمعیت و دمعیت کہ ہے پھر زید نے اس کو خالد سے مول لیا تو جائز ہے اگرچہ بالغ اور مشتری اوسکی
مقدار کو جانتے ہوں اور اسبطر ہم بیع صحیح نہیں اگر مقدار ثمن مجہول ہو چنانچہ ایک چیز کی بیع کرنا اوسکی قیمت پر یا جو قیمت مشتری قرار دی یا ظاناً
شخص یا بقدر اپنی رائے المال کے یا بیچنا بمثل بیع غلامی حالانکہ بالغ اور مشتری نے اوس ثمن کو بخانا یا نہانک کہ جدا ہو گئی اور اگر اوسکی مجلس عظیم
حاصل ہو گا تو بیع صحیح ہے مع الخیار اور اگر کوئی چیز خریدی ہوئے سے بوزن اوس پتھر کے تو جائز نہیں ہو سبب پتھر کا وزن معلوم نہیں اور اگر ٹکڑا
وزن معلوم ہو گا تو بیع صحیح ہے مع الخیار صحیح ہوگی اور مصنف نے معرفت مقدار ثمن کو مطلق رکھا تو معرفت صریح اور معرفت عرفی دونوں کو شامل رہی اب اگر
بنازیہ میں کہا کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ میں نے اس گہرے کو یا اس کپڑے کو یا اس خربوز کو کو بعوض دس کے خریدا کیا اور اس شہر میں دراجہم اور
دنایر اور فلوس سے خرید کر نکال رواج ہو اور مشتری نے انشاء اللہ میں سے کوئی چیز ذکر کی تو گھر کی بیع دنایر یا در کپڑے کی دراجہم یا در خربوز

دھڑا ادا کرے ہیں دینے والے میں سے کسی ایک اور یہ بیع صحیح ہے جس میں اس وقت ہو جبکہ بیع واقع ہو نقد میں سے تو اگر بیع میں
 ہو بل بیع ہوگی تو بیع فاسد ہے کذا فی الفیہ ہم میں دین سے نقد بفرسہ مقابلہ میں مراد ہے غلامہ یہ ہے کہ اگر ثمن روپیہ یا اشرفی سے اور
 اس کے دے سے کا مثلاً دس روز کا وعدہ کیا تو بیع صحیح ہے اور اگر ثمن کپڑے یا اور اسباب تو اس کا دامن مدت میں کرنا صحیح نہیں کہ بیع کا
 وینا لایعین جنبہ ولحیظہما نقد کا فایہ من رب الناس کی سیٹی کی یا یہ اور جبکہ یہ بکلاف جنس ثمن ہو اور بیع اور ثمن دو نو کو کیل اور ورنہ شامل
 ہو اور اس طرح اس میں اخیر کا بیع ہو چنانچہ اس کی تفصیل باب الریاء میں آئی ہے ہم غلامہ یہ ہے کہ بیع جس میں اس وقت ہو کہ شرط ہو ایک یہ کہ قرض ختم ہو
 کے ہو سمجھا بیان کے دوسری شرط یہ ہے کہ یہ بکلاف جنس ہو بشرطیکہ بیع اور ثمن کیلی اور ورنہ جنسوں کا بیع کپڑے کو روپیہ سے خرید کر نادت
 مقرر کر کے بیع سے تو بیع نہیں کی ہر سے یا من ہر گھوٹوں کی یا گھوٹوں کی جو مدت مقرر کر کے بیع میں ہیں کہ بیع ہو والا جملہ بکلاف
 من وقت التسلیم و لوفیہ خیال منسقوط الحیا و عند الختامہ اور مدت کی ابتدا تسلیم سے بیع کو وقت سے ہو اور اگر بیع بشرط اختیار ہوگی تو
 حسب اس کے اعتبار سا فط ہوگا اس وقت سے مدت شروع ہوگی امام کے نزدیک کذا فی الخاتمہ یعنی مدت کا تسلیم کے بعد سے نہ بعد ایجاب اور قبول
 کے و للمشتري ثمن مؤجل الى سنة متكررة الاجل سنة ثانية من تسليم البائع السلعة على المشتري سنة الاجل المتكرر
 تحصیل لافائد التاجیل اور اٹھ منتری کے لئے جس سال میں بیع کے ثمن ہو بل پر خرید کیا دوسری سال کی مدت ہی تسلیم سے بیع کو وقت سے ہو بل
 کہ بیع کے سال کے سال کو منتری سے سال غیر میں کی مدت میں تاخر مدت کا فائدہ حاصل ہو غلامہ یہ ہے کہ منتری نے ادا کی ثمن کو ابھی سال ہی کی مدت
 بلا ثمن سال مقدم کیا اور یا بیع نے ایجاب اور قبول کے بعد سال پر تسلیم سے بیع کی تو تسلیم کے بعد دوسری سال سے اس کی مدت مذکورہ شروع ہوگی ہفت منتری
 بیع میں صرف کر کے ادا ثمن پر قادر ہو یہ قول ہے امام کا خلافاً لما جین قلو معینة و لم یمنع الماتة من التسليم لانها لا کان التمتع بها
 حیث ہو اگر مدت میں سال کی ہو یا بیع نے تسلیم سے بیع کو شروع کیا ہو تو دوسری سال کی مدت بانفاق امام اور صاحبین کے نہیں ہوگی اس طرح کہ اب منتری کا تصرف
 سے ہم اگر منتری نے کہا کہ میں اسی سال میں ادا کر دینا اور بیع پر میں مدت چنانچہ اگر منتری نے کہا کہ رجب تک ادا کر دینا اور یا بیع نے سال میں صرف
 یا رجب تک تسلیم سے بیع کی تو منتری کو اس طرح دوسری مدت بانفاق ہوگی کذا فی المطاوعی عن الدرر الدمشقی فی فادی مالگیری میں ہے کہ محل اختلاف
 امام اور صاحبین در صورت امتناع تسلیم سے اور اگر یا بیع نے امتناع نہیں کیا تو ابتدا ہی مدت مذکورہ سے بالاجام والحق المسحوق قد لا لا و صفة
 ینصرفون مطلقاً الى غالب نقد البیوع بلایة العقد یجزم الفادی لانه المتعارف اور جس ثمن کی مقدار مذکور ہوئی فادی کا وصف تو اس
 ثمن کا مطلق تصرف ہوگا غالب نقد بلکہ کی طرف یعنی جس شہر میں بیع مستند ہوئی وہاں کا نقد غالب الرواج مراد ہوگا کذا فی مجمع الفادی اس طرح
 کہ جب کار و اج غالب ہو وہی متعارف ہو ہم بیع منتری نے دس درم کو بیع خرید کی بلا قید و صفت اور بلا قید شہر تو یہی مطلق ادا میں ہے کہ نقد
 غالب کی طرف راجع ہوگا صاحبین سے واقع ہوئی نہ عاقدین کی شہر کی طرف اس طرح کہ نقد غالب متعارف ہو تو مطلق اس کی طرف راجع ہوگا اگر چہ اس شہر
 میں اور درہم ہی موجود ہو جس معاملہ میں ہونا یا ہونا ہو مگر قلیل چنانچہ اسکا اشارہ فتح القدیر میں ہے کذا فی التبرطوطا دی مجمع الفادی کی تفصیل
 کیا کہ ایک شخص نے بیع کی ایک رو سے اسٹھان میں بیع دس رو سے کسی دکانیر کے سوا دس رو سے قیمت نہ دی یہاں تک کہ منتری بخارا میں لے تو اس پر عیار
 و صفتان ہی واجب ہوگا تو مکان عقد ہی متبرع ہوا ہے و این اختلاف التوق مالکاً کذا فی شریعی ویندقی فسد العقد مع
 الاصل و فی رد المحتار فی الجلیس لوال الجھت لیکر اید اگر نقد دس رو کے مختلف ہوں باعتبار البیت کے جیسے شریعی
 اور بدقی سونا تو عقد فاسد ہو اور کو رواج برابر ہونے کے ساتھ گرا دس رو فساد نہیں جبکہ منتری بیان کر دے ایک نقد کو اسی مجلس میں سبب
 و در جو جانے جہالت کے ہم بیع فاسد ہی سبب جہالت کو باعث تزام ہی اس طرح کہ ایک دوسری سے اسے نہیں باعتبار رواج کے اور
 اگر منتری نے مجلس میں تصریح کی اور یا بیع راضی ہو گیا تو بیع صحیح ہے اس طرح کہ جہالت دفع ہو گئی قبل اس کی نفرد کے مصنف فی اختلاف نقد و

کی اسواسطے قیام لگائی کہ اگر نقد مالیت اور رواج میں برابر ہوں تو میں بھیج کر مشتری کو اختیار ہو چاہی اور اگر سیطرہ اگر نقد مالیت اور رواج
 دونوں میں مختلف ہوں یا مالیت میں برابر ہوں رواج میں مختلف ہوں تو دونوں صورتوں میں بیع صحیح ہے باعتبار اوس نقد کے جو غالب الرواج ہو گا
 نے البیوع صحیحہ بیع الطعام ہو فی عرف المتقدمین اسلم للخطیۃ و دقیقاً کیلاً و جزاً فاما ثلث الجیم معرب کذا الجائز فکا اور صحیح ہو
 بیع طعام کی پانے سے پاپ کر اور بطور تخمین اور اٹکل کے طعام متقدمین کے عرف میں گہوں اور اسکے آٹے کا نام ہو اور خراف بحر کات ثلث جیم کذا
 کا رسی کا معرب ہو معنی مجازت ہم کہتا ہو علامہ نوع نے کہا کہ ثلث بیع ہو صحیح اور تخمین ہو بلا کیل اور بلا وزن اور ابن قطع نے کہا کہ مجازت
 بیع میں عبارت ہو مٹا ہلہ سے اتجا صل مصنف کے کلام میں طعام سے جمع جو ب مراد ہوں نہ فقط گہوں اور نہ جمع ماکولات بقرینہ کیل اور خراف کے
 جواب کی بیع اٹکل سے جائز ہوئی بلا کیل اور وزن بسبب و در ہو جانے جہات کے اشارہ کرنے سے حاشیہ کی میں معنی سے منقول ہو کہ اٹکل کی بیع میں شرط
 یہ ہو کہ میرا اور شار ایہ ہو کہ لے اٹھا وی اذا کان بخلاف جنسہ ولعلہ ان رأس مال سلمہ لشرطیۃ معرفۃ کما سیلحی او کا بخلاف
 و هو فی نصف صاع اذ لا یؤفیہ کما سیلحی بیع جو ب بطور تخمین صحیح ہو جب کہ بیع اوسکی مخالف جنس ہو جو چنانچہ گہوں کی بیع جو سے اور جبکہ سلم
 رأس المال نہ ہو اسواسطے کہ کس المال کی مقبض مقدار شرط ہو چنانچہ باب سلم میں آویگا یا بیع اناج کی اپنی جنس ہو حالانکہ اناج نصف صاع سے کمتر ہے
 اسواسطے کہ نصف صاع سے کمتر میں بیع نہیں چنانچہ باب الرزقین آویگا ومن الجائز فکا البیوع باناء و صحیح لا یخرف قد ارجح قید فہما وللمشتري
 الخیار فیہما کھار اور بخلاف تخمین جو چنانچہ اس برتن اور پتر سے ہنکی مقدار معلوم نہیں اور مشتری کو دونوں میں اختیار ہو کہ لے اٹھے البیوع کما سیلحی
 کہا اسواسطے یہ بیع جائز ہو کہ جہات باعث منازعت نہیں اور کیل اور مجازت پر سکو اسواسطے عطف کیا کہ یہ بصورت کیل کے ہو اور حقیقت میں کیل
 نہیں اور شرط صحت یہ ہو کہ برتن گشتا بڑ پنا ہو چنانچہ لکڑی یا لوہے کا برتن ہو اور اگر مثل زنبیل یا خرچی کے برتن ہو تو جائز نہیں مگر بانی کی مشکون میں
 بسبب رواج کے جائز ہو اور مصنف نے ثبوت خیار سے سکوت کیا لیکن جمع النوازل میں ثبوت خیار پر تصریح ہو اس صورتیں کہ خرید کر اس پتر
 کے برابر سونے سے لہتے اور لائق یوں جو کہ غیر معلوم المقدار برتن میں ہی اختیار ثبات ہو لہتے و هذا اذا لم یحتمل الا ناء النقصان فی الجیم
 التفتت فان احتملما لم یجوز کبیعہ قلنا ما یملأ هذا البیت ولو قد رما ملاً هذا انطست لجائز ہر بیع اور یہ بیع برتن
 کی پڑی اور پتر کے وزن سے بیع او سوقت جائز ہو جب برتن نقصان کا اور پتر ٹوٹنے پھوٹنے کا محتمل ہو اور اگر نقصان اور پھوٹنے کا احتمال ہوگا تو بیع جائز
 ہوگی چنانچہ اس مقدار کی بیع جائز نہیں جیسے یہ کہ پتر ہی ہر جائز اور اگر اس مقدار کی بیع کی جو اس طاس کو بہر دی تو جائز ہو کہ لے اٹھے البیوع و صحیح کا شکی
 صاع فی بیع صلیح کل صاع بکذا مع الخیار للمشتري لتفرق الصفة علیہ وکیفی خیائراً التکشف اور صحیح ہو بیع ہر سکو
 چنانچہ ایک صاع کی بیع صحیح ہو اناج کے ڈھیر کی بیع میں سطر ج کہ ہر صاع عوض لے سکے باوجود اختیار مشتری کے بسبب متفرق ہونے عقد کے مشتری
 پر اور سکو خیال التکشف کہتے ہیں کہ ہر سکو ایک ڈھیر ہو گہوں یا جو کا لے سکے مالک نے کہا کہ میں نے سکو بیچا ہر صاع عوض ورم کے یا ہر سیر عوض لے
 کے اور مقدار اسکی نہ ذکر کی کہ اتنے صاع یا لے سیر تو امام عظم کے نزدیک ایک صاع یا ایک سیر کی بیع صحیح ہوگی اسواسطے کہ ہر قدر بیع اور وزن معلوم
 ہو اور بیع نے نفسہ متفادات چیز نہیں اور اس سے زیادہ مقدار اور وزن دونوں مجہول ہیں معلوم ہیں کہ سب ڈھیر کے صاع یا سیر کا ہو اور ورم یا
 کتو بہن طحا وی نے کہا خیال التکشف اسواسطے کہتے ہیں کہ حال تکشف ہو گیا ایک صاع کی صحت بیع سے بخلاف اثنین برائے سے منقول ہو کہ ایک صاع
 میں بیع لازم ہو بلا اختیار مشتری اور یہی قول ظاہر ہو و الساعلم و صحی فی الكل ان کیلک فی المجلس لزوال التفسیہ قبل تقریر اسکے
 جملہ قضاۃ بخلاف اختیار لو عند العقد و بہ لو بعدہ فی المجلس او بعدہ لا عندہما و یہاں تکلف اور صحیح ہو بیع سب ڈھیر میں اگر
 اسکا پیمانہ ہو گیا عقد کی مجلس میں بسبب و در ہو جانے مفسد کے قبل اسکے جمنے کے یعنی جہات قبل انقصان و مجلس برائے ہو گئی یا بالی نے اوس
 ڈھیر کے تغیر بیان کر دئے تو بیع صحیح ہوگی بلا اختیار مشتری اگر انسیہ عقد کے نزدیک ہو اور اگر تسبیہ بعد عقد کے مجلس میں ہو تو بیع با اختیار مشتری
 بیان ۱۲

مرا دہر جو موجب نزاع ہو شایع گو یوں کہنا مناسب نہا کہ ہر مای میں لفظ امر کا لانا سواسطے کہ تعلیق خود میں ہی تعلیق کی سبب مثال ہو کہ کل امر اور جزو
 قوی تالیف یعنی جس صورت سے میں تاج کردن دو مطلق ہو و کما اکتلت الخ تعلیق در کیم اور ہر بار کہ میں گوشت کجاؤن تو مجہد پر ایک درم دینا واجب
 تو ہر تریق پر طلاق اور ہر لغت پر درم واجب ہوگا اور امر کی مثال یہ ہو کہ آمر نے ما مور سے کہا کہ میری طرف سے ہر مہینہ میں ایک درم دیا کر سو اور
 ایک مہینہ سے زیادہ دے تو امر پر وہ لازم ہوں گے والا فان لم تعلم فی المجلس فعلى الواحد اتفاقا کاجاؤن و کمالہ و افراد و اگر جہالت
 موجب نزاع ہو تو اگر افراد کی نہایت مجلس میں نہ معلوم ہو تو وہاں لفظ کل کا ایک فرد پر محمول ہوگا باتفاق امام اور صاحبین کے چنانچہ اجاب ہو اور
 ضمانت اور افراد میں م کہتا ہو اجاب ہو کہ میں نے اجارہ دیا پنا گھر کل شہر عرض اتنی کے تو اس پر ایک مہینہ لازم ہوگا اور ضمانت کی صورت
 یہ ہو کہ اگر عورت کے نفقہ کا ضمان ہو اکل شہر یا کل یوم کا تو اس پر ایک مہینہ یا ایک دن کا نفقہ لازم ہوگا امام کے نزدیک خلا فلا بے یوسف اور
 اقرار کی صورت یہ ہو کہ جب زید نے خالد سے کہا کہ تیری بچہ پر کل درم ہیں تو ایک درم لازم ہوگا کہ لے لفظ دی والا فان تقاء وتی الا فساد
 کا لفظ ختم یعنی شے عت کا اور اگر نہایت افراد کی معلوم ہو سو اگر افراد قیمت میں تفاوت ہوں چنانچہ غنم تو کسی چیز میں امام کے نزدیک یہ
 سبب نہیں نہ ایک فرد میں نہ سبب افراد میں والا صحت فی واحد کا لفظ ہے اور اگر افراد میں تفاوت نہ ہو تو ایک صلح یا ایک سیر میں امام کے
 نزدیک بیع صحیح ہے چنانچہ گہون جو کے ڈبیر میں و صحیحاً لا فی صحیحاً فی کل صحیح اور صاحبین نے بیع کو صحیح کہا ہو دو وزن میں یعنی سب غنم اور سب بٹیر
 کہ انے البحر م کہتا ہو صاحبین اور شافعی کی یہ دلیل ہو کہ بیع معلوم ہو چکی شاری کے سبب سو اور جہالت غنم کی شمار کرنے غنم سے اور بانج کے پیمانہ
 کرنے سے ردال پذیر ہو تو عقد صحیح ہوگا کیونکہ دفع جہالت کا طریقہ موجود ہو و فی التصریح عن العدیان والشرنبل الیہ عن البرہان فی
 المقصوداتی عن المحیط وغیرہ و یقولہا یقیناً تیسیراً اور ہر اتفاق میں عیون سو اور شرنبلا لیبہ میں بران سے اور نہتانی میں محیط
 وغیرہ سے منقول ہو کہ اس میں صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ ہو نظر آسانی کے وان باء صلیک علی اٹھ مائے قفیز مائے درم جو وہی اقل و
 اکثر اخذ مشتری الاقل بخصتہ ان شاء او قتیہ لتفرق الصفة و کذا کل مکیل او موزون لیس تبعضہ من کل اگر ڈبیر کو بیچا ہو
 شرط پر کہ وہ سو قفیز ہو سو درم کو اور حالانکہ وہ سو سے کم ہو یا زیادہ ہو تو مشتری کم کرے اس کے حصے کے موافق قیمت دیکر اگر چاہی یعنی مثلاً اگر
 ساٹھ قفیز گہون ہوں تو ساٹھ درم کو لے یا چاہی بیع کو فسخ کرے سبب متفرق ہونے صنف کے اور یہی حکم ہو ہر ایک اس کی یا ذنی چیز کے
 پارہ ہونے میں ضرر نہیں م کہتا ہو ضرر تبعض کی قید سے غلامیہ کا مسئلہ نکل گیا کہ اگر موتی بیچا اس شرط پر کہ مثقال بہر ہو بہر وہ وزن میں مثقال ہو یا ذ
 مثلاً تو مشتری اس کا مالک ہو یعنی بلا زیادہ وزن اس واسطے کہ وزن کو پیمز میں جبکہ تبعض مضری و صف ہی جیسے ذراع کبریٰ میں و صف ہی کہ لے
 الخطا دی و ما زاد الیالبایہ لوقوع العقد علی قدر سبعین اور جزو زیادہ ہو یعنی اگر ڈبیر اٹھ سو قفیز سے زیادہ نکلا تو وہ بائع کا ہی سبب واقع ہو
 بیع کے قدر میں پر مبنی بیع سو قفیز پر منعقد ہوئی تو جتنا سو سو زیادہ ہوگا وہ داخل عقد نہیں تو وہ بائع کا ہوگا نہ مشتری کا وان یا م المذموم
 مثلاً علی انہ مائے ذراع مثلاً اخذ مشتری الاقل بکل الثمن او تر کمالا اذا قبض المبیع او شاہدک فلا خیاراتک لا تنقاع الغرر نہر
 و اخذ الاكثر فلا خیارات البایع لان الذرع وصف لتعیبہ بالتبعض ضمة القدر والوصف لا یقابلہ ثمن الثمن
 اور اگر مذموم کو خواہ کچھ ہو یا زمین کہ لے شرح الملتقی مانند سابق کے بیچ اس شرط پر کہ مذموم مثلاً سو گز ہو سو درم کو تو مشتری کمتر کو پوری قیمت سے لے گا
 کری مگر جب کہ مشتری نے بیع پر قبضہ کیا یا اس کو دیکھ لیا تو اس کو ترک بیع میں اختیار نہ رہیگا بسبب متقی ہو جانے قریب کے کافی الزہر اور اکثر کو مشتری لیتا
 بلا اختیار بائع اس کو کہ ذرع یعنی گز و صف ہی بسبب یہ ہونے مذموم کے تبعض سے بخلاف مقدار یعنی کھل اور وزن کے کہ وہ وصف نہیں اور وصف کے
 مقابلہ میں ثمن کچھ نہیں پڑتا م کہتا ہو توضیح ہوگی یہ ہو کہ بائع نے زمین بیچی سو روپے کو اس شرط پر کہ وہ سو گز ہو مثلاً بہر وہ ساٹھ یا اسی گز غل یا ایک سو گز
 ثابت ہوئی تو مشتری کو کمتر میں اختیار ہو چاہی ساٹھ یا اسی گز پوری قیمت کو سو روپے دیکرے یا نہ لے اور اکثر یعنی ایک سو گز کو مشتری سو روپے سے لے گا

یہاں بائع کے خلاف کیلی اور دینی چیز کے کہ نہیں گزشتہ کی کو بیگا اور اگر کا بائع مالک ہو گا اسو اسطو کہ در زمین ذراع وصف ہو اور کیل
اور ہر وزن میں کیل اور وزن وصف نہیں پڑتا لائق میں ہو کہ مطلق فقہ میں وصف شری اور سے مبادی جو بائع ہونے کا اور مفصل ہو اسو سبب
اوس میں حاصل ہو تو اسکی غری کو زیادہ کر دی چنانچہ ذراع وصف ہو کر سے میں اسواسطے کہ اگر دس گز پڑی کی کس دم مثلاً قیمت ہو اگر ایک گز پڑی
سے کہ ہر گز تو دس گز درم کا نہ بیگا یعنی اسواسطے کہ اگر جب نہ فیرو کہ کا نہ نہیں اور دس گز کافی ہو لہذا بعض نے وصف کی یون تفریق کی ہو کہ وصف
وہ جو حتمی ہو بیویہ ہو جائی اور زیادہ اور کم ہونا وصف ہو اور ہر ایسا ہوا واصل ہو تھے تو معلوم ہو کہ ذراع ثوب میں اوشتا زائدہ کی نہیں
ہو کی مقابل کو پیش نہیں پڑتا یعنی شمن بیج کے اجزا پر تقسیم نہیں ہوتا چنانچہ گیسوں وغیرہ میں تقسیم ہوتا ہو اگر ادا کا ان مقصود بالائتساو لکھا آقا کہ
بقولہ دانی قال فی ہم لکن ذراع کل ذراع بل صراحت الادل بخصیۃ بعد در تہ اصلاً یا فرایدہ بل ذکر الثمن او شرا لہ منقر بق الصنف
گر جب کہ وصف مقصود بالائتساو ہو تو شمن اس کے مقابل ہو گا چنانچہ صنف شلے اس قول سے اسکو بیان کیا اور اگر بائع نے ذراع کی بیعین کہا کہ ہر گز
میں دس گز ہو تو مشتری کہ اس کے جسے کے موافقی ہے اسواسطے کہ ذراع اگر یہ وصف ہو کر بیان اہل ہو گیا سبب اس کے ملکہ کر دیو کے حق کے ذکر
کر دینے سے یا تو کہ چکر سبب متفرق ہونے عقد کے کہ کہتا ہو یعنی اگر سوز زمین یا گز کو سو درم سے بیجا اسطو کہ ہر گز کے عوض ایک درم شمن منور کیا
اور سوز گز کے مشتری یا بیو سبب گز کو سو درم دیکرے پاس سے نہ لے اسواسطے کہ گز اگر یہ وصف ہو لیکن جب اسکا شمن جدا ذکر ہو تو وہ اصل میں
ہو گیا وکذا اتخذ الا کو کل ذراع بدراجہ او شمن لہ فم صر الالزام الزائدہ او سبب طر سوز سے زیادہ کہ مشتری سے ہر گز عوض درم کے یا
بیو شمن بیج کر سوز الزام زائدہ کا ضرر دفع ہو م کہتا ہو چکر سے ہوئی تھی سوز کی لہذا زائدہ کے خرید کرنے میں مشتری کو اختیار ہوا اما الزام الا لازم لازم نہ آوی
و قسند بیع جنس اذا شری من مائتہ ذرا پر من دایرا و حمار و حنظلہ وان لم یقسم جملتها علی الصنف لاق الزائدہ صلیکھا اور فاسد ہو بیج
اس گز کی گہر یا نام کی سوز دہن میں سوز و صاحبین سے چکر سے کہتا ہو اگر یہ بائع نے سب گزوں کا نام نہ لیا ہو بقول بیع ہو اسطے کہ درام جہالت کا
عاقبت کے ہاتھ میں ہو م کہتا ہو فساد بیع کی وجہ امام کے نزدیک یہ ہو کہ ذراع حقیقت میں اس آلو کا نام ہی جس سے مائتہ بین حواء و گز کی کا ہو یا تو
کا سو وہ حقیقی سے پہچان شمن میں نہ مجازاً پہچان ذراع سے زمین مراد ہو جو ذراع سے پائی جاتی ہو اور زمین پر اطلاق ذراع نہیں ہو سکتا مگر
میں او شمن ہو کہ اسواسطے کہ یا پناقل محسوس ہو کہ محل محسوس کا مقتضی ہو تو اس صورت میں دس گز فیرو معلوم نہیں ہو کہ گہر یا حرام کے کس جانب سے واد
میں تو یہ جہالت باعث سازعت ہو بائع کی کہ میں دس گز فلا سے طرفی و دیکھا مشتری کہے گا نہیں میں فلا سے طرفی لہذا خلاف سبب کے کہ وہ امر
مقتضی ہو محل محسوس کا مقتضی نہیں تو اسکا شائع ہو نا جائز ہو کیو کہ ایسی جہالت مبادی میں اس واسطے کہ وہ جس سے مالک کو بیع سے وایکا شریک
ہو نام اگر میں با فضیل موضع اور صاحبین کے نزدیک وہ صحت کی بقول صحیح یہ ہو کہ دس گز کی جہالت کا دور کرنا یا پکر بائع اور مشتری کے اختیار میں ہو
پر چند امام کے نزدیک ہر طرح بیع قاصد ہو خواہ بائع تمام ذراع کو نہ کر دی یا کر سوز لیکن صنف لے اسواسطے سوز ذراع ذکر کے لہذا قول آئید صحیح ہو
اسواسطے کہ چند سبب امام کا بیجا بدون ذکر کل سبب امام کے با اتفاق امام اور صاحبین صحیح نہیں کہ لای الطول و لا یقتضی بیع عشر قہ آشتی حرم مائتہ سہم
انتا قاتلہ لیسو السہم کا الذراع فاسد نہیں بیج دس سہم کی جملہ سوز سبب با اتفاق امام اور صاحبین کے سبب بیج اور عام ہونے سہم کے نہ ذراع کے
کیون کہ سہم امر عقلی ہو عقل کا مقتضی نہیں اور ذراع محل محسوس کا مقتضی ہو چنانچہ مفصل ذکر ہو چکا یعنی لوترا اختیار علی تعین الا ذراع فی مکان یا امر
و بیعی انتا کہ جیسی لو فی الجلیس لو بعد فی بیع بالتعا علی فہر باقی رہی یہ بات کہ اگر بائع اور مشتری بائع ہو جائیں گزوں کی تعین پر ایک مکان
خاص میں ہو سکو کتب فقہ میں مصرع نہیں دیکھا اور لائی یہ ہو کہ بیج مستحب صحت ہو جائی اگر تعین مجلس عقد میں ہو اور اگر تعین مجلس کے بعد تو بیع بالتعا
ہو کہ لائی الہر اشد فی عقد ذرا میں قیچی ثابا او عقدا جس علانہ کذا انقص او نرا ذفسکی لکھا لہ خرید کے سبب حد قیمت والی چیز سے خواہ
پر سے ہوں یا بیو کر کی کہ اسنے الجبرہ پس شرط پر خرید ہو تو کہتا ہیں پر کم نکلے یا زیادہ ہو سوز تو بیع قاصد ہی سبب جہالت کے کہ کہتا ہو مثلاً و ہر

بیع فی زمین
بیع فی مکان
بیع فی محسوس
بیع فی غیر محسوس

اور وہ ذات میں پہنچ دیا اور ہم نے اپنے شایع سے کہا کہ اگر ایک گراس کر اس سے بیچے تو بائز ہو نہ بیچے غیر کے ڈبر سے اس واسطے کہ قطع اور
 غیر بائی کو مقرر نہیں کرتے البتہ اسی علی آتہ عشق اخذ سے کل خراج بدل دیم اخذ استحقاق عشق و شر با دو نصف بالاحسان لا تخذ
 انعم و اخذ استحقاق نصف بخیار و تصرف الصنف و قال محمد یاخذ فی الاول بعشر و نصف بالخیار
 و فی الثانی بتسع و نصف بہ و هو اعقل الاقوال بحسبوا استحقاق المصنف و غیرین قلت لکن صحیح القسطنطینی وغیرہ
 قول الامام و علیہ الملقون علیہ الفلانی یس محلف البوائب کز الیقین وغیرہ کے نہند مرید کیا اس شرط پر کہ وہ دس گروہی ہرگز فروش
 درم کے در مشتری اور سکولے دس درم سے ساڑھی دس گز کے ہونے میں اختیار ہو اسطے کہ نصف گز کا زیادہ ہونا چھوٹا نفع تر ہو اور اس کو نور دم
 سولے ساڑھی نو گز کے ہونے میں اور چار ہونے بسبب متفرق ہونے عقد کے اور محمد نے کہا کہ پہلی صورت میں اس کو ساڑھی دس درم سولے اگر
 چار ہوا اور دوسری صورت میں ساڑھی نو درم کو لے کر چار ہوا اور یہ قول معتدل ترین اقوال ہے کہ نہ لے البتہ اور یہی قول کو مصنف وغیرہ نے ثابت دیکھا ہے میں
 بہت ہوں لیکن قسطنطینی وغیرہ نے امام کے قول کی تصحیح کی ہے اور اسی قول پر متون فقہ مشن ہیں تو امام ہی کے قول پر فتویٰ ہے ہم امام کی دلیل یہ ہے کہ
 ذراع و صف ہر پہل میں اور حکم پہل کا اٹھتے دیا جو جب شرط پای جائی و شرط بیان ذراع میں پائی گئی نہ نصف ذراع میں نو گز کا ذراع اپنی اصالت پر
 بتا رہا اور وصف کے مقابل کچھ نہیں شین واقع ہوتا اور محمد نے ہر کا اعتبار کل کے ساتھ کیا ہو اسطے کہ جب ہر ذراع مقابل درم کے ہو تو نصف ذراع نصف
 درم کے مقابل ہو گا البتہ اتفاقاً نے کہا کہ ہم محمد کے قول کو کہتے ہیں اور نفع القدر میں ہے کہ بعضی شرایع میں سے محمد کے قول کو اختیار کیا ہے اور وہ غیر ہیں
 کہا کہ امام ابو حنیفہ کا قول اصح و محکم و بی ہے کہ محمد کا شایع کی تفریم میں محمد کو اسطے کہ گاہی فتویٰ کے قول صحیح پر ہوتا ہے نہ اصح پر یا گاہی غیر متون کی روایت
 پر فتویٰ ہوتا ہے آسانی کی واسطے یا بسبب جریان تعامل کے تو تفریم شایع کی یعنی قول امام کا منقول ہونا تمام نہیں اور تو معلوم کر چکا ہو اتفاقاً کا قول دانستہ علم
 بالعباد فصل فیما یدخل و الیہ تبعاً و لا یدخل یہ فصل و آئین جو بیع یعنی بیع میں بطریق تبیت داخل ہوتا ہے اور جو بالتبع داخل نہیں ہوتا اصل
 ان مسائل هذا الفصل مبني على قاعدتين احدهما ما اذا لا بقوله كل ما كان في اليد اذ لم يتبادر يعني كل ما استوفى
 مقتضى ذلك استعمل العليم عن فاك يخل بلا ذكر اصل یہی کہ اس فصل کے مسائل کی بنا و دقاعہ دن پر ہو ایک ہی حدیث کو مصنف نے اپنی اس
 قول سے بیان کیا کہ جو چیز کہ گہر میں ہے از متبیل مارت کے یعنی جو چیز کہ بیع کو نام کو شامل ہو عرف میں و بیع میں داخل ہو وہ دن ذکر کر نیچے ہم مشایخ
 نے مشاہدہ کر دیا کہ مصنف کے کام میں گہر اور عمارت ہوتی ہیں مثال کے یہ نہ بطریق قید کے اور یہ طریقہ تا حد وہ ثانیہ پیش شایع قیام کے طرف اشارہ کر گیا یعنی
 جو چیز و اج میں اس بیع کو شامل ہو جیسے گہر کو عمارت شامل ہو وہ دن ذکر کے بیع میں داخل ہے تو گہر کی بیع میں عمارت بلا ذکر داخل ہے ہو اسطے کہ گہر
 عمارت پر زمین اور عمارت سے ذکر الثانیۃ بقولہ او متعلایہ تبعاً لھا فدخل فی کبھتا یعنی کل ما كان متعلایہ استعمل العليم
 فتدایر و هو متا و ضم لا لان بقولہ البشرد دخل تبعاً و ما لا فلا اور تا یہ ثانیہ کو مصنف نے اپنی اس قول سے بیان کیا
 یا جو چیز اس سے متصل ہو وہ گہر کی زمین داخل ہو گہر کے تابع ہو کہ یعنی جو متصل ہو بیع سے باتصال قرار یعنی جو اسطے نہ جی ہر کہ آدمی ہو کہ گہر کا
 چنانچہ اینٹ مٹی کی سیر ہی وہ بیع میں داخل ہو بالتبع اور جو ایسی متصل نہیں وہ داخل نہیں چنانچہ ٹکڑی کی سیر ہی جس کا ایک سرائی میں گرا ہو
 و اما لو كان من القسمين فان من حقوقه و امر افقه دخل بدل كسرها و الا لا و رجود و لون تسون میں نہیں یعنی نہ اس بیع کو شامل ہو جیسے
 سو متصل جو باتصال قرار ہو اگر وہ چیز بیع کے حقوق اور مرافق سے ہو تو بشرط ذکر حقوق اور مرافق کے داخل ہوگی اور نہیں تو داخل نہوگی ہم
 شایع نے تو اسداس فصل کے بطور صاحب ہر کے دو قاعدہ بیان کئے اور بہتر یہ تھا کہ صاحب در کی نہند میں قاعدہ نو ذکر کر تا ہر طرح چلتا قاعدہ
 یہ کہ جو اس بیع کو شامل ہو عرفاً و بیع میں بلا ذکر مریم داخل ہو دو سرائی قاعدہ یہ کہ جو متصل ہو بیع سے باتصال قرار وہ تابع ہو بیع کا اور ہر کی زمین
 داخل ہو تیسرا قاعدہ یہ کہ جو دونوں قسموں میں نہ ہو تو اگر حقوق اور مرافق میں ہی تو ذکر حقوق اور مرافق داخل ہو گا والا نہیں گذلے البتہ لای

فیدخل البیان والمفاتيح المتصلة اغلا قريبا فتمت ولا القفل لعدم اتصاله والشكل المتصل والسرور
والدراج المتصلة والرخي لواسفلها حديثا والبتك لا الدلو والحبل ما لم يغل بمرفقها اي الدار كغيره يبيع عات قبل ان يولدوه مفاتيح جارية
اغلاق سوسنل ين كما جسد انمين جوين چنانچه نصبه اور كينون اگر چه چاندی کی ہون نہ قفل یعنی قفل اور کچی کچی داخل یہ نہیں اس واسطے کہ وہ گھر سے متصل ہیں
اور گھر کی بیع میں داخل ہو نہ دیان متصل اور وہ تختہ اور زینہ جزمین میں گڑا اور جا ہو اور چکی اگر اس کا نیچے کا پاٹ زمین میں گڑا ہو اور کونوین
کی گھر کی داخل وار ہو اور دول اور رسی داخل نہیں جب تک باغ مرفق دار کا لفظ کہے ہم اغلاق جمع ہر غلق کی اور غلق لغت میں کو فارسی میں کلیدانہ
اور بند در گھر میں یعنی ابہ حدید جو دولون کو اردون میں کیلون ہو چڑا ہوتا ہے دروازہ کھولنے اور بند کرنے واسطے بعض اہل ہند اسکو کہنا کہتے ہیں
اور بعض ملین اور عرب اسکو قصبہ اور کیلون بولتے ہیں قنادی عالمگیری میں ہے کہ اگر زینہ کڑی کا ایک طرف زمین میں گڑا اور جا ہو تو گھر کی بیع میں داخل ہے اور اگر
متصل اور متحول ہوتا ہو تو باغ کا ہی اور تیار خانہ میں ہو کہ سلاسل اور قنادیل جو چہت میں کیلون سے جڑی ہوں وہ گھر کی بیع میں داخل ہیں اور فتح تہذیب
میں ہے کہ کچی کا نیچو کا پتھر جزمین میں گڑا ہو بطور قیاس کے اور اوپر کا پتھر بطور ستان کے بیع میں داخل ہے لیکن دیار مصر میں نیچے کا پتھر زمین میں نہیں
جاتے بلکہ دولون پتھر مستقل اور متحول رہتے ہیں تو ایسی کچی داخل بیع ہوگی اور کھوان گھر کا اور کچی گھر کی داخل بیع ہوتی وہ دول اور سی جواد سیرعلق
ہو اتنے اور قنادی عالمگیری میں محیط سوسنل ہے کہ جب ایک گھر یا دوکان مول لی اور کچی دیوار گھر پر سی سوسنل میں رانگا اور گریان ٹھین تو اگر وہ منجملہ عمارت
میں سہ کام کو واسطے چنانچہ کڑی کی جو سی قنادی کا مالک شری ہو اور اگر بطور ودیعت کے ہوں تو باغ اس کا مالک ہو اور وجہ کروری میں ہے کہ اگر دوکان کے
لگے جتنا ہو چنانچہ بازار دون میں ہوتا ہو تو داخل بیع ہو گا مگر نہ کر مرفق اتنے وکذا استأثما اور بطرح گھر کی بیع میں خانہ باغ داخل ہو ہم فتح القدر
میں ہے کہ وہ خانہ باغ مراد ہو جو گھر کے اندر ہو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اور اگر گھر سے خارج ہو تو اور سلیمان کے نزدیک داخل بیع نہیں اگر چہ اس کا دروازہ گھر
میں ہو اور فقیہ ابو جعفر نے کہا کہ اگر دروازہ خانہ باغ کا گھر کے دروازے سے چھوٹا ہو اور کھولنے کے بعد گھر کے باغ ہو تو داخل ہو اور اگر اس کا دروازہ
گھر کے دروازے سے بڑا یا برابر ہو تو داخل نہیں ہوتا واما الیہذا الکامنة فی الدار فتدخل فتح کیا سیجی فی باب الاستحقاق اور وہ کونوین
جو گھر میں ہو سو گھر کی بیع میں داخل ہے کذا فی الفتح چنانچہ باب الاستحقاق میں آوگا وہ دخل فی بیع الحماہ القدی لا القمصاع اور حمام کی بیع میں دیگن
داخل ہیں نہ کاٹھے ہم دیوین اور دیگر زون کی دیگن اور غسالین کے تقار اور تیلیو کی مشور اور شکرے اور دیوین کا پشرا سپر و کپڑے کوٹ کر کٹا
کرتے ہیں وہ سب میں کی بیع میں داخل نہیں اگر چه بیع بمقوی ارضی ہوئی ہو میں کہتا ہوں کہ لائق یوں ہو کہ اگر ہم مرفق ارضی ہوئی ہو تو ہشیانہ کورہ دخل
ہوں کذا فی فتح القدر و فی الحماہ کا قہان شرعاً من المزارعین و اهل القرى لا لو من الحضرین ایہ کہہ رہی کی بیع میں اس کا پالان
داخل ہے اگر گھر کو مزارعین اور دیہات کے رہنوں والوں سے خرید کیا ہو اور اگر گھر والوں سے یعنی جو گھر بیچنے کی تجارت کرتے ہوں اور سوسنل لیکتا
پالان داخل بیع ہو گا مطلقاً دی سے کہا شاید یہی دیکھ میں ہو کہ ہو اگر دون کی عادت میں ہو کہ نگی بیچتے بیچتے ہیں و تدخل فی کذا تہذیباً اور گھر کی
گلے کا گندہ داخل ہے جو اعتبار رواج کے ہم جو رسی کہ گھر کے گلے میں بندھی ہو وہ ہمار کی بیع میں داخل ہو عرف میں لیکن جہان اسکا رواج
ہمیں دمان داخل نہیں اور جاتو کی لگام اور جو رسی کہ بیل کے سینگون پر بندھی ہو اور جہول بدون شرط کے داخل بیع نہیں کذا فی العالمیۃ اور گھر کی
کی بیع میں لگام اور اونٹ کی بیع میں فقط کیل داخل ہو اور کسی کتاب میں اسکا حکم نہ کو نہیں کہ گھوڑا کہے اور ادسیر زمین ہو بعضوں نے کہا کہ زمین داخل ہے
بلا تنصیس یا یکم من کذا فی فتح القدر ویدخل وکذا البقرة الرضیع و فی الا تان لا رضیعاً کو لا یفقی اور گامی کا دودہ پتیا بچہ گامی کی
بیع میں داخل ہو اور گھر کی بیع میں اس کا بچہ داخل نہیں خواہ دودہ پتیا ہو یا نہ پتیا ہو اسکا فتوی ہے ہم دیوین کی بیع میں کہ گامی کا دودہ بھونلی
حاصل نہیں ہو سکتا بدون اس کے بچے کے اور گھر کی دودہ ملا نہیں جو بچہ لینے کی ضرورت پر مطلقاً وہی نے کہا اس سلسلہ میں بڑا اختلاف ہے اور ان
ہو رکنا عرف پر ہو ویدخل ثیاب عباء وجابر فتی ای کسین مثلها یعطیها هذا او خیرها اور غلام اور نرندی کے کڑی کو کچی ہم

تجربہ نہیں تو ظاہر نہیں کہ یہ بیع صحیح نہیں اور کسی نے اسکو صحیح کہا ہے اور حلوٰی نے جواز کا فتویٰ دیا ہے اگر اگر پہلے سودا رہے ہوں گے کہ انہی کے لئے شرح الزبانی
قید اکثریت میں شارح قہستانی کا تابع ہو گیا اور بحر الرائق میں حلوٰی کا فتویٰ کلی ثمار میں منقول ہے اور یہی قول ہے امام فضلی کا اس واسطے کہ موجودہ وقت
عقد اصل بیع ہو اور جو اس کے بعد پیدا ہوگا وہ تابع ہو خواہ موجود قلیل ہو یا اکثر شمس اللہ نے کہا ہے آستان ہو بسبب تعامل اور عرف کے کہ انہی کے لئے خطاوی
وہ قطعاً مشتری فی الحالی جہذا علیہ اور پھلون کو مشتری بعد بیع کے نے الحال قطع کر لے مشتری پر جبر کیا جائیگا قطع ثمار میں قطع
بعد بیع اس واسطے لازم ہے تا ملک بائع ملک مشتری سے فارغ ہو جاوے ورنہ قس طرہ تو گھٹا علی الاشیاء فسد البیع کشف طالع القطع علی
الذات کا وہی اور اگر مشتری نے پھلون کا قائم رکھنا درختوں پر شرط کر لیا تو بیع فاسد ہوگی چنانچہ بائع پر قطع شرط کر لینے سے بیع فاسد ہوتی ہے
کہ انہی کے لئے امام ذہبی القاسمی وقیل قائلہ محمد لا یفسد اذا اتنا کت الثمر للتعاریف فكان شرطاً یقتضیہ العقل وہ یقتضی بخر من لا سول
لکن ولقہستکی عن المصنفات ان علی قولہا الفلونی فقتبہ اور بعضوں نے کہا قائل اس قول کے محمد بن کہ بیع ثمار کی بشرط ترک
علی الاشیاء فسد نہیں جب کہ پہل بڑا چکا ہو بسبب تلافی اور تعامل کے تو یہ شرط ایسی ہے جسکو عقد بیع مقتضی ہے اور یہی قول کا فتویٰ ہے کہ انہی کے لئے
عن الاسرار لیکن قہستانی میں مصنفات سے منقول ہے کہ شیخین کے قول پر فتویٰ ہے تو خبر وار رہنا م شارح نے اپنے قول سے ہٹا کر دیا کہ یہاں دلو
قول مفتی ہیں تو مفتی بیان فتویٰ میں مجیر محشی مدنی نے کہا شارح سے یہاں بے تاملی واقع ہوئی اس واسطے کہ قہستانی میں شیخین کے قول کا فتویٰ
نہایہ سے منقول ہے اور محمد کے قول کا فتویٰ مصنفات سے قیل باشدراط الذل لک لکہ تو شرکاً مطلقاً وترکھا باذن البائع طاب لہ الزیادۃ
وکن بغیر اذ نہ مضیق ہما اذنی ذاکھتا مصنف نے فساد بیع میں شرط ترک کی قید لگائی ہو اس واسطے کہ اگر پھلون کو مشتری نے مول لیا مطلقاً یعنی
بلا شرط قطع و بلا شرط ترک اور پھلون کو درختوں پر قائم رکھا بائع کے اذن سے تو بعد بیع کے جس قدر پھلون میں زیادتی ہوگی وہ مشتری کو ملال ہے
اور اگر لیز اذن بائع کے پھلون کو درختوں پر بیچنے دیا تو جس قدر پھلون کی ذات میں زیادتی ہوئی ہو اسکو تصدق کرے فقیر دن پر ہم زیادتی معلوم
ہونے کا یہ طریقہ ہے کہ یوم البیع ثمار کی قیمت کرے پھر جب پختہ ہوں پہل تب قیمت کرے تو جس قدر تفاوت ہوگا مابین میں وہی زیادتی ہو کہ انہی کے لئے یعنی مثلاً
تیس روپیہ قیمت ہو بیع کے دن اور پالیس قیمت ہو بعد پختگی کے تو دس روپیہ زیادہ ہیرے اتنے خیرات کرے تصدق ہو سہو لازم ہوا کہ غیر کی ملک
بدون اس کی اذن کے مشتری کی ملک سے مخلوط ہو گئی ورنہ بعد ما نأهت لم یفسد بقدر بیع اور اگر پھلون کے بڑے چکنے کے بعد بلا اذن بائع کے
پھلون کو درختوں پر رکھا تو کچھ خیرات کرے یعنی اس واسطے کہ ثمار کی ذات میں کچھ تغیر نہیں ہوا بلکہ پختگی آفتاب سے اور رنگت ماہتاب اور مزہ
کو اکسے بقدر مرقا حاصل ہوا کہ انہی کے لئے شرح العینی ولان استأجر الشجر الی وقت الادرا لے بطلت الاجارة وطابت الزیادۃ لبقا
الاذن ولو استأجر الارض لدر لدر الزرع فسدت لجمالہ المذبح ولم یطیب الزیادۃ ملتی الاجر لفساد الاذن بفساد الاجارة
بخلاف الباطل کما حرمنا فی شجرہ اور اگر ثمار کی بیع میں درخت کو اجارہ پہل پکنے کے وقت تک تو اجارہ ہل ہے اور زیادتی پہل کی حلال
ہو بسبب باقی رہنا اذن مالک کے اور اگر زمین کو اجارہ دیا ترک زراعت کی واسطے تو اجارہ فاسد ہے بسبب مجہول ہونے مدت کے اور زیادتی کہیت کی حلال
شعور کی کہ انہی کے لئے ملتی الاجر بسبب ہونے اذن کے اجارہ کے فساد سے بخلاف اجارہ باطل کچھ پختہ ہونے کی تحریر کی ہو ملتی کی شرح میں ہم و ہر فرق اجارہ
باطلہ اور فاسدہ میں یہ ہے کہ اجارہ باطلہ میں اذن مقصود و منہ ہو گیا واسطے کہ ہل کا وجود شرط ثابت نہیں اور معدوم حلتا تصمن کی نہیں
رکھتا بخلاف اجارہ فاسدہ کے اس واسطے کہ فاسد وہ جسکا وصف فوت ہونہ ہل تو وہ معدوم نہ ہو تو متضمن کی قیادت کہتا ہے تو جب متضمن لکھتا فاسد
ہوگا تو متضمن لہتم ہی فاسد ہوگا و الحیلۃ ان یاخذ الشجرۃ معاملة علی ان لہ جزئ من الفی جزاء اور پھلون کے خرید کرنے اور درختوں پر
لکھنے کا یہ حیلہ ہے کہ مشتری درخت کو بطور معاہدے اس شرط پر کہ بائع کے واسطے ایک حصہ ہو ہزار حصوں میں ہم معاہدہ اور معاہدہ یہ ہو کہ
اشجار کو سینچنے کے واسطے کچھ پہل مقرر کر کے شرح ملتی میں ہے کہ مشتری بائع کو قیمت ثمار دیکر کہے کہ میں تجھے یہ درخت بطریق معاہدے اس

بائع کو جس شے یا ہستی کی کل تر جائز سے اگرچہ ایک دم باقی ہو تو بھی روک سکتا ہے لیکن اگر شے بیٹنے کی مدت مقرر ہو گئی ہو تو روک نہیں سکتا اور اگر بیعت
 منحل حال سے اور بیعت موقوفہ یا ہستی کی منحل حال میں سے اختیار ہو اور اگر مشتری نے کوئی چیز روک لی یا ضمانت داخل کی تو اس سے حق جس ساقط
 نہیں اور اگر بائع نے مشتری پر حق کا حوالہ کیا تو حق جس اتفاق ساقط ہو اور اگر بائع نے مسبوع مشتری کو تسلیم کی قبل از قبضہ منحل خود اس کا حق ساقط
 ہو گیا اب بائع مسبوع کو ہتھ دے کر سکتا قیل خرید کیا اور بوقت ہی وزن کر نیسے واسطے سوا بائع نے وزن تیل کا کر دیا مشتری کے سلسلے یا ہتھی
 غیبت میں تو یہ قبضہ ہو گیا اور سہیل پر کیل اور وزن کو جب یا نہ کر کے یا قبل کے مشتری کے مرتب میں رہ گیا قبضہ مشتری کا ثابت ہو گا اور
 اگر کچھ اور خرید کیا اور بائع نے اس پر قبضہ کرنے کا حکم دیا سو مشتری نے اس پر قبضہ بخیا یا نہ کیا کہ اس کو دوسری آدمی نے لیا تو اگر اگر مشتری
 کے وقت مشتری اس کو لے سکتا تھا بدون قیام کے تو تسلیم صحیح ہے والا نہیں اور زمین میں قبضہ تھلے سے ہوتا ہے اور مال منقول میں لے لے دوسری
 مکان میں بھانے سے نسبت ثابت ہوتا ہے جو مکان بائع سے مختص نہیں رہ سکتا اور اگر بائع نے گھوڑا بیچا اور مشتری کو اس پر قبضہ کر لیا اور بائع
 اس کی نگاہ نہ کر پڑے ہوئے ہے اور گھوڑا دونوں کے ماتھے سے بھاگ گیا تو مشتری کا مال گیا نہ بائع کا اس واسطے کہ تسلیم فرس سہیل چرہ ہوتی ہے کہ اس نے
 اطمینان دے گا کہ بیعت مطلقہ ہو گئی اور نہیں جہاں مسئلہ متعلقہ تھا لے سکتا تھا ایک حدیث میں آیا کہ تھلے و شمس موقوف اور متاع
 کی بیعت میں ہتھی نہ دوسری منحل سے اور منحل کی بیعت میں ہتھی دوسری منحل سے بائع اور مشتری دونوں سے ہی تسلیم کر لیں جب تک کہ مال ہتھ
 دین ہو چنانچہ مسلم نے اور منحل مطلقہ یا ایک متاع کو دوسری منحل سے بیچا چنانچہ کتاب کو بعض سخت یا کڑے کے بیچا یا روپوں کا شمار نہ
 مشتریوں یا روپوں سے کیا تو بائع اور مشتری دونوں کو ساقطی یا تلف تسلیم کر لیں اس واسطے کہ دونوں متاع متعین میں یکساں اور دونوں
 منحل غیر متعین میں برابر تقدیر ایک کی دوسری پر ترجیح بلا مرجع سے مان گزرتی ہے مسلم نے مسلم نے تسلیم ساقطی نہیں اس واسطے کہ سہیل ناچل شرط ہو
 اور اگر مدت منحل کی ایک ہینہ ہو اور اگر مشتری نے تسلیم منحل کی کچھ مدت مقرر کر لی ہو تو اس پر تسلیم منحل کا مطالبہ نہیں قبل مدت کے اور بائع پر
 کو جس نہیں کر سکتا اس واسطے کہ تاویل سے اس کا حق در اب جس ساقط ہو گیا بجز الرائی میں ہے کہ در صورت خیار مشتری ہی بائع مطالبہ منحل کا قیل
 سقوف یا نہیں کر سکتا تو شائع کو مناسب تھا کہ اس کو ہی ذکر کرنا ثم التسلیم یکنی بالتحلیف علی وجه یمکن من القبض بالامانہ ولا تحلیف
 بولس کے دریافت کرنا چاہیے کہ تسلیم مسبوع یا من تخلیہ سے ہوتی ہے اس طرح کہ بائع مشتری قبضہ کرنے پر وہ در ہوا بائع اور بلا مائل کے ہم تخلیہ بلا بائع
 کو یہ مراد ہے کہ وہ ہتھ منحل منحل غیر ہوا اور تخلیہ بلا مائل سے مراد یہ ہے کہ اس کے سامنے ہو کر اس نے اعلیٰ و شمس طاقی الاجناس تسلیم کرنا لگا
 ان یقول تخلیت بکیتک وہن المبیع فلولہ قبلہ او کان یسئل العتیر قایضا والناس عنہ عادلوہ فافضرتہ قویۃ
 و یقرن بالتسلیم والقبض و ہوا یعم بہ القبض علی الصغیر و کذا الیبتہ والصدقۃ خانیۃ و سماءۃ فیما علقنا علی
 الحلقۃ اور اجناس میں عدم بائع اور عدم مائل کے سوا تیسری شرط مسی شدہ طکی ہو وہ یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہے کہ میں نے تخلیہ کر دیا تیری
 اجناس اور بیس کے امین میں تو اگر میں کہے گا یا بیع ہو مشتری سے تو مشتری فایض نہ بیٹے گا اور لوگ اس سلسلے سے غافل ہیں اس واسطے کہ
 مثلاً کا وزن کو خرید کر تھیں اور تسلیم اور قبض کا اقرار کرتے ہیں معنی بائع تسلیم مسبوع کا اقرار کرتا ہے اور مشتری قبض کا اقرار کرتا ہے اور حلال کہ
 تسلیم اور قبض کے اقرار سے قبضہ صحیح نہیں ہوتا بنا بر قول صحیح کے اور سہیل پر ہوا و خیرات میں قبضہ صحیح نہیں ہوتا تخلیہ ہتھ بولف تخلیہ قویہ کے
 نہ انی الخانیہ اور پورا یا نہ اس کا ہے شرح سقے میں کیا ہے ہم مسبوع ہینہ کے تخلیہ سے اگرچہ قبضہ ثابت نہیں ہوتا لیکن عقد بیع فی نفسہ صحیح ہے مان کر
 مشتری پر منحل کا دینا بدون حقیقت قبض واجب نہیں اور اگر بیس ہاک ہو گئی تو قبل قبض کے بائع یا مسبوع کے فعل سے یا آفت سماوی سے تو مشتری
 منحل کو پر لے گا اگر منحل دیکھا ہو کہ اس نے شرح الحلقۃ بجز الرائی میں ہے کہ اگر گھوڑوں کو یا بولوں میں بیچا اور بائع نے اس کو تسلیم کیا یا بولوں سمیت تو
 تسلیم صحیح نہیں کہ مشغول منحل غیر ہے اور تسلیم تھا بجز فقط تخلیہ سے صحیح ہے اگرچہ بائع کی ملک سے مستعمل ہو اور اگر کوٹھری کے گھوڑوں خرید کی

اور بائع نے کوٹہری کی کچی مشتری کو دی مع التخلیہ تو یہ قبض ہے اور اگر کچی دینی اور تخلیہ کا کام کیا تو قبض نہیں اور کچی دینی گہری معین تسلیم ہے
 اگر مشتری بلا تلف ادسکو کہوں سکے اور اگر بیس گہری بچا اور بائع بولا کہ میں نے گھر چھو کر تسلیم کیا اور مشتری نے چھاپنے ادسپر قبضہ بچا تو
 یہ در حقیقت قبضہ نہیں اور اگر گہری قریب ہی تو قبضہ ثابت ہوگا اگر گہری اس طال پر ہے کہ مشتری کے قفل بند کرنے پر قادر ہے تو ادسکو قریب
 کہیں گے اور اگر ایسا نہیں تو بعد سے انتقہ کہنے لطف الخطا وی وجد ای البائع الثمن ذو بقا لیس له استرداد السلعة وحلتها به لسقط ط
 حقه بالتسلیم وقال ذفر له ذلك كما لو وجدها رصا صرا أو سلوقة أو مستحقا أو كالمثل من هذیه بائع نے من کو ایسا کہوٹا یا یا جسکا
 لیا دینا سودا گردن میں رائج ہے مگر سرکار بادشاہی میں مقبول نہیں تو بائع کو متاع پہنچا اور اس کے جس کر کہنے کا اس سبب سے اختیار نہیں
 ساقط ہونے حق بائع کے تسلیم کرنے سے اور زفر نے کہا ادسکو ادسکا اختیار ہی چنانچہ اگر دراهم را نگ کے ہوں یا دن پر چاندی کا پتر
 ہو یا غیر کی ملک ہوں تو سحر واد متاع کا بالاتفاق اختیار ہی اور چنانچہ مرتضیٰ کو اختیار ہے کہ اپنے المنیہ م یعنی اگر راہن نے دراهم دین کے ادا
 کئی پر وہ دراهم کہوٹے منٹے تو مرتضیٰ کو اختیار ہے کہ ادسکو پہرے اور مرہون پر مثل سابق کے قبضہ کرے کہ اپنے حاشیۃ المدنی قبض بدل
 دراهمہ البیاعۃ اللی كانت له علی ذید ذوقا علی ظن انها جیاد تم علیہا تھا زوق ہوا ویسترد الجیاد ان كانت قائمہ و
 فلا ہر دو لایکتف خالہ نے اپنے کہرے روپیوں کے بدلے جو زید پر قرض تھے کہوٹے روپیوں پر قبضہ کیا اس گمان پر کہ وہ کہری میں پر معلوم
 ہوا کہ وہ کہوٹے ہیں تو ادسکو پہرے اور کہرے پہرے اگر موجود ہوں اور اگر کہوٹے روپیے خراج ہو گئی ہوں تو نہ پہرے اور نہ پہرے کہا
 تو علم بذلک عند القبض چنانچہ اس صورت میں پہرے کا اختیار نہیں جب کہ ادسکو قبضہ کر نیسے وقت ادسکا کہوٹا ہونا معلوم ہو گیا ہو تو
 قال ابو یوسف ہر مثل الزبوف ویرجم البیاعۃ کما لو كانت رصا صرا أو سلوقة اور ابو یوسف نے کہا اگر کہوٹے روپیے صرف ہو گئے
 ہوں تو دلیسے اور کہوٹے پہرے اور کہرے پہرے چنانچہ اگر را نگ کے ہوں یا دن پر چاندی کا پتر تو پھر بنا بالاتفاق ثابت ہی شدت لی شیدا
 وقبضہ دما ت مفلسا قبل نقد الثمن قالبا ثم اشوق للقرمما وقال الشافعی ہوا حق بہ کما لو لم یقبضہ المشتري فان لبائعا حق
 به اتفاقا ولنا بقا له عليه الصلوة والسلاخا ذامات المشتري مفلسا فوجد البائع متاعه بعينه فهو اشوق للقرمما ثم جمع العینی
 خرید کی کوئی چیز اور ادسپر قبضہ کیا اور مشتری مفلس ہو کر مر گیا قبل ادا کرنے من کے تو بائع برابر ہی باقی قرض خواہوں کے یعنی داماسا اور
 قرض خواہوں کے مانند بائع کو بھی من لیا اور امام شافعی نے کہا کہ بائع زیادہ تر حداد ہی ادس پر بیع کا چنانچہ اگر بیع پر مشتری نے قبضہ کیا
 ہوا اور مفلس فرمایا تو مبیع کا بائع حق ہے بالاتفاق اور ہامی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ جب مشتری مفلس ہو کر مرے
 پہر بائع اپنی متاع کو بعینہ پاوے تو وہ برابر ہے اور قرض خواہوں کے کہ اپنے شرح الجمع العینی م امام شافعی کی دلیل صحیحین کی حدیث ہے کہ من اؤک
 مالہ بعینہ عند رجل فدا فليس فواحق بہ من غیرہ یعنی جو اپنا مال بعینہ مرد مفلس کے پاس پاوی تو وہ اس مال کا زیادہ تر حداد ہے اس کے غیر سے
 اور حنفیہ کی دلیل یہ حدیث ہے جو شارح نے ذکر کی اور سند اسکی سنن ابو داؤد وین مذکور ہے اور استدلال شافعی کا یہ جواب ہے کہ ہمارے حدیث منصر
 ہی اور شافعی کی حدیث منصر ہم پر قاضی ہوتی ہے اعم من کی کچھ حاجت نہیں واما ہر نے حاشیۃ المدنی فروغ مسائل لمحة شارح کی باع نصف
 الزمیع بلا امر من ان باع الا تاروت الا تاروت بکسہ لا الا اذا كانت البذر من الا تاروت فیدبغی ان یجوز خانیۃ نصف
 حبیت دون زمین کے بی اگر کشتکار نے زمین کے مالک کے ماتھے بچا تو جائز ہے اور بالعکس اسکے یعنی اگر زمین کے مالک نے آداب حبیت کشتکار
 ماتھے بچا تو جائز نہیں مگر جب کہ بیج کشتکار کا ہو تو لائن یہ ہو کہ بیج جائز ہو کہ اپنے الحانیۃ باع شجر او کو مامرا لا یدخل الثمر حیثین
 فباع الثمر الی الا حرا الا فلو الی المشتري اعترفته خیر البائع ان شاء أبطل البیع وقطع الثمر جامع الفصولین قال فی
 الفروع لا فرق بظن بین المشتري والبائع بل یلک کو بیچا تو پہل داخل یہ ہوگا اور ہر وقت میں درخت عاریت لیا جائی مشتری سے

مذکورہ بالا حدیث
 لائن میں
 مان حق ہے
 وادسکا قبضہ
 علیہ
 البیاعۃ
 فی حاشیۃ المدنی

خیانت بائع کی ثابت ہو تو مشتری کو اختیار ہو جائے کلشن سے ملے چاہے اسے اور خیانت تو لیکھا اختیار یہ کہ بیع التولید میں باسور مذکور وخصیات
 ہو تو مشتری مختار ہے اور بقدر خیانت کم کر دینا جائز ہے اور وصف مرغوب فیہ کے فوت ہونے کا اختیار ہر طرح کو نہ ہو کہ خرید کیا اس شرط پر کہ وکالت
 جو یا ردی بکنا جانتا ہے پھر برخلاف اسکے ظاہر ہو تو مشتری کو اختیار ہے چاہے کلشن ذکر لے چاہے اور تفریق صفت کا اختیار بسبب ہٹاک ہونے بشر
 بیع کے اور یہ نہیں ہوتا مگر قبل قبض کے اور بیع فضولی کی اجازت کا اختیار ہوا ملک کو چاہو جاری کئے چاہے بطل کرے اور بیع کے مستاجر ہونے کے
 ظہور کا اختیار یعنی اگر معلوم ہو کہ بیع کو کسی نے ابارہ لیا ہو تو مشتری کو لینے خلیفہ میں اختیار ہو اور بیع کے مرہون ہونے کے ظہور کا اختیار یعنی بعد بیع کے
 معلوم ہوا کہ مہیم کیے پس گروہی تو مشتری کو اختیار ہے اور اگر مستاجر یا مرتبہ ہو جائے تو اب مشتری کو فسخ کا اختیار نہیں کڈنے الاشباہ و النکاح میں فسخ
 قال وبقسمه بالاقالة وخالق فبلغت تسعة عشر سبباً صاحب شہادہ نے کہا اور بیع فسخ ہونی ہی قالہ اور مخالف سے تو اب شہادیات کی سبب کا
 انیس کو پوچھا م قالہ یہ ہے کہ عاقدین نسخ عقد پر راضی ہو جائیں اور مخالف کی صورت یہ ہے کہ مقدار من یا مقدار مہیم یا دوا لوان کی مقدار میں مختلف ہو
 اور دوا لوان گواہ لائے سے عاجز ہوئے اور ایک دوسرے کے دعوے پر راضی نہ ہو تو دوا لوان سے نسخہ بجا آئی اور قاضی بیکس فسخ کر دیکھا ایک
 عاقد کی طلب سے اور کل فسخ کے عاقدین ہاشر ہوتے ہیں سوای مخالف کے کہ اس کو قاضی نسخ کرنا ہو کذا فی العلوی عن الاشباہ و الاظہار کذا فی المصنف
 بچہ فہ من مآذین الکتاب اور اکثر خیارات کو مصنف نے باجاء ذکر کیا ہے جو شخص کتاب کی شفوی رکھتا ہو وہ جانتا ہو صحیح شرط لہذا تعین معاً
 وکذا حدیثاً و لو وصیاً و لغیرہما و لو بعد العقد لا قبلہ تساد خانہ شرط کرنا اختیار کا بائع اور مشتری کو سہتی اور دوا لوان میں سی ایک
 عاقد کو اگر یہ وصی یتیم ہو اور شرط کرنا عاقدین کا اجنبی کی واسطے صحیح ہو اگرچہ شرط بعد عقد کے ہوئی ہو اور صحیح نہیں قبل عقد کے کذا فی التامار خانہ
 م شرط کرنا اختیار کا اصل اور دلیل اور وصی اور اجنبی کے واسطے صحیح ہے خواہ شرط عین عقد کے وقت ہو یا بعد عقد کے اور اگر قبل عقد مطرح
 شرط کرے کہ سے تجھ کو اختیار دیا اس میں عین جو کون منع کر دے یا پھر خرید واقع ہوئی بلا شرط تو اختیار ثابت نہ ہوگا کذا فی البحر فی مہم کلاہ و بعضہ
 کثالثہ ۱ و رابعہ و لو فاسداً شرط بخیر صحیح ہے سب بیع میں یا بعض میں یا پچھ بیع کی ہتائی یا چوہائی میں اگرچہ وہ عقد حسین شرط ہوئی ہو فاسد ہو
 و لو اختلاف فی اشتراطہ فالقول لیکافی علی المذہب اور اگر بائع اور مشتری میں اختلاف ہوا اختیار کے شرط ہو نہیں تو اس کا قول معتبر ہو جو
 اختیار کی نفی کرتا ہو یا بزم مذہب صحیح کے اس واسطے کہ شرط اختیار خلاف اصل ہے کذا فی البحر و التلکۃ آیام اوافل خیار شرط صحیح ہو میں دن یا اس
 کترین م تین دن کا اختیار ہوا وقت صحیح ہے جبکہ مہیم مریض الفیاد ہو اس واسطے کہ مریض الفیاد کا حکم غایہ میں مذکور ہے کہ اگر وہ چتر خرید کی جو خلیہ
 مریض جاتی تو تین دن کے اختیار پر تو قیاس یہ ہے کہ مشتری پر کچھ جبر نہیں لیکن استحسان میں مشتری سے یوں کہا جائیگا کہ یا بیع کو فسخ کر یا مہیم کو لے اور
 تجھ پر دن کا دینا واجب نہیں بھان تک کہ تو بیع کی اجازت دے یا بیع تیری پس فاسد ہو جائے تا جانیں کا ضرر دفع ہو کذا فی الطحاوی و فسد عند
 اطلاق و تأیید اور بیع فاسد ہو اطلاق ہمیشگی کے نزدیک م یعنی اگر بیع واقع ہوئی بشرط خیار بلا قید مدت یا بشرط و دام اختیار تو بیع فاسد
 علی نے کہا کہ وقت بھر لے بھی تاخیر کے مانند ہو تجر الرائی میں ہو کہ اگر اطلاق خیار مصلوب عقد میں ہو تو بیع فاسد ہو اور اگر بیع بلا خیار ہوئی پھر بائع نے بعد
 مدت کے مشتری سے کہا کہ تجھ کو اختیار ہے تو بیع اختیار نامہ دام مجلس سے مانند اس قول کے کہ تجھ کو قالہ بیع کا اختیار ہو کذا فی فسخ فکلی فسخ
 خلافاً لہما صحیح نہیں تین دن سے زیادہ اور اگر تین دن سے زیادہ اختیار شرط کر لیا تو بیع فاسد ہوگی تو ہر عاقد کو اس کے فسخ کر لیا اختیار ہو چلا
 صاحبین کے یعنی صاحبین کے نزدیک خیار شرط در صورت ذکر مدت میں صحیح ہے خواہ مدت زیادہ ہو یا کم م عبد الرزاق نے اس سورت کی کہ
 ایک مرد نے اونٹ خرید کیا اور چاروں کا اختیار شرط کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کو باطل کر دیا اور فرمایا کہ انخیا رثلۃ یا بیع یعنی اختیار
 تین ہی دن ہو کذا فی النحر الفائق ہندوستان کے سوداگر بیع بشرط خیار کو اپنی مصلحت میں جا کر کہتے ہیں اور بعض عین دن سے زیادہ جا کر لیتے
 ہیں سو شرط جانا کہ نہیں غبار آئے بھی ان آجاز من لہ الخیار فی التلکۃ فی مقابلہ صحیحاً علی الظاہر تین دن سے زیادہ اختیار شرط صحیح نہیں مگر

بازار میں دن
 زیادہ مدت
 بازار میں دن

لازم نہیں خواہ اس کا حق مذکور ہو یا نہ ہو ہم سب کو نظر یہ ہے کہ ایک شخص بائع سے کہے کہ یہ کپڑا مجھ کو دے تا میں اس میں نظر ادا کر دوں یا کسی کو
دکان پر کپڑا خانے ہو گیا تو امام کے نزدیک اس پر غصہ نہ آوے ان نہیں یعنی اس واسطے کہ وہ امانت تھا اور اگر یوں کہے گا کہ یہ کپڑا مجھ کو دے اگر
میں راضی ہو گا تو یہ کہ کچھ گر خانے ہو گا تو ضمان لازم آوے اس واسطے کہ یہ قبضے سے کچھ ہٹا ہوا موسم النظرائی تھا تو جب فرق یہ ہے کہ پہلی
صورت میں اس نے مال اور غیر کے دکانیکے واسطے دیا تھا اور یہ سب نہیں اور دوسری صورت میں اس واسطے دیا کہ وہ راضی ہو اور خرید کرے اور کسی
تجارت کو کہانی ہندو علی مکتوم الرحمن بالافل میں ہفتہ و تین الدین اور جو چیز مقبوض ہوئی گرو کرے کی بات حیت پر تو جو کچھ ہو گا قیمت اور
وہ میں اس کا ضمان لازم آوے امام صورت اس کی جو کہے کہ ایک شخص پر تو میں ہوا سو اس نے گرو کرے کے نقد سے ایک چیز نکالی صاحب دین نے
اور سیر قہر کیا رہن کی بات حیت پر یہ وہ چیز رہن کے پاس ملاک ہو گئی تو ترس پر اقل کا ضمان لازم آوے لگائی اگر اس میں چیز کی قیمت دین سے
اقل ہے تو اس کا ضمان لازم ہے اور اگر دین کمتر ہے قیمت سے تو اس کا ضمان لازم ہو تو رہن کی گفتگو ہندو حقیقت رہن کے جوئی کہانی لفظاً
و علی مکتوم القرآن حق میں ساقیہ ہاں اور جو چیز فرض لینے کی بات حیت پر مقبوض ہوئی تو اس کا ضمان فرض مذکور کے برابر ہے ہم صورت اس کی
یہ کہ کہ یہ دے مال دے دس روپیہ فرض مانگے خالد نے اس کو مثلاً ایک تلوار دی کہ اس کو دس پر رہن رکھے پہر تلوار نہ دے کے پس ضائع ہو گئی
تو یہ دس روپیہ کا تاواں دیا لازم ہو گا اور رہن کے مسئلہ میں دو وجہ سے فرق ہے ایک یہ کہ دین ثابت ہو یا نہیں کے ذہب پر اور
مستقر سے کہ شے بر ثابت نہیں دوسری یہ کہ رہن مقبوض بالاقول ہے اور یہاں ضمان بقدر فرض مساوی ہے کہانی لفظاً دی و علی مکتوم
الکناح کا حصہ نہ سمجھتا تھا اور اگر قبضہ ہوا تو دہشی کے نواح کی پچیت پر تو ضمان بقدر اس کی قیمت کے ہو کہانی لفظاً الخرم یعنی اگر قبضہ کیا تو فرقی
نہ دہشی رہنا اس کے مالک کے اذن سے نکل کر اور وہ ہلاک ہو گئی اس کے پس تو اس کی قیمت کا ضمان اور سہارا ہے و بخیر عن ملک الی اللہ
مع حیاء المستری فقط فیکون فی یلہ بالثمن اور سبب خانہ بر مانی جو بائع کی ملک سے فقط مستری کے اختیار کے ساتھ تو مالک کی تسبیح
مستری کے ہاتھ میں بعض غرض کے ہم اس واسطے کہ مال کی مقدمہ عیب مالی نہیں اور جو عیب بائع نے تو ہلاکی در صورت لزوم مقدمہ ہوئی اور لزوم مقدمہ
غرض کا موجب نہ قیمت کا ثمن اور قیمت میں یہ فرق ہے کہ جس دے جس پر متعاقد ہیں راضی ہو یا دین خواہ قیمت سے زیادہ ہو یا کم اور قیمت دے جس سے
شوک کی تقویم ہو یعنی مقدار اہمیت بزرگ سیار کے بغیر زیادتی اور نقصان کہانی لفظاً دی کہ عیب کا یہاں عیب کا یہاں قطعاً قطعاً بداندہ سیب ہو گا
بائع کے در اختیار میں ہو جس سے جو در وہ نہیں ہو سکتا چنانچہ ائمہ کا شمار یہ ہے کہ عیب ہو نے کی ہلاکی کے ساتھ دو وزن صورتوں میں یعنی در
صورت خیال بائع یا در صورت خیال مشتری اس واسطے کہ عیب مذکور ماندہ ہلاکی پہلی صورت میں موجب قیمت کا ہوئی اور دوسری صورت میں موجب غرض کا
کہانی لفظاً فیلزمہ قیمتہ فی المسائلہ الاولی واللبائے قسم البیوع واخذ نقصان البیوع لا المثل الشبہ الی لہ واحد دی تو مشتری
عیب دار جو چاہے قیمت لازم آوے پہلی صورت میں یعنی در صورت خیال بائع اور بائع کو جائز ہے بیع کا منفع کرنا اور نقصان قہری کا لینا نہ منفعی کا سود
مشہد کے سبب کہانی لفظاً فی الحادی یعنی اگر بائع نے منفعی چیز کو بیچا اور مشتری کو اختیار دیا تو مشتری کے پاس کچھ عیب نہیں لافن ہو یا جو دہاتی
رہن اس کی ذات کے قریب نقصان منفعی کا مشتری سے نہ لے بسبب احتمال سود و غنہ فی الذانیۃ اور در صورت ثانی یعنی در صورت خیال مشتری
عیب دار ہو جائے سے مشتری پر منفع لازم ہو گا و لو کہم تعلیم کہ میں فان زال فی المدی فصولی خیر ولا لزمہ العقل لمتکثر فی التفتہ
ابن کمال اور اگر مسیح کا ایسا عیب جو نائل ہو سکتا ہو چنانچہ بیادہی تو اگر عیب مذکور نہ در اختیار میں نائل ہو گیا تو مشتری کو اختیار ثابت ہے یا جو نے یا ہی
بیمردی اور اگر نہ در اختیار میں نائل نہ ہو تو اس کو مقدمہ لازم ہو گیا تبسید ہو نے یہی عیب کے کذا ذکرہ ابن کمال ولا یجوز للمشتری خلافاً لمتکثر
لشلا یصد سائبۃ قلنا السائبۃ ہی اللتی لا ملک فیہا لاحد ولا تعلق بالک والثانی موجب دہشہم اجتماع البدلین العوا
علی موضوعہ بالمقتضی بترایہ قہریم اور در صورت خیال مشتری مسیح کا اگر مشتری نہیں ہوتا امام کے نزدیک بخلاف صاحبین کے کہ اگر کسی نزدیک

مکتوم القرآن

مشتري اور سکا مالک ہو جا تا ہو تا مبيع سائيه یعنی غیر ملوک نہ ہو جا تا ہو واسطے کہ جب بائع کی ملک سے خریدار مشتری کے سبب فروج ثابت ہوا تو اگر مشتری
 بھی اور سکا مالک نہ ہو تو پھر مبيع پر سائيه ہونا صادق آوے ہم جواب دیتے ہیں امام کے طرف سے کہ سائيه وہ ہے جس میں کسی ملک ہو اور علاقہ
 ملک کا اور متعلق ملک کا یہاں موجود ہے اور اگر ملک مشتری ثابت ہو تو اجتماع بدین لازم آئے اور عود کر اپنے موضوع پر لازم ہو بواسطے منتقل
 ہونے فائدہ خیار کے قربت دار کی خریداری سے ہم در صورت خیار مشتری اگرچہ مبيع میں متعاقدین کی ملک ثابت نہیں لیکن علاقہ ملک متعاقدین
 موجود ہے اس واسطے کہ در صورت عدم خرید کے بائع کی ملک حقیقہ عود کرے گی اور اگر مشتری نے اپنا اختیار ساقط کر کے لے لیا تو مشتری کی
 ملک ثابت ہوگی اور اگر مشتری کو مالک مبيع قرار دیجو جیسا صاحبین کا مذہب ہے تو اس میں دو خلل لازم آتے ہیں ایک اجتماع بدین مشتری کی
 ملک میں یعنی مبيع اور ثمن اس واسطے کہ ثمن صونز مشتری کی ملک سے خارج نہیں ہوا اور شرع میں اس کی کہیں اصل نہیں کہ بدین ایک شخص کی ملک
 میں جمع ہوں اس واسطے کہ معاوضہ برابری کا مقتضی ہے اور دوسرا خلل یہ ہے کہ اختیار اس واسطے مشروع ہوا جو تا عاقد غور و تامل کر کے
 اپنی مصلحت کے موافق عمل کرے تو اگر ملک مشتری مبيع میں ثابت ہو جاوے اور مبيع رقیق قربت دار ہو مشتری کا فوراً آزاد ہو جاوے بلا اختیار
 مشتری کے تو نظر اور تامل جس کے واسطے خیار مشروع ہے بالکل فوت ہوا اور یہی مطلب ہے شراح کے اس قول کا ولہو علی موضوعہ بالنقصان کہ لے
 بطریقہ کفر عن البحر ولا یخیر بہ شیئ منہما ای من مبیع ومن من ولائک بائع او مشتری عن مالکہ اتفاقاً اذا کان الخیار لکھما وایکھما
 أقسم فی المدخ النفسی البدی وایکھما اجاز بطل خیار فقط اور کوئی دو وزن میں سے یعنی مبيع بائع کی ملک سے اور ثمن مشتری کی
 ملک سے نکل نہیں جاتا جب کہ بائع اور مشتری دو وزن کے واسطے اختیار شرط ہوا اور ان میں سے جو نسخ کر گیا تین دن کی مدت میں تو مبيع نسخ
 ہو جاوے گی اور جو دو وزن میں سے بیکو جائز نہ کے گا تو فقط اویس کا اختیار باطل ہو گا نہ دوسرا کیا ہم اور بائع کا نصف کرنا مبيع میں اور مشتری کا
 ثمن میں بجا بیخ قوی ہے اور اگر دو وزن سے نہ نسخ ثابت ہوا نہ اجازت اور نہ خیار گذر گئی تو بیع لازم ہو جاوے گی اور اگر ایک سے نسخ ثابت
 ہوا اور دوسری سے اجازت تو مبيع باطل ہے بہر صورت اور اجازت کسی حال میں معتبر نہیں کہ لے لے الخ و لهذا الخلاف یطرح ثمرتہ فی
 عشر مسائل جمعہ العبدی فی قولہ آنحضرت علیہ السلام فخر اور امام اور صاحبین کے اس خلاف کا فائدہ ظاہر ہوتا ہو دس مسائل میں جبکہ علامہ
 عینی نے اس پر نقل ہے ترک فہم میں جمع کیا ہو بطور رمز کے چنانچہ شراح لشیخ ان رموز کی حرف بحرف کرتا ہے الالف من الامۃ نوشتراہک
 بخیار وقہی نزاجتہ بقی الذکاۃ الف اشارہ ہے آتہ سو یعنی اگر لونڈی کو خرید کیا بشرط خیار حالانکہ وہ منکوحہ ہو مشتری کی تو بخار باقی
 ہو یعنی اس واسطے کہ مدت خیار میں زوجہ زوج کی ملک میں داخل نہیں امام کے نزدیک اور جب خیار ساقط ہوگا تو بخار باطل ہوگا اور صاحبین کے
 نزدیک بخار فسخ ہو گیا کیونکہ زوجہ زوج کی ملک میں داخل ہوئی پھر اگر مشتری بیع کو فسخ کر گیا تو لونڈی اپنے مولے کے بکلا بخار جائیگی صاحبین کے
 نزدیک اور امام کے نزدیک منکوحہ جائیگی والسنین من الاستبراء فحقیقہا فی المدخل لا یعتبر استبراء اور سین اشارہ ہے بہر استبراء سے
 لونڈی کا حیض مدت خیار میں سہتر معتبر ہو گا ہم یعنی لونڈی کو بیہ طیار خرید کیا اور اس کو حیض آیا خیار کی مدت میں تو حیض سہتر میں نہ شمار ہوگا
 امام کے نزدیک اس واسطے کہ سہتر انہیں ہوتا مگر بعد ملک کے بخلاف صاحبین کے کہ انہ نے فسخ الوتایہ اور اگر بحکم خیار لونڈی بائع کو پہرہ دیا ہو
 تو امام کے نزدیک سہتر واجب نہیں اور صاحبین کے نزدیک واجب ہے بعد قبض کرنے مشتری کے کہ ان فی البحر ح من الحرم فلا یعتق حتی یتع
 ح اشارہ ہے ہر محرم سے تو مشتری کا محرم آزاد نہ ہو گا یعنی اگر مشتری نے قربت دار محرم کو بشرط خیار خرید کیا تو ایام خیار میں آزاد نہ ہو گا امام کے نزدیک
 بسبب عدم ملک کے بخلاف صاحبین کے جن من الفی بای منکوحۃ المشتراۃ فله ما لہا الا اذا انقصہا بای ق اشارہ ہے ہر قربان بالکسر
 یعنی اگر اپنی منکوحہ لونڈی بشرط خیار خرید کی اور مدت خیار میں اس سے قربت کی تو مشتری کو اس کا پھر دینا جائز ہے مگر جبکہ اس میں نقصان
 گیا ہو قربت سے ہم پہرہ دینا اس واسطے جائز ہوا کہ جماع بسبب نکاح کے ہوا نہ بسبب ملک میں کے امام کے نزدیک تو جماع اجازت مبیع کا موجب نہ ہو گا

اسم آیت
 عاف و یطہر
 کلام

اگر در صورت نبود نقصان خواہ لوندی یا کرہ ہو یا قبیہ شایع نہ مانند صاحب و قایم کے نقصان کو بطوری دیگر مخصوص نہ کیا اس واسطے کہ بجز اوراق
اور ہنر الفاظ میں خبیثہ کے نقصان کو بھی مستلج روکا موجب قرار دیا جو اور صاحبین کے نزدیک دلی ہمک میں ہوئی گنج فسخ ہو گیا مشتری
اوسکو پھر نہیں سکتا اگرچہ لوندی غیب ہو گو نقصان ہی اس سے صواب ہنر الفاظ میں دریاہ سے منقول ہے کہ دلی زور کی قید اس واسطے لگائی
اگر غیر سکونہ لوندی سے دلی بولی تو پھر دینا جائز نہ ہوگا اگرچہ اس میں کچھ نقصان نہ ماضی ہوا جو ع میں الود یعقود بعد بائعہ فیہ مالک
قالت المتابع لا یرفع القیض بالرقۃ لعلمہ المالك ع اشارہ ہے ولایت سلیمنی جب مشتری نے بشرط خیاریہ بیع پر قبضہ کیا بائع کی اذن
پھر اسکو امانت رکھا بائع کے پس پر وہ حاکم ہوئی بائع کا مال حاکم ہوا بسبب اہل ہونے قبضہ مشتری کے پھر بیع سے واسطے عدم ہمک
کے یعنی جو کہ مشتری بسبب خیاریہ کے مالک بیع کا نہیں ہوا اسکا امانت دینا صحیح ہوا بلکہ مشتری کا دینا بائع کو دفع قبضہ ہوا تو حاکم کی قبضہ کی بات
ہوئی لہذا بائع کا نقصان ہوا مشتری کا اور صاحبین کے نزدیک چونکہ مشتری مالک ہو لہذا اسکی ولایت صحیح ہے اسکا قبضہ واقع ہوا تو مشتری
کے ماتحتین حاکم ہوئی کذا فی شرح القایہ زمین الردۃ المشتراۃ لو ولدت فی المدۃ فی بکال البایع لورثتہ اتم والی ولو بیع بید
المشتری لزمہ العقد لان الولادۃ عیبہ درجہ و ابن کمال زہارہ ہر زور سے یعنی اگر اپنی شکوہ لوندی کو بشرط خیاریہ خرید کیا
اور وہ مدت خیاریہ میں لڑکا جنی بائع کے پس پر زور مشتری کی ام ولد ہوگی خلاف صاحبین کے قبضہ میں منی وقوع بیع لازم ہو گیا
اس واسطے کہ ولادت عیبہ کے زائے الدر و ابن کمال ہم سید طرح شرح و قایہ میں بھی ہے کہ اگر مشتری کے پس پر زور اسکی ام ولد ہو جائی
والفاظ اس واسطے کہ ولادت سی اس میں عیبہ لگ گیا تو اب مشتری اسکو پھر نہیں سکتا سو وہ اسکی ملوک ہو گئی ذل البیوع عن الحائض اذا اولدت
یتطل خیایان الولد یقتل و لکن مقتضاها الولادۃ لا یبطل حیاتیہ و افاق المصنف اور بجز اوراق بن غانہ سے کہ جب لوندی بی بی یعنی
مشتری کے پاس زور کا اختیار مل ہو گیا اور اگر لڑکا مردہ ہو زور ولادت سے لوندی میں نقصان ہوا تو مشتری کا اختیار باطل ہوگا بسبب ہم
غیب کے اور پس قل کو مصنف نے اپنی شرح میں ثابت کیا کہ لانی الطحاوی لکھتا ہے انکسب للعبد فی المدۃ یحق للبایع بکذلک الفسخ ک
اشارہ ہے کہ بی بی اگر غلام مول لیا بشرط خیاریہ و اسکی کچھ مال کی یا مدت خیاریہ زورہ مال بائع کا ہے لہذا بیع کے زورہ کے نزدیک اور
صاحبین کے نزدیک مشتری کا مال ہے اور در صورت عدم فسخ زائد بیع کا تابع ہو کہ اسے طحاوی وقت میں الفسخ لیکم الامۃ فلا استیذان
تقی البایع اشارہ ہے بی بی کو لوندی خرید کی بشرط خیاریہ بیع فسخ کے کہ پھر دلی تو بائع پھر اس واسطے کہ پھر دلی
سو باقی ہوتی جب انتقال ہو ایک ملک سے دوسری ملک کی طرف انتقال یہاں امام کے نزدیک یا بائعین گیا کہ مشتری اسکا مال نہیں جانتا
صاحبین کے نسخ من الحمر فلو شراہ ذمی میں مثلاً بالخیار فاسکلتہ احکما فحق للبایع مدنی و تبعہ المصنف لکن یعقوب ابن کمال
اسکے المشتراۃ غ اشارہ ہے غر سے اگر شراب کو خرید کیا ذمی نے اپنے ہند دوسری ذمی سے بشرط خیاریہ کے پھر کوئی ایک عائد مسلمان ہو گیا
تو وہ شراب بائع کے کہ لانی شرح العینی اور مصنف اپنی شرح میں اسکا بیع ہوا ہی لیکن ابن کمال کی یہ عبادت ہو کہ مشتری مسلمان ہو گیا ہم
شرح و قایہ میں ہی اسلام مشتری مذکور ہے علی نے کہا کہ مشتری بالیقین مراد ہے تو یعنی اور مصنف کی عبارت میں لفظ احد کا میں پر محمول ہے
یعنی مشتری پرانتھے بائع اس واسطے شراب مذکور کا مالک ہو کہ اگر بیع باطل نہ کی جاوے باقی سے تو اسقاط خیاریہ کے نزدیک مشتری اسکا مالک پھر
تو شراب کا مالک ہونا مسلمان کو واسطے لازم آوی اور صاحبین کے نزدیک خرید یا فدیہ اور خیاریہ باطل ہے اسلئے کہ اگر تم تیار باقی سے تو وہ پھر
کا مالک رہی اور پھر دینا تمیک ہو اور مسلم تلک نمک مالک نہیں کذا فی شرح القایہ قرین المآذی لو اتمر آلا البایع عن العین عہم یختصنا
و بی خیایان لانه یبکی عدم التملک کل ذلک عند اخلاص المآذی و ذون سے یعنی عباد ذون نے کوئی چیز خرید کی بشرط
خیاریہ بائع نے نہ کہ عین صاف کر دیا یعنی مدت خیاریہ میں تو صحیح بی بی یا ہر تہاں کے اور خیاریہ عباد باقی ہے اس واسطے کہ عباد ذون نہ مالک ہو سکا

اختیار رکھتا ہے یہ سب مسائل مذکورہ امام کے مذہب پر ہیں بخلاف صاحبین کے ہم صاحبین کے نزدیک در صورت مذکورہ عید مذکور کا اختیار باقی نہیں رہتا اس واسطے کہ اگر باقی تھے تو اسکو رد کر نیکی ولایت ثابت رہی تو اسکو رد کرنا تملیک بلا عوض ہوگا اور مذکور کو تملیک بلا عوض کی ولایت نہیں اور امام اعظم کے نزدیک جبکہ عید مذکور کا مالک نہ ہو تو اسکو رد کرنا مستناع ہوا تمک سے اور مذکور کو عدم تمک کی ولایت ثابت ہے اس واسطے کہ جب تک کوئی چیز ہیچ کیا دی تو اسکو قبول کر کے کا اختیار ہی کذا فی شرح الوقایہ قلت و نیز بدل علی ذلك مسائل فہیات التعلیق کا ان ملکاتہ فتوحاً فشر لا یجوز لکھ بقیق میں کہتا ہوں اور مسائل عشرہ مذکورہ پر چند مسائل اور زیادہ کے لئے ہیں انہیں انہیں

ہو جسکا اشارہ ہے چنانچہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں غلام کا مالک ہوں تو وہ آزاد ہو پراؤسنے غلام کو بشرط اختیار کے خرید کیا تو امام کے نزدیک وہ آزاد نہ ہوگا بسبب عدم ملک کے بخلاف صاحبین کے ت و استند امة الشکنی بأجاقا و لا عاق لیکن باختیارات اشارہ ہے مستند ہی یعنی دوام کے بسبب اجارہ یا عارہ کے ختم یا نہیں ہم صورت اسکی بھیچو ایک گھر خرید کیا بشرط اختیار اور حالانکہ مشتری اسکا ساکن ہے بواسطے اجارہ یا عاریت مانگنے کے پہر کو مستدام ہوئی خواہر زادہ نے کہا کہ امام کے نزدیک ہتھامت سکنی ملک عین کا اختیار نہیں اور صاحبین کے نزدیک اختیار ہے جامع لفصولین میں ہو کہ در صورت ابتداء سکنے اختیار باطل ہوگا صید و صید شراہ بخیار فاقہ بطل البیع مں اشارہ ہے صید ہی شکار خرید کیا بشرط اختیار پر حج کا احرام باندھ لینی در صورت قبض صید توسیع باطل ہوگی یعنی بیع بائع کو پہر دیسا دی امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک بیع لازم اور اگر بائع کا اختیار ہو تو بالاتفاق بیع منقوض ہوگی کذا فی الخطاوی عن البیوع والذوالاخذ فی المذلة بعد الفسخ للبایع و اشارہ ہے زوائد کا یعنی جو چیزیں زوائد پیدا ہوں مدت اختیار کے اندر سو بعد نسخ بیع کے بائع کی ہیں امام کے نزدیک یعنی اسواسطے کہ اوٹھا حدوث مشتری ملک میں نہیں ہوا اور صاحبین کے نزدیک اوٹھا مالک مشتری ہو چلی ہے کہما زوائد عام ہیں زوائد متصلہ اور منفصلہ سے تو اس مسئلہ کے عللہ ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی اسواسطے کہ یہ آٹھویں مسئلہ میں داخل ہے یعنی کسب میں جبکی رمز کا فہرہ و العصد فی بیع مسلمین نو تحتم فی المذلة فسد خلا فالحا فیہ یعنی ان میں من لھا لفظ تصدیر و یصم الرمز الی الرمز و لھا آقا لا یحکم فی الحفظ اشارہ ہے عصر ہی یعنی اگر دو مسلمانوں نے شیرہ گور کا بشرط اختیار بیچا اور وہ شراب ہو گئی مدت کے اندر توسیع فاسد ہوگی بخلاف صاحبین کے تو مناسب یہ ہے کہ ان مسائل میں بلفظ تصدیر موزجیجے اور یہ کہ اس رمز کو رمز اول سے ملائیے اور بیع یہ نہیں دیکھا کہ کسی نے ان مسائل کو بائن لفظ رمز کیا ہوا اسکو یاد کرنا چاہیو ہم رمز اول اور ثانی ملکر یہ ترکیب ہوئی تحقیق ترک فتم تصدیر یعنی اپنی عزت کو رد کر ڈال حق تعالیٰ کی تعظیم کو اتنا اور اجتناب تو اسکی اور لوگوں کی تعظیم کو بقدر اونکے مراتب کے تاحق قسائے اور لوگوں کے نزدیک تو صدقین ہو اجازت من لہ الخیار و لو اجنبیا صحیح و لو مع جہل صاحبہ اجاباً الا ان یکون الخیار لھا وقسمہ احدھا فلیس للاخر الاجازة لان المفسس یحرم لا لھا الا اجازة جسکے دلو اختیار دیا ہوتا اگرچہ صاحب اختیار اجنبی ہوا دوسری میکانہ ذکر دیا تو صحیح ہے باوجود ناواقفی اپنے ساتھ ہی کے بالاتفاق مگر یہ کہ بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہو اور ایک نے بیع نسخ کر دی ہو تو دوسری کو اجازت کا اختیار نہیں اسواسطے کہ نسخ والی چیز کو اجازت لاحق نہیں ہوتی ہم صاحب اختیار کی اجازت باوجود عدم اطلاق شخص ثانی اسواسطے صحیح ہے کہ اجازت عبارت ہے اپنے حق کے اسقاط سے تو دوسری کا علم ضرور نہیں نہ تطلق اور عتاق کے فان قسم بالقول لا یصح الا اذا علم الاخر فی المذلة فلو لم یعلم لزم العقد پر اگر صاحب اختیار نے بیع کو نسخ کیا تو اسکو توسیع نہیں جیتک دوسرا عاقبت کے اندر واقف نہ ہو سو اگر دوسرا سونا واقف رہیگا تو بیع لازم ہوگی ہم اگر مدت میں بیع نسخ کی اور اسکو سنا ہی کو علم نہ ہوا تو بیع موقوف ہو طرفین کے نزدیک تو اگر بائع نے بیع جائز رکھی بیع نسخ کرنے مشتری کے قبل علم مشتری کے تو بیع جائز ہو اور نسخ پھر ولیمہ ان یسلو فی کفیل بحفاة القیمة اویر نعم الامر لھا لیم یصیب من یرک علیہ عینی اور تدبیر نسخ کی یہ ہے کہ مضبوطی کے صاحب اختیار اپنے ساتھی سے حاضر ضامن لیکر اسکے غائب ہو جائیکے خوف ہو یا حاکم سے نالش کرے یا حاکم کو قائم کرے جسپر قیہ کیا ہے

شہوت سے دیکھنا اور در صورت اختلاف متعاقبین منکر شہوت کا قول معتبر ہے کذا فی لہتم ہم اجارہ اور نظر میں لفت نشر مرتب یعنی اجارہ ایسا
 تصرف جو بدون ملک نافذ نہیں ہوتا اور داخلی شرمگاہ کا دیکھنا وہ تصرف ہے جو بدون ملک کے حلال نہیں مشتری کا کرایہ مانگنا ساکن و اس کے
 اور غلام کی حیات کردانا اسکو واپلا نا ملکیت کا سبب نامہ بیع کے واسطے پیش کرنا مکان کی حرمت کرنا شکست ریخت کرنا یہ سب تصرفات حلال
 اور تمام بیع کے سبب ہیں کذا فی لفظ لا و صفاۃ آتہ لوشراھا بالخیار علی اھا بکرتو طہا لعلکما آھی بکراکم لا مکان اجازۃ و لو وجدھا
 نیکاً و لکی ملکیت فلہ الی کذا فی العیب فہر و سیحی فی بابہ اور قاعدہ مذکورہ کا مقتضا یہ ہے کہ اگر نویدی کو بشرط اختیار خرید کیا اس شرط پر
 کہ وہ باکرہ ہو پھر اس سے قربت کی تا معلوم ہو کہ باکرہ یا نہیں تو مجید اجازت بیع کی اور اگر اسکو باکرہ نہ پایا اور فوراً قربت سے باز رہا تو وقف تو اسکو
 پیرینے کا اختیار ہے اس لیے سبب اگرچہ خیار شرط قربت سے ساقط ہو گیا کذا فی لہم اور غرض یہ ہے کہ خیار بیع کے لیے ایسا ہی آگیا اور اگر بعد علم عدم بکارت قربت سے باز رہا تو فائدہ
 ثابت ہوگی پھر بیع کر لیا گیا ہم یہ قاعدہ چھوڑ کر ایسی تصرف کر دینا حلال نہیں بدون ملک کے بیع لازم ہو جاتی ہے اور خیار بار اطل ہوتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ
 قربت کرنا امتحان بکارت کی واسطے اجازت بیع کا موجب ہے اس واسطے کہ اس فعل کی اگرچہ امتحان کے واسطے حاجت ہو لیکن یہ حلال نہیں بدون ملک
 ہونے کے و لو فعل البائع ذلک کانت فسخاً اور اگر بائع ایسا فعل کر گیا جو نافذ یا حلال نہیں بدون ملک کے تو ایسا تصرف فسخ بیع ہو گا حلال ہے
 ایشفعۃ وان لم یأخذھا معراج بھائی بدایہ فیما خیار الشرط بخلاف خیار الرؤیۃ اور خیار لیبیک کذا فی لہم اگرچہ ہم صورت
 طلب کرنے سے بواسطے اس گھر کے حسین خیار شرط ہے اگرچہ شفعہ کو نہ لیا ہو کذا فی لہم اگرچہ بخلاف خیار الرؤیۃ اور خیار لیبیک کذا فی لہم اگرچہ ہم صورت
 اسکی یہ ہے کہ زید نے ایک گھر بشرط اختیار خرید کیا پھر اس کے پڑوس میں دوسرا گھر بیع ہوا سو زید نے بسبب غناء اول کے غناء ثانی کا شفعہ طلب کیا
 تو غناء اول کی بیع تمام ہو گئی بخلاف خیار الرؤیۃ اور خیار لیبیک یعنی اگر ایک گھر بدون رؤیت کے خرید کیا اور اس کے ہمسایہ میں دوسرا گھر بواسطے شفعہ
 کے لیا تو اسکو اختیار ہے کہ رؤیت کے بعد غناء اول کو بسبب خیار الرؤیۃ کے پھر دوسری کذا فی الدرر من المحدثی اذا کان الخیار لہ لانیہ لہل الاجازۃ
 یعنی بیع تمام ہوتی ہے مشتری کے شفعہ طلب کرنے سے جبکہ اختیار اس کے واسطے مشروط ہو اس واسطے کہ شفعہ طلب کرنا اجازت بیع کی دلیل ہے یعنی بیع
 شفعہ اسکی دلیل ہے کہ اس سے بیع کی ملکیت اختیار کی اس واسطے کہ بدون ملک طلب حق شفعہ نہیں ہو سکتی پھر جب ملک اختیار کی تو مشروط خیار ساقط ہوئی
 بیع تمام ہو گئی و تو مشروط المحدثی واللبائۃ کما یفیدہ کلام الدمر و بہ جزم البہنشی الخیار لغیرہا فلو کان او غیرہا بھنشی حکم
 لا یستحقاناً و ثبت الخیار لہا اور اگر مشتری یا بائع شرط کرے اختیار لینے پر کے واسطے خواہ غیر شخص عاقد ہو یا غیر عاقد کذا فی لہم اگرچہ بیع بیع
 بیع سے بنا برسمان کے اور صورت میں دونوں کے واسطے اختیار ثابت ہو گا شارح نے کہا اس حکم میں بائع بھی مشتری کے کہہ رہا ہے چنانچہ درر کے
 کلام سے معلوم ہوتا ہے اور اسکی یقین کیا ہو نہیں نے ہم قیاس یہ ہے کہ غیر عاقد کے واسطے خیار بیع نہ ہو اس واسطے کہ خیار بیع احکام عقد سے تو غیر کے واسطے
 چھوٹ کر جائز ہو وجہ احسان یہ ہے کہ اجنبی کے واسطے اختیار ثابت نہیں ہوتا مگر بطریق نیابت کے عاقد سے تو اختیار عاقد کے واسطے لازم ہوا پھر اجنبی
 اسکا نائب نہیں رہا یا عاقد کا تصرف حتی الامکان صحیح ہو لہذا ہوا پھر جبکہ اجنبی نائب ہوا تو نائب اور منیب دونوں کے واسطے اختیار ثابت ہو گا
 کذا فی المنع والحق جو بیع کے منقار سے نقل کیا کہ تعقید مشتری کی اتفاقی ہے اس واسطے کہ بسوط وغیرہ میں مصرح ہو کہ ادا المتعاقبین کو غیر کو بیع مشروط اختیار
 شرط کرنا صحیح ہے بلکہ نے کچھ بہتر یہ تھا کہ شارح غیر کو فقط اجنبی کو تفسیر کرنا اس واسطے کہ ادا المتعاقبین کا اختیار اول باب میں مذکور ہو چکا نہ کہ کذا فی
 البیروطھا وہی نے کچھ اسکی صورت یوں ممکن ہو جب کہ بائع مشتری شفعہ دہون علی و غیر الاشتراک اور ایک مشتری دوسری مشتری کو اس واسطے کہ ایک
 بائع دوسری بائع کی واسطے اختیار شرط کرے فان اجازۃ استلھما من العائب والمستتیب و انقض صحتہ و افاقہ الاخر پھر جبکہ نائب و نائب
 میں سے ایک نے بیع کو لازم کر دیا بیع کیا تو بیع سے اگر دوسری نے اس کے ساتھ موافقت کی فان اجازۃ احوالھا و عکس الاخر فلا یستحق الی
 لعدم الزامہم پھر اگر ایک نے اجازت دینی اور دوسری نے لہجس اس کے بیع فسخ کی تو اول مقدم ہے بسبب مزاحم کے یعنی شخص اول کی اجازت

م مشتری کے واسطے اختیار یقین کی یہ صورت ہے کہ بائع مشتری سے کہے کہ میں نے ان غلاموں میں سے ایک غلام تیری ماتحتہ بچا اس شرط پر کہ انہیں سے تو ایک کو پسند کر لے اور بائع کے واسطے اختیار یقین کی یہ صورت ہے کہ مشتری کہے بائع سے کہ میں نے ان غلاموں میں سے ایک غلام خرید لیا اس شرط پر کہ جو غلام تو چاہے مجھ کو دی تو اس کی یہ وجہ ہے کہ یہ بیع جائز ہے یا مشتری کے ساتھ تو بائع کی خرید کے ساتھ بھی جائز ہوگی منع القدر میں اس کو رد کیا ہے اس طرح کہ جو اختیار یقین اس واسطے ہے مشتری سے نہیں دفع ہو خوب بائع کے یا غیر سے دریافت کر کے جس کو اپنے موافق اور مناسب تر جانے اس کو خرید کرے اور بائع کو اس کی کچھ حاجت نہیں ہے کہ بائع کے پس بیع مدت سے موجود ہے اس کو اس کا مال تر معلوم ہے اس کا جواب شارح نے تینہ قول میں دیا **وَاللَّامَةُ قَدْ بَرِثَتْ قَبِيْلًا وَيَقْبُضُهُ وَكَذَلِكَ وَلَا يَخْرِقُهُ فَيُدْبِعُهُ هَذَا الشَّرْطُ فَسَيَسْتَحْتَاجَةُ** ایک ہفت واسطے کہ بائع کھائے قیمت والی چیز کو بطور وراثت کے پاتا ہے اور بائع کا وکیل اس پر قبضہ کرتا ہے اور بائع اس چیز کو نہیں بیٹا تو اس کو بشرط اختیار یقین بیٹا ہے تو اس صورت میں بالعموم حاجت پڑی اختیار یقین کی تا اس کو اپنی منفعت اور مصلحت میں اختیار رہے کذا فی النہر

م سید حموی نے کہا کہ یہ صورت نادرالوجہ ہے اور مناط الاحکام نوادر پر نہیں گذرے لہذا وی فی سائر الامور **وَالْاَمْرُ بِالْعَدَلِ لَا يَنْقُضُ الْحَاجَةَ بِالْعَدَلِ** لہذا جو چیز میں حدی و واسطے اختیار یقین صحیح ہے چار چیزوں کی کثرت میں بسبب حاجت و روائی کے تین چیزیں بواسطے حاصل ہونے عمدہ اور ناقص اور متوسط کے م یعنی اختیار یقین دفع حاجت کی واسطے مشروع ہے اور دفع حاجت میں چیز میں کوئی مقصورہ ہے کیونکہ عمدہ اور ناقص اور متوسط کا ہونا تین میں حاصل ہے تو چار چیزیں زیادہ ہیں اختیار یقین کرنا حاجت سے زیادہ ہی تو غیر مشروع ہے و مدت اختیار یقین کی مدت اختیار یقین کے ہند ہی یعنی تین دن تک امام کے نزدیک مگر تین دن میں یقین کر دی تو بہتر ہے اور اگر تین دن گذر گئے بلا یقین تو متعین کر نیے کے واسطے اس پر جبر کیا جائے گا اور اگر یقین سے کہ ساتھ اختیار یقین بشرط بھی مشروع ہو تو اس کو اختیار یقین بیع اور اجازت میں اور بعد اجازت کے اس کو اختیار یقین ہو گا تین دن تک اجازت کے وقت سے کذا فی الملبی عن النہر ولا یشرط معہ خیال و شرط فی الاخر فتم اور اختیار یقین کے ساتھ اختیار یقین کا ہونا مشروع نہیں قول اصح میں کذا فی لفظ ہم منع لفظ ہم میں ہے کہ جب مشتری نے دفع کو بشرط اختیار یقین کے لیا اور قبضہ کیا پھر ایک بین عیب لگ گیا تو میبوب میں بیع لازم ہوگی مگر یقین کے ساتھ اور دوسرے بیع امانت ہی اور اگر دونوں ساتھ ہوں گے تو دونوں بیع کا نصف نصف مگر لازم ہوگا خواہ مثنی متفق ہو یا مختلف و لو اشترکوا بشیئاً علی انھما بالخیار فخری احداً بالبیع صحیحاً او کلاً لہ لا یجوز الاخر بل یطلخیاً خلافاً لھما اور اگر دو شخصوں نے ایک چیز خریدی کی اس شرط پر کہ دونوں کو اختیار ہو پھر ایک شخص بیع سے راضی ہو گیا خواہ مثنی یا دالہ اس طرح کہ وہ تصرف کیا جو نافذ یا حلال نہیں دون ملک کے تو دوسرے شخص اس کو رد نہیں کر سکتا بلکہ اس کا اختیار ہل ہو گیا امام کے نزدیک اختلاف صاحبین کے **وَلَا الْخِلَافُ فِي خِيَارِ الْاَوْثَرِ بَعْدَ الْعَيْبِ فَلَيْسَ لِحَدِّهَا اَلْمُتَعَدِّ بَعْدَ مَرَاتِبِهَا الْاُخْرَى اَوْ ضَالَةً بِالْعَيْبِ خِلَافاً لَهَا لِمَا نَصَرَهُ الْكَاثِمُ** بعینہ الشیء لکھا اور اس طرح خلاف ہو امام اور صاحبین کا اختیار الرؤیہ اور اختیار لمیب میں تو ایک شخص کو پھر دینا دوسری شخص کے دیکھنے کے بعد جائز نہیں بسبب مضر ہونے بائع کے شرکت کے جب ہم عیشیرکت خیارات ثلثہ کے عدم رو کی علت ہو یعنی اگر دو شخصوں نے ایک چیز بلا شرکت خریدی کی بشرط اختیار پھر ایک شخص راضی ہوا تو دوسرے پر نہیں سکتا ایک شخص نے بعد رویت کے پسند کی اور دوسری نے ناپسند کی یا ایک شخص نے عیب میں راضی ہو گیا تو دوسرے پھر نہیں سکتا اس واسطے کہ اگر ایک مشتری کا لینا اور دوسرے کا پھر دینا جائز ہو تو لینے والا بائع کا شریک ہو سبب میں نصف اس میں صرف بائع کا ضرر ہے کیونکہ اول بائع بلا شرکت اس کا مال تھا اب اس کا شریک پیدا ہوا اور شرکت بلا شبہ عیب ہی اس واسطے کہ مشتری میں ہر شریک بالاستقلال تصرف نہیں کر سکتا **لَا يَكُنْ اَلْمُتَعَدِّ لَوْ اشْتَرَى رَجُلَانِ صَفَقَةً وَاحِدَةً عَلَى اَنَّهُمَا لَمْ يَلْبِثَا فِي الْاِخْتِيَارِ اَوْ اَنَّهُمَا لَمْ يَلْبِثَا فِي الْاِخْتِيَارِ** فرقی احداً ہا و ان الاخری فلیس لحدھا الا انفراداً اجازاً اور مخرجاً لھما جمع چنانچہ بیع لازم ہو جائی ہو اگر ایک مرد نے غلام خرید کیا اور مردوں سے یکبارگی اس شرط پر کہ وہ دون بائع ہوں بیع اور عدم بیع میں پھر ایک بائع راضی ہو انہ دونوں بائع کو اجازت پار و بیع میں تنہائی

ترب کرنا جائز ہے کذا فی الدرر اس لوٹنی کی بیع منع ہوگی فاعطی سے کذا فی النسخ ہم جب یہ مبادیہ بطریق تعامی کے بیع نہیں ہوگا بلکہ بائع سبتر
 واجب ہے اور ہر بیع کا یہی حکم ہے لوٹنی کی مثال اس واسطے دی کہ جب لوٹنی میں یہ حکم ہوا تو اسکو غیر بین بطریق اس کے بھی حکم ہے اس واسطے کہ فروغ
 بین زیادہ تر محتاط لازم ہے کہ لفظ لفظی و کذا فی اللہ تعالیٰ فلیحفظ اور یہی حکم ہے امانت کے پیر و بخیرین تو یا در کھنا چاہیے یعنی اگر ایک
 شخص نے دوسرے کے پاس امانت رکھی لوٹنی ہو یا کچھ اور پھر امانت دار نے کوئی چیز اور بدل دی اور کھا کہ یہی تیری امانت ہے اور امانت رکھنا تو اسکا
 منکر ہے اور ادا کے کواد بخیرین تو وہ چیز اسکو طلال سے طحاوی نے کہا ظاہر عاریت اور جاری کی چیز کا بھی حکم ہے واللہ اعلم و کذا فی البیان
 عین کر کے کان یحسین ذلک لکنتہ قتی عینک قال قول للمشتري لان الاصل علم الحذر والكتابة فكان الظاهر هنا هذا لانه اور اگر غلام کو
 بشرط ان پزی اور کتابت کے مول یا پھر یہی وصف اوس میں پایا گیا اور مشتری نے اسکو پھیر دینا چاہا تو بائع نے پھر نیچے وقت کہا کہ اس کام کو
 تو یہ خوب کرتا تھا لیکن وہ بھول گیا تیری پاس تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اس واسطے کہ عدم نان پزی اور کتابت اصل ہے تو ظاہر حال مشتری ہی کا تھا
 ہم صفات عارضہ میں عدم اصل ہے اور صفات اصلہ میں وجود اصل ہے چونکہ ان پزی اور کتابت صفات کسبیہ مارضہ ہیں لہذا دوسرے مشتری کا
 قول و صورت عدم نہیں دت معتبر ہے چنانچہ وہ اصل کا دعویٰ ہے ولو اشد اذ من غیر اشد اذ اطلقت به و خیر و کان یحسین ذلک فلتسبیہ
 فی یکا البانیہ رحمہ علیہ لتعذر المذبح قبل قبضہ ذیلہی قال ولو اختار اخل اخل بكل الثمن لما مر ان الاصل ان لا یقال بلذا شی من الثمن اور اگر
 غلام کو خرید کیا بلا شرط کتابت اور ان پزی کے اور وہ بیچہ کام خوب کرتا تھا سو بائع کے پاس کو بھول گیا تو مشتری بائع کو غلام پھر دی بسبب تیغ و جوا
 بیع کے قبل قبضہ مشتری کذا فی الزیلعی زلیلعی نے کھا اور اگر مشتری بالینہ اسکا لینا پسند کرے تو پوری غرض سے اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ اسکا
 مقابل کچھ نہیں پڑتا ہم باوجود عدم شرط و وصف پھر دینا اس واسطے جائز ہوا کہ ظاہر مشتری نے اسکو اسی وصف کے سبب خرید کیا تو باعتبار دلالت
 حال کے مشروط کے مانند ہوا کذا فی البحر فروع مسائل لمحہ شارح کے باء دان بما فیہا من الجمل و غیرہ الا بوجوب الخشب والکفل فاذا لیس فیہا
 شی من ذلک لا خیاف للمشتري بغيره کا ادن چیزوں کے ساتھ جو میں داخل بن منجہ و دہقیون اور در و اذن اور لکڑیوں اور کھجور کے درختوں کے
 پھر دوسرے میں یہ چیزیں کچھ نہ تھیں تو مشتری کو پھر دینا کا اختیار نہیں یعنی اس واسطے کہ در عبارت ہی عرصہ ہی اوشیا مذکورہ تابع ہیں اور تابع کے مقابل میں کچھ
 نہیں نہیں پڑتا اور عدم اختیار سے یہ ہے کہ مشتری کو وصف مرغوب فیہ کے فوت ہونے سے اختیار رد و حاصل نہیں تو اگر گھر کو وقت عقد مشتری
 نے نہ دیکھا ہوگا تو خیال رائدۃ البتہ ہوگا کتابت ہوگا کذا فی لفظاوی فتویٰ داد اعلیٰ ان بناء ہا احوذا ہوں لیکن ادا و رضا علی ان غیر ہا کھٹکا
 مشتری فاذا واحد منہما لا یختار او شیا علی انہ مہم بدو کم بکصف فاذا حق بزعفران فسد گھر کو خرید کیا اس شرط پر کہ عارت اسکی بیچہ اینٹ کی
 ہی نہ دے گی اینٹ کی نخلی با زمین اس شرط پر خرید کی کہ اس کے سب درخت پچھلے ہیں سوا دین سے ایک رخت غیر مٹھکلا یا کڑا خرید کیا اس شرط پر کہ اسکی کسم کا
 رنگ ہو اور اس میں زعفران کا رنگ نکلا تو بیع فاسد ہوگی ہم اس واسطے کہ صفات مذکورہ میں اغراض طالبین نہایت کثرت متفاوت ہوتی ہیں اور اختلاف
 غرض بجای اختلاف جنس کذا فی لفظاوی عن الشلیبی و لو علی انہا بقلۃ مثلاً فاذا ہو بقل جاز و خیر و بکسبہ جاز بالخیار لکن علی صفت غیر
 منہ بشرط مجتبیٰ فلیحفظ انضابطہ اور اگر خرید اس شرط پر ہوئی کہ مہم خرمی ہے لیکن وہ غیر نکلا تو جائز ہے اور اسکو اختیار ہے لیکن نہ لینو میں
 اور اس کے بالعکس یعنی نہ کی شرط میں مادہ نخلی تو بیع جائز ہو بلا اختیار یعنی پھر دینا کا مشتری کو اختیار نہیں اس واسطے کہ مہم ایسی شرط پر شامل ہو جو مشروط ہو
 بہتر ہے کہ انی المجتبیٰ تو اس قاعدہ کو یاد رکھنا چاہیے ہم قاعدہ یہ ہے کہ جب وصف مرغوب نفع ہوا تو مشتری کو اختیار ہے اور اگر وصف مشروط ہو تو ہر دو
 وصف ہو تو مشتری کو اختیار نہیں چنانچہ اگر لوٹنی اس شرط پر خرید ہو کہ وہ بیٹہ ہی سو وہ بارہ ہو یا غلام عیب دار خرید ہو اہو اور وہ نے جبکہ تو مشتری اسکو
 پھر نہیں سکا البتہ لا یطیل بالشرطی الثبوتی و ثلثین موضعاً مکمل کذا فی الاشباہ و بیع باطل نہیں ہوتی شرط ہو تبیس مقام میں جو شہاہ نہیں
 ہیں ہم مواضع مذکورہ کے سوا شرط کرنے سے بیع باطل ہوتی ہو یا ان اسکا یوں ہے کہ جو شرط کہ بیع میں مشروط ہو یا ایسی شرط ہو جسکو عقد معتقد ہی ہے

غلام میں عیب پایا اور اسکو پہرہ یا تو مشن کو بائے سنی نہیں پہرہ سبب قرار دیکل کے اور بواسطہ عدم ثبوت قبض بائے کے اور نہ وکیل سے لیسنا ہو کیونکہ وہ امین سے اور عاقد نہیں کہ انہ البہر عن القنیہ کالایان ۱۷۱ اذ اذ ابی من المشتري الى البائع والبلد و اکثر یختلف عند لانه لیس بعیب چنانچہ غلام میں بہانہ عیب مگر جب کہ غلام مشتری کے پاس سے ہوا اور اسنی بہر من بائے کے پاس گیا اور اس کے پاس عیب نہ تھا تو یہ بہانہ عیب نہیں یعنی اگر دوسرے شری میں بیگم پاس بھاگے گایا خنے ہو رہیگا تو عیبت ہوگا و اختلاف فی اللغی و الاحسن انہ عیب اور اختلاف ہو بیل کے بھاگنے میں کہ عیب یا نہیں اور قول بہرہ یہ کہ بیل کا بہانہ عیب ہے ہم امین میں قول بہن ایک قول کو تو شارح ذکر کیا اور دوسرا قول یہ کہ بھاگنا عیب نہیں تیسرا قول یہ کہ بھاگنا عیب دو تین بار کا بہانہ عیب نہیں اور ظاہر اور با لوزن کا بھی یہی حکم ہے کہ انہ الطحاوی و لیس المشتري مطالبة البائع بالشحن قبل عقی لا ین الا باق ابن ملک قنیہ اور مشتری کو مطالبہ من کا بائے سے قبل پلٹ آنے غلام کے وار سے جائز نہیں کہ انی شرح ابن ملک القنیہ والبول فی الفرائض والاسرق الا اذا سرق شيئا لا کل من اللغی و اکثر یختلف فی لیس و فلسین اور چنانچہ بستر پر پیشاب کرنا اور چوری کرنا اگر جب کہ کوئی چیز بھاگنے کے واسطے چور ہو سکے یا کتر چیز چور ہو چکا ہو یا نہ ہو وہ عیب نہیں مگر نیچے کے واسطے چوری کر کے بھاگنے سے زیادہ چور یا مولے کے سوا کسی اور شخص کی چیز چور ہو تو عیب ہے ولو سرق عند المشتري ايضا لقطع بجمع بجمع الثمن لقطعه بالسرقين چنانچہ اگر غلام نے مشتری کے پاس بھی چوری کی سوا دسکا ماتہ کا لایا تو مشتری چارہم من پیر سہ سبب اس کے مقطوع ہو نیکی دو وزن چور کو یک ملا کر ہم ربع من کے رجوع یہ وجہ یہ کہ غلام کے ماتہ کا خنہ اسکی نصف قیمت ہو اور یہ نصف تلف ہو و سبب یعنی ایک چوری بائے کے پاس اور دوسری مشتری کے پاس کی تو موجب متصف ہوگا تو نصف نصف کا رجوع ہو یعنی ربع کا کہ انہ الطحاوی و کو رخی البائع بالخذل و بخر ثلثة ارباع مثله عینی اور اگر بائے راضی ہو گیا غلام کے لینے سے تو مشتری تین ربع اس کے من کے پھر لے یعنی پون قیمت کہ انہ العی و کلها تختلف صغر ای مع التميز و قدر و ان یخمس سنین او یا کل و بلس و حدة و قماصه فی الجوز فلو لم يأكل ولم يلبس و حدة لم یکن عیباً ان حلال و لکن لا فانی الشفر لقصود عقل و عیب مثانة عیب و فی الکبر لسوا اختیار و داء باطن عیب اخر و جمیع عیوب مثله مختلف سبب ہیں طفلی اور جوانی میں اس واسطے کہ طفلی میں بہانہ اور چوری عقل کی کمی سے اور پیشاب کرنا ضعف مثانہ سے عیب ہے اور جوانی میں بہانہ اور چوری خبث اور بد ذاتی سے اور پیشاب کرنا مرض باطنی سے دوسرا عیب ہے طفل سے مراد طفلہ باتمیز سے اور فقہانے تمیز کا اندازہ پانچ برس کا کیا ہو یا اٹھ یا نو تہا کہا ہے پہننے لگے اور پورا بیان اس کا جو ہرہ میں سوا گروہ بذات خود نہ کہا تا ہو کر اپہتا ہو تو بھاگنا اور چوری اور پیشاب کر دینا اس کے حق میں عیب نہیں کہ انی شرح ابن ملک فین عند احتیاد الحاکم بان ثبت اباؤه عند بائعه ثم مشتریه کالها فی صغر او کبر له الی لا فانی السبب تو حالت متحدہ میں اس طرح کہ غلام کا بہانہ ثابت ہوا بائے کے پاس پر مشتری کے پاس دو وزن بار کا بہانہ اسکی طفلے میں ہوا جو امین تو مشتری کو اس کا پیر نہا جائز ہے بقیہ سبب ہم طفلے یا جو امین نو کے پاس سے بھاگنا تو اس کا سبب ایک ہی ہے مراد طفلے میں تصور عقل اور جوانی میں بد ذاتی لہذا مشتری کو یہ پیر نہیے کا اختیار ہوا کیونکہ یہ عیب ثبوتی ثابت ہو قطع مشتری کے پاس حادث نہیں ہوا کہ رخصت ہو و عند اختلاف لا کونہ عیباً حادثاً و اختلاف سبب نزدیک مشتری کو پیر نہیے کا اختیار نہیں ہو سکتا کہ وہ نیا عیب ہے ہم یعنی جب ثابت ہو نہ لام کا بہانہ بائے کے پاس حالت طفلے میں اور مشتری کے پاس جو ان کے حاشین تو اب مشتری اس کو اس عیب سے پیر نہیے سکتا کیونکہ طفلے کا سبب راکم عقل ہے اور جوانی کا سبب فرار شرارت اور بد ذاتی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ عیب دوسرا پیدا ہوا اسوای اس عیب جو قبل اس کے بائے کے پاس تھا اور پیر نہا جائز نہیں مگر اس عیب جو بائے کے پاس ہو کونکہ عیب عند بائعه ثم حصر عند مشتری ان من نفعه لہ و داء لا یصلی چنانچہ وہ غلام کو تپ آئی بائے کے پاس پھر تپ آئی مشتری کے پاس اگر یہ تپ اسنی تپ کی قسم ہو تو اسکو پیر نہا جائز ہو اور اگر وہ تپ قسم ہے تو جائز نہیں کہ انہ شرح العینہ ہم غایہ میں مذکور ہے کہ نفع محض سے مراد یہ کہ ایک ہی وقت میں دو وزن کے پاس تپ آئی ہو اور اس کے غیر وقت میں تپ آئی ہو تو پیر نہا جائز نہیں یہی محفوظ ہے ہماری اصحاب کہ انی الطحاوی بقی و وجد یقول ثم تعیب حتی یجمع بالنقصان

زیادہ تر عیب غلام میں ہیں واللہ اعلم بالصواب اور لواطت لونڈی میں عیب مطلقاً نہیں خواہ مفت ہو یا اجرت لیکر ہو اسلئے کہ مانع
 ہم بستر ہی ہو کہ لطف البصر و بہان جتنا کافہ دلیل الایۃ و ان یا خیر کافہ اور لواطت غلام میں عیب ہو اگر مفت ہو اسلئے کہ علت اہل کی
 دلیل ہے اور اگر اجرت لیکر ہو تو نہیں کذا فی التفسیر ہم اہل اوس علت کا نام جو عیب ایسی ہے جو بستر میں کہ بدون منی کے قرار نہ پڑی اور عیب سخت
 عیب یہاں تک کہ جانور دن میں ہی اور لواطت بعض اجبتہ غلام میں ایسا عیب نہیں کہ مشتری رتبع کرے کیونکہ وہ علت اہل کی دلیل نہیں بلکہ
 مرس مال کی عیب اور عیب مراد نہیں کہ لواطت اجرت مطلقاً عیب نہیں شرعاً اسلئے کہ شرعاً تہا و عیب اور معیوب تر ہو زنا سے وہ ہکاشا عیب کا آفتاب کو
 اکتھرتان حکا و عیب عیب و الا لواطت عیب میں ہو کہ فرید کا گد جا بھر گد ہی پڑتی ہیں اگر مرصا مندی اوس کے یہ فعل ہوتا ہو تو عیب کہ مرض کی دلیل
 اور نہیں تو عیب نہیں و اما التخت یلین صفت و تفسیر مشی فان اکثر کلا ت کل بن اذہ اور زنا اور پہلا ہونا نرم آواز بنا کر اور چال
 مکار اگر بکثرت ہو تو غلام کو مشتری پیر ہے اور اگر بقل ہو تو نہ پیر ہو کہ لطف الزاریہ و الکفر باقسامہ و کذا الرفض و الا عتزال جس بختا
 عیب فیہما و لو انشد فی مینا بکراہم اور قسم کا کفر اور سیر رض اور اعتبار کذا فی البحر بحال انصا عیب لونڈی غلام میں اگر مشتری بخوبی ہو کہ انی لہ
 ہم سوئی کہ اگر کتا بمر زانی ہی ہو کہ اولی کہ جو علم لغوی کو اہل بختا نہ کہ نہ و انھی جو شیخین کو برا کہ اسلئے کہ وہ کافر میں داخل ہے کہ لطف الطحاوی و عدم الحیض
 لبنت سبعة عشر و عندا خمسہ عشر و یف بقولہا اذا انضمت الیہ فکول الایۃ قبل القبض و بعدا هو الصبیح ملتقہ اور جنس زنا
 سترہ برس کی لونڈی کو امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک پندرہ برس کی لونڈی کو عیب ہو اور عدم حیض معلوم ہوتا ہو لونڈی کے کہنے سے جب کہ
 اوس کے ساتھ بائع قسم سے انکار کرے قبل قبض کے اور بعد قبض کے یہی قول صحیح ہے کہ انی الملتقہ ولا تشتم فی اقل من ثلثۃ اشھر عند
 الثانی اور مسیح نہ ہو گا دعوی عدم حیض کا تین ہفتوں سے کتر میں ابو یوسف کے نزدیک ہم اور محمد کے نزدیک چار ہفتوں میں اور امام اور زفر کے
 نزدیک و سال سے کتر میں دعوی مسیح نہ ہو گا لیکن عدم حیض جو ان لونڈی میں عیب ہو نہ سفیرہ اور ایسہ من کذا فی الطحاوی فتح القدر میں ہو کہ اگر ناضی
 بچہ نہ ہو تو برب اپنی اجتہاد کے حل کرے اور اگر مقلد ہو تو دو سال پر عمل کرے و الا شیخا صرۃ و السعال القلیم لا یعتاد اور ہما ضہ و نیم
 کہانی عیب نہ عادت کی کہانی ہم بحر الرائق میں ہو کہ مرض کی کہانی عیب قدیم ہو یا غیر قدیم کذا فی الطحاوی و الذی یطالب یہ فی
 الحال لا الموشل لغتہ فانہ لیس بعیب کما لغلک مساکین عن الذخیرہ اور لونڈی غلام پر اوس دین کا ہونا عیب ہو جسکا فی الحال
 مطالبہ ہونہ وہ دین جس کی مدت اوس کی آزادی پر محسین ہو اسلئے کہ وہ عیب نہیں چنانچہ اسکو مسکین نے ذخیرہ سے نقل کیا ہو ہم میں
 مؤجل یقین وہ ہو جو غلام پر خرید کر نیسے لازم ہو اور بلا اذن مولے لیکن عقم الکمال و عللہ بقصا و ولائہ و صیوان لکن کمال الدین یقین
 نے ہر دین کو عیب کہا ہو اور دلیل تعمیر کی نقصان و لا اور نقصان میراث بیان کی ہو ہم وہ نقصان و لا اور میراث یہ ہو کہ اگر باب دیون مولی اور
 عسب پر مقدم ہیں کذا فی الطحاوی و الشعر و الماء فی العین و کذا اکل من فیہا نفی عیب مصر ایخ کسبل و صو و کثرت دمع و التوکل
 بمثلث فی کثر یقین و بتر صغیر صلب مستند گر علی صولہ یقین جمعہ تامل و قیدہ بالکثر فی بعض متراہیہ الہدایہ اور پر مال
 اور نزل آب آہک میں اور سیر طر ہر مرض آنکہ میں عیب ہو کذا فی الحراج چنانچہ سرخ جالا اور کو یہ تنگ ہونا اور آنسو کا دھلکا اور سنا ٹولول بناد
 مثلثہ بردین زبور چوبی مسند پیرسی گول با شکل مختلفہ جسکو اہل ہند سابلو تہ ہیں اور جمع اوسکی تامل کہانی القا موس اور ہادیہ کے بعض
 نیار میں نے مسے میں کثرت کی قید لگائی ہے یعنی مسون کی کثرت عیب ہو نہ قلت و کذا الکی عیب کو عن داء و الا لواطت و ان عیب
 اگر اک سر بسبب بیمار ہی کے داغ و یا ہو اور نہیں تو عیب نہیں و قطع الا صدم عیب و الا صبیحان عیبان و الا صایم ہم الکاتب عیب و الا ص
 اور ایک اذ کل کا کتا ایک عیب اور دو اذ کلین کا مقطوع ہونا و عیب ہیں اور سب اذ کلین کا قطع ہونا ہتلی کے ساتھ ایک عیب ہے و العسر
 و هو من یعل بفسا فقط الا ان یکل بالیدین ایضا لکن من الخطای ضی اللہ عنہ اور جو شخص کہ نقطہ پانی یائن ہاتھ سے کاہم کہے

عقبات عیب کی ہے و مومن یا مسر سے در ذیلہ فی کتب البصیر

اگر جو شمس و اجرام آسمانی سے بھی کام کرے چنانچہ فاروق اعظم عمن غلاب رضی اللہ عنہ کام کرتے تو قویب نہیں بلکہ عمدہ و مستحسن و الشیخ
 شمس بخیر تخری و قماران عدا حینا اور پیری اور شراب پینا علانیہ اور قمار بازی اگر عیب شمار ہو چنانچہ خود اور شطرنج کا قمار اور مانہ لکھنے کے لئے
 ایسا کہ عن البر و قدّم حینا کو کبیرین متولّدین اور لوشی غلام کا فتنہ ہونا اگر بائع دارالاسلام پیدا ہوئے ہوں ہم بائع کی قید ہو سکتا ہے
 کہ سفیر خستہ ہوا عیب نہیں اور اس طبع جو غلام دارالحرب گرفتار ہو آدمی سفیر ہو یا کبیر اس کا عدم فتنان عیب نہیں اور فانیان کے قادیان
 کہ لوشی کا فتنہ ہونا زمان سابق میں عیب تھا اب ہمارے زمانے میں عیب نہیں کہ لاشیاء کو عدم فتنان حینا و قلة اکل دقائب و نکاح
 کذب و غیبت و مروت و مروت لکن فی القیہ تو کھا لے العکاء لا یوجب العکاء اور نہ بولنا کہ ہو گا اور کہ کہا نا جا نورون کا اور لوشی غلام
 کھن بونا اور جھوٹ بولنا اور میل جوری اور ترک نماز عیب ہے لیکن تشبیہ میں ہو کہ ترک نماز غلام میں موجب رویت نہیں و قہا لو ظن ان الد امر شق
 بلین ان یمکن من الخ لان الناس لا یخجلون فیہا اور تشبیہ میں ہو کہ اگر ظاہر ہو کہ گھر منوش تو لائق عیب ہو کہ مشتری رویت پر تار ہو جو اسط
 کہ لو کہ گھر کھینے میں خوش نہیں کرتے ولی المظن منہ الخیبۃ و الحال عیب ہو علی الذین او الشقاق لا یخذ والعین
 کے سید خیر ما اذعہ ہا اور منوش عیب ہے کہ خال عیب ہے اگر شہدی یا ہونہ پر ہونہ گال پر اور اس کے سوا عیب بہت ہیں من تعالیٰ بحکام
 ہا و امین حدّات عیب کے آخر عند المشتري بخلاف البائت فالی بہ بعد القبض رجوع بختہ من العین و وجب اکثر شق و اقلہ
 ہا اخذ ان لا یبطل العین من کلّا یہا واد و مر عیب مشتری کے پس بہ دن فعل بائع کے سوا اگر بائع کے فعل سے دوسرا عیب پیدا ہوا
 بعد مشتری کے تو مشتری بقدر عیب قدیم متن میرے اور عیب جدید کا جرمانہ بائع پر واجب ہو گا اور قبل قبض کے تو مشتری کو اختیار ہے
 یا ہوا اسکو سے بعد نقصان کو کم کر کے یا اسکو بھر دے کل متن لیکر بطرح یعنی خواہ عیب قدیم ہو یا ہونہ کذا فی الجلیس ہم ملے سے کہا تو بطل کل الشز
 متعین ہے بقول اور ذہ سے فقط اور اسکی کچھ حاجت نہیں کیونکہ معلوم ہے بلاشبہ ہا کہ یہ قول خلاف مراد کا موہم ہے یعنی قولہ فلا اخذ کے
 متعین ہونے کا کہ لا یخفے معلوم کرنا چاہیو کہ حصہ نقصان دو مال سے خالی نہیں یا نقصان بائع کے پس پیدا ہوا مشتری کے پاس اگر بائع
 یا اس پیدا ہوا اسکی پنج صورتیں ہیں بائع کے فعل سے مشتری کے فعل سے یا تشبیہ یا مبیع کے فعل سے یا تشبیہ آسمانی سے سوا اگر بائع کے فعل سے ہوا
 تو مشتری قمار ہی خواہ قدیم عیب ہو یا نہ مویشیے اسکو جوڑ دی اور چاہیے حصہ نقصان کو گھٹا کر اور اگر عیب مشتری سے ہوا تو اسپر تمام لازم آتا
 من کو بقدر نقصان کم نہیں کر سکتا اور اگر نقصان بفعل تشبیہ ہوا تو مشتری مختار ہو چاہے مبیع کو لے سب متن دیکر اور تشبیہ سے جرمانہ لیا اور چاہے
 مبیع کو ترک کرے اور اسپر مش ساقط ہو اور اگر نقصان آفت آسمانی سے ہوا یا ہجے کے فعل سے تو چاہے مشتری اٹھو ترک کرے چاہے لے
 بقدر نقصان متن گھٹا کر اور اگر نقصان مشتری کی پس پیدا ہوا ہو تو اگر مشتری یا ہجے کے فعل سے ہوا ہو یا آفت آسمانی سے اسکو مبیع مبیع کے پس
 میر نہیں سکتا لیکن بقدر نقصان قدیم متن کم کر سکتا ہو اور اگر بائع ناقص لینے پر راضی ہو تو پھر تشبیہ یا ہجے کے فعل سے یا ہجے کے فعل سے
 ہو تو مجرم پر جرمانہ واجب ہو اور میر و یا ممنوع سے اور بقدر حصہ عیب قدیم متن میر لینا جائز ہے کہ لفظ البیوت جبکہ معلوم ہوا تو دریافت کرنا چاہیو کہ
 مصنف نے حدوث حیثانی کو بعد القبض فرض کیا ہو چنانچہ قولہ عند مشتری اس پر دلالت کرتا ہے اور مذکور ہو چکا کہ قبض کے بعد مشتری کو بقدر نقصان
 عیب قدیم متن میر لینا یا مجرم صورتوں میں جائز ہو کر شائع نقط فعل بائع کا مستثنیٰ کر لیا اس واسطے کہ بائع کی رضا سے ہی عین میر لینا ممکن نہیں لیکن
 شائع پر یہ اعتراض ہوتا ہو کہ فعل تشبیہ کا بھی یہی حکم ہے جو بائع کے فعل کا حکم ہے تو شائع پر لازم تھا کہ یوں کہتا بغیر فعل البائع والا تشبیہ کذا
 الحلیہ لغضا و لو ہر من البائت علی حدیثہ والمشتري علی قدر ما کلف البائت والبیئۃ للمشتري اور اگر گواہ لایا بائع عیب کے جدید ہونے
 پر اور مشتری گواہ لایا اس کے قدیم ہونے پر تو بائع کا قول معتبر ہے اور گواہ مشتری کے مقبول ہیں ہم ہر الفائق بین قاضی خان کی شرح سے مصرح ہو کہ
 در مشر عا قدین کی گواہی کے مشتری کی گواہی مقبول ہے کیونکہ وہ مثبت اختیار ہو اور قول بائع کا معتبر ہے کیونکہ وہ اختیار کا منکر ہے انتہی قول بائع کا

قول او سنت معتبر ہی جبکہ مشتری کے گواہ نہ ہوں اور شارع کی عبارت آپ ولات نہیں کرنی کما لاشعور ولا یجوز مالہ کل وموتہ الا ان
 بلکہ العقد فیہ اور نہ پیرے مشتری زبردستی اور سبب کو جبکہ واسطے بار برداری اور خرچ کی حاجت ہو مگر بس شہرین عقد بیع واقع ہوا ہو کہ
 پیر و بیابا نہ ہو یا جو دو بار بار کا کہ کسی کذا فی البحر ہو واسطے کہ حاجت بار بردار نہ ہو عیب حادث کے سے کذا فی البحر رجوع بمقتضائہ لا فایدا
 استثنیٰ ومنہ ما لو اشتراک لولیکہ او خطا طہ لطفہ بالبیع اور غرضی بہ البائتہ کچھ یعنی اگر مشتری کے پاس دوسرا عیب بغیر فعل بائع پیدا
 ہوا ہو تو مشتری بقدر نقصان عیب قدیم میں پیرے گراؤن مسائل میں رجوع نہیں بجا استثنایا ہو گیا چنانچہ وہ مسائل ستہ جواد ل مذکور ہو چکے
 ہر از یہ سنی اور از با غملہ مجید سے کہ اگر مشتری نے بیع کو بطور تولیت خرید کیا یا اسکو اپنے طفل منیر کے واسطے قطع کیا اور سیاکذا فی الزلیعہ یا بائع
 ناقص پیرے پیرے پر راضی ہو گیا کذا فی الجوزہ ہم رجوع نقصان کا یہ طریقہ ہے کہ اول بیع کی قیمت بلا عیب کی جائے پیرے کے ساتھ کی جائے یعنی عیب قدیم
 ساتھ اور دونوں قیمتوں میں تفاوت دیکھا جائے اگر تفاوت عشر قیمت ہو تو مشن سے دسواں حصہ پیرے اور اگر اس سے کم زیادہ ہو تو دسواں
 کرے مثلاً اگر دس درم کو خرید کیا ہوا اور قیمت اسکی سو درم ہو اور عیب سے دسواں حصہ کم کر دیا تو مشن کا دسواں حصہ پیرے یعنی ایک درم اور اگر مشن
 ہوا اور قیمت ایک سو اور نقصان عیب سے سو تو بیس درم پیرے دے دے ہذا القیاس کذا فی البحر الفائق تسلسلہ اخیرہ کے ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہیں کہ بعد کے
 متن میں موجود ہے وچندم رجوع بیع التولید کی یہ ہے کہ اگر ایک پیر بطور تولیت کے خرید کی اور مشتری کے پاس میں دوسرا عیب پیدا ہوا اور
 ایک قدیم موجود تھا تو انہیں نہ رجوع جائز نہ بدون رضامندی بائع کے رد کرنا کیونکہ اگر رجوع کرے تو مشن ثانی مشن اول سے کم ہو اور مقتضای
 یکہ ہے کہ برابر ہوا اور قطع اور خیانت طفل کے واسطے تمکیک ہو اور قبض میں باپ اسکا نائب ہو تو اگر باپ بیع موقوف غلط کے عیب قدیم پر مطلع ہو تو با
 بقدر حصہ نقصان رجوع نہیں کر سکتا اسواسطے کہ وہ عیب ہو بیع کا تمکیک کے کذا فی البحر اولہ والی البائتہ اور اسکو پیر یا جائز نہ ہو بائع
 کی رضامندی سے ہم یعنی اگر بائع کے پاس بیعین عیب ہو اور مشتری کے پاس دوسرا عیب پیدا ہوا بلا فعل بائع تو مشتری مختار ہی چاہے عیب قدیم
 عیب موافق مشن پیرے چاہے بیع پیرے بشرط رضای بائع کے رضای بائع ہو واسطے شرط ہوئی کہ پیرے میں ضرر ہو بائع کا اسواسطے کہ جبنا
 اسکی مکاتے خارج ہوئی تھی تو عیب حادث سے سالم تھی لہذا رجوع بالنقصان مستعین ہوا مگر در صورت رضای بائع مشتری مختار ہی پیرے میں
 یا کہہ یعنی میں بلا رجوع نقصان کذا فی البحر الا لکن عیب او مراد بکلی ان اشتری ثوبا فقطعه فاطلع علی عیب قدیم رجوع بہ ای بقصانہ
 لتعذر الذی بالقطع بشرط رضای بائع پیر یا جائز نہ ہو مگر بسبب عیب کے جو بائع ہو رد کا یا بسبب یا دت مانع کے پیر یا جائز نہیں چنانچہ ایک پیر خرید کر
 پیر اسکو قطع کیا پیر مشتری اس کے عیب قدیم پر مطلع ہوا تو بقدر نقصان مشن پیرے اس حالت میں پیر نہیں سکتا بسبب متعدد ہونے رو کے قطع کرے
 ہم یہ مثال ہے عیب رخ کی اور زیادتی کی مثال و دخت اور رنگ وغیرہ میں آویگی فان قبلہ البائتہ کذا لک لہ ذلک لہ استقطع حقہ پیر اگر
 بائع نے پہلے پہلے ہوا اگر قبول کر لیا تو اسکو جائز ہے اسواسطے کہ اسنے اپنا حق ساقط کر دیا تو اشتری بعید فقیہا ففی جلد امعاء لا فایدا
 لایرجع لکن لایستأدہ اور اگر اوٹ خرید کیا پیر اسکو حلال کیا اور اسکی انٹرٹون کو مٹا دیا یا تو رجوع نقصان جائز نہیں بسبب بگاڑ دینے
 بائع کی مالیت کی یعنی طالع کرنے سے مالیت فاسد ہو گئی کہ گوشت لائق گندگی کے ہو گیا بخلاف قطع ثوب کے کہ اس میں فساد مالیت نہیں لہذا اس میں
 رجوع درست ہوا نہ اس میں کما لایرجع کو باعہ المشتري الثوب کما او بعضہ او وہیہ بعد القطع لہذا رجوع لا یقطع لہذا
 آکا کہ بقولہ چنانچہ رجوع نہیں کر سکتا اگر مشتری نے سبب یا ہوا کر دینے کیا یا یہ کیا بعد قطع کے بسبب جائز ہوئے پیرے بیع کے کا مگر بسبب
 چنانچہ کو مصنف نے اپنے آئندہ قول میں بیان کیا فان قطعہ المشتري وخطا طہ او صلیغہ یا صلیغہ کان عینی اولت السوا بق پیر
 او خبر الدقیق او غیرہ ابوبی ثم اطلع علی عیب رجوع بمقتضائہ لا یستأدہ لکن بسبب الذی کادہ لیس الشیء لخصول الذی یحیی
 لوتراضیا علی الذی لا یقضی العاخی بہ درل و ان کمال پیر اگر کرے کہ مشتری نے قطع کیا اور سیایا اسکو کسی ملک میں نہیں کیا کذا فی البحر

یہاں تک کہ عینی نے اپنی شرح میں کلام عینی میں بعدیت اور ہونے کی مفید ہوئی خبردار رہنا تو مسائل مذکورہ میں مشتری کچھ ہی رجوع نہیں کر سکتا بسبب متع ہونے کے اور اس کے فعل سے ہم عینی کے کلام میں تناقض ہے شرح کنز میں بعدیت مذکور ہے اور شرح مجمع میں قبل وقت عینی نے کہا کہ روایت مجمع ہی حق ہے والا ان مسائل میں یعنی اعتاق المال سے آخر تک اور مسائل سابقہ میں یعنی بیع اور موت اور اعتاق اور تدبیر میں کچھ فرق نہیں رہتا والا اصل ان کل موضوعات لایع اخذ معیلاً لا رجح باخراجه عن ظلالہ والا رجح اختیار اور قاعدہ کلیہ ان مسائل میں یہ ہے کہ جنان کہیں بائع کو بیع کا باغیب لینا درست ہے تو وہ ان مشتری نمونہ بقدر نقصان پیرے نہیں سکتا بسبب اخراج بیع کے اپنی ملک سے والا پیرے سکتا ہو کہ اسے الاختیار ہم بحر الرائق میں ہے کہ اس قسم کے مسائل میں اصل یہ ہے کہ جب روایع مشنع ہو مشتری کے فعل مضمون سے چنانچہ قتل اور نیکاب غیر موجود بالانقصان متع ہے اور جب روایع ہو بلاحت مشتری مشتری کی جہت ہو مگر بفعل غیر مضمون چنانچہ ہلا ہونا آت آسمانی سے یہ سبب ہا کہ ہو جانا یا زیادہ ہو جانا یا سطر چر کہ مانع روایع ہوا ہوا ہوا اور تدبیر اور استدلال و رجوع بالانقصان متع نہیں کہ انی ابطا بک وبہ العنق علی قولہما فی الاکل والشراب القسستانی اور اختیار میں ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول یہ اکل طعام میں اور ثبات رہا اسکو قسستانی نے ہم ذکر کر کے عقرب کو روکا تو مکر ہو گیا شری محضین او یطیخ بخل و قسطن فکسہ فوجلا فاسدک ایتقم بہ ولو علقا للہ واثب فلا ان لم یبتا ولینہ شیدا یعد علمہ بیکہ نقصانہ خرید کے اندر اور خربوزے کی مانند کوئی چیز چنانچہ اخروٹ یا گڑی یا کھیر پیرے کو توڑا تو ایسا گڑا پایا جو لائق انتفاع ہے اگرچہ جانوروں کا چارہ ہو سکے تو اسکو بقدر نقصان مٹن پیرے لینا جائز ہے اگر اوسین سو بعد عیب و زینت ہو سکے کچھ کہا یا ہو یعنی بعد کچھ لینے کے کچھ پیرے لینا درست نہیں کہ لے انہر الا اذا رضى البائع به مگر جب کہ بائع اس کے پیرے لینے پر راضی ہو تو رجوع نقصان جائز نہیں ولو علیہ بیکہ قبل کسہ فلا شرکہ اور اگر مشتری اس کا عیب جان گیا قبل اس کے تو نیکے تو اسکو پیرے دینا جائز ہے وان لم یلتقم بہ اصلاً فلا کل الثمن لبطلان البیع اور اگر لائق انتفاع نہ ہو سطر چر کہ اندہ ہوا یا گڑی کروسی ہو یا اخروٹ خالی بے مغز ہو تو کل ثمن مشترک ہی بسبب باطل ہونے سے ہوا سطر کے تو نیکے بعد معلوم ہوا کہ وہ مال نہیں کہ انی انہر ولو وجد اکثر فاسدک اجماعاً عندہما کھر اور اگر اکثر انہر و ن اور خربوزوں کو فاسد پایا اور مشتری کو صحیح تو بقدر صحیح بیع جائز ہے صاحبین کے نزدیک لے انی انہر نہایت میں ہے کہ صاحبین کا قول اصح ہے طلیل وہ جس سے اخروٹ خالی ہوئے ہوں عادت میں چنانچہ سو میں ایک اور دو تو ایک دس میں گیسوی چنانچہ قید میں مصرح ہے اور کسی نے کہا کہ تین غنوں میں یعنی سو میں کہ لے انہر الفائق قوی الجبلی لو کان سمناً ذائماً فاکلہ ثم افسد بائعہ بوقع فاقان فیہ رجم بنقصان العیب عندہما وبہ یفتی اور مجتہبے میں ہے کہ اگر گھی پگھلا ہو اور اسکو مشتری نے کہا یا پیر اس کے بائع نے اوس میں چھوڑنے کا اقرار کیا تو مشتری نقصان عیب کو پیرے صاحبین کے نزدیک اور سبب کا فتویٰ ہے ہم یعنی ظاہر گھی کی قیمت یکجا پیر جس گھی کی جو اس نجاستے جس ہو گیا ہو پیر قدر تفاوت کو بائع سے پیرے کہ لے لطمہ و باعہ ما اشتوا لا فک المشدے الثانی علیہ بیکہ ہر ذلہ علی بائعہ لو د علیہ بقضاء لا نہ فکسہ مالہ مجتہد بہ عیب افسر عندہ فایرجع بالانقصان مثلاً یہ بیجا اسکو جو خرید کیا تھا لے سے سو مشتری ثلے نزدیک وہ چیز پیر دی بسبب عیب کے تو زیادہ اس کے بائع کو یعنی خالد کو پیرے اگر ردیم حکم تھا ہوا جو اسو سطر کے ردیم کا فائدہ منفع ہے اصل بیع کا تا وقتی کہ مشتری ثانی کے پاس دو مراعیب سو عیبیم کے نہ پیدا ہو گیا ہو تو مشتری ثانی نقصان پیرے لگا ہم مشتری ثانی کے ردیم کی ہوا سطر قید لگائی کہ اگر بیع کی پر مشتری عیب قدیم پر مطلع ہوا اور دوسرا عیب اس کے پاس پیدا ہوا اور اس نے عیبیم کا نقصان پیرے لیا تو امام کے نزدیک بائع اس کے بائع سے یعنی مشتری اول بائع سے عیب قدیم کا نقصان نہیں پیر سکتا ہو اور صاحبین کے نزدیک پیر سکتا ہے کہ انی لطمہ عن البحر و هذا لو بعد قبضہ فلو قبلاہ و ذلہ مطلقاً فی غیر العقار کالذی یخیر لڑتے اوشن طے در لے اور یہ یعنی ردیم کے واسطے حکم قاضی کا شرط ہونا ہوتا ہے جبکہ مشتری ثانی کے قبض کے بعد ہوا ہو سو اگر مشتری ثانی نے قبضہ کیا

اسکا ہی فرار کیا تو پھر پرایا گیا مشتری کی التماس سے اور اگر وجوہ عیب کا پتہ نہ پائے گا تو مشتری سے گواہ طلب ہوں اس پر کہ یہ عیب بائع کے پاس
 ہی موجود تھا سو اگر اس نے گواہوں سے ثابت کیا تو پھر دیا جائے گا اور اگر مشتری گواہ نہ لایا تو بائع سے قسم لیا جائیگی کہ لے لے البتہ وا علم ان العیوب
 انکم تحفی کما باقی وقوله حکمہ معلوم کر کہ عیب چند قسم ہیں ایک قسم کا عیب مخفی جو چنانچہ پہاڑا اور اسکا حکم معلوم ہو چکا ہم یوں معلوم ہو چکا کہ
 اگر یہ متحقق ہوا عیب کا عائدین کے پاس! وجود استحالة و حالت شرط ہو اور گاہے شرط نہیں اور اسکو اختیار ہی قبول اور رد میں اگر جب کہ دوسرے عیب
 اس کے پس پیدا ہو گا تو مقدم کر کے کی نہ وہ عیب جو معلوم ہو بدوان تجربہ اور آزمائش کے چنانچہ سرقد اور بولنے انفرش اور جنوں کذا فی المحاکم
وقوله حکمہ و لا یستحب رائدۃ او ناقصۃ فیقتضی بالرد بلا عین للمیقن به اذ الحاکم علی الرضی به اور دوسری قسم عیب ظاہر
 جو چنانچہ یک چشمی اور لنگی اور زیادہ یا کم اور لنگی تو قاضی ردیمہ کا حکم کرے بدون قسم لینے بائع کے بسبب متیقن ہوئے اس عیب کے مشتری اور بائع کے پس
 جب کہ بائع نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ مشتری اس عیب سے راضی ہو گیا ہم اس طرح اگر بائع نے دعوے کیا کہ مشتری اس عیب کا واقف تھا خرید کے وقت
 یا اس نے ابراہیم عیب کا دعویٰ کیا سو اگر اسکا دعویٰ ثابت ہو گا تو اس سے مشتری کے اقرار سے تو حکم رد نہیں ہو سکتا والا مشتری سے قسم لیا جائیگی پھر اس سے
 اگر قسم کہا ہی تو پھر پڑے اور اگر قسم انکار کیا تو رد متعین ہو کہ لے النحر و ما لا یخلف الا الاطیاء کا کذب فی کفی قولہ عدلہ و لا یتبایہ عند بائعہ قولہ
عہ لین اور تیسری قسم وہ عیب جسکو کوئی نہیں جانتا سو امی اطبا کے چنانچہ در و جگر تو کفایت کرتا ہو ایک عادل طبیب کا قول اور اس عیب کے
 ثابت کرنے کے واسطے اس کے ہاتھ کے پس دو عادل طبیبوں کا قول کافی ہے ہم اور اگر قاضی خود طبیب ہو تو خود اسکو رد نہ کرے کہ لے انصر عن البدائع
وما لا یخلف الا النساء کہ توفی فی کفی قولہ الوحدۃ تم یحلف البائع یعنی اور چوتھی قسم وہ عیب جسکو کوئی نہیں جانتا مگر عورتیں چنانچہ عورت کی
 شرکاء کی بستگی تو ایک عورت کا قول کافی ہے پھر بائع سے قسم لیا جائے کہ لے العینہ ہم عینہ میں یوں مذکور ہو کہ قیام عیب نے الحال میں ایک ثبوت عورت کا
 قول کافی ہے پھر اگر یہ اختلاف بعد قبض کے ہو تو ردیمہ عورتوں کے قول سے بلکہ تخلف بائع ضرور ہے کہ لے الطحاوی قلت و یق حاکمہ کا لفظ
الرجال والنساء فی شوم قاضی خان فی الجکایۃ و ادعی انھا کفۃ تحلف البائع میں کہنا ہوں باقی رہی یا پھر میں قسم عیب کی جسکو نہ مرد
 دیکھیں نہ عورتیں سو قاضی خان کی شرح میں ہو کہ خرید کی نوڈمی اور مشتری نے دعوہ کیا کہ وہ شے ہو تو اس میں بائع سے قسم لیا جائیگی جب اسکو
 نہ مرد نہ عورت کے نہ عورت تو بجز قسم بائع انفصال کا کوئی طریقہ نہیں آسکتی بعض المبیع فان کان استحقاقہ قبل القبض الحال الخیر فی الکل للفرق
الصدقۃ بعض مبیعین غیر بائع کی ملک استحقاق ثابت ہو سو اگر استحقاق قبل قبض کرنے کل سیکے ہو تو مشتری ہر ایک قیمی اور دشمنی میں مختار ہے
 چاہے باقی میں بیع قائم رکھے چاہے پھر سے بمقتضی سرق ہوئے صنفہ کے ہم کل ٹالنے سے کل بیم مراد نہیں جیسا بعضوں نے سمجھا ہو اسلئے کہ بعض ستم
 میں بیم باطل بلکہ کل سے قیمی اور شے مراد ہے کہ لے الطحاوی وان بعد الخیر فی القیمہ کافی غیہ لان تبعض قیمی عیب کا المثل کما آسبغی اور
 اگر استحقاق بعد قبض کے ہو تو مشتری مختار ہو قیمی میں نہ غیر قیمی میں اسلئے کہ تبعض قیمی کی عیب نہ شے کی چنانچہ آدیا گیا ہم یعنی اگر استحقاق سو باقی میں
 عیب پیدا ہو چنانچہ گہرا زمین یا دام تو مشتری باقی میں مختار ہو چاہے اس کے حصے کے موافق ثمن دیکرے چاہے پھر پڑے اور اگر سیم و دھیر میں ہوں جو پھر
 شے واحد کے بن حکم میں ہر ایک چیز متعلق کلی تو ہی اسکو بائع میں اختیار ہو اور اگر استحقاق سو عیب ثابت ہوتا ہو باقی میں چنانچہ مبیع و دیکرے یا دو
 غلام ہوں ہر ایک مستحق ٹکے یا ناچ کا ڈھیر ہو اور اس میں بعض ستم غیر ہو تو اسکی تبعض میں ضرر نہیں تو باقی کا لینا مشتری کو لازم ہو اور اس میں اختیار
 پھر نے کا نہیں کہ لے النحر وان شری شیتین فقبض احدهما وان اختر فی کما حکمہ واقبل قبضهما فلو استحق او تعیب احدهما کما
خیر اور اگر دو چیزیں خریدیں سو ایک پر قبضہ کیا نہ دوسری پر تو اسکا حکم وہ ہو جو باقی قبض کا حکم ہو یعنی اگر ایک میں استحقاق عیب ثابت ہو تو
 مشتری مختار ہو دھوا خیار العیب کذا فی العیب على المحدث وما فی الحاکم عرب بشر اور وہ یعنی نیا عیب ہو دیکھنے
 عیب کے تراخی پر ہے یعنی فی الفور نہیں بنا پر قول مستحکم اور وہ جو حاوی میں سو غریبے یعنی قول ضعیف کہ لے النحر ما وین جو کہ اگر مشتری نے بعد

۱۱
 لے النحر عیب کا کہ نہ کسی کا جو نیا عیب ہو دیکھنے پر دے پھر بائع سے

الفخر وجد با عیبا فی السفر فمکلفا فحق عیبا اور فتح القدر میں ہو کہ جانور میں عیب پایا حالت سفر میں پہرہ و سپر بوجہ لاد او توبہ عذر ہو یعنی بعد سفر کے
 اور سکو پیر سکتا ہو صرططاوی نے بزاز یہ سو نقل کیا کہ بوجہ لاشے سے پیر نہیں سکتا ہو اگرچہ سبب کے راہ میں والدین سے خوف تلف ہو جائیگا اور
 قول نسفی یہ ہے کہ پیر سکتا ہو بقیاس اسکے چارہ لادنی کے تحت تو معلوم ہو کہ روایت فتح القدر کی ضعیف ہے اختلاف بعد التقابض فی عدل المبیع
 أو احکام متعددہ لیکن فی الممن علی تقدیر الی او فی عدل المقبوض فالقول للمشتري لانه قابض والقول للمقبض مطلقا
 قد راو صفۃ او تعلیقا اختلاف کیا بائع اور مشتری نے بعد تقابض بدین کے بیع کے حد میں کہ ایک ہو چند عدد و ثابت منقسم ہو جاو پیر کی
 صورت میں یا اختلاف کیا مقبوض کے شمار میں تو مشتری کا قول معتبر ہے اس واسطے کہ وہ قابض ہو اور قابض ہی کا قول لائق اعتبار ہو ہر طرہ مقدار میں
 یا اسکی صفت میں یا تعیین میں ہم عدد مقبوض کے اختلاف کی یہ صورت ہو کہ دو غلام خرید کئے بائع نے مشتری سے کہا کہ تو نے دو وزن غلام قبض کئے
 اور مشتری نے کہا کہ میں نے قبضہ نہیں کیا مگر ایک غلام پر فلو جاء لیکن لا جینا و شرط اور یقینا قال البایع لیس هو المبیع فالقول للمشتري
 فقیہینہ ولو جاء لیکن لا جینا و عید فی القول البایع کما لو اختلاف فی طول المبیع وعرضہ فتح لو اگر مشتری آیا تا مبیع ہو پیر و سبب خیار شرط
 یا خیار الرؤیہ کے اور بائع نے کہا کہ مجھ کو بیع نہیں تو مشتری کا قول معتبر ہو گا اسکی تعیین میں اور اگر آیا تا اسکو پیر خیار العیب کے سبب تو بائع کا قول
 معتبر ہو گا چنانچہ اگر دو وزن نے بیع کے طول اور عرض میں اختلاف کیا تو بائع کا قول معتبر ہے کذا فی الفتح ہم اختلاف طول اور عرض کا اختلاف صفت میں
 داخل ہے تو اس میں مشتری کا قول مستند ہے چنانچہ خضر الفائق اور شرح عمومی میں ہے ظہیر یہ سو خلافا للشارح کذا فی المطاوع و اشتد فی عیدین ای شبثین
 یتفق باحد ہما و کذا صفة واحدة خرید کئے دو غلام یعنی دو و چیزیں بصفۃ واحدہ خرید کیں کہ ان میں سے فقط ایک چیز سے انتفاع مقصور
 ہم شارح نے تصریح کر دی کہ ذکر دو غلاموں کا متن میں بطور مثال کے ہے نہ بطور قیاس اور امتحان بصفۃ کی یہ صورت ہے کہ دو وزن کا متن جدا جدا ذکر نہیں
 کیا اور اگر جدا جدا متن ہر ایک چیز کا ذکر ہو گا تو مشتری کو عیب الی چیز کا پیر دینا جائز ہے و قبض احد ہما و وجد باہ او بالآخر عیبا لم یعلم بہ
 الا بعد القبض اختلاف ہما و شرط ہم اور دو چیزوں میں سے ایک پر قبضہ کیا اور اس میں یا دوسری چیز میں وہ عیب پایا جسکا مشتری کو علم نہوا مگر
 قبضہ کرنے کے بعد تو دو وزن کو نہ یا دو وزن کو پیر ہم یعنی فقط عیب الی چیز کو پیر یا اگر کہہ لیں اور بقدر نقصان متن کم کرنا جائز نہیں ہواسطے کہ
 اس میں تفریق صفت ہو قبل تمام ہونے کے اس واسطے کہ تمامی قبضہ کرنے سے ہوتی ہے اور قبل قبض تفریق جائز نہیں ولو قبض ہما کما فی المعیب
 بحدہ سکا لہما و حد بلوان التفریق بعد التمام اور اگر دو وزن چیزوں پر قبضہ کر لیا تو فقط عیب ہر چیز کو پیر ہم سالم کے حصہ موافق
 متن لیکر سبب جائز ہوئے تفریق صفت کے بعد تمام ہو جائے صفت کے اس واسطے کہ خیار العیب میں صفت قبض سے تمام ہوتا ہو کذا فی المطاوع
 عن الجرح لوقبض کیلیا او زینا او زینا و حتی خض و حتی ثوب الف احمد ہما الآخر نجیث لا یصل بد و نہ و وجد بعضہ عیبا
 فان له ثم کلہ او اخذ بعبیہ لانه کشتی واحد و لوفی و عالین علی الاظهر عیبا و هو الاخر برہان چنانچہ اگر قبضہ کیا کسی چیز
 جیسے گہون اور جواہر زنی چیز پر چنانچہ گہی اور زعفران یا قبضہ کیا موزے کی جوڑی پر اور انند اسکے چنانچہ بیلیوں کی ایسی جوڑی کہ ایک بیل
 دوسرے بیل سے ایسا ہل گیا ہو کہ کام نہیں کرتا بد و ن اسکے اور بعض کیلے یا وزن میں یا ایک موزی یا ایک بیل میں عیب پایا تو مشتری کو جائز ہو کہ
 سب کو پیر سے یا عیب دار کو ہی رکھے اس کے عیب کے ساتھ اس واسطے کہ اشیا مذکورہ متے واحد کی مانند ہیں اگرچہ قول ناپ کی چیز دو برتنوں میں
 بنا بر قول الاخر کے کذا فی النایہ اور یہی صحیح تر ہے کذا فی البرہان اشتد فی جاریہ فوطیہا او قبلہا او سہا ہینہ و فم وجد ہما عیبا لہ
 ہر ہما مطلقا و لو یتباخلا فالشافی و احمد و کنا انہ استوفی ما ہما و ہو جہا و ہا خرید کی لونڈی اور اس سے قربت کی یا بوسہ لیا یا
 اسکو مساس کیا نہوت سو پہرہ و سبب عیب پایا تو اسکو نہ پیر سے کہیں طرح اگرچہ وہ باکرہ نہو بخلاف امام شافعی اور احمد اور ہمارے یہ دلیل ہے کہ مشتری
 نے سبب قربت کے اسکی منی گالی اور منی اسکا جزو بدن ہے یعنی اگر آپ پیر نہ لیا ہو کہ گویا اس نے بعض عیب کو لیا اور باقی کو پیر دیا کہ انی المطاوع

من الشریعۃ اور قبیل اور ساس میں اگرچہ غرض نئی تھی لیکن چون مقدمہ ہو چکا تھا حکم طے میں ہو تو لواطی زوجہا ان تیسارے قماروں کے لئے بیکار
 تھا اور اگر قرب کرے والا لوندی کا زوج ہو اگر وہ تیسرے ہو تو اس کو پیرے اور اگر بکرے تو پیرے کے ذانی البر ورجعہ بالنقصان لا متاع
 الیٰ ذی بیتی اگر مشتری وعلی کا عیب پادوی تو بقدر نقصان ضمن پیرے بسبب نہ جائز ہوتے پیرے کے وفی المنطوقۃ الجلیۃ لول شہدایا تھا
 بیانت تیسارے قماروں کے حامل برجمہ تار بیت در کما نقصان خذ العیب وفی الحاکم والمعلقۃ الشیوۃ کیست بعیب الا اذا شرط
 البیان قید گھا لعمدہ المنطوق اور مشروطہ محییہ میں ہے کہ اگر مشتری نے لوندی کی بکارت کی شرط کی ہو وہ تیسرے کا پیرے ہو تو اس کو پیرے
 پادوی نہیں درم نقصان اس میں کیا پیرے اور عادی اور معلقہ میں ہو کہ تیسرے کو عیب نہیں مگر جب کہ بکارت شرط کی ہو تو اس کو پیرے دی اگر تیسرے ہو بسبب
 مشروطہ کے مشروطہ کی روایت میں مراد یہ ہے کہ اس کا تیسرے کا پیرے ہونا مشتری کی وعلی سے ہونا ماقبل کے موافق ہو جائے اور عادی اور معلقہ کی روایت
 اس پر مبنی ہے کہ اس کا تیسرے ہونا نیز طے کے مشروطہ کو معلوم ہو جائے تو اب دو دن روایتوں میں تضاد نظر نہ آتا کہ ذانی لواط الا اذا اقلھا البیان
 کانت الامتاع محققہ فادامہ رضی ذال الامتاع ویعوض الیٰ العیب بعد ذوال العیب دیت لعمدہ المنطوق ہر حال
 الامتاع درم دین المتبیین معہ المنقصان علی الراہجہ نظر گر جب کہ بعد وعلی مشتری کے بائع نے اس لوندی کو قبول کر لیا تو پیرے دینا جائز ہو
 اس واسطے کہ امتناع رو بسبب بائع کے حق کے ہوا مگر جب کہ وہ راضی ہو گیا تو امتناع زائل ہو گیا اور پیرے دینا میر جائز ہو گیا بسبب عیب قدیم کے
 بعد زائل ہونے عیب حادثہ کے واسطے جو دکنے منع کے بسبب زائل ہونے بائع کے ذانی الدر و توجہ عیب اب پیرے درم نقصان کے ساتھ بنا قبول
 بائع کے کہ انے البزہم نقصان کے ساتھ پیرے دی یعنی جب کہ پیرے نامنوع تھا اور مشتری نے بقدر نقصان قدیم سے پیرے لیا تھا اس قدر غرض کو پیرے
 ذانی لواط و حکم عیب مشتری المائتہ الغائب واثبتہ عند القاضی فوجعہ عند عدل فاذا اهلك هلك علی مشتری الا
 اذا قضی لقاضی الیٰ علی ما تبعہ لان القضاء علی الغائب بلا خصم یقع علی الاظهرہ حسن ظاہر ہو عیب اس چیز میں جو خرید کر لیا
 ہوتی بائع غائب اور مشتری نے عیب کو ثابت کیا قاضی کے پاس سو قاضی نے بیگو شخص مستند کے پاس کہوایا تو اگر وہ چیز ہلاک ہوگی تو مشتری کا مال
 ہلاک ہوگا نہ بائع کا مگر جبکہ قاضی اس کے پیرے کا بائع پر حکم دے تو بائع کا مال ہلاک ہوگا اس واسطے کہ قضا علی الغائب بلا خصم نعم نافذ ہو جائی جو
 بنا بر قول ابیہ کے کہ ذانی الدر درم نفاذ قضا علی الغائب میں دو روایتیں ہیں کتاب المنقود میں نفاذ کی روایت کی تعلیم ہو اور کتاب القضا میں عدم نفاذ
 کی روایت کی تعلیم ہے شرح حوی میں ہے کہ ظاہر کلام فقہاء اس پر دلالت کرتا ہے کہ قاضی سو قاضی مجتہد یا قاضی غیر خفۃ الذہب مراد ہے کہ مذہب
 میں قضا علی الغائب جائز ہے اور منفی الذہب قضا علی الغائب کیونکہ اپنی رائے پر قرار دیکے حالانکہ اس کے واسطے کوئی راسی نہیں باوجود اعتقاد کے
 ایچو امام مذہب کے کہ ذانی لواط و نقصان فی العبد المقتبوس او قطعہ کسب کان عند المائتہ کقتل اور یہ کہ مقتولہ المقتولہ او امسکہ
 ورجعہ بنصف ثمنہ جمع واخذ ثمنہما ای من المقتولہ والمقتولہ مارا غلام معتبر مشتری کا یا اس کا ماہرہ کا گیا اس کے سبب جو
 واقع ہوا تھا بائع کے پاس پانچہ قتل یا ارتداد یا سرقت غلام کا تو مشتری غلام موقوف کو پیرے دی اور دو دن کا شہ پیرے یعنی موقوف اور مقتول کا
 ثمن موقوف کو رکھ لے اور اس کا نصف ثمن بائع سے چھپے کہ ذانی الجمع اور اگر غلام نے بائع اور مشتری دو دن کے پاس چورنی کی اور شتر کے
 پاس اس کا ماہرہ کا گیا تو صاحب کے نزدیک بقدر نقصان ثمن پیرے اور امام غزالی کے نزدیک ربع ثمن پیرے اور اگر بائع اس کا پیرے لیا قبول کرے
 تو دن ثمن پیرے کہ نہ لے لواطی عن البر ولو قد آتتہ الایدی فقطع عند الاختیار و قتل رجۃ الباعۃ بعقۃم علی بعضہا و قتل
 بذلک لکنیہ کا لاسحقان کا عیب خلیا کا لھا اور اگر اس کی بیہ چند بار دست بدست ہوئی پیرے مشتری کے پاس اس کا ماہرہ کا گیا یا تو
 مقتول ہوا تو بعض النین بعض سے رجوع کریں یعنی ایک بائع و دوسری بائع سے ثمن پیرے اگرچہ اس کو اس قطع قبیل کا عیب ملے ہو بسبب جو اس قطع قبیل کے
 مانند اتقان کے نہ اند عیب بکلاف صاحبین ہم یعنی جیسے علم الاستحقاق بائع رجوع نہیں کیسے ہی اس کا علم ہی بائع رجوع نہیں اور صاحبین کے نزدیک

مشتري انبر پنے بائع سے منہ پھیرے اور وہ اپنے بائع سے نہ چھپے اس واسطے کہ وہ بمنزلہ عیب کے جو کڑا نے الطحاوی وصحہ البیوع بشرط البداء
من کل عیب وان لم یستعمل خلا فالشفا فی لای البداء عن الخفوق المخصوص لا لا یصح عندنا ولا یصح عندنا لایضا لای
الی المتارعة ویکحل فیہ المومنین والحادیث بعد العقد قبل القبض فلا یصح البیوع اور صحیح ہے بیع بشرط برمی الذمہ ہونیکے
بر عیب اگرچہ بائع نے عیب کو معین نہ مذکور کیا ہو بخلاف امام شافعی کے اس واسطے کہ برمی الذمہ ہونا حقوق مجہولہ سے اس کے نزدیک صحیح نہیں اور ہمارے
نزدیک صحیح ہے اس واسطے کہ عدم یقین برات میں منازعت کو نہیں پہنچاتی اور اس شرط میں داخل ہی وہ عیب جو موجود ہی قبل عقد کے اور
جو پیدا ہو بعد عقد قبل قبض کے تو اب مشتری مسکوکو پھر نہیں کہتا ہم برات عیب کی یکہ صورت ہو کہ بائع نے مشتری سے کہا کہ میں نے یہ غلام تیرے
ساتھ بیچا اس شرط پر کہ میں برمی الذمہ ہوں ہر عیب کذا فی الزہد تو اب مشتری کسی عیب قدیم یا حادث سے اسکو پھر نہیں کہتا اس واسطے کہ غرض اس شرط
سویکھنے کے عقد لازم ہو جائی اور مشتری کا حق درباب سلامت عیوب ساقط ہو اور یہ حاصل نہیں ہوتا اگر عیب قدیم اور حادث کی برات سے خواہ بائع
عیب کا عالم ہو یا نہ ہو اور مشتری اسکا واقف ہو یا نہ ہو اس کے طرف اشارہ کیا ہو یا نہ کیا ہو وخصہ حمل و مالک بالموجود نقول ان من کل عیب
اور محمد اور امام مالک نے برات کو عیب موجود کے ساتھ مخصوص کیا ہو نہ عیب حادث کے ساتھ چنانچہ لون کہنا بائع کا کہ میں برمی الذمہ ہوں اس کے
ہر عیب سے عیب موجود کے ساتھ بالاتفاق مخصوص ہے تو اس میں عیب حادث بالاجماع داخل نہیں کذا فی الزہد یعنی اگر بعد عقد قبل قبض عیب پیدا ہوگا تو اس
صورت میں مشتری پھر کہتا ہو وکوال جائز کذا فی صحیح عند الثانی وقصد عند الثالث ہزار اگر بائع نے کہا کہ میں برمی الذمہ ہوں اس
عیب سے جو پیدا ہو تو صحیح ہے ابو یوسف کے نزدیک اور فاسد ہے بیہ بیع محمد کے نزدیک کذا فی الزہد اس واسطے کہ اگر اصل اصناف کا نہیں تو یہ شرط
فاسد ہوگی اور ابو یوسف کی یہ دلیل ہے کہ غرض اس سے ایسا دیم ہی اس طرح کہ اشتقاق سلامت عیوب اس میں نہ رہے کذا فی الخلیج ابوی
من کل داء فلی علی المرض وقیل علی الباطن واعتدل المصنف تبعاً للاختیار والحق ہر لائہ المعروف فی العتاق
وما یقوا فی العرف صریح بائع نے ابرا کیا ہر داء سے تو وہ مرض پر محمول ہی اور بعض نے کہا کہ باطن کے مرض پر محمول ہی اور اسی قول
ثانی پر مسند نے اعتماد کیا ہے خیار اور جرہ کا تابع ہو کر اس واسطے کہ لفظ داء حادث میں مرض باطنی میں مشہور ہو اور سو امی بیماری باطن کے
عرف میں مرض مشہور ہی ہم مذہب مشہور ہی ہو کہ داء مطلق مرض ہے اس واسطے کہ لغت میں مرض ظاہر اور باطن دونوں کو دیکھتے ہیں لیکن
عرف میں پت کی بیماری کو داء کہتے ہیں چنانچہ علی یا فساد و حیض کی بیماری کذا فی النسخ ولو ابدأ کا من کل غائبة فیج التبرقہ والکلیات
والی تا اور اگر بائع نے ابرا کیا ہر غائبة سے تو غائبة سے مراد سترتہ اور گھٹنے اور زنا ہی ہم ہر جملہ لغت میں غائبة سے مراد بدلی ہو لیکن کھد
تقصیر سے اس واسطے ہے کہ مدار احکام عرف پر ہی استدلالی عیب افعال طین سا و ماہ ایاہ اشراق فلا عیب بہ فلو تفرق بینہما
البیوع فوجد مشترکہ بہ عیباً فلیہ ردۃ علی بائعہ بشرط عدم الیمتہ من الری علیہ اقران السابق بعدام البیوع کا
جواز عن الزدیج خرید کیا غلام کو پھر مشتری نے اس سے کہا جو اس خریداری کی گفتگو کرتا تھا کہ تو اس غلام کو خرید کر اس میں کوئی عیب نہیں
دو لون میں بیچا اتفاق ہوا پھر مشتری نے اس غلام میں عیب پایا تو اسکو پھر بیچنے کا اختیار ہی اس کے ہاتھ رہا کہ وہ بیع کی شرط کے موافق
اور پھر بیچنے کا مانع نہ ہوگا اور اسکا اقرار عدم عیب کا اس واسطے کہ وہ مجازی تردید سے ہم یعنی آدمی عیب کتر غالی ہوتا ہو تا جہی یقین کرے گا کہ
نفس کرنا مطلق عیب کا ظاہر مراد نہیں لہذا اس کا کلام تردید ہال پر محمول ہو گا چنانچہ مولی کا کہنا اپنی لڑکی سے یا زانیہ یا مجنونہ عیب کا اقرار نہیں
مشتہر پر محمول ہے اور رد و بیع کی شرط کو وہ میں یا اقرار بائع کا یا انکار مستمم کذا فی الطحاوی ولو عقیقہ اسی العیب فقال لا عیب بہ او لا شکی
لاہر کہ لا عیب علیہ لایحکم ان لا یحکم مثلاً کلا صلیعہ واندہ ثم یصد ہا فلیہ ردۃ للیقین یکن یہ اور اگر مشتری مذکور
نے عیب کا نام لیا اور لون کہا اس شخص سے جو خریداری ظاہر کرتا ہو کہ اس غلام میں عیب ایک شمی یا یکا رہی دست نہیں اور اس نے خرید کیا

اگر مشتری سے دوبارہ بیع کرنا جائز ہے کیونکہ مبیعہ اس کے پاس ہے اور منتقل کی قید اس واسطے لگائی کہ اراضی کی بیع بلی قبضہ صحیح ہے وانی
 البزانیہ شری عبد افضہین لہ رجلی عیدین یا ظلم علی عید وریۃ لم یضمن لانیۃ ضمان العجل وضمته النانیۃ لانیۃ
 ضمان البیوع وارتضمن الشقۃ او الحزایۃ او الجملۃ او النعیۃ فوجدہ کذلک فیمن الثمن اور برزایہ میں ہو کہ ایک نظام
 خرید کیا اور ایک بار اس کے عیوب کا ضمان ہو اور مشتری کسی عیب پر مطلع ہوا اور اسے غلام کہ پہر دیا تو وہ مرد و نسا میں نہیں اس واسطے کہ یہ ضمانت
 عہدہ کی ہے اور ضمانت عہدہ امام کے نزدیک باطل ہے اور ابو یوسف نے اس کو ضمانت کہا ہے اس واسطے کہ یہ ضمانت عیوب ہے اور ضمانت عیوب جائز
 ہے اور اگر مرد و زوی یا آزادی یا دیوانگی یا بنیائی کا ضمان ہو اور مشتری نے اس کو سب طرح پایا تو وہ شخص ثمن کا ضمانت مرد و فی جواہر
 الفتاویٰ شری ثمری کہ فیہ ولا یمن قیلاً فیما بغلبۃ الزنا یران بعد القبض لحریرۃ و ان قبلہ فان انتقص المبیع بنتاً و اول الزنا یر
 فله الفیقہ لتقرن الصبقۃ علیہ اور جو اہر الفتاویٰ میں ہو کہ خرید کے پہل انگور کے اور ممکن نہیں اور کا توڑنا پتروں کی کثرت کے سبب اگر
 بعد قبض غلبہ ہو اور تو نہ پہرے کیونکہ بند عیوب مشتری کے پاس حادث ہوا اور اگر قبل قبض کے ہے اور پھل کم ہو گئے ہوں بہرہ دون کے کہا جائے تو اس کو
 منع یمن اختیار ہے بسبب متفرق ہونے صفت کے مشتری پر یعنی جس قدر پھل خرید کئے تھے وہ پورے باقی نہ رہی بہرہ دون کے کہا جانے سے **باب**
البیعۃ الفاسدۃ بھہ باب بیع فاسد احکام میں ہم بیع صحیح کو اس واسطے اول ذکر کیا کہ وہ مقصود کی موصول ہے کیونکہ مشرعیہ و
 سے سلامت دین مقصود ہے تا تعاقب مندق ہو اور حاجات دنیویہ عامل ہوں اور بیع فاسد کو اس واسطے موخر کیا کہ مخالف دین ہو اور فاسد شریک
 فاسد سے جو فاسد صلاح ہو اور عامل سے لغوی تغیر وصف کی بنا پر راجع ہے اور مطلق شرعی فاسد وہ ہے جسکی اصل مشروع ہونہ وصف اس کا اور
 مشروعیت اصل سے مراد یہ ہے کہ مال مقوم ہو اور اس کا جواز اور صحیح ہونا مراد نہیں اس واسطے کہ فاسد ہونا اسکی صحت کا مانع ہو کذا فی الطحاوی اور
 انس باب کو ملقب فاسد کیا باوجودیکہ باطل کو بھی شامل ہے اس وجہ سے کہ فاسد کثیر الوقوم ہو لہذا سبب سبب کے کذا فی النہر المراء بالفاصلۃ الممنوع
 جہاذا عرفنا فی غیر الباطل و المکرر و قد ینکر فیہ بعض الصحیح تبعاً فاسد مراد ممنوع ہے باعتبار مجاز عسیر کے تو اب فاسد بیع باطل
 اور مکروہ کو بھی شامل ہو گئی اور کا ہر سبب میں بعض اقسام بیع صحیح کی بھی بالتبع مذکور ہوئی ہیں ہم مجاز عرفی کا قول بہتر ہے اشتراک کے قول سے اور
 عشرہ عشرہ فقہاء مراد ہے کیونکہ اہل فقہ ایسے لوگ ہیں جو تفرقہ کرتے ہیں فاسد اور باطل میں بخلاف اہل لغت کے کہ ان کے نزدیک فاسد اور باطل
 میں کچھ فرق نہیں کیونکہ لغت میں باطل بمعنی فاسد یا فاسد الحکم کے ہے اور فقہ میں بیع باطل وہ ہے جسکی اصل اور وصف دون مشروع نہ ہوں
 اور حکم باطل عدم ملک ہو قبضہ ہو یا ہو یا ہوا اور مکروہ سے تحسیر مراد ہے مکروہ لغت میں فاسد مجرّب اور مطلق فقہ میں مکروہ وہ ہے جسکی اصل اور وصف
 دون مشروع ہوں لیکن وہ مہنی عہدہ جو سبب مجاور کے چنانچہ بیع اذا ان جمہ کو دتہ کہ انی الخطاوی و کل ما آثر شخلاً لانی دکن البیعۃ ففسد
 و ما ادرتہ فی غیرہ ففسد اور جو چیز نفل پیدا کرے بیع کی رکن میں وہ بطل بیع ہو اور جو نفل پیدا کرے رکن کے سوا اور امور میں وہ فاسد ہے
 بیع کا ہم شرح یہ ہیں کہ رکن بیع یعنی ایجاب اور قبول اور محل بیع یعنی بیع اگر ہر ایک خلل سے سالم ہو تو بیع صحیح ہے اور اگر سالم نہ ہو مطلقاً کہ ایجاب
 اور قبول میں خلل پڑے عدم الہیت متصرف سبب ہونے عاقد کے مبی غیر غیر یا جنون یا بیع میں خلل پڑے بسبب اس کے جو نیکی مردار یا خون یا ثمر یا
 تو بیع باطل ہے اس واسطے عدم اجتماع ارکان اور شرائط کے اور بیع فاسد وہ ہے جس کا رکن اور محل خلل سے سالم ہو لیکن اس کے ثمن میں خلل واقع ہو اور پھر
 کہ ثمن شراب ہو یا سور یا بے رخل ہو کہ بیع مقدور تسلیم نہ ہو یا وسیلہ بیسی شرط ہو جو مقتضای عقد کے مخالف ہو تو اس طرح بیع فاسد ہونا باطل کیونکہ رکن اور
 محل بیع خلل سے محفوظ ہے انتہی تو بہتر یہ تھا کہ شارح یوں کہتا کہ جو مقرر خلل ہے رکن بیع اور اس کے محل میں وہ بطل ہے تو فقہاء کی مقتضای کلام سے
 ظاہر ہوا کہ اصل بیع عبارت ہو رکن بیع اور بیع سے لینے مال مقوم اس واسطے کہ بناو بیع انہیں دون چیزوں پر ہو اور اصل شے اس کا نام ہو
 جیسر اس شے کی بنا ہو اور یہ ظاہر ہوا کہ وصف بیع اس سے عبارت ہے جو رکن اور محل بیع سے خارج ہو چنانچہ ثمن ہونا کہ یہ بیع صفت ہو عقد کی کیونکہ

ممكن تابع ہوا چنانچہ شرط مختلف مقتضای عقد کدانی لطفاً ہی بطلان بیع مال بیس بال المال ما یتمثل الیہ الطبیع و یجری فیہا التبدل و المکتوم
 درہم فی شح الزا ب و یصح باطل ہے ہی اوس چیز موجود کی جو مال نہیں مال وہ ہے جس کے طبع طبع انسان کی مال اور راغب ہوا اور اوسین و رینا
 بطریق بیع یا بیکے اور غیر کو منع کرنا اور اس کے نسبت سے بار کھنا جاری ہو گا کہانی الدرر نوال کی نسبت سے مٹی اور مافدا کے چنانچہ تا ذرا خالص
 نقل گئے م جو د کی قید و رکے موافق اس واسطے مترجم نے لکھی تا خارج ہو و معدوم کے طبع طبع مال ہوتی ہے چنانچہ وہ مال جسکی آدمی
 آرزو رکھتے اور مٹی سے خالص مٹی مارتی تو اگر مٹی کا ذرات سے لکڑی نہیں ہو جاوے تو اسکی بیع باطل نہیں چنانچہ مذکور ہو گا کالکام المستوفی
 لجانہم کبدہ طحال غیر مال کی بیع باطل ہے چنانچہ خون جاری کی توجہ جاری کی تفسیر کیلیجی اور تلی کی بیع خارج ہو گئی باطل سے کیونکہ کبد اور
 طحال اگر اصل آدمی خون سے لیکن جاری نہیں و المیتة سوی متک و جراح و لا فرق فی حق المسلم و النبی ماتت حقیقتاً
 او حیاتی و حی و چنانچہ مردہ جانور سوامی بھلی اور مٹی کے کہ آدمی بیع باطل نہیں اور کبہ فرق نہیں مسلمان کے حق میں اوس مردار جانور میں
 جو مردہ و مردگیا یا کسی نے ادھر کھلا دیا یا کسی اور سبب سوامی ذبح شرعی کے مردار کیا و الحی و البلیہ یہ ای جعلہ تمنا یا ذخال البیاء
 علیہ لا ینکرکن المیکم مبادلة المال بالمال و لعلی حد و چنانچہ بیع حرکی اور جسے کسی چیز کو خرید کرنا باطل ہے اس واسطے کہ رکن بیع
 مبادلہ ہوا مال کا و سکر مال سے سو یا انگیا جسے خرید کرنا یعنی حرکت نہیں ٹھہرانا اور سہرا و داخل کر کے م نفت عرب میں حرکت نہیں قرار دینا
 اس طرح ہوتا ہے کہ لکھن الدار ہذا الثریبی نے گھر بچا بوض اس حرکے تو حراس مثال میں نمٹے مذہب خلاصہ ہے کہ خون اور مردار اور حرکی بیع
 باطل ہے خواہ یہ چیزیں بیع قرار دیا دیں یا نہیں بسبب نہ پائی جانے رکن بیع کے و المعک و تم کبیم حق التعلی ای علی سقظ لانه
 معدوم اور چنانچہ معدوم کی بیع جیسے حق نقلی کو چھینا یعنی وہ بالغانہ جسکی عبارت گر پڑی سے تو اوس موضع کی بیع باطل ہے کیونکہ وہ معدوم
 ہو مخرج نقلی کی مثال یہ ہے کہ ایک گھر و منزلہ سے نیچے کا مکان ایک شخص کھے اور اوپر کا مکان دوسرے شخص کا سو دونوں درجی یا اوپر کا درجہ
 گر پڑا اور نیچے کا درجہ باقی رہا اور صاحب لوٹے موضع غلو کیا تو بیع باطل ہے اس واسطے کہ حق نقلی معدوم محض ہے اور اس واسطے کہ وہ شخص
 ہوا تو اور ہوا مال نہیں کیونکہ مال وہ ہے جس کا رکھ بھڑنا حاجت کو وقت کے واسطے ممکن ہو اور ہوا میں بیکہ امر حاصل نہیں و مینہ بیع ما اضمکہ
 غائتے بکھڑو و نقلی اولیٰ و لیسہ معدوم کئی تدری و یا مہمین و قری فی فضا جی کہ مالک لتعاقل الناس و یہ آفتی بعض
 مشائخ نے اعمالاً بالاحتساب و خدا اذا ثبت و لعلی و وجوہ و فاذا علم جاز و لہ خیار الوثیہ و تکفی روثہ البعض
 عندک ہما و علیہ التمس شرح مجتہد اور سہما بیع معدوم اسکی بیع سے جسکی نظر سے غائب ہو چنانچہ گاجا اور مٹی یا بعض بیع معدوم
 چنانچہ گلاب اور چھلی کے پھول کہ بدیر پیدا ہوتے ہیں اور فوت کے چون کی بیع امام مالک نے اس بیکو جائز کہا ہے لوگوں کے قبول کے سبب اور
 ہمارے بعض مشائخ مافدا ہم نفسی و غیر ذلک اسکے حوازی کا قہمی دیا ہو قیام میں ہو و آسمان پر حل کر کے اور میرا اختلاف جواز اور عدم جواز کا حق
 ہو جب کہ گاجر و دیگر جی ہو اور اسکو موجود و ہونا معلوم ہو پر بیکہ معلوم ہو یا بی تو بیع جائز ہے اور مشرعی کو خیال الرؤیہ ثابت ہو اور بیس بیکہ بیکہ جائز
 کے نزدیک فی ہی اور ہی پر موقوف ہے کہانی شرح الہم و المصلحین مافی ظہور الالباء من المیت و اور مضامین کی بیع باطل ہو مضامین چنانچہ
 مشرعی کی یعنی وہ مٹی جو نرون کی پتھروں میں ہو یعنی بالوز کا لفظ چنانچہ ہوز اسکی پشت سے جدا نہیں ہوا باطل ہے معدوم ہونے کے سبب و المای
 بیع موقوف حقیقی علی البطن من الجنین اور سلاقی کی بیع باطل ہے مافی جہم ہی لغزوہ کی لغزوہ وہ ہے جو یادہ کے پٹ میں ہو و البیاتیم بکلمتی
 حیل الیک کذا ای مابہم المتایج لدا بقا و اذ حق اور باطل ہو بیع نتائج کی نتائج بکسرون عبارت ہو بل البیہ سے یعنی جائز یا آدمی کے بچے کا بیہ
 ہم بل الحیل اوس بچے کا بچہ جو ہوز بیہ میں ہے زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا کہ گاہیں آدمی کے بچے کے بچے کو خرید کر لے جتے یعنی مشرعی یون کہتا تھا کہ
 اگر کبہ گاہیں آدمی ہوا کہ بچہ تو اس کے بچے کو لینے فرمایا رسول علی علیہ و سلم نے اسکو باطل کر دیا کہانی البیہ پیچیدگی اور مسن میں ابن مسرے

و درہم فی شح الزا ب و یصح باطل ہے ہی اوس چیز موجود کی جو مال نہیں مال وہ ہے جس کے طبع طبع انسان کی مال اور راغب ہوا اور اوسین و رینا
 بطریق بیع یا بیکے اور غیر کو منع کرنا اور اس کے نسبت سے بار کھنا جاری ہو گا کہانی الدرر نوال کی نسبت سے مٹی اور مافدا کے چنانچہ تا ذرا خالص
 نقل گئے م جو د کی قید و رکے موافق اس واسطے مترجم نے لکھی تا خارج ہو و معدوم کے طبع طبع مال ہوتی ہے چنانچہ وہ مال جسکی آدمی
 آرزو رکھتے اور مٹی سے خالص مٹی مارتی تو اگر مٹی کا ذرات سے لکڑی نہیں ہو جاوے تو اسکی بیع باطل نہیں چنانچہ مذکور ہو گا کالکام المستوفی
 لجانہم کبدہ طحال غیر مال کی بیع باطل ہے چنانچہ خون جاری کی توجہ جاری کی تفسیر کیلیجی اور تلی کی بیع خارج ہو گئی باطل سے کیونکہ کبد اور
 طحال اگر اصل آدمی خون سے لیکن جاری نہیں و المیتة سوی متک و جراح و لا فرق فی حق المسلم و النبی ماتت حقیقتاً
 او حیاتی و حی و چنانچہ مردہ جانور سوامی بھلی اور مٹی کے کہ آدمی بیع باطل نہیں اور کبہ فرق نہیں مسلمان کے حق میں اوس مردار جانور میں
 جو مردہ و مردگیا یا کسی نے ادھر کھلا دیا یا کسی اور سبب سوامی ذبح شرعی کے مردار کیا و الحی و البلیہ یہ ای جعلہ تمنا یا ذخال البیاء
 علیہ لا ینکرکن المیکم مبادلة المال بالمال و لعلی حد و چنانچہ بیع حرکی اور جسے کسی چیز کو خرید کرنا باطل ہے اس واسطے کہ رکن بیع
 مبادلہ ہوا مال کا و سکر مال سے سو یا انگیا جسے خرید کرنا یعنی حرکت نہیں ٹھہرانا اور سہرا و داخل کر کے م نفت عرب میں حرکت نہیں قرار دینا
 اس طرح ہوتا ہے کہ لکھن الدار ہذا الثریبی نے گھر بچا بوض اس حرکے تو حراس مثال میں نمٹے مذہب خلاصہ ہے کہ خون اور مردار اور حرکی بیع
 باطل ہے خواہ یہ چیزیں بیع قرار دیا دیں یا نہیں بسبب نہ پائی جانے رکن بیع کے و المعک و تم کبیم حق التعلی ای علی سقظ لانه
 معدوم اور چنانچہ معدوم کی بیع جیسے حق نقلی کو چھینا یعنی وہ بالغانہ جسکی عبارت گر پڑی سے تو اوس موضع کی بیع باطل ہے کیونکہ وہ معدوم
 ہو مخرج نقلی کی مثال یہ ہے کہ ایک گھر و منزلہ سے نیچے کا مکان ایک شخص کھے اور اوپر کا مکان دوسرے شخص کا سو دونوں درجی یا اوپر کا درجہ
 گر پڑا اور نیچے کا درجہ باقی رہا اور صاحب لوٹے موضع غلو کیا تو بیع باطل ہے اس واسطے کہ حق نقلی معدوم محض ہے اور اس واسطے کہ وہ شخص
 ہوا تو اور ہوا مال نہیں کیونکہ مال وہ ہے جس کا رکھ بھڑنا حاجت کو وقت کے واسطے ممکن ہو اور ہوا میں بیکہ امر حاصل نہیں و مینہ بیع ما اضمکہ
 غائتے بکھڑو و نقلی اولیٰ و لیسہ معدوم کئی تدری و یا مہمین و قری فی فضا جی کہ مالک لتعاقل الناس و یہ آفتی بعض
 مشائخ نے اعمالاً بالاحتساب و خدا اذا ثبت و لعلی و وجوہ و فاذا علم جاز و لہ خیار الوثیہ و تکفی روثہ البعض
 عندک ہما و علیہ التمس شرح مجتہد اور سہما بیع معدوم اسکی بیع سے جسکی نظر سے غائب ہو چنانچہ گاجا اور مٹی یا بعض بیع معدوم
 چنانچہ گلاب اور چھلی کے پھول کہ بدیر پیدا ہوتے ہیں اور فوت کے چون کی بیع امام مالک نے اس بیکو جائز کہا ہے لوگوں کے قبول کے سبب اور
 ہمارے بعض مشائخ مافدا ہم نفسی و غیر ذلک اسکے حوازی کا قہمی دیا ہو قیام میں ہو و آسمان پر حل کر کے اور میرا اختلاف جواز اور عدم جواز کا حق
 ہو جب کہ گاجر و دیگر جی ہو اور اسکو موجود و ہونا معلوم ہو پر بیکہ معلوم ہو یا بی تو بیع جائز ہے اور مشرعی کو خیال الرؤیہ ثابت ہو اور بیس بیکہ بیکہ جائز
 کے نزدیک فی ہی اور ہی پر موقوف ہے کہانی شرح الہم و المصلحین مافی ظہور الالباء من المیت و اور مضامین کی بیع باطل ہو مضامین چنانچہ
 مشرعی کی یعنی وہ مٹی جو نرون کی پتھروں میں ہو یعنی بالوز کا لفظ چنانچہ ہوز اسکی پشت سے جدا نہیں ہوا باطل ہے معدوم ہونے کے سبب و المای
 بیع موقوف حقیقی علی البطن من الجنین اور سلاقی کی بیع باطل ہے مافی جہم ہی لغزوہ کی لغزوہ وہ ہے جو یادہ کے پٹ میں ہو و البیاتیم بکلمتی
 حیل الیک کذا ای مابہم المتایج لدا بقا و اذ حق اور باطل ہو بیع نتائج کی نتائج بکسرون عبارت ہو بل البیہ سے یعنی جائز یا آدمی کے بچے کا بیہ
 ہم بل الحیل اوس بچے کا بچہ جو ہوز بیہ میں ہے زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا کہ گاہیں آدمی کے بچے کے بچے کو خرید کر لے جتے یعنی مشرعی یون کہتا تھا کہ
 اگر کبہ گاہیں آدمی ہوا کہ بچہ تو اس کے بچے کو لینے فرمایا رسول علی علیہ و سلم نے اسکو باطل کر دیا کہانی البیہ پیچیدگی اور مسن میں ابن مسرے

قاضی اول کے موافق حکم نہ ہوا اور فی الواقع کے نفاذ کا قول اس صورت پر معمول ہے جبکہ دوسری قاضی سے اسکو جاری کر دیا جو ہم یہ ام ولد کا مسئلہ
 سے و اول میں مختلف قید ہوا مرقہ و قی او کی سیکہ مجوز تھے اور یہ مرتبہ مجوز تھے میرا بیس کا اجماع ہو گیا ہم حراز پر ہر اگر لکھ سکے قاضی جواز کی حکم
 اور تو رالی ملاط ساہن ہو گیا یا نہیں لیکن سگنہ نزدیک انی نہیں اور ہمارے نزدیک انی سے ملاط کا حصول ہندو سی میں ہو کہ قضاہ سے ہم ولد جن
 در وایتین ہیں اہل الروایتین بھی ہو کہ نافذ نہیں اور جامع میں یوں سے کہ قضاہ قاضی دوسرے قاضی کے حکم پر متوقف ہو اگر وہ جاری کر دے
 تو نافذ ہو والا باطل اور یہاں وجہ الاقارہ دے کہ نافذ ہو گا وی من البینہ و فی السراج ولان حق لا کسور و ہم متبعین لکھ اور سراج میں سے
 کہ ام ولد اور مکاتب اور مہر کی اولاد اس کے ہند سے عدم مجاز سے میں اور عہد مستحق لیکن حکم ہند ہو بطلان سے میں و بطلان یہہ متالی غیر
 مستقیم ای غیر متبایہ الامتاع یہ اب کمال فیلحفظ اور باطل سے یہ مال غیر مستقیم کی یعنی وہ مال جس سے نافذ لینا مسلم کو شرعاً جائز نہیں
 کہ تصریح اس کمال اسکو یا دیکھنا چاہو ہم ابن کمال نے کہا کہ تلویم میں مذکور ہے کہ قوم و قسم ہے قوم عربی یعنی احرار اور غیر عربی شکار اور ہر
 مال مستقیم نہیں اور قوم عربی یعنی جس سے امتناع مباح ہو وہی بیان مراد ہے کہ نافذ ہو گا لیکن حکم قحانیر و مکتبہ کو قحانیر حقیقتاً انھما
 بل بالحقین و نحوہ فاقام مال عند الدینی حکم و خیر مال غیر مستقیم چنانچہ شراب اور سورا مردہ یا نور جو خود بخود نہیں مر گیا بلکہ گھلا یا
 اور مانند اس کے چاہا دینے مر گیا کہ ایسا مردہ مال سے گذار دیوں کے نزدیک جیسے شراب اور سورا و ہذا لان بیعت بالکثیر ای بالذات
 کد و اشراق نایر و مکمل و مکتون و بطل فی الکلی وان بیعت یعین کحرض بطل فی الخمر و فسد فی الخمر
 فینما کہ بالقبض بقیتہ اب کمال اور یہ یعنی شراب اور سورا مردہ دار اگر انکی بیعت ہوئی ہے یعنی بعض دین کے چنانچہ دراجم اور
 دایر اور مکمل اور سوز و قہم اور مشن ہر ایک میں یہ باطل سے یعنی قبضہ کرنے سے ہی ملوک نہیں ہوتے اور اگر انکی بیعت ہوئی بعض دین
 یعنی شراب اور سہا بے تو شراب و سہرہ میں یہ باطل سے اور سہا ب میں فاسدی تو شرع کا مالک ہو گا قبضہ کرنے سے اسکی قیمت دیکر کہ تصریح
 ابن کمال و بطل بیعت قہم الی آخر ذکیفہ خدمت الی مکتبہ مانت حقیقتاً قید بہ لتکون کا لفظ و لان سہی حق
 کلی ای فصل الثمن خلافاً لہا اور باطل سے یہ ام ولد کی جو ملا یا گیا آزاد سے اور اس فریج کی یہ باطل ہے جو ملا یا گیا اس مردار کے
 ساتھ جو خود بخود مر گیا اگر یہ ہر ایک کا مشن سے ہو یعنی جدا بل مشن مذکور ہو بخلاف صاحبین کے مصنف نے خود بخود مرنے کی قید لگائی تا مردار آزاد
 کے ہند ہو با وی عدم البتہ میں مسام اور ذوی دون کے نزدیک و مکتبہ الخلاف ان الصفاۃ لا تتعد جبر و تفصیل الثمن بل لا بد
 من تکلف لفظ العقد عند خلافاً لہا و ظاہر النہایہ یفید انہ فاسد اور ام اور صاحبین کی بناءً خلاف یہ ہو کہ مصنف نے
 عقد متعدد نہیں ہوتا مگر تفصیل من کے بلکہ تعدد میں مکرر کہنا لفظ عقد کا فرد سے امام کے نزدیک بخلاف صاحبین کے کہ اس کے نزدیک تفصیل من بلا
 مکرر لفظ عقد تعدد مصنف میں کافی ہو اور نہایت کا ظاہر اس کا مفید ہے کہ بیعت عبد بنیم مراد بیعت ذبیحہ بنیم فاسدی بخلاف بیعت قہم الی لک
 و نحوہ اوق غیر ذلک و قی غیر المسجلہ العاقر فانه کا لفظ بخلاف القامیر بالجمہ الخراب تکلمہ شربا
 میں قایمہ ادا اجتماع الحرام و الحلال بخلاف بیعت غلام ملوک کے جو ملا یا گیا مہر اور اس کے ہند ام ولد اور مکاتب کے ساتھ یا غیر کے غلام
 ساتھ اور بیعت مال ملوک کی جو ملا یا گیا وقف کے ساتھ سوای مسجد آباد کے اسو سے کہ جو ملک مسجد آباد کے ساتھ مل کر بیگی تو اسکی بیعت باطل ہے
 جیسے آزاد کے ساتھ باطل ہے بخلاف دیران مسجد کے کہ اس کے ساتھ ملک کی بیعت جائز ہے جیسے مہر کے ساتھ جائز ہے چنانچہ یہ تفسیر شہاد
 بن ہونملا اس قاعدہ کہ جب ہرام اور طلال مجتمع ہوں تو حرام ہی غالب ہوتا ہے و لو محکوم ما بہ فی الاصل خلافاً لما آتی بہ لک
 ابو السعید اگر یہ لزوم وقف پر قاضی کا حکم ہو گیا ہو تو یہی ملک کی بیعت سمجھ ہو قول اصحاب میں بر خلاف ما ابو السعید مفتی روکم فتویٰ کے ہم
 مفتی مرحوم کا یہ فتویٰ ہے کہ اگر لزوم وقف کا قاضی نے حکم کیا تو اس کے ساتھ ملک کی بیعت فاسد ہو نہ الزانی میں اس قول کو رد کیا ہو اور

قاضی اول کے موافق حکم نہ ہوا اور فی الواقع کے نفاذ کا قول اس صورت پر معمول ہے جبکہ دوسری قاضی سے اسکو جاری کر دیا جو ہم یہ ام ولد کا مسئلہ سے و اول میں مختلف قید ہوا مرقہ و قی او کی سیکہ مجوز تھے اور یہ مرتبہ مجوز تھے میرا بیس کا اجماع ہو گیا ہم حراز پر ہر اگر لکھ سکے قاضی جواز کی حکم اور تو رالی ملاط ساہن ہو گیا یا نہیں لیکن سگنہ نزدیک انی نہیں اور ہمارے نزدیک انی سے ملاط کا حصول ہندو سی میں ہو کہ قضاہ سے ہم ولد جن در وایتین ہیں اہل الروایتین بھی ہو کہ نافذ نہیں اور جامع میں یوں سے کہ قضاہ قاضی دوسرے قاضی کے حکم پر متوقف ہو اگر وہ جاری کر دے تو نافذ ہو والا باطل اور یہاں وجہ الاقارہ دے کہ نافذ ہو گا وی من البینہ و فی السراج ولان حق لا کسور و ہم متبعین لکھ اور سراج میں سے کہ ام ولد اور مکاتب اور مہر کی اولاد اس کے ہند سے عدم مجاز سے میں اور عہد مستحق لیکن حکم ہند ہو بطلان سے میں و بطلان یہہ متالی غیر مستقیم ای غیر متبایہ الامتاع یہ اب کمال فیلحفظ اور باطل سے یہ مال غیر مستقیم کی یعنی وہ مال جس سے نافذ لینا مسلم کو شرعاً جائز نہیں کہ تصریح اس کمال اسکو یا دیکھنا چاہو ہم ابن کمال نے کہا کہ تلویم میں مذکور ہے کہ قوم و قسم ہے قوم عربی یعنی احرار اور غیر عربی شکار اور ہر مال مستقیم نہیں اور قوم عربی یعنی جس سے امتناع مباح ہو وہی بیان مراد ہے کہ نافذ ہو گا لیکن حکم قحانیر و مکتبہ کو قحانیر حقیقتاً انھما بل بالحقین و نحوہ فاقام مال عند الدینی حکم و خیر مال غیر مستقیم چنانچہ شراب اور سورا مردہ یا نور جو خود بخود نہیں مر گیا بلکہ گھلا یا اور مانند اس کے چاہا دینے مر گیا کہ ایسا مردہ مال سے گذار دیوں کے نزدیک جیسے شراب اور سورا و ہذا لان بیعت بالکثیر ای بالذات کد و اشراق نایر و مکمل و مکتون و بطل فی الکلی وان بیعت یعین کحرض بطل فی الخمر و فسد فی الخمر فینما کہ بالقبض بقیتہ اب کمال اور یہ یعنی شراب اور سورا مردہ دار اگر انکی بیعت ہوئی ہے یعنی بعض دین کے چنانچہ دراجم اور دایر اور مکمل اور سوز و قہم اور مشن ہر ایک میں یہ باطل سے یعنی قبضہ کرنے سے ہی ملوک نہیں ہوتے اور اگر انکی بیعت ہوئی بعض دین یعنی شراب اور سہا بے تو شراب و سہرہ میں یہ باطل سے اور سہا ب میں فاسدی تو شرع کا مالک ہو گا قبضہ کرنے سے اسکی قیمت دیکر کہ تصریح ابن کمال و بطل بیعت قہم الی آخر ذکیفہ خدمت الی مکتبہ مانت حقیقتاً قید بہ لتکون کا لفظ و لان سہی حق کلی ای فصل الثمن خلافاً لہا اور باطل سے یہ ام ولد کی جو ملا یا گیا آزاد سے اور اس فریج کی یہ باطل ہے جو ملا یا گیا اس مردار کے ساتھ جو خود بخود مر گیا اگر یہ ہر ایک کا مشن سے ہو یعنی جدا بل مشن مذکور ہو بخلاف صاحبین کے مصنف نے خود بخود مرنے کی قید لگائی تا مردار آزاد کے ہند ہو با وی عدم البتہ میں مسام اور ذوی دون کے نزدیک و مکتبہ الخلاف ان الصفاۃ لا تتعد جبر و تفصیل الثمن بل لا بد من تکلف لفظ العقد عند خلافاً لہا و ظاہر النہایہ یفید انہ فاسد اور ام اور صاحبین کی بناءً خلاف یہ ہو کہ مصنف نے عقد متعدد نہیں ہوتا مگر تفصیل من کے بلکہ تعدد میں مکرر کہنا لفظ عقد کا فرد سے امام کے نزدیک بخلاف صاحبین کے کہ اس کے نزدیک تفصیل من بلا مکرر لفظ عقد تعدد مصنف میں کافی ہو اور نہایت کا ظاہر اس کا مفید ہے کہ بیعت عبد بنیم مراد بیعت ذبیحہ بنیم فاسدی بخلاف بیعت قہم الی لک و نحوہ اوق غیر ذلک و قی غیر المسجلہ العاقر فانه کا لفظ بخلاف القامیر بالجمہ الخراب تکلمہ شربا میں قایمہ ادا اجتماع الحرام و الحلال بخلاف بیعت غلام ملوک کے جو ملا یا گیا مہر اور اس کے ہند ام ولد اور مکاتب کے ساتھ یا غیر کے غلام ساتھ اور بیعت مال ملوک کی جو ملا یا گیا وقف کے ساتھ سوای مسجد آباد کے اسو سے کہ جو ملک مسجد آباد کے ساتھ مل کر بیگی تو اسکی بیعت باطل ہے جیسے آزاد کے ساتھ باطل ہے بخلاف دیران مسجد کے کہ اس کے ساتھ ملک کی بیعت جائز ہے جیسے مہر کے ساتھ جائز ہے چنانچہ یہ تفسیر شہاد بن ہونملا اس قاعدہ کہ جب ہرام اور طلال مجتمع ہوں تو حرام ہی غالب ہوتا ہے و لو محکوم ما بہ فی الاصل خلافاً لما آتی بہ لک ابو السعید اگر یہ لزوم وقف پر قاضی کا حکم ہو گیا ہو تو یہی ملک کی بیعت سمجھ ہو قول اصحاب میں بر خلاف ما ابو السعید مفتی روکم فتویٰ کے ہم مفتی مرحوم کا یہ فتویٰ ہے کہ اگر لزوم وقف کا قاضی نے حکم کیا تو اس کے ساتھ ملک کی بیعت فاسد ہو نہ الزانی میں اس قول کو رد کیا ہو اور

اور احسان وقت کی تعمیر کی جو فیصلہ جنت میں فی الحق و عبداً و ائمالاً لا فناء مال فی الجسد اما تو صحیح ہویم بقدر اس کے حصہ کے نشہ میں ہرگز
 ساتھ اور بائ کے غلام بن غیر کے غلام کے ساتھ اور ملک میں وقت کے ساتھ اس واسطے کہ مہر اور غیر کا غلام اور وقت نے البدل مال میں و لو
 باع قرۃ و لو کسبتین انما سجدوا لمتکابر لہو یحییٰ علی اور اگر ایک کا لون بچا اور وہاں کی مساجد اور مقابر کو بیہ سے ہشتا نکال دیا تو یہ صحیح
 نہیں کذا فی العین ہم بحر الرائق میں محیط منقول ہے کہ اگر قریہ بچا اور اس میں کی مساجد اور مقابر کو ہشتا نکال دیا تو قول اصح یہ ہے کہ ملک میں ہم
 صحیح ہے اس واسطے کہ مساجد اور مقابر بنیاد عادت کے مستثنیٰ ہیں غلط آدمی نے کہا کہ بحر الرائق کا قول اولیٰ ہے اس واسطے کہ جو عرف میں معلوم ہو وہ
 شرط کے برابر ہو گا بطلان میں صحت کا یقین و یحییٰ شیدا جیسے باطل ہی چنانچہ غیر مائل اور مجنون کا کسی چیز کو ہم غیر مائل کی قید اس واسطے کہ
 کہ مبی مائل کی بیہ اور شرعاً منع ہو اور اس کے دلی کی اجازت پر موقوف ہے و بوال ورجیع ادھی لہو یقلب علیہ قراب فلو غلبا بآبہ بجا
 کیسے کہ فی و لکفی فی البحر میں ہے کہ بطلان اور باطل ہے یہ آدمی کے پیشاب اور گہ کی جسر میں نہ غالب ہو گئی ہو اور اگر مٹی غالب ہو اور
 وہ مغلوب ہو تو بیع جائز ہے جیسے کہ برادر میں لکھی کی بیع جائز ہے اور بحر الرائق میں انکشاف ہے بحر داو کے ملنے کے قطع نظر مٹی کے غالب ہونے کے ہم
 نے کہا اگر کوئی کہے کہ نقطہ گہ مال نہیں اور خالص مٹی مال نہیں پر وہ دون کے اجتماع سے کیونکر مالیت پیدا ہو گئی اس کا جواب یہ ہے کہ جوازیم کا مطلقاً
 انتفاع پر ہے اور غلط سے انتفاع جائز ہے نہ بدون غلط کے و شیخ انسان لکرا مطلقاً الادھی و لو کا فراڈ کج المصنف و غیر فی بحث فقہ
 الخنزیر اور آدمی کے مال کی بیع باطل ہے بسبب آدمی کی بزرگی اور عزت کے اگرچہ آدمی کا زہر ہو مصنف دیگر نے اسکو سور کے مال کی بحث میں مذکور
 کیا ہو و بیع مالک فی ملک لبطلان بیع المعدوم و مالہ خطر العدم اور باطل ہے یہ آدمی کی جو آدمی کی ملک میں نہیں ہو بسبب باطل
 ہونے یہ معدوم کے اور حسین نیستی کا خطرہ لگا ہو ہم مقنن علیہ کی شرط یہ ہو کہ مال موجود و مقدم ملوک نے فقہ ہر اور بائ کی ملک ہو یا اس کے موکل کی
 اور مقنن و تسلیم ہو اور جو چیز اس کے پاس نہیں تو وہ نہ اس کی ملک ہو نہ مقنن و تسلیم ہے اور حسین نیستی کا خطرہ لگا ہے اس کی بیع ہی جائز نہیں چنانچہ
 حل اور تہن کا وہ وہ اور فرار و زرع قبل از غلور اور بیع خر و زرع کے اندر اور گہلی کجور کے اندر اور گوشت اور چربی اور کلہ پائے زندہ بکری کے اندر کی
 اور گہلی تلون کے اندر کذا فی الخ لا یطرق المسکر فانه صحیح لانه علیہ التملک و التسلیم حتی عن بیع مالک عند الانسان یخص
 فی التملک و جو چیز آدمی کے پاس نہیں اس کی بیع بطریق بیع باطل نہیں بلکہ وہ صحیح ہے اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس کی بیع سے جو
 انسان کے پاس نہیں اور رخصت دی سلم میں ہم صحابہ بن نے حکیم بن جزام سے روایت کی کہ میں نے کہا یا رسول اللہ بوضاً شخص میرے پاس جس نے
 کرنے کو آتا ہو اور میرے پاس وہ چیز نہیں ہوتی سو کیا میں اس کو بیع کیا کروں پھر اسکو بازار سے خرید کر دیا کروں فرمایا لا بیع لک یعنی بیع
 اس کو جو تیری پاس نہیں ہے کذا فی التنبیہ و بطلان بیع ہر شیء بقی الفین فیہ لا اقدام الرکن و هو المال اور باطل ہو وہ بیع حسین نفی ثمن کی
 لغیر ہم ہے بسبب ہونے رکن کے یعنی مال ہم اور اگر سکوت ہو ثمن سے تو بیع فاسد منع ہو کی چنانچہ مذکور ہو گا و البیع المباح لطل حکمہ عدم طلاق
 المشری آیا اذ اقضی فلا یحکم لوجہ مالک المبیع عندہ لانه امانۃ و صحیح فی القنیۃ ضمانہ قبل و علیہ الفوتی اور یہ
 باطل کا حکم عدم ملک مشتری جو یعنی مشتری بیع کا قبضہ کرنے سے مالک نہیں ہوتا تو مشتری پر تا وان نہیں اگر بیع اس کے پس مالک ہو ہو اسکو کہ وہ
 امانت ہے اور قننیہ میں تاوان دینے کی تعمیر کی ہے بعضوں نے کہا اسی قول پر سنو جو ہم حموی میں ہے کہ کسی کے نزدیک ضمان مختار ہو
 اور قننیہ میں وجہ صحت یہ مذکور ہے کہ مشتری نے اسکو اپنی ذات کے واسطے قبضہ کیا تو مشاہیر فقہ کے ہوا اور حاشیہ سر می الدین میں قاضی
 خان سے منقول ہے کہ ضمان دینا صحیح ہو تو خلاصہ یہ ہے کہ دو وزن قول صحیح ہیں کذا فی الخطاوی و فیما بیع الحر بآبہ او ابیہ قبل ما طلق
 و قبل فاسد کوئی و صہایا ہا بیع الو صی مال الیتیم بغین فاحش باطل و قبل فاسد و بیع اور قننیہ میں جو کہ بیچنا حرلی کا بیچنا باب
 یابنہ کو بعضوں کے نزدیک باطل ہے اور بعضوں کے نزدیک فاسد ہو اور قننیہ کی و صہایا میں جو کہ بیچنا و صی کا یتیم کے مال کو بعضاں صریحاً منع ہے

بشرط عادت کے واقع ہونے پر اور یہاں مثال کرنا کہ شاید نہ یلیٹ آدمی مانع جواز بیم نہیں چنانچہ بخیر ہاں بیم قبل قبض مانع نہیں پھر در صورت
 عرض ہاں کی بیم ضعیف ہوتی ہے اس طرح یہاں در صورت وقوع عیدم سداد قبل قبض کے بیم ضعیف ہوگی گزائے الفتح فقہ المالئین کہنا اس میں نظر تو
 اس واسطے کہ شرط صحت بیم سے قدرت ہو تسلیم پر بعد بیع کے ولہذا بندہ اگر قیمت کی بیم جائز نہیں انتہا میں کہتا ہوں کہ جواز بیم در صورت عادت عود
 سنانی قدرت تسلیم کے نہیں اس واسطے کہ جب پھر کے کی عادت ہوئی طائر کی تو مقدمہ تسلیم ہوا اور قدرت تسلیم کا دعویٰ بعد عقد کے لازم نہیں
 اور اگر بعد عقد عدم عادت عود فرض کیجے تو بیم ضعیف ہو جائیگی بکلاف بندہ اگر قیمت کے کہ عادت میں اس کا عود کرنا مستلزم نہیں گزائی افی الطحاوی عن
 الجموی و بیم الحلی ای الجہنم فی البحر بطلانہ کالتیاجہ اور فاسد ہو بیع محل یعنی بیٹ کے بچے کی اور بخر الرائق میں اس کے باطل ہونے کا
 یقین کیا ہے ولد الولد کے نام نہ صرف سے بائع صاحب در بیم محل کو فاسد کہنا اور بخر الرائق اور بران اور جموی میں اس کو باطل کہا ہے اس واسطے
 کہ بیع محل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس کی خبر یہ ہے جو جائزوں کے بیٹ میں ہے تا وضع رواد احمد والترمذی وابن تاجہ اور ہذا
 کہ مشکوٰۃ الوجہ دوم گزائی الطحاوی و امۃ الاحیاء الفسادیہ بالشہر بخلاف ہبۃ وقصۃ اور فاسد ہے بیم لونڈی کی ہوائی اس کے محل کے
 بسبب فاسد ہونے کے شرط اس سے بخلاف ہبہ اور وصی کے یعنی لونڈی کا بیع یا وصیت کرنا بدون محل کے صحیح ہے ولکن فی ضمرہ و جرم البرجہ
 بطلانہ اور فاسد دودہ کی بیم تہن کے اور اور برجہ دی نے اس کے بطلان کا یقین کیا ہے ہم شادی کی چند وجوہ ہیں معلوم نہیں کہ تہن میں
 دودہ ہے یا بیع ۱۲ اختلاف در بحث کی کیفیت میں غالباً نزاع واقع ہوگا علم جائز ہے کہ دوسرے سے پہلے اور دودہ پیدا ہو تو مال بالغ مخلوط ہوا
 شریکے مال سے ہر چہ کہ تخلص اس کی مستور نہیں ہم انام شافعی نے ابن عباس سے اس کی روایت کی اور صوف علی نظر الضمیر کی گزائی افی الطحاوی
 و قولہ فی صمد الغرہ اور فاسد ہے بیم موت کی سپی کے اندر بسبب خطر نیستی کے یعنی اس کا وجود اور مقدار معلوم نہیں و صوف علی نظر غفر
 و حیۃ الثانی و مآلک اور فاسد ہے بیم آدمی کی بہر کی بیعہ پر اور ابو یوسف اور امام مالک نے اس کو جائز کہا ہے فساد بیم کا یہ ہے کہ
 صوف بیعہ سے بڑھتا ہو تو بیم غیر بیع سے مخلط ہوگی گزائی افی الغروی السراج لو سلم الصوف واللبن بعد العقد لہ یقتلہ حیۃ اور سراج
 میں ہو کہ اگر بائع نے صوف اور دودہ تسلیم کر دیا شریک کو بعد عقد کے تو بیم بیع منقلب ہو کر بیم ہو جائیگی و کذا اکل ما اتصلاہ خلقی کما لہ حیۃ
 ق نضای حیۃ و برکۃ بطینہ نماز آنہ بعد بیع عمر کا اور سیرج جس چیز کا کہ انقباض پیدا ہوا ہے جیسے کھال جائز کی اور گیشی بخور کی اور بیم خوراک کا
 کہ اس کی بیم فاسد ہے اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ حیوان مذکورہ عرف میں معدوم ہیں و انما صحیحوا بیم الکراث و شیخ المصنفان و ادواف
 التوفی باعصافا للتعامل اذ گزائے نادر در بحث بید اور لوت کے پوتوں کی بیکو شاخون کے ساتھ فقہانے صحیح کہا ہے فقط ردہ کچھ سبب
 ہم یہ جواب ہے اس سوال کا جو فقہوں کے اس قول پر وارد ہوتا ہے کہ صوف علی نظر لوت کی بیم اس واسطے فاسد ہے کہ وہ بیع سے بڑھتا ہو تو بائع
 اور شریک کی ملک میں اختلاف ہوتا ہو خلاصہ سوال یہ ہے کہ گزائے بیع جائز ہے اور مالانکہ گزائی بیع سے بڑھتا ہو صوفی نے اپنی شرح میں کہا کہ گزائے
 کی بیم جائز ہے اگرچہ وہ بیع سے بڑھتا ہو بسبب بیع کے انتہی لیکن بید اور لوت میں اس تعلیل یعنی تعادل اور رواج کی کچھ حاجت نہیں کہونکہ وہ
 دودہ لوت درخت اور سے بڑھتا ہے ملک شریک بائع کی ملک سے مخلط نہیں ہوتی لیکن قسبہ میں ہے کہ لوت کی بیم اس وقت صحیح ہے
 جب کہ مویشی قطع معلوم ہو مراعہ ماہر نا گزائے الطحاوی و فی القنیۃ باعہ اور اق توفی لہ قطع قبلہ جسۃ جاز و مستثنیٰ کا
 لاناہ بشکیۃ موضع قطع عمر کا اور قنیہ میں جو بیع اس لوت کے اور اق کو جو قطع نہیں ہوا قبل بیع کے ایساں سے تو بیم جائز ہے
 اور اگر دوسال سے قطع نہیں ہوا تو بیم جائز نہیں اس واسطے کہ قطع کرنے کا مکان شریک میں مشتبہ ہوگا تو نزاع مستور ہے و جملہ معین فی
 سفینۃ امّا خیر المعین فلا یقلد صحیحاً و کمال اور فاسد ہے بیع اس میں شہید اور کڑی میں کی جو بیعت میں منصف ہے اور غیر معین کی
 بیع تو قطع کے ہی منقلب بصحت نہیں ہوتی گزائی صرح ابن کمال ہم میں شہید اور کڑی کی بیع اس واسطے ناجائز ہوگی کہ اس کی تسلیم میں لزوم ہوتا ہے

کپڑے پر سنکر یہ پڑی اور سپر بیع واقع ہو بلا تا مل و بلا رؤیت و بلا خيار کے اسکے بعد وہی منہ ہوا الجا اھلیا قلیش عانھا کھٹا عسینے
 لوجود القبار نکانت فاسدہ ان سبق ذکر الثمن بجا اور یہ یعنی ملامہ اور منابذہ اور التاء حجاز مانہ کفر کی بیوع میں سے ہیں اور نہ
 ان سبب سے ہی واقع ہوئی کذا فی شرح النسخ بسبب پائے جانے قمار کے تو یہ سب بیوع فاسد ہیں اگر غش کا ذکر پہلے ہو چکا ہو کذا فی البحر
 بیوع میں وجود قمار سے بواسطے معلق ہونے تک کے افعال مذکورہ پر گویا بائع نے یون کہا مشتری سے کہ جس کپڑی پر تو سنکر یہ ڈالے جسکو تو مانہ لگاوی
 تو میں نے تیرے ہاتھ اور سکو بچا میں نے ذکر ہو یا نہ ہو بہر صورت بیوع مذکورہ فاسد ہیں باطل نہیں بواسطے عدم تصرف نفی ثمن کے ذکر ثمن کی بواسطے
 قید لگائی کہ متوہم صحیح یہی ذکر ثمن کی وقت کذا فی المطاویٰ محمد بن ابوسعید خدیی سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملامہ اور منابذہ
 فی البیوع سے نہیں فرمائی اور صحیحین میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بیع التمر اور بیع لھمہ سے نہیں فرمائی کذا فی التیسر
 جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزینہ اور محاطہ سے نہیں فرمائی کذا فی الفتح محاطہ یہ کہ گہون کو ادسکی بایون میں بیچے جو غر
 گہون کے برابر پانے میں ظن و تخمین سے کذا فی الزہد و بیع ثوب من ثوبین او عبد من عبدین لھا الذم المبیع اور فاسد یہ ایک کپڑے کی دو
 کپڑوں میں سے ایک غلام کی بیع دو غلاموں میں سے سبب جہالت مبیع کے یعنی معلوم نہیں کہ دو کپڑوں میں سے کون کپڑا یا دو غلاموں میں سے کون
 غلام مبیع ہو تو ناراحت پیدا ہوگی بائع نہیں جانتا کہ کس کو تسلیم کرے اور مشتری عین جانتا کہ کس پر قبضہ کرے حجر الرائق میں قیمت والی چیز کی اسو اسطو قید
 لگائی کہ بیع بیہم کی مثلی میں جائز ہو فلو قبضہ صما وھلک ما فتن نصف قیمت کل اذ الفاسد معتد بالصحیح پر اگر مشتری نے دونوں
 کپڑوں یا غلاموں پر قبضہ کیا اور دونوں ساتھی ہلاک ہو گئے تو مشتری تاوان دے ہر ایک کی نصف قیمت کا اسواسطے کہ بیع فاسد معتبر ہے یہ بیع
 ہم ہر ایک کی نصف نصف قیمت کا ضمان اسواسطے ہوا کہ ایک کپڑا تو مضمون لہتم ہے کیونکہ مقبوض حکم بیع فاسد ہے اور دوسرے کپڑا امانت ہے اور ایک
 امانت نہیں دوسرے سے تو امانت اور ضمان دونوں میں ضائع ہو گئے تو ہر ایک کی نصف نصف ثمن کا تاوان اور سپر لازم ہو گا اور قیمت بیع فاسد میں سے
 شرط سے کہ ایک میں مشتری مختار ہے نہر دونوں ضائع ہو گئے تو ہر ایک کی نصف نصف ثمن کا تاوان اور سپر لازم ہو گا اور قیمت بیع فاسد میں سے
 ثمن بیع صحیح میں کذا فی البحر و کوھر تین نفیسۃ الاول لتعد درجۃ اور اگر دونوں کپڑے ایک بعد دوسرے ضائع ہوئے تو اس کپڑے کا
 تاوان سے جو اصل ضائع ہو گیا تو اسکا پیر تا بیب ہلاکی کے معتد ہے یعنی در صورت تعدد و تا ایک اسکا مضمون ہونا مستحب ہو گیا تو دوسرے
 کپڑا امانت باقی رہا والقول للضامن وھذا اذا المریش شرط خيار التعین فلو خذل ایتھا شاء عجا زلما مترا در تعین مضمون میں ضامن
 یعنی مشتری کا قول معتبر ہے یعنی جب کہ اس نے دعویٰ کیا کہ اول فلا تا کپڑا یا غلام مالک ہوا نہ فلا تا تو اسکی تصدیق ہوگی اور یہ یعنی فساد بیع ایک
 کپڑے کی دو کپڑوں میں سے اسوقت ہے جبکہ مشتری نے خيار التعین کو شرط کیا ہو اور اگر شرط کیا ہو گا ایک کا لینا دو میں سے جسکو چاہے تو بیع
 جائز ہے چنانچہ خيار التعین میں مذکور ہو چکا والمرایحی ای الکلاء واجار تھا اما بطلان بیعھا فلیعدم المالك لیحد یث النامش
 شرکاء فی ثلث فی الماء والکلاء والکلاء اور فاسد ہے بیع گھاس اور پارے کی اور اجارہ اسکا بطلان اسکی بیع کا تو بسبب عدم کلیت کو ہے
 بدلیل اس حدیث کے کہ سبب گ شرکاء تین چیزوں میں پانی اور گھاس اور آگ میں ہے ابو داؤد میں حدیث مذکور باین لفظ ہے کہ الشرکاء شرکاء
 فی ثلث فی الماء والکلاء والنار حجر الرائق میں ہے کہ پانی کی شرکت کا یہ مطلب ہے کہ غیر کے گھوس اور حوض اور تالاب اور نہر سے ہر شخص کو پانی پینے اور
 جانوروں کے پانی پلانے کا اختیار ہے اور گھاس کی شرکت کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کو گھاس چھلینا اور کاٹنا زمین سے درست یعنی مالک اور غیر مالک
 اس میں برابر ہیں اور آگ کی شرکت کا یہ مطلب ہے کہ اگر آگ جلنے ہو تو ہر شخص کو ناپنا اور کپڑے خشک کرنا جائز ہے لیکن اگر مالک لینا بدن اذن مالک
 جائز نہیں اور محل شرکت مذکورہ کا وہ ہے کہ پانی کو پرتوں میں نہر کہہ پرتا ہو اور گھاس کو کاٹ کر کھا ہو اسواسطے کہ در صورت برتن میں ہر کپڑی
 اور گھاس کا ٹکٹہ کے پانی اور گھاس کی بیع جائز ہے کیونکہ وہ شخص بسبب اعزاز کے اور مالک ہو گیا اور عدم جواز بیع کا یہ بھی محل ہے جب کہ گھاس

مشتري کے وارث سے خرید کر باعوض کتر من کے من اہل کی مقدار سے قبل پانچے تمام من اول کے فاسد ہو صورت ادیکسی بیہو کہ کوئی چیز شتا دس
درم کو پچی اور من پر قبضہ نہ کیا ہو اور سکو پانچ درم سے خرید کیا تو جائز نہیں اگرچہ اس چیز کا نرخ ارزان ہو گیا ہو چنانچہ دیکھ سبب بیاج کہ ہو مثلا
امام شافعی کے نزدیک ہم جب دس درم کو بیجا پھر پانچ کو خرید کیا تو پانچ درم زیادہ بلا عوض باقی ہے تو یہ ناجوہ ہوا در صورت عدم ضمان کے
حالانکہ محرمہ ام ہو کذا سے شرح الرطبی مشتری کے وارث کی قید اس واسطے لگائی کہ بائع کے وارث کو اقل من سے خرید کرنا جائز ہے بیل
قبض من کی قید اس واسطے لگائی کہ بعد قبض من کے خرید کرنا فاسد نہیں اور کل من کے قبض کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر ایک درم ہی باقی رہ گیا تو خرید
جائز ہوگی کذا فی الطحاوی و شیعہ من لا یحییۃ شیعہ اذ لا کابنہ و ابیہ کثیرا لہ بنفیسہ فالجہون ایضا خلافا لہا فی غیر
حکیم و مکاتبہ اور خرید کرنا اسکا جسکی کو ہی بیگ نہ ہو اسے جائز نہیں چنانچہ اس کے بیٹے اور باپ کی خرید بائع کی ذات کی خرید کے برابر
نواد سکا خرید کرنا ہی جائز نہیں بخلاف صاحبین کے کہ اس کے نزدیک بائع کے اصول اور فرد ملک کتر من سے خرید کرنا جائز ہو سوا ہی اس کے غلام اور
کتاب کے ولا کذا لعدم الجہن انما ید جنس الثمن و کون المبیع بحالہ فان اختلف جنس الثمن او تعین المبیع جائز مطلقا
گنا کو شراہ یا تریہ او بعدا لنقل اور ضروری عدم ہوا ان کے واسطے جنس من کا متحد ہونا اور مبیم کا بحال خود باقی رہنا اور اگر جنس من
مختلف ہو مبیم میں مشتری کے پس عیب الگ جائے تو ہر طرح بیع جائز ہے خواہ نقصان من بقدر عیب کے ہو یا زیادہ چنانچہ بیع جائز ہو اگر بائع
من اول سو زیادہ من کو خرید کیا یا بعد قبض کرنے من کے کتر من سے خرید کیا والد مراہر والد نا ید جنس واحد فی ضمان مسئلہ
منہا کتاوی قضائ دین و شفعہ و الکراد و مضنا بد ابتداء و انہما بقاء و امتناع من ابحتہ و ہذا ذکوۃ و شیکا
و قیمر متلفات و امین جنایات کما بسطہ المصنف معنی تا الی العاد یغیر اور در راہم اور دانیہ ایک ہی جنس ہیں انہ
مسئلون میں اذا بخلہ کچھ مقام ہے اور ادا دین میں اور شفعہ اور الکراد اور مضاربہ میں باعتبار ابتدا اور انتہا اور بقا کے اور امتناع
مراہم میں اور چارے مسئلہ مذکورہ پر اور زیادہ کہے گئے ہیں زکوۃ اور شرکات اور شیاو متلفہ کی قیمتیں اور جنایات کی دیت چنانچہ
اسکو مضرع بیان کیا ہو مصنف نے اپنی شرح میں عامیہ بکھٹ نہت کر کے ہم اقل من سے خرید کی صورت بھیہ ہو کہ عقد اول درامم سے تھا
بھرنے والے اسکو دانیہ سے خرید کیا جنکی کتر قیمت ہو درامم سے تو جائز نہیں اس واسطے کہ ہستبار احسان درامم اور دانیہ بھان متحد
الجنس ہیں اور ادا دین کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص پر درامم کا دین تھا سو اسے ادا دین میں بھلو بھی کیا ہو اس کے دانیہ قاضی
بائتہ میں پڑی تو قاضی کو جائز ہو کہ دانیہ کو درامم سے بدل کر ادا دین کرے اور غیر دانیہ کی اور مال سے قاضی ادا دین نہیں کر سکتا
امام کے نزدیک خلافا لہا جنس اور شفعہ کی یہ صورت ہو کہ شفعہ کو خرید ہوئے کہ مشتری نے گھر کو ہزار درم سے خرید کیا پھر شفعہ ہوئی
بھرنے والے اسکو دانیہ سے خرید کیا جنکی قیمت ہزار درم ہیں یا زیادہ تو اسکو درامم کا مطالبہ نہیں ہو چتا اور الکراد کی یہ صورت
ہو کہ ایک شخص پر زبردستی ہوئی کہ اپنا غلام ہزار درم کو بیچے سو اسے بیچا جس دینار کو بیجا جنکی قیمت ہزار درم ہے تو یہ بیع علی حکم الکراد ہو اور
الکرالی یا ذری یا ہسبہ جسکی قیمت اتنی ہے بیہ ہوگی تو یہ بیع زبردستی کی نہ ہوگی اور ابتدا و مضاربہ کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص نے
ہزار دینار پر عقد مضاربہ منعقد کیا اور فائدہ بیان کر دیا پھر مضارب کو اسے درم بیچے جنکی قیمت ہزار دینار ہیں تو مضاربہ بیع ہوا اور
فائدہ ہر قرار ہے شرط کے موافق اور سبطر انتہا اور بقای مضاربہ ہوا اور امتناع مراہمہ کی یہ صورت ہو کہ ایک کرا دین درم کو خرید کیا
پھر اسکو بطور مراہمہ بارہ درم کو بیجا پھر اسکو ایک دینار سے مول لیا تو اب اسکو بطور مراہمہ بیع کرے اور سبطر اگر دس درم کو خرید کرے
اور ایک دینار کو بیچے جسکی بارہ درم قیمت ہو تو مراہمہ منع ہے اور زکوۃ کی یہ صورت ہو کہ ضم درامم کا دانیہ سے اور زکوۃ لگات ایک جنس کا
دوسری جنس کو جائز ہو اور شرکات کی یہ صورت ہو کہ جب ایک شریک کا مال درامم ہوں اور دوسرے شریک کا مال دانیہ ہوں تو دونوں میں شرکت علنا

تفصیل اشعار
درامم و دانیہ
درم کو خرید کر

بیت زمین اور اسی طرح اوس کے بیج بھی مذکور ہے یعنی بیج بھی جائز نہیں اور غیر نافذہ کی قید ہواسطے لکھی ہے وہ ہواسطے
 کہ کوہ نافذہ میں مشایخ نام کی بیج بطریق اولیٰ جائز نہیں کذا فی المخطا وی فی معنیاً یاقا و اذ انقضت فی القنار لا یشاہدہ و مالک اوصی
 لیس بکلیک بقیہ کا کہ تغیر شریعت میں لوی عتہ میں نظر ہے اور وہ بیانہ کے سوال مشکل سکتا ہے بیت ہی اور نہ وہ کی پہلیوں میں اس کو پسند
 کیا جو کہ مالک زمین کو یہ غیر نافذہ کے بیجھے کا مالک نہیں مگر اسی پلے شریک کے پھر اگر اپنے شریک سے بیجھے تو اس میں تاہل ہے یعنی ناظم کے
 جواب پر مطلع نہیں ہم عدم جو بیج طریق خانہ میں نہ کو رہے اور مشایخ بلج جواز کے قابل ہیں کذا فی المخطا وی اور ہایہ اور ذیابین
 بھی بیج طریق اور اس کے بہ کی صحت مذکور ہے حدیث ای یقیناً له طول وعرض او لا وہب تکالیف بیج طریق کی بیجھے سے خواہ اوسکی
 حد و بیج طریق اور عرض مذکور ہو یا نہ ہو اور ہر طرح اوسکا بیج بھی صحیح ہے و اذ العربین یقعدو بعض باب الدار العظمیٰ اور جب
 کہ بیج یا بیج طریق میں حد و کا بیان نہ ہو تو اس کا عرض بڑی گہر کے دروازے کے عرض کی برابر پھیرا جاوے ہم بھرتیہ ہنہ کہ شایع باب الدار
 الاعظم کہتا ہے ہواسطے کہ اعظم صفت ہی باب کی اور مراد اس سے پھلا دروازہ ہے گہر کا کتنے لیکن شیع الفقیر وغیرہ میں ہی باب الدار اعظم
 وارہی تو ظاہر اعظم کہنے کی کچھ حاجت نہیں ہواسطے کہ بڑی گہر کا اکثر بڑا دروازہ ہوتا ہے جسکو ہند میں پھانک بولتے ہیں واللہ اعلم بالصواب
 تسبیل الماء وہب تکالیف اذ لا یدری قدر ما یشغله من السماء صحیحین بانی بیجھے کے مکان کی بیج اور نہ وہ اوسکا بسبب اس کے
 مجہول ہونے کے ہواسطے کہ جتنا پانی مکان تسبیل میں پہنچا ہو اوسکی مقدار معلوم نہیں ہم تسبیل سے پارہ تسبیل مراد ہی یعنی وہ مکان تسبیل میں پانی
 ہوتا ہو چنانچہ شریعہ بیج طریق سے یا رقبہ طریق مراد ہے یعنی وہ مکان جس میں مرور واقع ہے تو مقدار تسبیل مجہول ہی لہذا اوسکی ہم
 اور نہ جائز نہیں اور رقبہ طریق معلوم ہے اگرچہ اوسکی حد و مذکور نہ ہو تو اوسکی بیج اور نہ وہ جائز ہی تسبیل سے حق تسبیل میں پانی پہنچا حق
 مراد ہی تو اگر زمین پر تسبیل ہو مجہول ہو اور اگر چہ پر ہے تو وہ حق تسبیل ہے جسکو بقائیں یا طریق سے حق مرور مراد ہے اسکی بیج میں دور وایتیں
 ہیں وجہ بطلان یہ ہے کہ بیج مال نہیں اور وہ صحت یہ ہے کہ اس کے طرف حاجت ہو اور وہ حق معلوم ہے اور عین بانی سے متعلق ہی نہ اس
 صورت میں ہی جب من حیث السبیل اعتبار ہو اور اسکا طول یا عرض نہ بیان ہو اور اگر تسبیل کو ہر حق کی حیثیت سے اعتبار کیجئے تو وہ زمین
 ملوک ہے اور اوسکی بیج جائز ہے چنانچہ شریعی نے ذکر کیا ہے یا من حیث السبیل اعتبار کیجئے لیکن اوسکی حد و مذکور نہ ہو تو بھی اوسکی بیج
 جائز ہے بقول قاضی خان کذا فی شرح الوقایہ و ما شہدہ الحسن الجلی و صحیح بیع حق المروءہ بیعاً لا ارض بلا خلاف و مقصود
 و حلال فی رد و اہو بہ احدث عامۃ المشائخ شیعنی و فی آخری لا و صحیح ابو اللیث اور صحیح بیع حق مرور یعنی راہ چلنے کے
 حق کی بیج زمین کے ساتھ بالاتفاق بلا خلاف اور بالذات فقط حق مرور کی ایک روایت میں بیج جائز ہو اور ہی روایت کو اکثر فقہائے یابو اور
 دوسری روایت میں نہ اور اوسکی صحیح نہیں اور فقیر ابو اللیث نے اسکو صحیح کہا ہے حق مرور کی بیج زمین کے ساتھ صورت اوسکی یہ ہے کہ ایک شخص
 زمین کا مالک ہو اور اسکو دوسرے کی زمین میں جو کر اپنی زمین میں لے کے حق ثابت ہو اور شخص نے اپنی زمین اور حق مرور کو بیجا تو یہ بیج
 صحیح ہے کذا فی المخطا و کذا بیع البیوع و ظاہر الروایۃ فسادہ الا انما کانہ و شریع و ہبانیہ و صحیح فقہاء فی احیاء الموات
 اور ہر طرح شرب بالکسر کی بیج یعنی زرعت سے بیج اور جانور دن کے پلنے کو پانی لیو کی باری کی بیج جائز ہے زمین کے ساتھ بالا جماع اور فقط باری
 چنانچہ زمین زمین کے ایک روایت میں جائز ہو اور ہی مشایخ بلج کا مختار ہو اور دوسری روایت میں جائز نہیں اور یہ قول مشایخ بخارا کا
 مختار ہی کذا فی المخطا و ظاہر الروایۃ میں یہ بیج فاسد ہے مگر زمین کے ساتھ کذا فی النہایہ و شرح الوہبانیہ اور ہم اسکی تحقیق کرینگے احیاء الموات
 کی کتاب میں لا یصح بیع حق التسبیل و ہب تکالیف علی الارض لجماعہ مکاتر او علی السطح لا یصح حق التسبیل
 و حق تسبیل لا یصح نہیں بیج حق تسبیل کی اور نہ وہ اوسکا خواہ تسبیل ان آب کا حق زمین پر ہو بسبب مجہول ہونے اوس کے مکان کے چنانچہ مذکور

لأن العاقبة بتصرف بأهل البيت، وانتقال الملك إلى الأهل أو حاكمي وقا لا كالمعتاد، وهو الأصل في بطلان البيع إذا كان
 مسلم في بطنه وکیل یا مسلم نے ذیکو شراب اور سور کے بیچو یا خرید کر کے واسطے یا محرم سے غیر محرم کی کہانی ہے فقہار کے بیچے کو بیعت یعنی بیعت کرکیل اور
 بیعت اور شراب نام کے نزدیک محرم سے نہایت کراہت کے ساتھ جیسے ضمانت سابقہ صحیح ہے ہواسطے کہ عاقبت یعنی ختمی وکیل سے بیعت صورت میں اور غیر
 وکیل دوسری صورت میں نص نہ کرنا ہی ہم اور شراب میں اپنی اہلیت سے نہ مکرل کی اہلیت سے اور انتقال ملک کا مکرل کی طرف یہ امر حکمی ہے اور صاحب بیعت
 کہنا کہ بیعت کو صحیح نہیں یعنی باطل ہے اور یہی قول ظاہر فرمائی کہ انی الشر بطلانہ عن البران ہم جب انام کے نزدیک جواز بیعت اور شراب شد کہ بہت گئے
 ساتھ ہوا تو مسلم کو واجب ہے کہ در صورت خرید شراب کو سر نہ بنا دی یا دنگ نہ دیں پرچہ کا اور سور کو جوڑ دی اور در صورت بیعت اوسکے ثمن کو تصدق
 کرے کہ انی الطحا عن الحموی ولا بیع بشرط عطف علی النیون اور صحیح نہیں یعنی فاسد ہے بیعت شرط کے ساتھ شراب کے کہانیم بشرط عطف
 ہو رہی ہے بلکہ سلف علیہ السبیل الیہ وز سے نہ لفظ نیز و زکا لایستحق شرط سے بیعت ہواسطے فاسد ہے کہ حدیث مرفوعہ میں بیعت اور شرط سے ہی
 وار رہی کہ انی الطحا یعنی الأصل الجاهل فی فساد العقد بسبب شرط لا یقتضیه العقد ولا یلغیه وقیل نعم لا یفسد ما
 فیہ نفع لم یبع یوم من اهل الاستحقاق للنفع بان یتکون آدمیا فلو لم یکن کشرط آن لا یجرب الادیة المبیعة لم یکن
 ففسد ما سلیحی مصنف کے اپنے قول یہ بشرط سے وہ قاعدہ کلیہ مراد کہ جابجایع ہو قضا عقد کا ایسی شرط کے سبب جسکو عقد بیعت متفقہ
 نہیں اور نہ اوسکے مناسب اور اس میں فائدہ ہو یا بیعت مشتری کا یا اس میں فائدہ ہے اور بیعت جابجایع سے استحقاق منع کا ہر طرح کہ بیعت آدمی
 ہوا اور اگر بیعت آدمی ہو یا بیعت کا یوں بشرط کہ مشتری خریدی جائز پر سوار ہو تو یہ بشرط معتد نہیں چنانچہ اس کا ذکر آد کا ہم جو بشرط
 عقد بیعت سے واجب ہو یا بیعت کا یوں بشرط کہ مشتری خریدی جائز پر سوار ہو تو یہ بشرط معتد نہیں چنانچہ اس کا ذکر آد کا ہم جو بشرط
 عقد معتد نہیں اور مناسب عقد وہ شرط ہے جو موکہ ہو عقد کی اور غیر مناسب اس کے برخلاف ہو اور اگر ایسی شرط ہو جو بیعت بائع مشتری کی منت نہ ہو
 جیسے کہ بیعت مشتری بشرط کہ مشتری شکوہ نہ کرے یا بیعت کرے تو بقول طرفین بیعت جائز ہو فلا قالانی یوسف اور سبطی اگر ایسی شرط ہو جو بیعت نہ لغت ہو
 نہ ضرر چنانچہ خرید کر طعام کا بشرط اوسکے کہانے کے یا خرید کر مال لینا بشرط پہنے کے تو بیعت جائز ہو کہ انی الطحا و قد تجزى الشرط به و لا یفسد
 الشرع جواز الا اما لو جری العکس کہ بیعت نعل مع شرط تشریک اور ورجع الشرع به لکن بشرط فساد اور ایسی شرط ہو کہ
 اوسکا رواج نہ جاری ہو اور شرع میں اوسکا جائز ہونا نہ وارو ہو اور اگر اس شرط کا رواج جاری ہو جیسے بیعت نعلین کی تشریک یعنی شرک الگائی کی
 شرط کے ساتھ یا اس شرط کی اجازت شرع میں وارو ہو چنانچہ خیار شرط تو ایسی شرط ہے بیعت فاسد نہیں کشرط آن یقطع الیائے و یجوز شرط قبضہ
 مثال لما لا یقتضیه العقد فیہ نفع للمشتري چنانچہ بشرط کہ خرید کرے کو بیعت قطع کرے اور اوسکی قبضہ دیکر مثال ہوا و بشرط طکی
 جس کو عقد معتد نہیں اور اس میں فائدہ ہو مشتری کا ہم اور انجملہ بیعت شرط ہو کہ بائع بیعت میں اوسکے گرد کی دیو این یا خندق بنادی یا زمین کی
 بیعت میں بشرط طکی کہ بائع اور زمین بعد بنادی یا طعام کی بیعت اس شرط سے کہ اوسکو خیرات کرے ایسی شرط سے بیعت فاسد ہو او لیستحق فی حدیث
 لما فیہ نفع للمبیع و انما قال شہر المامران الحیار اذا کان ثلثة ايام جاز ان یتشرط فیہ الا یتخذ ادم درل یا یوشج
 کرنا کہ بائع کو نہ دینی یا غلام سو ایک مہینہ خشتی بہر مثال ہے اور بشرط طکی جبین بائع کا فائدہ ہو مصنف نے بیعت کی قید ہواسطے لکھی کہ نہ کہ خرید
 چکا ہو کہ جب خیار شرط میں دن کا ہو تو اس میں خدام کا بشرط کرنا جائز ہو کہ انی الشرع فان اعتقه صحیح ان بعد نہ خیر
 وکنہ الفتن عندہ والا لاش صحیح یا بشرط طکی کہ غلام کو مشتری آزاد کرے پھر اگر وہ آزاد کرے تو علق صحیح ہے اگر اعتاق بعد اسکو خیر
 کے واقع ہوا اور شن مشتری پر لازم ہو گا انام کے نزدیک اور اگر اعتاق بعد قبض نہیں ہو تو علق صحیح نہیں کہ انی الشرع الجمع او یلین او یلین
 او لیستقیدھا ولا یجوز غیر الفتن عن فلک مثال لما فیہ نفع لم یبع لیستحق یا بشرط طکی کہ مشتری غلام کو مدبر یا کاتب کرے یا مال دینی

امر سے بیع فاسد میں اور بیع فاسد کی قید سے بیع باطل نکل گئی اور اس کے حکم سے مذکور ہو چکا ہم بیع باطل کا جسے کم مذکور ہو چکا کہ باطل میں قبض سے شریکی
 ملک ثابت نہیں ہوتی اگر اس کے پاس بیع باطل ہو تو اس پر تادان نہیں کیونکہ وہ امانت ہی اور قبضہ میں تادان کی تصحیح کی ہے اور اسی پر فتویٰ ہو
 وجہ تین فلا حرج لفقو لایحدا یة والعناية وكل من عوقب حینہ مال کما افادہ ابن الکمال لکن اجاب سعدی بانه لما کان
 الفاسک یتم الباطل یجاءر الکما حقیق اخر اجمع ہذا لك فستنبہ اور اس وقت میں یعنی جب کہ بیع باطل بیع فاسد ذکر میں خارج ہو گئی
 تو کچھ حاجت نہیں بیع باطل کی باطل کے واسطے ہدایہ اور عنایہ کی اس قول کی اور بیع فاسد کی دونوں عوضوں میں سے ہر ایک عوض مال ہو چکا ہے
 اس کو ابن کمال نے بیان کیا ہے لیکن سعدی نے جواب دیا یہی اس طرح کہ جب فاسد مال سے باطل کو مجبوزا چنانچہ اس باب کی ابتدا میں مذکور ہو چکا تو خارج
 باطل کا ہدایہ کے اس قول سے محقق ہو گا خبر دار رہنا ہم حوسی نے سعدی کے جواب کا جواب دیا ہے کہ باطل کی افراد سے وہ جو اس قید میں ہی خارج نہیں
 ہوتی یعنی بیع خمر اور خمر کی در اہم سے کیونکہ بیع باطل جو باوجودیکہ دونوں عوض مال ہیں تو اس قول کا خلاف کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ مستثنیٰ
 اس قید ہے کہ بیعت باطل کی فاسد میں جو قبض سے ملو کہ ہوتی ہے اور حالانکہ ایسا نہیں کہ لانی لخطا وی ولم یقبض الباقی عنہ ولم یکن
 فیتا حیا شرط اور باطل سے مشتری کو بھی جو قبض سے اور اس میں خیار شرط نہ ہو مگر بیع کی قید کی کچھ حاجت نہ تھی اس واسطے کہ رضامی باطل
 مفسی سے اس قید میں لیکن خیار شرط کی قید ضروری اس واسطے کہ در صورت خیار شرط کے قبض سے ملک ثابت نہ ہوگی کیونکہ جب بیع صحیح میں خیار شرط سے
 ملک نہیں ہوتی تو بیع فاسد میں بطریق اولیٰ نہ ہوگی بلکہ بیع فاسد میں جبکہ مشتری باطل کے احراز سے در صورت عدم خیار شرط بیع پر قبضہ
 کرے گا تو اس کا مالک ہوگا یعنی اس کی ذات کا مالک ہوگا علما بیع کے نزدیک اس واسطے کہ اگر مشتری غلام کو بعد قبض مذکور آزاد کرے تو صحیح ہو اور اگر
 اس کو بیع کرے گا تو مالک ہوگا وہی ہوگا اور اگر مشتری جاریہ کو پسیرے تو باطل پر بہتر واجب ہوگا اگر باطل کی ملک سے جاریہ خارج نہ ہوتی تو بہتر واجب
 ہوتا اور علما عراق کے نزدیک مشتری بقرہ کا مالک ہونے ذات کا لانی تلافی فی بیع الخاذل وفي شراء الکلب من مالہ لطفہ او بیع
 لہ کذلک فاسد لایمکن لک حتی یستعملہ مگر تین صورت میں بعد قبض کے بھی ملک ثابت نہیں ہوتی ہزل کرنا الی بیع میں اور باطل خرید کرے
 میں اپنی مال سے اپنے طفل کو اس واسطے یا باطل بیع فاسد کرے نہیں طفل سے ہی طرح یعنی اپنی مال سے اس کا مالک ہوگا بدوین احتمال کے ہم بحر الرائق میں یہی
 مسئلہ محیط سے باین عبارت منقول ہے باطل عبد من ابہ الصغیر فاسد او مشتری عبد النفس من مال الصغیر فاسد لایثبت ملک حتی یقبضہ لکستعملہ انتہی یعنی
 باطل بطور بیع فاسد اپنے غلام کو اپنی ولد صغیر سے بیچا یا صغیر کا غلام اپنی ذات کو اس واسطے ہی طرح فاسد خرید کیا تو ملک ثابت نہ ہوگا مگر وقتی کہ اس پر قبضہ
 کرے اور احتمال میں نہ لادے اس واسطے کہ قبضہ دونوں صورتوں میں باطل کا ہی تو ملک ثابت نہ ہوگی مگر احتمال سے اور جب کہ خرید صغیر کے واسطے ہی
 تراستعمال ثابت نہ ہوگا مگر جب کہ صغیر کی حاجت میں استعمال ہو اگر شراح یوں کہتا کہ بیع اللاب من مالہ لطفہ فاسد او شراء عبد النفس من مال طفلہ لک
 لایمکن حتی یقبضہ ویستعملہ لطلب واضع تر ہوتا کہ لانی لخطا وی والمقبوض فی ید المشتري اما نہ لایمکن لک بیع اور جو بیع قبل از عقد مشتری
 ہو مشتری کے ہاتھ میں وہ امانت ہو مشتری اس قبض سے اس کا مالک ہوگا ہم یہ قول اس پر مبنی ہے کہ تخلیہ قبض نہیں کہنا فی المجتبى والعمادیہ اور دوسرا
 قول یہ ہے کہ تخلیہ قبض ہو اور غائبہ میں اس کی تصحیح ہے چنانچہ فتح القدر میں کہا کہ اگر مشتری کے پاس ولایت ہو تو اس کا مالک ہوگا مگر قبول اور حرج تلافی
 میں ہو کہ ولایت حاضرہ کا مالک ہوگا کہ لانی لخطا وی واذا مملکہ تثبت کل احکام المملک الا خمسہ لایحل لہ اکلہ ولا لبسہ ولا
 وطیما ولا ان یترک حیا منہ الباقی ولا شفعة لجانہ لوعقار او اشیا لا اور جب کہ بیع فاسد کا مشتری مالک ہو تو سب احکام ملک ثابت ہو گئی
 سوائے پانچ ملکوں کے حلال نہیں مشتری کو اکھانا اگر بیع طعام ہو اور نہ پہنا اس کا اگر لباس ہو اور نہ جماع لڑائی کا اور حلال نہیں نکاح کرنا باطل کا لڑائی میں مشتری کا نہیں
 اور شفعة نہیں اس کے پڑوسی کو اگر بیع زمین ہو کہ لانی لاشیا ہم مشتری کو وطلی اس واسطے جائز نہ ہوگی کہ اس پر بیع بیع واجب ہو تا مصیبت پر اصرار نہ پایا
 جادوی تو اشتغال بطلی اعراض ہر بیع سے تو اس سبب وطلی جائز نہ ہوگی نہ بیع عدم ملک کی اور شفوعہ اس واسطے ہوا کہ حق باطل منقطع نہیں بسبب وجہ بیع

المشتری اور مالک فساد و اس بیگناہوں کے گراہ کے ہے اور اگر فساد و سکار برکستی کی جہت سے ہے تو جمیع تصرفات مشتری کے منقوض اور ناجائز ہوں گے اور وہیہ و سکار و اعتقہ او کا تہ او اسلواکدھا و لو لم یختل مگر ہا ہم محقق ہا اتفاقاً سارہ مشتری نے بیع ہبہ کی غیر بائع کو اور قبضہ کر دیا یا غلام کو آزاد کر دیا یا سکو مکتب کیا یا لونڈی کو حرم بنایا اور اگر وہ حاملہ ہو گئی ہو تو اس کو پیشہ ہو سکے ہر مثل کر سکتا ہے بالاتفاق کہ لے لے لے لے بعد قبضہ فلو قبلہ لم یعتق بعتہ بل یعتق المائتہ یا موی و کذا لوی آخر بطریق الخطۃ ۱۰ و نہ غیر اشتاق فیہ مدۃ المشتری قابضاً اقتضاً فقد ملک الما صوماً لا یملاکہ الا فیہ آزاد کیا غلام کو بعد اس کے قبض کے تو اگر قبل قبض آزاد کر لیا تو آزاد ہو گا مشتری کے آزاد کرنے سے بیعہ بیعہ ہم کے بلکہ ہر مشتری بائع کے آزاد کرنے سے آزاد ہو گا یعنی اگر قبل قبض کے مشتری بائع سے کہے کہ اس غلام کو میرے بیٹے کو آزاد کر دے تو آزاد ہو گا اور ہر طرح مشتری نے قبل قبض گھوڑے یا کبوتر کے بائع کو اگر کیا کہ گھوڑے کو پیسی یا کبوتری کو فیم کرے تو مشتری ہر طرح کے امر کرنے سے قابض ہو گا بطریق اقتضا کے اور یہ عجیب بات ہے کہ البتہ شخص یا مور یا لک ہو اہلکاجل کا امر کرنے والا مالک نہیں و مانی الحاقیۃ علی خلاف هذا امان و ایہ او غلط من الکاتب کہا بسطہ العادی اور جو غانیہ میں برکاس کے قول ہے یا دوسری روایت جو یا غلط کا تب سی و چنانچہ عادی نے اس کو شرح بیان کیا ہے ہم غانیہ میں ہے کہ جب غلام کو بشر او فاسد خر گیا اور قبل قبض بائع سے کہا کہ اس کو آزاد کرے میرے طرف سے پھر بائع نے اس کے طرف سے آزاد کر دیا تو یہ حق بائع کی طرف سے ہو گا نہ مشتری سے اور ہر طرح گھوڑے اور کبوتری کا مسئلہ کہ اسے لہم او وقفہ و فقا ھیم لائہ استھلاکہ حین وقفہ و آخر جہ من ولک و مانی جامع الفصولۃ علی خلاف هذا غیر صحیح کہا بسطہ المصنف مشتری نے بیع فاسد کو وقف صحیح کیا ہوا بسطے نسخ متنع ہو گا کہ مشتری نے بیع کو سہل کیا جب کہ اس کو وقف کیا اور اس کو اپنی ملک سے نکالا اور جو روایت جامع الفصولین میں برخلاف اس کے ہے سو صحیح نہیں چنانچہ مصنف نے اپنی شرح میں اس کو مفصل بیان کیا ہے ہم جامع الفصولین میں یوں ہے کہ اگر بیع فاسد کو وقف کیا پس قرار دیا تو حق نسخ ہل نہیں ناقوی کی عبارت ہے انھیں ہر الفائق میں اس کو روایت ثانیہ قرار دیا جو اور یہ بہتر ہے غلطی اور بحر الرائق میں اس کو عدم التکمیل قاضی پر محمول کیا ہے کہ انی لوطک او رھنہ او ادخلی و تصدق بہ لقد البیہ الفاسد جمیع ما مودا منہ الفاسد لتعلق حق العبد بہ الا فی الدیم مذکور فی الاشباہ و البیہ فاسد کو رہن کہا یا اس کی کسی شخص کو بطریق وصیت کی یا حرات کی تو بیع فاسد نافذ ہو گا دیگی جمیع تصرفات مذکورہ میں بیعہ یا ہبہ یا عتاق یا کتابت یا استیلا یا وقف یا رہن یا وصیت یا تصدق کرنے سے اور انبیخ بیع متنع ہو گا بسبب متعلق ہو جانے حق لہجہ اس کے مگر چار صورت میں جو شہادہ میں مذکور ہیں ہم اشباہ میں ہے کہ عقد فاسد تعلق حق اللہ کے لازم ہو جاتا ہے اور فساد و رفق ہو جاتا ہے مگر چند مسائل میں اجارہ فاسد یا ہر مستاجر نے اجارہ صحیح دیکر کو دیا تو شخص اول کو اس کا توڑنا جائز ہے اگر شخص دوسرے کو ہی چیز مولیٰ ہو اس کی بیع صحیح کی تو نہ کرے کو اس کا توڑنا درست مشتری نے بیع فاسد کو اجارہ دیا تو بائع کو اس کا توڑنا جائز ہے اور ہر طرح اگر کھاج کر دیا بیعہ چونکہ کلام من کا صرف مشتری میں ہے تو مسئلہ اولی کا ہشتنا صحیح نہیں اور اسی طرح مسئلہ ثانیہ کہ خود من میں موجود ہے اور ہر طرح مسئلہ ثالثہ اور رابعہ و خانیہ کے آئندہ قول میں موجود ہے کہ انی لوطک و کذا اکل تصدق لک عتبر اجارۃ و کتابت اور ہر طرح بیع وغیرہ کی نہ ہر ہر قسم قولی سوای اجارہ اور کھاج کے چنانچہ تدبیر موجب نفاذ بیع فاسد کا ہم اجارہ اور کھاج سے ہوا بسطے نسخ متنع ہو گا کہ اجارہ نسخ ہو جاتا ہے عذر سے اور رفع فساد ہی عذر ہے اور کھاج میں جس طرح عن الماک نہیں و ہل یتصل الکاتبہ الا مائۃ بالفینۃ المتخاذاً لنعمر ولو الحیۃ اور کیا کھاج کو نہ کا باطل ہو جاتا ہے اس کے نسخ بیع فاسد کی قول مختاریہ ہے کہ ان اطل ہو جاتا ہے کہ انی لولوا البیہ ہم بیان گفتگو اس میں کہ مشتری بعد قبض کھاج کر دے چنانچہ یہی موضوع ہے جمیع مسائل سابقہ میں اور کلام دل الیہ قبل از قبض میں مفروض ہے تو یہ جواب کیونکر صحیح ہو گا کہ انی لوطک و لخصا و منی ذال المائتہ کہ جو عہدۃ و غیر مکتب و فک دھن عادی حق الفینۃ لو قبل القضاۃ بالفسینۃ لاجلک اند جب کہ بائع نسخ کا دور مرید چنانچہ ہر لینا و ہر لینا اپنی بیعہ کو اور عاجز ہونا مکتب بدل کتابت سے اور خلاص ہونا مرید کلیم

ملاحظہ فرمائیے کہ مشتری نے بیع ہبہ کی غیر بائع کو اور قبضہ کر دیا یا غلام کو آزاد کر دیا یا سکو مکتب کیا یا لونڈی کو حرم بنایا اور اگر وہ حاملہ ہو گئی ہو تو اس کو پیشہ ہو سکے ہر مثل کر سکتا ہے بالاتفاق کہ لے لے لے لے بعد قبضہ فلو قبلہ لم یعتق بعتہ بل یعتق المائتہ یا موی و کذا لوی آخر بطریق الخطۃ ۱۰ و نہ غیر اشتاق فیہ مدۃ المشتری قابضاً اقتضاً فقد ملک الما صوماً لا یملاکہ الا فیہ آزاد کیا غلام کو بعد اس کے قبض کے تو اگر قبل قبض آزاد کر لیا تو آزاد ہو گا مشتری کے آزاد کرنے سے بیعہ بیعہ ہم کے بلکہ ہر مشتری بائع کے آزاد کرنے سے آزاد ہو گا یعنی اگر قبل قبض کے مشتری بائع سے کہے کہ اس غلام کو میرے بیٹے کو آزاد کر دے تو آزاد ہو گا اور ہر طرح مشتری نے قبل قبض گھوڑے یا کبوتر کے بائع کو اگر کیا کہ گھوڑے کو پیسی یا کبوتری کو فیم کرے تو مشتری ہر طرح کے امر کرنے سے قابض ہو گا بطریق اقتضا کے اور یہ عجیب بات ہے کہ البتہ شخص یا مور یا لک ہو اہلکاجل کا امر کرنے والا مالک نہیں و مانی الحاقیۃ علی خلاف هذا امان و ایہ او غلط من الکاتب کہا بسطہ العادی اور جو غانیہ میں برکاس کے قول ہے یا دوسری روایت جو یا غلط کا تب سی و چنانچہ عادی نے اس کو شرح بیان کیا ہے ہم غانیہ میں ہے کہ جب غلام کو بشر او فاسد خر گیا اور قبل قبض بائع سے کہا کہ اس کو آزاد کرے میرے طرف سے پھر بائع نے اس کے طرف سے آزاد کر دیا تو یہ حق بائع کی طرف سے ہو گا نہ مشتری سے اور ہر طرح گھوڑے اور کبوتری کا مسئلہ کہ اسے لہم او وقفہ و فقا ھیم لائہ استھلاکہ حین وقفہ و آخر جہ من ولک و مانی جامع الفصولۃ علی خلاف هذا غیر صحیح کہا بسطہ المصنف مشتری نے بیع فاسد کو وقف صحیح کیا ہوا بسطے نسخ متنع ہو گا کہ مشتری نے بیع کو سہل کیا جب کہ اس کو وقف کیا اور اس کو اپنی ملک سے نکالا اور جو روایت جامع الفصولین میں برخلاف اس کے ہے سو صحیح نہیں چنانچہ مصنف نے اپنی شرح میں اس کو مفصل بیان کیا ہے ہم جامع الفصولین میں یوں ہے کہ اگر بیع فاسد کو وقف کیا پس قرار دیا تو حق نسخ ہل نہیں ناقوی کی عبارت ہے انھیں ہر الفائق میں اس کو روایت ثانیہ قرار دیا جو اور یہ بہتر ہے غلطی اور بحر الرائق میں اس کو عدم التکمیل قاضی پر محمول کیا ہے کہ انی لوطک او رھنہ او ادخلی و تصدق بہ لقد البیہ الفاسد جمیع ما مودا منہ الفاسد لتعلق حق العبد بہ الا فی الدیم مذکور فی الاشباہ و البیہ فاسد کو رہن کہا یا اس کی کسی شخص کو بطریق وصیت کی یا حرات کی تو بیع فاسد نافذ ہو گا دیگی جمیع تصرفات مذکورہ میں بیعہ یا ہبہ یا عتاق یا کتابت یا استیلا یا وقف یا رہن یا وصیت یا تصدق کرنے سے اور انبیخ بیع متنع ہو گا بسبب متعلق ہو جانے حق لہجہ اس کے مگر چار صورت میں جو شہادہ میں مذکور ہیں ہم اشباہ میں ہے کہ عقد فاسد تعلق حق اللہ کے لازم ہو جاتا ہے اور فساد و رفق ہو جاتا ہے مگر چند مسائل میں اجارہ فاسد یا ہر مستاجر نے اجارہ صحیح دیکر کو دیا تو شخص اول کو اس کا توڑنا جائز ہے اگر شخص دوسرے کو ہی چیز مولیٰ ہو اس کی بیع صحیح کی تو نہ کرے کو اس کا توڑنا درست مشتری نے بیع فاسد کو اجارہ دیا تو بائع کو اس کا توڑنا جائز ہے اور ہر طرح اگر کھاج کر دیا بیعہ چونکہ کلام من کا صرف مشتری میں ہے تو مسئلہ اولی کا ہشتنا صحیح نہیں اور اسی طرح مسئلہ ثانیہ کہ خود من میں موجود ہے اور ہر طرح مسئلہ ثالثہ اور رابعہ و خانیہ کے آئندہ قول میں موجود ہے کہ انی لوطک و کذا اکل تصدق لک عتبر اجارۃ و کتابت اور ہر طرح بیع وغیرہ کی نہ ہر ہر قسم قولی سوای اجارہ اور کھاج کے چنانچہ تدبیر موجب نفاذ بیع فاسد کا ہم اجارہ اور کھاج سے ہوا بسطے نسخ متنع ہو گا کہ اجارہ نسخ ہو جاتا ہے عذر سے اور رفع فساد ہی عذر ہے اور کھاج میں جس طرح عن الماک نہیں و ہل یتصل الکاتبہ الا مائۃ بالفینۃ المتخاذاً لنعمر ولو الحیۃ اور کیا کھاج کو نہ کا باطل ہو جاتا ہے اس کے نسخ بیع فاسد کی قول مختاریہ ہے کہ ان اطل ہو جاتا ہے کہ انی لولوا البیہ ہم بیان گفتگو اس میں کہ مشتری بعد قبض کھاج کر دے چنانچہ یہی موضوع ہے جمیع مسائل سابقہ میں اور کلام دل الیہ قبل از قبض میں مفروض ہے تو یہ جواب کیونکر صحیح ہو گا کہ انی لوطک و لخصا و منی ذال المائتہ کہ جو عہدۃ و غیر مکتب و فک دھن عادی حق الفینۃ لو قبل القضاۃ بالفسینۃ لاجلک اند جب کہ بائع نسخ کا دور مرید چنانچہ ہر لینا و ہر لینا اپنی بیعہ کو اور عاجز ہونا مکتب بدل کتابت سے اور خلاص ہونا مرید کلیم

ابن سہ کذا فی البر وکرم شخص مائتہ الصدۃ البیع عند الذان الاول الا اذا ابتاعا بمشیان فلا بأس به لتعديل الحق بالاحلال بالتسعی فاذا
 اتفق المتفق اور کروہ بخشہ بر صحت کے ساتھ بیع کرنا مجسمہ کے دن اذان اول کیوت مگر جب کہ بائع اور مشتری نے خرید فروخت کی نماز کے واسطے طہر
 کی حالت میں تو کچھ متبادل نہیں ہواستے تعلیل تھی کے چلنے کی غلغلہ اندازی سے بھر جب محل اندازی کی نفی ہوئی تو نفی بیکی ہی نفی ہو گئی ہم قرآن مجید میں
 ہے کہ اذان سن کر نماز کے واسطے سہی کرنا اور ترک بیع واجب اگر بعد اذان خرید فروخت واقع ہو تو سہی واجب میں غلغلہ پڑی اس سے معلوم ہوا کہ چلنے کی حالت
 میں بیع مکروہ نہیں کیونکہ مانع سہی کی نہیں بلکہ مانع اذنیہ اور نہایت اذنیہ ہے اور بحر الرائق میں اس کو بھی مکروہ کھاتے تھے اس واسطے کہ مقصود مطلق
 کذا فی الطحاوی وقد تحقق صدقہ من لاجتماع علیہ ذکر المصنف اور البیہ مخصوص ہے اس کو سے بیع کی جیسے عہدہ فرض نہیں مصنف نے اس کو اپنی تحریر
 ذکر کیا ہے عورتیں اور مسافر اور بیماروں کی بیع بعد اذان مکروہ نہیں کیونکہ اوپر سہی واجب نہیں وکرم البیہ لفتحتین ویکسکن ان ہزید و
 لا یرید الشراء او یجد حیاہ ما لیس فیہ لک و وجہ اور مکروہ ہوا لایا بن بخش بقسم لایا بن وجیم اور سکون جمیم ہی جائز ہو سکتے ہیں کہ قیمت بڑا دی
 اور خریداری کا اسادہ کرے یا بیع کی ایسی تصنیف کرے جو نہیں نہیں تاکہ ملکی خریداری پر لوگ رغبت کریں ویکسکن فی التیاسر وغیرہ اور لایا بن
 نکاح وغیرہ میں ہی جاری ہے ہم بیہ حشر لایا بن کی فقط بیع میں خاص نہیں نکاح وغیرہ میں بھی حرام ہے ہواستے کہ حدیث میں وارد ہو لایا بن
 یعنی لایا بن مکروہ اور بیہ ہی عام ہے بیع کو بھی اور نکاح وغیرہ کو بھی ثم الحق محمول علی ما اذا کان الشیئۃ بالکف فیکفہا اما اذا لم یکن لایا بن
 لانقضاء الخدم عنایہ بہر دریافت کرنا چاہیو کہ بیہ بخش کی محمول ہے اوس صورت پر جب کہ چیز کی قیمت پوری ہو گئی اور اگر نہ ہو قیمت پوری ہو گئی ہو تو
 بلا قصد خرید و فروش کا زیادہ کرنا بعد قیمت مکروہ نہیں ہے بلکہ فرب کے کذا فی لغت یعنی صورت میں بالکف فائدہ ہوا اور شتر کا بھی کچھ نقصان نہیں ہوتا
 مکروہ نہیں والستقوم علی سقوط غیہ ولو ذمیا او مستأثرا اور مکروہ ہو مول چکانا غیر کے مول چکا ہو بلکہ شتر چھ خیر کا خرچہ پستان ہو وہم علاج
 سہہ میں ابو ہریرہ مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مول چکا دیو مرد اپنے بہائی کے مول چکے پر اور نہ بیع کرے اپنی بھائی کی بیع پر اور نہ بیہ
 نکاح کا دے اپنے بہائی کے پیام پر بلکہ اپنے بہائی کے کہے کہ شتر مذکور میں بہائی کا لفظ وارثے تو مسلم رائے نہ ذمی اور مستأمن اور اس کا جانشین ذی اپنے
 آئندہ قول میں یاد و ذکر الا کہ فی الحدیث لیس فی الذی لایا بن زیاد فی التثقیل ہذا اور بہائی کا ذکر حدیث ممدوح میں مذکور نہیں کا فر کے اخراج کیو سہی بلکہ
 زیادتی تغیر کے واسطے ہے کذا فی لغت یعنی مسلم کے ساتھ فعل کرنا زیادہ تر قییم لائق متغیر ہے وھذا بعد الاتفاق علی مکتبہ التمنی او امانہ والا لایا بن
 لانه بیع من یرید قد باع علیہ الصلوٰۃ والسلام قد ساء و حلتا بیع من یرید اور بیہ لیسے کراہت مول چکانے کی مول پر اور ملگنی کی ملگنی پر
 بعد متفق ہونے مشتری اور بائع کے ہے مقدار میں پر یا ہر دو صورت پر یا کھ اور اگر طرفین کا ہنوز من یا ہر دو اتفاق ہوں تو کراہت نہیں ہو سکتی کہ
 بیع بیع میں یرید ہو اور حال کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ اور کئی بطریق بیع من یرید کے بیچ ہم عنایہ میں ہو کہ اتفاق میں کی بیع صورت ہو کہ
 دو شخص مول چکا دیں ایک خیر کا اور بائع اور مشتری میں پر راضی ہو جا دیں اور ہنوز عقد بیع معتقد ہو کہ بیع شخص آئے اور مول زیادہ کر دے تو بیہ
 جائز ہو لیکن مکروہ ہے کیونکہ اس میں وحشت انگیزی اور غرر رہتی ہے تو یہ مکروہ ہے اگر بائع بیچ کیلئے مال ہو چکا ہو بعد انفصال میں کے اور بیہ حکم
 ہی نکاح کا اور اگر بائع ہنوز مال ہوا ہو تو مول چکانا مکروہ نہیں ہے اور جامع نرندی میں لیس سہ روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک
 انصاری صحابی سوال کرتے آیا سوخت شتر نے فرمایا کیا تیرے گہر میں کوئی چیز نہیں اسے کہا کیوں نہیں ایک کسل ہے جس کو کچھ میں اور شتا ہوں اور کچھ چھاپا
 ہوں اور ایک پیالہ ہے حسین میں اپنی پٹیا ہوں فرمایا کہ انکو مسکے پاس لے آسو وہ دو وزن چیز میں لے آیا حضرت نے انکو لیا اور فرمایا کہ
 کوں شترانہ دو وزن کو خرید کر تھائے سو ایک خرٹے کہا کہ میں انکو بوجھ ایک درم کے حشر دیکر تا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بار
 یا قین ہا میں یرید علی درہم کون ہے جو ایک درم سے زیادہ لے لیا کہ خرٹے کہا کہ میں دو وزن کو دو درم کو لیتا ہوں سوخت شتر نے دو وزن
 چیزیں اسکو دیں اور دو وزن درم مرد انصاری کو دے اور فرمایا کہ ایک سو طعام شتر دیکر کے اپنے اہل و عیال کو دی اور دوسرے کو باہر

عل مال او بیہوش حلف بعقہ او کان المالك سکا و انعدم صا حلتہ بالشرائع او متعلقہ اولو الآخر لطفہ ۱ و مکاتبہ فلا باس او نعتہ
 تح کرہ فہ بسمہ و احید غیر الا قرب والابوب والمکتبی ہما فہم کرجب کہ تفریق بسبب اعتاق اور اس کے توابع کے ہو چنانچہ تدریر اور تبتلا
 اور کتابت الرصد استان لبوض ال کے ہو یا اس شخص کا ہتھ بیع کے سبب تفریق ہو جسے غلام بیع کے آزاد کرنے کی قسم کھائی یا مالک غلام کا کافر ہو کر
 کافر مخاطب یا حکام شریعہ نہیں یا مالک متد و مون اور اگر دوسرا غلام کے طفل یا کتاب کا ہو تو تفریق میں کچھ مضائقہ نہیں یا غلام کے محارم چند ہوں
 تو مالک کو محارم کا بیچنا جائز ہے سوا ہی ایک محرم غریب اور والدین کے اور جو ملحق بوالدین ہے کذا فی الفتح ہم اگر صغیر کی دادی اور عہد اور خالہ و نو غریب
 خالہ کی بیع جائز ہے نہ دادی کی کہونکہ وہ مالکی برابر ہے اور بیعتی مستحق کچھ وجہ مستحقا یا تفریق بواسطہ حق مستحق کے ہو چنانچہ ایک غلام مستحق تعلقہ
 زید کے پس دو غلام محرم ہیں اور ایک غلام نہیں دوسری شخص کا مالک غلام تفریق ممنوع نہیں و کذا فی احادیث بالجنایۃ وبعہ بالادب و بالانف
 مال الغیر و کذا فی بعیب لان النظر فی دفع الضرر عن الغیر لا فی الضرر بالغیر اور چنانچہ دینا دو میں سوا ایک غلام کو بسبب اس کے ارتکاب جنایت
 کے اور بیع غلام کی غلام کے دین کے سبب یا غلام کا دینا غیر کے مال تلف کر ڈالنے سے اور پھر دینا غلام کا عیب ظاہر ہونے سے تو ان امور مذکورہ تفریق
 جائز ہے اس واسطے کہ مالک کو جو تفریق غلام صغیر اور اس کے محرم میں منع ہو تو بنظر دفع ضرر کے ہی غیر سے صغیر سے نہ غیر کے ضرر میں ہم یعنی منظور شرع ہے
 کہ صغیر سے ضرر دفع ہو لہذا صغیر کو جدا کرنا اس کے محرم سے منع فرمایا اور یہ منظور نہیں کہ غیر کو لینے مالک کو ضرر پہونچے تو اگر مطلقا تفریق منع ہو تو در صورت
 جنایت غلام مالک پر فساد لازم آوے اور دوسری صورت میں قرض خواہوں کو قیمت دینی پڑے اور تیسری صورت میں عیب بدار لینا پڑے کذا فی لفظ دادی
 بخلاف الکبیرین والزوجین فلا باس بہ خلافا لاحادیث المستثنیۃ احد عشر بخلاف کبیرین اور زوجین کی تفریق کے کہ اس میں کچھ مضائقہ
 نہیں بخلاف امام احمد بن حنبل کے نہ ہیکے تو مستثنیہ گیارہ ہیں ہم یعنی صغیر اور اس کے محرم ہی میں تفریق بطریق بیع یا ہبہ جائز نہیں مگر گیارہ صورتوں
 میں جائز ہے ۱ اعتاق ۲ توابع اعتاق ۳ اس کے ہاتھ بیچنا جسے غلام کے آزاد کرنا کی قسم کھائی ۴ جب کہ مالک غلام کا کافر ہو وہ جب کہ مالک متد و ہوں ۵ جبکہ
 صغیر کے محارم کے شخص ہوں ۶ جب کہ محرم صغیر کا حق شکے ۷ دینا غلام کو غلام کی جنایت میں ۸ بیچنا غلام کا غلام مدیون کے دین میں ۹ غلام کا بیچنا اتنا
 مال غیر میں آپہر دینا بسبب عیب بحر الرئی میں بارہویں صورت بیز زیادہ کی ہو جب کہ صغیر قریب البلوغ ہو اور اسکی ماؤ اسکی بہم سے راضی ہو و کما یحکم
 التفریق بلیع و غیرہ من اسباب المالك کصدقہ و صبیہ بکرا بشرایۃ الا من حبلی ابن ماک و بقسمۃ فی الميراث والغنائم بھی
 اور جیسے تفریق مکروہ ہو بیع سے اور اس کے سوا اور سبب مالک سے چنانچہ مدد اور وصیت سوا بیع خرید کر بیع ہی مکروہ ہے مگر حرانی سے خرید مکروہ
 نہیں کذا ذکر ابن مالک اور میراث اور غنائم میں نیست کرنے سے تفریق مکروہ کذا فی الجوبہ ہم ایک شخص دو بیٹے اور دو غلام محرم جن میں ایک صغیر ہے چوکر کر گیا
 اور ایک ایک غلام ایک بھائی کو پونچتا ہے تو واجب بیع ہو کہ دونوں غلاموں کو ایک بیٹا خرید کرے اور دونوں بھائی اور خاتمن قسمت کر لیں اور سوا بیع
 کے قاسم اور غازی پر تفریق حرام ہے کیونکہ غازی بجز مشرک ہے کذا فی لفظ دادی اب آگے شایع بیع مکروہ کا حکم بیان کرتا ہے بعد ذکر بیع مکروہ
 کے و احکم ان فسخ المکروہ واجب علی کل واحد منہما ایضا شح و غیرہ لکذا فی الفتح الا تم بیعہم اور معلوم کر کہ بیع مکروہ کا فسخ کرنا ہر ایک بالغ اور تدری
 پر واجب ہے یعنی جیسے بیع فاسد کا فسخ واجب ہو ویسے ہی مکروہ کا بھی واجب ہے کذا فی البحر وغیرہ بسبب دو رکڑا لے گناہ کے کذا فی بیع وفی
 فی شریعہ کافر مسلمان اور صحفہ امہ الاجبار علی اخراجہ عن ملک و سیحی فی المتفرقات واللہ اعلم اور مجہد میں یہ بھی روایت ہو کہ ہم بیع ہو کہ تدری
 شراد کافر مسلمان غلام اور صحفہ کو اخراج عن ملک کی اجبار کے ساتھ اور یہ بیع متفرقات میں آویگا والد تعالیم ہم لینے اگر کافر مسلمان غلام صحفہ کو خرید کرے تو یہ غیر
 صحفہ ہی باطل یا فاسد نہیں لیکن کافر بیکر یا جبار کا کافر کو اپنی ملک میں رکھے تا مسلمان ذلت سے اور قرآن مجید امانت سے محفوظ رہے والد تعالیم لہذا باب فضل
 الفضل فی فضل بیع بیع فضولی کے حکام میں ہم فضولی نسبت ہو فضول کیلئے جو جمع ہے فضل سے زیادت کے چنانچہ انصاری اور اعلیٰ مناسبتہ ظاہر ہے
 مناسبت بیع فضولی کی بیع فاسد و ظاہر ہے کہ فاسد اور موقوف کی ملک ایک شے پر موقوف ہو لینے فاسد میں قبضہ پر اور موقوف میں اجازت پر کذا فی الجوابی و ذکرہ

انہ لکھنا مقرر بالکلیہ للعبد و اراد المشتري ان لا يملك له المبيع من قبله ولو قبل قوله للتناقص فضولي في غير كلام بدون او کے امر کے بجا
 پر مشتری نے گواہ گزاری ہے مثلاً بائع فضول کے اقرار پر یا گواہ لایا غلام کے مالک کے اقرار پر کہ مالک نے فضول کو بیع کے واسطے نہ کہا تھا اور مشتری نے بیع
 پر بیعت کا ارادہ کیا تو اس کے گواہ مرد و زین اور اس کا قول مقبول ہو گا بستی بائع کے شارح نے کہا تیرا مالک کے قید اتفاق ہے جسے اس واسطے
 کہ محل نزاع بائع اور مشتری بین تو یہی امر ہے ہم وجہ تناقض میں ہے کہ عاقلین عاقلین کا اقدام عقد پر صحت بیع اور اس کے نفاذ پر دلیل ہو اور گواہ
 مقبول نہیں ہو گی تو صحیح و عوسے پر سبب دعویٰ مطلق ہو تو گواہ ہی مقبول ہو سکے گا لہذا قائل البیعت البیعتۃ اللہ بائع بلا امر و بوجہ علی اقرار
 المشتري بذلك و اصله ان من سعى في نقض ما من هتته لا يقبل الا في مستثنتين خماخه گواہ مقبول نہیں اگر بائع گواہ لایا اس پر کہ اس
 بیع کی بلامر مالک کے یا گواہ لایا مشتری کے سوا کسی سے نہ ہو بلکہ اقرار پر اور قاعدہ اسکا یہ ہے کہ جو شخص سے کرے اس چیز کے توڑنے میں جو اسی شخص کی جہت ہو
 کامل اور پوری ہوئی ہے تو اس کی سبھی مقبول نہیں مرد و عورت و مسکین و غنم مقبول ہم ایک مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے غلام کو خرید کیا اور سبب قبضہ کیا
 پر دعویٰ کیا کہ بائع نے اس کو قبل اس کے فلا نے شخص غائب کے ہاتھ بیچا تھا اور سبب گواہ لایا تو گواہ اس کے مقبول ہیں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایک لونڈی کو سیکو بہ
 کی اور موجب لہ نے اس کو حرم بنایا پھر داہنے دعویٰ کیا کہ اس کو سینے بدبرہ کیا تھا اور سبب گواہ لایا تو گواہ مقبول ہیں تو لونڈی پہلے اور سبب محمول ہو گا
 کہ اس سے یہ فعل کیا پر وہ ثابت ہو اور اس کو تدبیر کا اقرار کیا جائے گا نہ میں گرفتار نہ کر دے لفظ و ولان اقرار البیعت المذکورہ و لو عند غیاب الفاعل
 یصح بان رب العبد لکما بالکلیہ و واقفہ علی عدم الامر المشتري انتقض البیعت لان التناقص لا یمنع صحۃ الاقوال و عدم التخصیص
 فاذا اوقفنا بطل فی حقہما لا فی حق المالك للعبد ان کذا جماد و ادعی انہ کان بامر فی طلب البیعت بالتمسک لانه و کیل کل المشتري خلافا
 للتثانی اور اگر بائع مذکور نے اقرار کیا اگر ہم قاضی کے سوا اور کسی سے اقرار کیا ہو کہ ان فی البحر طر حیر کہ غلام کے مالک نے مجھ کو اسکی بیچا امر نہیں کیا اور عدم
 امر پر مشتری ہی بائع کے موافق ہوا تو ہم ٹوٹ جائیگی اس واسطے کہ ایسا تناقض عدم امر کی صحت اقرار کا مانع نہیں سبب نہیں ہونے تہمت کے اپنی ذات کے
 اقرار میں پر جب متعاقدین موافق ہوئے تو بیع باطل ہوگی و دونوں کے حق میں نہ غلام کے مالک کے حق میں اگر وہ و دونوں کی تکذیب کرے اور اس کا
 مدعی ہو کہ ہم سب سے امر سے ہوئی تھی تو مالک بائع سے من کا مطالعہ کرے گا کیونکہ وہ وکیل ہے نہ مشتری سبب خلاف ابویوسف مذہب کے یعنی اس کے نزدیک
 مشتری سے ہی مطالعہ کر سکتا ہو سوا اگر مشتری من ادا کرے تو بائع سے بہرہ کذا فی المطاع و باعہ و ادغیلا بغیر آخر و آقبضہا المشتري فہم و آما
 ادخا کھا فی بناء المشتري فقیہ اتفاق در سبب غیر کا گھر بجا بدون اس کے امر کے اور اس پر مشتری کا قبضہ دیا کذا فی الزہر اور اگر کدا داخل کرنا
 مشتری کی عمارت میں چنانچہ کنزین واقع ہو سقید اتفاق ہو نہ احترازی کذا فی الدرر ہم بلامر مالک کے قید اتفاق ہو کیونکہ یہی محل نزاع ہو تو
 اعترف البیعت الفضولی بالغصب وانکرا المشتري لم یضمن البیعت قیمۃ الدار لعدم صراۃ اقرارہ علی المشتري پر بائع فضولی
 نے غصب کا اقرار کیا اور مشتری نے غصب کا انکار کیا تو بائع گھر کی قیمت کا تاوان نہ دے گا سبب نہ سرائت کرنے اقرار بائع کے مشتری پر ہم عدم سرائت
 اقرار بائع اس کے عدم ضمان کی علت نہیں بلکہ عدم سرائت عدم نزاع دار کی علت ہو جسے مشتری کے ہاتھ سے گھر نہ نکالا جائیگا بائع کے اقرار پر اور عدم
 ضمان بائع کے باوجود اقرار غصب کے یہ علت ہو کہ زمین کا غصب کرنا شیخ کے نزدیک صحیح نہیں اور محمد کے نزدیک بائع قیمت دار کا ضمان ہے اور ابو حنیفہ
 کا یہی پہلا قول ہے تہا کذا فی المطاع و فان بوجہ المالك اخذ کھا لانه یقول کہ نحو الا برأ و اگر مالک گواہ لایا غصب پر تو گھر کو لے گیا اس واسطے کہ
 اس سے اپنے دعویٰ کو مشہدات سے روشن اور ثابت کر دے **و سہ مسائل لمحہ شارح کے ہاتھ فضولی و اجماع الخ و ازرق جہ ۱ و کہنے کا جہ**
 معانیت الا قوی فصحہ و علو کہ لا روجہ فہم غصب کے غلام کو فضول نے بیچا اور دوسرے فضول نے اسے اسکا جاریہ دیا یا اس کا نکاح کر دیا یا بیعت
 رکھا پر دونوں فضولوں کے فعل کی اجازت ہوئی تھی یعنی بلا تقدیم اور تاخیر تو تیسرے عقد ثابت ہو گا اور تو مٹی ہوگی نہ روجہ کذا فی الفتح
 یعنی اس واسطے کہ ہم قوی تر ہو گنج سے اور اگر وہ دونوں عقد برابر ہوں چنانچہ ایک شخص کا دو فضولوں نے دو عورتوں کو سبب نکاح کیا یا غلام کو دو کو

سنت کے اقالہ میں ان کا عیب البائتہ النفس المشدوی قبل قبضہ اور یہ شرط ہے کہ بائع نے مشتری کو دشمن نہیں کیا ہر قبل اور کے قبضہ کرنے سے
 ہم طحاوی نے کہا مشتری کو غلام ناذون مراد ہے اگر بائع نے ہر کوئی قبل قبضہ نہیں کیا تو اقالہ صحیح نہیں و آن لا یكون البقیة یا اگر عین اقیمہ
 فی بیع ماکون و وصی و متولی اور پیشہ شرط ہے کہ بیع اوس شخص سے ہو جو عینیت سے زیادہ تر سے غلام ناذون اور وصی و متولی و ذنب
 کی بیع میں ہم نے ایک چیز کی قیمت ایک درم ہے اور غلام ناذون ایسے یا متولے نے اسکو بوض و درم یا زیادہ کے بیجا ثواب اقالہ صحیح نہیں
 برعایت مولے اور بیع اور وقت کے اور سب طرح اگر کثیر القیمت کو بیشن قلیل خرید کیا ناذون وغیرہ تو بھی اقالہ صحیح نہیں و تصحیح اقالہ المتولی
 ان غیر اللو ف و الا الا مکمل ان من مالک البیعة مملکة قالته الا فی خیین الثلثة المذکور و الوکیل بالشرا فی قیل و بالسلک اشباہ
 اور صحیح ہے اقالہ کرنا متولے کا اگر اقالہ وقت کے واسطے بہتر ہو اور نہیں تو نہیں اور اسکا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو بیع کا مالک ہو وہ اقالہ ہو بیع کا ہی مالک ہے
 مگر بائع صورتوں میں مالک نہیں کا مالک اقالہ نہیں تین صورتیں تو مذکور ہو چکیں یعنی بیع ناذون اور وصی اور متولے اور جو عین صورت خرید کا وکیل
 بعضوں نے کہا اور بائعین صورت سلم کا وکیل کہ ان فی الاشباہ یعنی سلم فیہ کی خرید کا وکیل اقالہ نہیں کر سکتا البویوسف کے نزدیک اور طرفین کے نزدیک
 اوسکا اقالہ جائز ہے کہ اسنے لفظ عن حاشیہ الاشباہ الجموی ولا لقالہ فی کتابہ و طلاق و عتاق جو ہر اقالہ جاری نہیں نکاح اور طلاق اور
 میں کذا فی الجور ہو اسکو کہ شائع بھی کے واسطے راجع مخصوص قرار دیا ہو یعنی طلاق یا بیع وغیرہ اور طلاق بعد واقع ہونیکے مرتفع نہیں ہوتی عتاق کے مانند
 و لکراہی بجز من باب الخصال و اقالہ نہیں ابراہین کذا فی البحر من باب التماثل و واسطے کہ دین ابراہ سے ساقط ہو گیا اور ساقط پر عود نہیں کیا
 وہی مندوبہ محمد بنیہ اور اقالہ بیع صحیح جو بلیل حدیث شریف ہم ابو داؤد و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے من قال مسلما بیعہ اقالہ غیر مذکور القیمۃ یعنی جو مسلمان سے اپنی بیعہ اقالہ کرے حتیٰ کہ بچہ یا عورت اوسکی ذلت اور غرضش کو دے کرے اور بیعہ کی روایت میں
 مسلمانا و وار د ہے کہ اسنے فتح البدر و تحف فی عقد مکرم و فاسد بحر فیما اذا عقر البائت لیسید اخر یخاف لوف فاحشاً فایہ الہ کہ کما سیحی اور
 اقالہ واجب ہو مقدر کردہ اور فاسد میں کذا فی البحر اور حسین اقالہ واجب جیسا کہ بائع نے مشتری کو تھوڑا فریب یا ہر کذا فی البحر بخلاف اور جو بائع نے ہکو زیادہ فریب
 دیا ہو تو مشتری کو رد بیع کا اختیار ہی چاہیہ آدیکا و حکمہا انما فی حق المتعاقدين فیما هو من موجبات یقیمہ الجلیح ای احکام العقد اور اقالہ کا
 حکم یہ ہے کہ اقالہ منسوخ ہے متعاقدين کے حق میں اوس چیز میں جو بطل احکام عقد کے ہے موجبات بیعہ جیسے احکام عقد مراد ہیں ہم موجبات مقدمہ
 امور میں جو بنفس عقد ثابت ہوں بدون شرط کے اقامہ علم کے نزدیک اقالہ منسوخ ہے خواہ قبل قبض ہو یا بعد قبض کے اور غیر متعاقدين کے حق میں
 میں بیع جدید نہیں مگر جب کہ بعد قبض کے ہو اور البویوسف کے نزدیک اقالہ بیع سے مطلقا متعاقدين کے حق میں اور غیر متعاقدين کے حق میں
 بھی اور عقد کے نزدیک منسوخ ہے مطلقا اما لو وجب بشرط یا لکانت بیعا کذا فی حصص البضایک شری بدینہ المؤجل عیادہ نقایا لکریعہ لاجل
 فیصد بدینہ ماکملہ یا عہ منہ و لو رد یا بخیار یقضی عادی لاجل لاثہ فنیہ و لو کان بہ کفیل کما لکالہ فہم اخیانہ
 اور اگر عقد بیع بشرط راد واجب ہوئی تو اقالہ متعاقدين کے حق میں ہی بیع جسد ہوگا چنانچہ صاحبین نے بغوض اپنے دین موجب کرکے مشتری
 کو خرید کیا ہے متعاقدين نے اوس بیع کا اقالہ کیا تو عین کی مدت راعادہ کر لی تو اسکا دین فی الحال لازم الادا ہو جائے گا گویا صاحب دین نے
 اوس جس کو مدیون بنیہ بجا اور اگر صاحب دین نے بیعیم کو بیعت خیار العیب کے حکم قاسمے بہرہ دیا کذا فی البحر تو مدت دین کی پر
 ثابت ہوگی کہو کہ یہ رد کرنا منسوخ ہے بیع نہیں اور اگر دین مذکور کا کوئی کفیل ہو تو کفالت دون میں عود مکرر کی کذا فی النخاعہ ہم
 یعنی اقالہ اور رد و بالعیب میں کفالت کا اعادہ ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ بیع میں مدت اور کفالت کا اعادہ نہیں بعد اقالہ کے اور بالعیب میں مدت کا اعادہ ہو
 نہ کفالت کا کذا فی النخاعہ ہم ذکر کوئی آفتخاف و عا قال اول انها تبطل بعد ولادة المبیعة لتعذر القسط بالزيادة المنفصلة بعد القبض حق
 للشرع لا قبله مطلقا ان المالك یز معصف نے سبب ہونے اقالے کے منسوخ شدہ روج ذکر کے فرع اول یہ ہے کہ اقالہ باطل ہوگا

بیع جو مسلمان نے غیر مسلمان سے کیا اور بیع جو مسلمان نے مسلمان سے کیا

صاحبین کے ہر ایمانہ جاری کیا اور اگر اقالہ بلفظ بیہ ہوگا تو بالاجماع بیع سے ہم بلفظ بیع اقالہ کی یہ صورت ہو کہ بائع نے مشتری سے کہا کہ میں نے تجھے بیچ کر
 تو نے خرید کیا وغیرہ فی موضحہ قال اول لو كان المبيع عقارا فاستعمل الشفعة ثم تقايلا فبقي لها لکن بیعاً جديداً فكان الشفعة ثم تقايلا
 اور ادا کا ثمرہ یعنی حق ثالث میں اقالہ کے بیع ہو گیا ثمرہ چند موافق میں ہے سو موقع اول یہ کہ اگر بیع میں زمین ہو اور شفعی نے شفعہ سے حق کا کو بیع بائع
 اور مشتری نے اقالہ کیا ہو تو اب اگر شفعی مدعی ہوگا تو شفعہ ہوگا و لا ینبغی ان یتبع بائع او سکے ہونے کے بیع جدید تو شفعی متقاضین کا تیسرا ہوا قد
 انسانی لا یرتد البائع الثاني على الاول بعينه علقته بعد هالكه لا ینبغی فی حقہ اور موقع ثانی یہ کہ بائع ثانی بائع اول پر و بیع نہیں کر سکتا بسبب
 اوس عیب جو اس کو معلوم ہوا بعد اقالہ کے ہوا سبب کہ وہ بیع اس کے حق میں ہے جسے جب کہ مشتری نے بیع کو دوسرے شخص کے ہاتھ بیچا پر دونوں میں
 اقالہ ہوا پر معلوم ہوا کہ بیع میں عیب تھا بائع اول کے پاس اور بائع ثانی نے چاہا کہ اس کو بیچ کر بائع اول کو تو اس کو بیع جائز نہیں ہوا سبب کہ بیع کے
 حق میں بیع سے گویا بائع ثانی نے اپنے مشتری سے خرید کیا کہ اس نے اپنے مشتری کو اباع الموبوب له الموبوب
 من آخر تقايلا لا یتعد كالمشترى من المشتري ميتاً اور موقع ثالث یہ کہ واسب کو بیع پہر لینا جائز نہیں جب کہ موبوب بدلے موبوب کو دوسرے
 شخص کے ہاتھ بیچا پر دونوں میں اقالہ ہوا ہوا سبب کہ موبوب مشتری کے بندھے اپنے مشتری سے والزام المشتري اذا باع المبيع من آخر قبل ففقد
 الشئ جازاً لئلا یتعد شراً لا یتعد بالاقبال اور موقع رابع یہ کہ مشتری نے جب کہ بیع کو بیچا دوسرے کے ہاتھ قبل نقد من کے تو بالکل اس سے خرید کرنا
 مشتری سے جائز ہے ہم صورت اس کی یہ ہے کہ کوئی چیز خرید کی اور قبضہ کیا اور منور من نہیں دیا پر اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچا پر بائع ثانی اور مشتری
 ثانی میں اقالہ ہوا اور مشتری اول کے پس وہ چیز پر آئی پھر بائع اول نے مشتری کو اس سے اس کو خرید کیا قبل نقد من کے من اول سے مشتری کو جائز مشتری
 گویا بائع اول نے مشتری ثانی سے خرید کیا کہ انی لطمنا و الخافس اذا اشتري بغير إذن البائع عبد الخديعة بعد ما حال عليها الحول و
 وجد به عيباً فزاد به بغير قضاء واسترد العبد من فحلكت في يده لا تستقطر الزكوة قال الفقهاء لا یتعد اذا لو بدع بغير قضاء اقالہ
 اور موقع خامس یہ ہو کہ جب ایسا تجارت سے خدمت کے واسطے غلام خرید کیا بعد گذر جانے سال کے ایسا من مذکورہ پر اور غلام میں کوئی عیب نکلا مشتری
 نے اس کو بغیر حکم قاضی سے پر نہ دیا اور اجناس کو پر نہ دیا اور اجناس ہلاک ہو گئیں مالک کے ہاتھ میں تو اس کی زکوۃ مساقط ہوگی پس بیان فقیر شریف سے متاقدین
 اس واسطے کہ بواستطاعت عیب کے پر نہ دیا بلکہ قاضی اقالہ سے ہم غلام میں خدمت کی قید ہوا سبب لکھا می کہ اگر تجارت کا غلام ہوگا تو اس کی خرید و بیع ہلاک
 ہوگا کیونکہ مال تجارت کو تجارت کے مال سے کہنا استعمال نہیں اور غیر قضا کی قید کا یہ قائم ہے کہ بجز قاضی رد کرنا سبب حق میں بیع ہو تو اگر بائع واقع ہوئی اور چنانچہ
 ہلاک ہو گئیں زکوۃ واجب ہوگی رد عیب باقتضا ہوا سبب اقالہ ہوا کہ وہ بیع بجز غیر حق میں تو مشتری بیع اول سے اجناس ہلاک نہ کرے اگر اقالہ بیع تو بیع ہو جائے
 کہ انی لطمنا و براء التقاض فی الصرف و وجوب الاستدراء لا نه حق الله تعالى فانه قاله ما صدك الشرعية اور موقع ششم یہ
 تقاضی سے کہ اور وجوب سہرا کا زیادہ کیا گیا ہو اس واسطے کہ سہرا حق اللہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے سہرا سہرا متقاضین کا کہ انی مندر شریف ہم وجوب سہرا
 کی عیب صورت ہو کہ لوندی سہرا کی اور سہرا قبضہ کیا پر اقالہ بیع ہوا تو بعد اقالہ بمنز لا یتعد ہے حق ثالث میں تو بائع اول کو سبب اس کی جائز نہیں
 مگر بعد سہرا کے والا قاله بعد الإجماع واليه من فالحق نحن قاله صما قهر فحقه شفعة اور موقع مذکورہ پر زائد ہے اقالہ بعد اجارہ اور من
 کے تو مرتب تیسرا ہے متقاضین کا کہ انی النهر موضح من اور شرح کے تو ہونے سے ہم ہر الفائق میں کہا کہ مجھے سوال ہوا اقالہ بعد الرهن سے تو بیع جواب
 دیا کہ اقالہ موقوف ہے عیب کے ہند بدل لیل قول فقہاء کہ اقالہ بیع جدید ہے ثالث کے حق میں اور ثالث یہاں مرتب ہے اور اس طرح اگر اجارہ دیا چنانچہ
 کیا لیسے تو اقالہ بعد رہن کے اجازت مرتب باقتضا و دین پر موقوف ہے اور اقالہ بعد اجارہ کے مستاجر کی اجازت پر موقوف ہے اگر اسے جائز
 رکھا تو نافذ ہے اور نہیں تو باطل ہے مشایخ کو یوں کہنا سبب تھا کہ مرتب اور مستاجر ثالث ہو کہ انی لطمنا و الا قاله بیع صحیح تھا ہلاک المبيع ولو صحح
 کیا باقی اور محنت اقالہ کا بیع ہے ہلاک ہونا بیع کا اگرچہ ہلاک حق ہے بلکہ جس کے ہو چنانچہ ہلاک جانا غلام کا ہم اور اگر ہلاک بیع کی بعد اقالہ کے ہو تو اقالہ

قال ابو يوسف وثروته ثلثه لا بد من بياضه قال ابو الليث وبه تأخذ ومن حجه الكمال واقعة المصنف مريد ان يجمع لفتح ليرى بياضه بياضه
 جائز هو بدون سطر جان کر نیکی کے لئے بیس کو ہلاکت خرید کیا تھا سواد میں عیب لگ گیا اس کے پاس حقوق عیب کی سبب آفت تہائی کے پاس بیس کے فعل
 اور ثبوت کے جماع سے اس میں کچھ نقصان نہ ہو چکا ہے چھ چھ کے کا کٹنا اور اگل کا بلانا خسر کے کپڑے کو شایع نے کہا لیکن بیاں نفس صیب واجب ہو قطع
 نظر اس سے کہ مشتری کے پاس عیب حادث ہوا یا بائع کے پاس اور ابو یوسف اور زفر اور ائمہ ثلثہ نے کہا کہ عیب کی کابیان کر دینا مراجمہ میں ضروری فقیر ابو الليث
 نے کہا اسی قول سے وجوب بیان کو ہم لیتے ہیں اور کمال الدین نے بھی اس کو ترجیح دی ہو اور مصنف نے بھی اسی کو اپنی شرح میں ثابت رکھا جو ہم بیان نفس سبب
 ہو اس کو واجب ہو تا فریب یا لازم نہ آویں خلاصہ میں کہ ایک مرض نے متاع معیوب کو بیچا اور وہ عیب کو جانتا ہو تو سبب بیان کر دینا واجب ہو بعض متاع نے کہا
 کہ در صورت عدم بیان فاسق مرد و دہشہ مادہ ہو گا گنتے معلوم ہو کہ کتنا عیب گناہ کبیرہ کے کٹنے لٹکاؤ و مراجمہ بیکان بالتعجب لو یفعل غیرہ بغیر امر
 وان لم یأخذ الاثرش وقید أخذ فی الطلایہ وغیرھا اتفاقی فتم اور نفع لیکر بیچے عیب بدر کر دینے کے بیان سے یعنی اگر انسان کے فعل سے عیب لاحق
 ہو تو بیان اس کا مراجمہ میں واجب اگر یہ غیر مالک کے فعل سے بدون اس کے امر کے عیب لاحق ہو گیا ہو گو کہ مالک نے غیر شخص سے عیب لگانے کا خون بہا انقصان
 نہ لیا ہوا اور قیضون بدل لینے کی ہر ایہ وغیرہ میں اتفاقی سے نہ احترازی کہ ان فی النفع واطی البیوع کتکثیرہ بشیرہ و حکیمہ نصیرہ و مرق الاوصاف مقصودہ
 بالانلاف ولذا قال ولعمدہ مقصودھا الوطی اور نفع لیکر بیچے جماع بارہ کو بیان کر کے چنانچہ بیان شکستگی کپڑی کا غذا کا اس کے کہولنے یا بیسٹے سے لازم ہو
 بسبب ہو چکا اوصاف مقصود تلف کر فالنے سے اور ہو اسطے شایع جماع ثبوت میں یہ قید لگائی کہ عدم بیان اوقت ہو جب کہ جماع سے اس میں نقصان نہ ہو گیا
 ہو ہم ہر چند اوصاف کے مقابل متن نہیں پڑتا لیکن در صورت انلاف اوصاف مقصود ہو جاتے ہیں تو اوصاف کے مقابل متن واقع ہو گا چونکہ جماع بارہ ازالہ کجارت
 کا موجب ہو لہذا اوصاف کے مقابل متن واقع ہو جاتا ہے جماع ثبوت کے ان اگر ثبوت میں جماع سے نقصان لاحق ہو گا تو ثابت ہو گا کہ واطی نے انلاف کا قصد کیا اس
 واسطے کہ واطی بقصد انلاف اکثر موجب نقصان نہیں ہوتی اشتدادہ بالف کسبیتہ و باجمہ ما نڈی بلا بیان حوالہ مشتری اور دمار خرید کیا ہزار
 درم سے اور بیچا سو درم کے نفع پر بیسٹے گیارہ سو کو بیچا بدون بیان کرنے مدت مذکورہ کے تو مشتری کو اختیار ہو چاہی کل متن نقد سے خرید کر چھ ترک
 کر موان تلت المبیع بتعجب و تعجب فعلم بالاجل لزمہ کل الشیخ الا پر اگر بیس تلف ہوئی عیب دار ہو جائیسی یا عیب دار کر دینے سے مشتری کو
 علم ہوا کہ کا یعنی اس کو معلوم ہوا کہ بائع نے سکو اود دمار خرید کیا تھا تو مشتری کو پورا متن نقد بلا مدت لازم ہو گا وکن احکم التولیہ فی جلیہ ما تادہا
 طح مراجمہ کی مانند تولیہ کا حکم جو جمیع مسائل مذکورہ میں ہم لیتے در صورت معیوب کر دینے اور طے بارہ کہ بیان کرنا ضروری ہو اور در صورت عیب دار ہو جائیسی
 آفت تہائی سے اور طے ثبوت میں بیان کرنا ضروری نہیں اور تولیہ مراجمہ کے مانند ہو اود دمار خسر نے میں بھی وقال ابو جعفر الخزاز لزمہ نقیہ الرجوع لفصل
 ما بین الحال والموتیکل بخر مصنف اور ابو جعفر نے کہا کہ مختار فتویٰ کے واسطے پر لینا ہو زیادتی کا جرم میں متن حال اور متن مؤجل کے ہر کذا فی الجسر
 شرح لخصف ہم لے اگر متن حال مثلا پندرہ ہوں اور متن مؤجل میں تو مشتری بعد علم مدت کے یا پنج درم بائع سے پہرے وئی ترجیح لاشیاء ای باعہ
 تولیہ باقام علیہ اوبہا اشتراہ یہ ولہی علیہ مشتری بکم قاصر علیہ فسد البیع لجماع الشی وکن احکم المراجعتہ وخذ مشتری بدین
 اخذہ وترکہ لو علم فی مجلسہ والا بطل تولیہ کیا ایک مرد سے کسی چیز کا لینے اور سکو بطر تولیہ بیچا بعض اہقر کے جتنا او سپر پڑا مشتری متن اور
 مصارف کے یا تولیہ کیا بعض اوس متن کے جس سے اس کو خرید کیا اور حالانکہ مشتری کو معلوم نہیں کہ کتنا او سپر پڑا تو بیع مذکور فاسد ہو بیسٹ معلوم ہونے کے
 اور یہی حکم ہے مراجمہ کا اور مشتری مختار ہو گا اس کے لینے اور چوڑے میں بشرطیکہ مجلس عقد میں متن مذکور معلوم ہو گیا ہو اور اگر مجلس میں معلوم ہو تو بیع
 باطل ہے ہم بطلان بیع سے استمرار فساد مراد ہو کہ بیع باطل نہیں فاسد ہو کذا فی الطحاوی عن البحر فاعلم انه لا یجوز بغین فکھش ہو ما لا یدخل تحت
 تقویٰ الحق میں فی ظاہر الروایۃ وبہ افنی بعتم مطلقا کافی القنیۃ ثم قرو قال وینفی بالرجوع فاعلم انه لا یجوز بالغین فکھش ہو ما لا یدخل تحت
 وبہ یفی ثم قرو قال ان شری ای شری لباکم اوبالعکس او غل الدال فله الیہ ولا لاوبہ افنی صلا لا سلازم وغیرہ ثم قال وینفی

کتاب البیوع

پس اگر اور نوٹ نہ ہو غیر کی سستی بھی نہ پائے سے عمارت اور ولد کی قیمت بہرے ہم پائے سے قیمت لینا عمارت کا ہر وقت ہو جبکہ عمارت پائے کو تسلیم کر دی لیکن تسلیم
 ولد کو نہیں تسلیم کر نہیں کیا مگر اونچا ظاہر ہو کہ ہم سہر و لالت کرتا ہو کہ ولد مشترک ہو یا ایک اور و آزا و ہمیری اور شری قیمت ولد کی نوٹ کی مالک کو دے اور پائے کو دے
 قیمت کو بہرے والدہ ہرگز انی اطلاق و حصہ مایات فی باب الاستحقاق اشتدنی فانما عبدک بخلاف آردیجی اور از اجد و سکہ ہو جواب الاستحقاق میں گنا
 و ایک شخص نے کہا کہ مجھ کو یہ کرے کہ میں غلام ہوں بخلاف یوں کہنے کے کہ مجھ کو ہوں کہلو ہم تھے اس کے کہنے سے کہے خرید کیا ہو وہ ازاد بخلاف اگر پائے حاضر یا غائب
 بنیت مٹو وہ جو تو فریب دینے والے پر کچھ نہیں والا شری بھی سے بہرے اور وہ پائے کو گنا فی اطلاق معلوم کر کہ درخت کے نسخ بیان مختلف ہیں اکثر نسخوں میں
 یوں ہو کہ شری فی فانما عبدک ازہنی اور بعض نسخوں میں یوں ہے بخلاف ازہنی چونکہ نسخہ زانیہ صحیح تھا اور خود اس کتاب کو باب الاستحقاق کے موافق لہذا مترجم نے اس کو
 اختیار کیا کہونکہ کتب فقہ میں مصرح ہو کر خرید کرنے میں رجوع نہان ہونہ رہیں کہنے میں والدہ علم الثالثة اذا كان الغرض بالشروط كالو روجه امرأۃ
 علی انہا کثرۃ فی الاستحقاق رجح علی الخیر بقیة الوداء المستحقی و سیجی اخوالد عوی تیسری صورت یہ ہو جب کہ غرض بشیہ ط کے ہو چنانچہ ایک مصرعے
 دوسری شخص کا نکاح کر دیا ایک عورت سے اس شرط پر کہ وہ عورت ازاد ہو پر وہ نوٹ کی سستی غیر کی بھی تو ناکج ولد سستی کی قیمت تجزیہ سے بہرے اور یہ سکہ کتاب اللہ
 کے آخرین آویج **فصل** مسئلہ شراح کا ہل بدفع الی بالبقرہ الی الوارث استظهر المصنف لانتصرہ ہم بان الحق المجرد لا قوت
 قلت وفي حاشیة الاشباہ لا یمن المصنف وبہ آفتی شیخنا العلامة علی المقدس صنف حصص قلت قد قلنا فی خیال المشرط فخر
 بالذکر کیا انتقال کرتا ہو رہم فریب دینے سے وارث کی طرف یعنی اگر مورث کو فریب یا ہو تو ازاد سکا وارث اس کو بہرے کتابا ہو یا نہیں مصنف نے اپنی شرح میں عدم
 انتقال کو قوی کیا ہو بسبب تصریح کرنے فقہاء کے کہ حقوق مجرودہ مورث نہیں ہوتے حالانکہ یہ حق مجرود عن العوض ہو کیونکہ عبارت ہے فقط ارادہ و شری
 میں کہتا ہوں کہ شرح صاحب ابن مصنف کے حاشیہ اشباہ میں یوں ہو کہ کسی علم انتقال کا فتویٰ دیا ہو ہمارے ساتھ علامہ علی مقدس نے مصرعے میں کہتا ہوں
 اور ہم کو پسے ذکر کے ہیں خیال شرطین در رسو نقل کر کے لکن ذکر المصنف فی شرح منطوق منہ الفقیہ ما یخالف و مال الی اللہ یوثق بخیر العیوب
 ونقل عنه ابنہ فی کتابہ معونۃ المفسر فی کتاب الفرائض و آید بانما یجئ القول فی الملک من الاشباہ مقبل التامیعة ان الوارث یستحق باب
 و ہمد و صغر الخلاف الحقی فذاقل لیکن مصنف نے اپنی منظومہ فقہیہ کی شرح میں جسکا حقہ الاقران نام ہے ذکر کیا ہو وہ جو اس کے مخالف ہو اور مصنف مالک
 اس کے طرف کہ رویم غرض و رسو مشاہیر ہو یا خیال العیوب مانند اور مصنف اس کے بیو شیخ صاحب نے اپنی کتاب معونۃ المفسر میں کتاب الفرائض کے اندر مورث کو بیو کو نقل
 کیا ہو اور اہل تائید کی مشاہیر کو اس نقل کی بحث ہو جو قاعدہ ماسکے قبل واقع ہے کہ وارث رویم کرتا ہو بسبب عیب سیکم اور مغرور ہوتا ہو یا غفلت و غی
 کہ وہ مغرور نہیں ہوتا بسبب ممالک سو کو تامل کر ہم دہا تائید یہ ہو کہ وارث کا مغرور ہونا اس کو مفید ہو کہ خیال الغرور مورث ہوتا ہے یعنی وارث مغرور نہیں
 مورث کو دہو کہہ دینے سے و قد تنازع الخانیۃ انہ صی جائن ما یقرت بالعیان انشی الغرور فقتبر اور ہم نے مقدم کر کیا ہو باب خیال شرطین زانیہ ہو کہ جب
 اوسر مشاہیر کی و چیز جو معلوم ہو جاتی ہو مشاہیر کرنے سے تو خطرہ نیستی ساقط ہو جاتا ہو غور کر کے **فصل** فی التصریف فی المبیع و الثمن قبل القبض
 و انما یأخذ و الخط فیہما و تأجل الذہن یہہ فصل ہے بیع اور غش کے تصریف نہیں قبل قبضہ کرنے کے اور زیادہ اور کم کرنے و دونوں میں اور دونوں کی بات
 مقرر کر نہیں صحیح بیع عقار کا بخشی ہلا کہ قبل قبضہ من بالغہ لعدم التزلزل لندرة هلاك العقار حتی لو كان علواً و علی شرط غرور حق کان
 کمقول فلا یصح اتفاقاً بیع عقار کی یعنی اس مال غیر منقول کی جسکے تلف جو نکاح نہیں قبل ہبات کو کہ اس کے پائے سے لیکر سہ قبضہ کیا میچ ہو بسبب عدم
 خطرہ انفسان حق کے بر تقدیر ہلا کیونکہ ہلا کی عقار نادالو جو ہو تو اگر عقار بالا خانہ ہو یا زمین ہو دیکے کنار ہو پر تحمل السقوط اور مانند اس کے چنانچہ خوف ہوز میں اگر کے
 بیع یا نکاح است ہو تو ہوت میں غیر منقول مانند منقول کے ہو کا عدم صحت یعنی تو سکی بیع بالانفساق قبل قبض کے صحیح ہم امام شافعی اور محمد کے نزدیک بیع عقار کی قبل
 قبض کے جائز نہیں کیونکہ اکثر مشرین غیر منبوض کی بیع سوئی دار و بیو شیخین کہتے ہیں کہ نبی کی علت یہ ہو کہ بر تقدیر ہلا کی بیعیم انفسان بیع محتمل ہو اور ہلا کی عقار میں نادار
 اور نادار کا کچھ اعتبار نہیں منع الغفایں ہو کہ مصنف نے تبیین بیع صحت کی نہ بفاذ اور لزوم ہوا سہلے کہ نفاذ اور لزوم بیع نقد من یا رضای پائے پر موقوف ہیں تو

کتاب

سائنسہ ہوا کا ہم شلاتین درم کو چھ سیر جنس کی اور بائیں سے بعد عقد کے تین سیر اور زیادہ کر دینی پھر تین تلیفیر سے قبل قبضہ کے تو مشرک کو دو درم کا دینا لازم ہوگا ایک درم
اسا فہ ہوا کا ہم شلاتین درم کو چھ سیر جنس کی اور بائیں سے بعد عقد کے تین سیر اور زیادہ کر دینی پھر تین تلیفیر سے قبل قبضہ کے تو مشرک کو دو درم کا دینا لازم ہوگا ایک درم
قبل تسلیم کے تو عقد منسوخ ہوگا بعد تسلیم کے کذا فی الحقیقہ مثلاً ایک چم سو درم کو خرید کی اور بعد تعاقب البذلین مشتری نے من میں ایک کناں یادہ کر دی جبکی قیمت یکجا کر
درم تھے پھر کناں بیانی ہو گئی قبل تسلیم کے تو بیس کی ایک ہتائی میں بیس منسوخ ہوئی کذا فی الحقیقہ یعنی ہوا سطلے کے پاس ڈیڑ سو کی ہتائی تھے مخطا دینی کہا چونکہ مخطا
ہو تو اسکا مستحق بیس ہو مشتری کتاب کی قیمت کا ضمان دو درم تھا ہم کذا فی الحقیقہ لایزالہ کما یتقارن بالبیع فقصہ بعد ہلاکہ بخلافہ فی المیزان کا قرا در شرط نہیں
بیان کی زیادتی میں یعنی زیادت میں بیس قیام رہنا بیس کا شرط نہیں زیادہ کرنا صحیح ہے بعد اسکی ہلاکی کے بخلاف من کی زیادتی کے کہ اس میں قیام بیس شرط ہو چنانچہ مشتری
ہو چکا و بصحہ المخط من المبیع ان کان المبیع دینا وان عینا لا یصح لانه اسقاط واسقاط العین لا یصح بخلاف الدین فیہ رجوع با دفع فی براءۃ
الاسقاط لانی برأۃ الاستیفاء اتفاقاً اور صحیح ہے کہ کر دینا بیس اگر بیس میں ہوا در اگر بیس میں بیس ہوا تو کم کرنا صحیح نہیں ہوا سطلے کے کم کرنا ہتاط ہو اور
اسقاط عین کی صحیح نہیں بخلاف دین کے کہ اسکا ہتاط صحیح ہے تو پہلے جو اسنے دیا تھا برأت ہتاط میں برأت ہتاط میں بالاتفاق ہم محیط ہیں کہ مستحق گہن
بیانہ بہر خرید کے پھر بائیں سے مشتری نے چہارم گہن کا قسط کرنے سے قبل قبضہ کر کے تو جائز نہیں ہوا سطلے کے گہن عین ہیں جسے مستحق اشار الیہ ہیں اور حالانکہ ہتاط ہیں
صحیح نہیں اور اگر گہن کے ڈیڑ سے بعد ایک بیانہ کو خرید کر پھر چارم سا قسط کے قبل قبضہ کے تو جائز ہے ہوا سطلے کے گہن بیانہ ہیں اور اسقاط میں صحیح ہو چکا
برأت ہتاط کی مثال یہ کہ مشتری کہے بائیں سے کہ میں نے تجھ کو بری الذمہ بطریق برأت ہتاط کے کیا اور برأت ہتاط کی مثال یہ کہ بیسے تجھ کو بری الذمہ لایزالہ
برأت ہتاط اور قبض کے کذا فی الحقیقہ و تو اطلاقاً فقہان اور اگر برأت کو مطلق کہا بلا قید ہتاط یا ہتاط کو تو میں دو قول ہیں یعنی جواز رجوع اور عدم رجوع
اختلاف ہو تا کہ ابراہیم المصنف الی الشیخ فیہ صحیحہ و لو جہتہ او حط فی جمع المشرقی بمادۃ قہ علی ما ذکرہ الشیخ فیہ تامل عند الفتوی کما ارودہ
ابراہیم بن سیرت منصف ہو وہ تو صحیح ہو اگرچہ ابراہیم بن سیرت نے من کے ہو تو مشتری پہلے جو اسنے دیا تھا برأت ہتاط میں برأت ہتاط میں بالاتفاق ہم محیط ہیں کہ مستحق گہن
فتویٰ کے وقت کذا فی البحر میں شیخ الاسلام کے نزدیک ابراہیم بن سیرت نے من کے ہو تو مشتری پہلے جو اسنے دیا تھا برأت ہتاط میں برأت ہتاط میں بالاتفاق ہم محیط ہیں کہ مستحق گہن
ہتاط اور قبض کے صحیح ہو تو بائیں پر برأت بعد قبض واجب ہو اور جب برأت ہتاط میں برأت ہتاط میں بطریق اعلیٰ جائز ہوگا اور جب ہیں اختلاف ہوا تو
منفی پر تامل کر کے فتویٰ دینا لازم ہوا شاہ جہاں جو مسئلہ سابقہ میں جوع کرنا برأت ہتاط میں اور عدم رجوع برأت ہتاط میں بالاتفاق علما نقل کیا ہو سو خلاف واقع ہو
کذا فی الحقیقہ و قال فی المنہج وہو المناسب للاطلاق ہذا الفائق میں کہا اور وہ منہج منہج کا قول اطلاق کے مناسب ہے و فی الاذانیۃ بآقہ علی ان یتکلم فی الشیخ
کذا لا یصح و لو علی ان یحکم من شہد کذا لاجازۃ لعل الخط باصل العقد و ان الہیۃ اور برائت میں ہر بیس کی اس شرط پر کہ مشتری کو من سے ہتدر ہبہ کرے تو صحیح
ہیں اور اگر اس شرط پر بیس کی کہ من سے انکا کم کر دے تو صحیح ہے بسبب اسے ہتاط کے اصل عقد سو سو بیس کے لئے ہبہ اصل عقد سو لایح نہیں تا و الا سخطا
لہا تہ او مشترک او شفیع یتعلق بمادۃ العقد و بتعلق بالزادۃ ایضا فان کذا یحق عیب رجوع المشرقی بالکل اور ہتاط بائیں اور مشتری اور شفیع کا
اوس سے متعلق ہوتا ہو چھ واقع ہوا اور زیادتی سے نہیں متعلق ہو تو اگر عیب غیر سو بیس پھر چھ تو مشتری سب پیرے یعنی من اور زیادہ ہم جب ہتاط کل سے متعلق ہوا تو
بالفکر جسے عیب اختیار ہو باقی زیادت اور اگر بیس حق غیر کے تو مشتری بائیں سو بیس میں عیب کا رجوع بیس کے شفعہ کے تو او میں یا دتی کے ساتھ ہوا جسکو بائیں
بیس پر زیادہ کرنا بعد حتم کے کذا فی الحقیقہ و کذا فی الحقیقہ کل دین ان قبل امد ہوا اور لازم ہو تعین ہر دین کی اگر دیوں قبول کر دے تو ہم فرم ہو جو کہ دن پر واجب ہوتا
عقد ہتاط کے کذا فی الحقیقہ و عن مشتری آخر الفائق میں ہو تا جیل ہر دین کی صحیح ہے خواہ من بیس ہو یا سو اس کے ہوا سطلے کے ہتاط دین کا کرنا جائز ہو تو تاخر مطالبہ
بطریق اعلیٰ جائز ہوگی بشرط قبول دیوں اور جو دیوں کو قبول کرے تو دین جال سے بلائی باقی رہیگا اور غایہ میں کہ اگر دیوں کا کہنے سے نہ کو بل کیا یا نہ کو چھو تو دیوں
حال پر جائیگا اور اگر دیوں کو کہ میں مدت سو بری ہوں یا تجھ کو اسکی کچھ مانہیں تو قبول ابطال اجل ہوگا جسے طے الہنر الا فی سبعم علی فانی مدائنات الا شہادۃ
درم و سطلے و من عندنا قالہ و بعد ہا و ما اخذ بہ الشفیع و دین المیت و لا تسایع الا رض مگر ساتھ تو من تا جیل دین لازم نہیں چنانچہ شہادہ کی دینا نہیں ہے

اشباہ کے باب الحیل میں تاویل دین میت کا یہ حیلہ مذکور ہے کہ وارث اقرار کرے کہ وہ یعنی وارث ضامن ہوا تھا میت کے دین کا اتنی مدت مقرر کرے اور طالع البیہ
 اسکی تصدیق کرے کہ میت اور اسکے کفیل پر دین موجد تھا اور طالب یہ اقرار کرے کہ میت نے کچھ مژدہ نہیں چھوڑا اور اگر مژدہ ہو گا تو اس کے بعد البیہ
 کا ادا دین کی واسطے وارث کو حکم ہو گا اور یہ حیلہ ظاہر الدیۃ پر مبنی ہے جو کہ جب بین موجد نے الحال واجب الادا ہو جاتا ہو دیون کی موت سے تو میت کے
 کفیل پر فی الحال لازم الادا نہیں ہوا ہم عنقریب کو رہو چکا کہ ضامن پر دین موجد ہو جاتا ہو اگر یہ اصل پر دین حال ہو تو اسکے واسطے فقط تصدیق ضامن کافی
 ہو علاوہ اسکے اگر طالب کی مراد تاخیر ہے تو اس تکلف کی کچھ تاہن خلاف واقع ظاہر کر کے کذا فی الحطاک قلت ویدعی انہ الکتاب انہ لو حل جعی
 اذ اذ آلاہ قبل حلولہ لیس لہ من المثلجات الا بقلہ ما مضی من الايام وهو جواہل المتأخرین میں کہتا ہوں آخر کتاب میں آدیا کہ اگر دین دیون کی موت
 سے فی الحال لازم الادا ہو یا دیون دین کو قبل اسکی مدت کے آئیے ادا کر دیا تو اس کے واسطے منافع تجارت سے کچھ نہیں مگر بقدر ایام گذشتہ اور یہ جواب ہے
 متاخرین فقہا کا یعنی جو مراجمہ کہ جاری ہو ای دیون اور دین کی عین میں سے دیون کچھ نفع پیدا ہو گا مگر بقدر ایام گذشتہ کذا فی الحطاک عن القنیہ - ۲
فصل فی القرض یہ فصل ہے قرض کے بیان میں **هو لغة ما تعطيه لتقتضاه** قرض لغت عرب میں وہ چیز ہے جسکو تو دے تا اسکا تقاضا کرے **قرض** صم
 عام ہر قسمی اور تقاضا ہی عام ہو یعنی ہو یا بیکہ تو قرض لغوی عام ہے قرض شرعی سے وشرعاً ما تعطيه من مثلي لتقتضاه وہو اقصر
 من قولہ اور شرعی قرض وہ ہے جسکو تو دے ہمدون مثلیات کے تا اسکا تقاضا کرے اور یہ قرض کی مختصر ہے صنف کی تعریف آئندہ صم طحاوی
 نے کہا لیکن یہ قرض سب سے بھی صادق آتی ہے جس میں عین شے کا تقاضا ہوتا ہو چنانچہ دولیت عقد مضمون صم بلطف القرض وحقہ علی دفع مال
 بمثلہ الجنس مثلی صم جہ القرض لا یخرج مثلاً خرج شیء دبیعة وھبة قرض وہ عقد مخصوص جو دار دو مال مثلی کے دینے پر دوسرے شخص کو یا دے شخص کو یا
 مال پر ہے شارح نے کہا عقد مخصوص بلطف قرض ہو یا ماند اس کے چنانچہ دیون کہنا کہ مجھ کو اتنے درم دی تا میں تجھ کو مثل اسکی سپرد دے دوغ مال بزرگ جنس کے ہو
 اور مثلی کی قید سے قیمت والی چیز نکل گئی اور دوشل کی قید سے ماند دولیت اور یہ نکل گئے درم دولیت کی ماند عاریت ہو کیونکہ دولیت اور عاریت
 میں رد عین ہے نہ رسول اور یہی کی ماند صدقہ ہو کہ دونوں میں رد عین ہو نہ رد مثل وحقہ القرض فی مثلی ہو کل ایفہم بالمثل عند الاستلام
 اور صم جو قرض مال مثلی میں مال مثلی وہ ہے جسکے تلف کر دالو سے اُسکے ماند تا وان یا پڑے ہم مال مثلی چنانچہ کلی اور وزنی چیز اور عددی متعارف چنانچہ
 اندہ اور اخروث تو حیوانات اور ثبات اور عدد ویا متفاوتہ میں قرض صم نہیں کذا فی العالمیۃ یہ ظاہر الایت مجتہ اور عام عددی متعارف بشرطیکہ قالب کیسا
 ہو گا فی غیرین میں القیمیا کیوں واسطے عقار وکل متفاتی لتعدیرہ لیشل قرض صم نہیں مثلی مال کے سوائتیت والی چیز دین میں چنانچہ حیوان اور
 لکڑی اور زمین اور ہر متفاوت چیز متعارف ہوئے رسول کے ہم چونکہ مثلیات کے سوائتیت میں نہ مثل نہیں ہو سکتا لہذا قرض دین صم ہوا قرض مال گیر میں
 متفاوت چیز میں قرض صم نہیں چنانچہ ریاضین طبع اور بقول میں لیکن خا اور سہ اور زمین کے سوا ہر متعارف بشرطیکہ کیل کے کچھ مضائقہ نہیں واعلم ان المتفق علی
 بقرض فاسد کہ مقبوض بلیع فاسد ہو اگر فیہم الانفاق بہ لا یجوزہ لثبوت ابدانک جامع الفصولین اور در فیت کر کہ جو چیز مقبوض بقرض فاسد ہو وہ یہ
 فاسد مقبوض کی برابر تو اس کا فائدہ لیا ہوا ہے لیکن اسکا بیڈا انا حرام نہیں نسبتاً ہونے ملک کے کہ لے جامع الفصولین ہم قرض فاسد جسے اگر قرض لیا ملک
 سائر عیان قرض فاسد انتفاع ہواسطے حرام ہوا کہ شارع کی سہن اجازت نہیں اگر ہر متعارف دین راضی ہو جاوے کہ کذا فی الحطاک فیہم استقراض اصل لکنا ہم
 والذنا یر وکل مال یکان او یوکلن اذ یعد متعارفا فیہم استقراض جوہر وبقین کا غلہ عدا و لحوہ وثرنا وخبز وثرنا وادعنا کا سیب بھی تو صم
 ہو قرض لیا دار ہم اور دنا یر کا اور سہ طرح ہر ایک اس چیز کا ہمیں یہ نہ کرنا اور تو ن جاری ہو یا اسکا شمار ہوتا ہے بشرطیکہ متعارف رہے پس صم جو قرض لیا
 اخروث اخروثی کا اور غلہ کا شمار کر کے اور گوشت کا تول کر اور روٹی کا تول کر اور گن کر چنانچہ باب الربوا میں آدیا ہم طحاوی نے کہا کہ کاغذ کے ہر قرض میں
 فقہائے عہد کی اور کئی اور زیادتی کو معتبر نہیں کہا استقراض من القلوب والایجاد والعدا فی فکستہ فغلیہ وفتیہ کا سدا ولا یرفع قیسہا وکل
 کل مال یکان وہو ن لکنا انا مضمون کسبتہ فلا یرفع قیسہا وکل مال یکان وہو ن لکنا انا مضمون کسبتہ فلا یرفع قیسہا وکل مال یکان وہو ن لکنا انا مضمون کسبتہ فلا یرفع قیسہا وکل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بائز ہوا بخلاف ان میں سے کہ ہم الدین الدین جائز ہے بشرطیکہ بعد قبض بلین انفاق ہو صرف میں بالید قبض احد البیلین انفاق ہو غیر صرف میں کذا فی الطحاوی و آخر
 حدیثاً بخبرنا فاستقلک الکعبی لا یمنی خلا فاللانی دکل الخلاف لوباعه او اودعه و مثله المقتوی قرض دیا سیر منوع النفع کو اور سیر نے لگو
 تلف کیا تو اوپر ضمان نہیں بخلاف ابو یوسف کے اور سیر طرغ خلاف ہو طرفین اور ابو یوسف کا اگر سیر کے ہاتھ کوئی چیز بہی کہ یا اس کے پاس امانت رکھی اور اس کو تلف
 کر دیا اور سیر کے اندر وہ پیش ہے ہم ابو یوسف کو نزدیک سیر بر ضمان قرض ہو قادی عالمگیری میں مبسوط منقول ہے کہ یہی قول صحیح ہے کذا فی الطحاوی
 ولو کان المستقرض عبداً صحیح الا بواحد به قبل الحق خلا فاللانی وہیں کا لویعہ سوا خانیہ اور اگر قرض لینے والا عبد منوع نہ ہو تو اس قرض کا
 مواخذہ نہیں اس کے آزاد ہونے سے پہلے بخلاف ابو یوسف کے اور قرض اور ودیعت حکم میں برابر ہیں کذا فی النہیہ و فیہا استقرض من آخرہ راہم کاناہ المقتضی
 فجاء فقال المستقرض فی القرض فی الماء فاکفها قال محمد لا شیء علی المستقرض و کذا الدہن و السکر بخلاف الشراء والحق بعتا فان یا لانی یعد قانیہا
 والقرض ان له اعطاء خیر فی الاولی لا الثانی و غیر الایضاب الروایت اور خانیہ میں کہ ایک شخص نے دو سو درہم قرض مانگے سو مقرض اس کے پاس درہم لایا
 مستقرض نے کہا کہ انکو پانی میں ڈال دی اور اس نے درہم پانی میں ڈال دی محمد نے کہا کہ مستقرض پر کسی چیز کا مواخذہ نہیں اور یہی حکم دین اور سلمہ اس مال کا جو کھانا
 خرید اور امانت کے کہ وہ یعنی مشتری اور محتاد و دیت پانی میں ڈال دیو سے قابض گنا جائیگا اور فرق دونوں صورتوں میں یہ ہو کہ نامور کو غیر کرے گا اختیار ہے
 پہلی صورت میں قرض اور دین اور کس مال کا نہ دوسری صورت میں یعنی خرید اور ودیعت میں اور صاحبانہ یعنی قاضی خان اس قول کو روایت غریبہ بنا کر کہ
 نسبت کیا ہو ہم خرید سے مراد یہ ہو کہ بائع سبیکو مشتری کے کہنے سے پانی میں ڈال دی اور غن منقول کا پانی میں ڈالنا اور نہیں کذا فی الطحاوی و فیہا لانی
 لا یعلق بالجاہل من الشرط فالقاسد نہا لا یطہلہ و لکن یلغی فیہ رد شیء اخر فلو استقرض الہ راہو المکسولہ علی ان یوثری صحیحاً کاناہ
 و کذا لو اقرضہ طعاماً بشرط ردہ فی مکان اخر و کان علیہ مثل ما قبض اور خانیہ میں کہ قرض متعلق نہیں ہوا جائز شرط سے لئے تخلیق بشرط کو قرض قبول
 نہیں کرتا تو شرط نافذ قرض کو باطل نہیں کرتی و لیکن دوسری چیز کی پیرینے کی شرط تو جو جاتی ہو تو اگر ٹوٹے ہوئے درہم قرض لئے اس شرط پر کہ مستقرض صحیح
 اور ثابت درہم اور اگر گنا تو یہ شرط باطل ہے اور سیر طرغ اگر مقرض نے مستقرض کو اناج قرض دیا اس شرط پر کہ لگو دو سو شہرین ادا کرے اور واجب کا مستقرض
 مانڈ مقبوض کی لئے ٹوٹے ہوئے درہم کا دینا اور سیر طرغ ہی شہرین اناج کا دینا جان قرض یا جامع التفویض میں ہے کہ قرض میں محل الفایض نہیں اور قرض کا محل ہوا
 ہو کذا فی الطحاوی فان قضاء اجماع بلا شرط جاز و یجوز الدائن علی قبولی الا جود و قیل لا یجوز پر اگر مستقرض نے نہایت کبری جس ادا کی ہو وہ شرط ہونے
 عمل کی کے تو جائز ہے اور محتادین پر زبردستی کجا لگی کبری چیکر قبول کرنے پر اور دوسرا قول یہ ہے کہ اوپر زبردستی نہیں کجا لگی کذا فی البحر ہم قول ثانی
 یعنی عدم مجبریم ہو جسے ناقض ترکے قبول میں جبر نہیں کذا فی عالمگیری میں کہ اگر کسی یا دنی ہو جو دو وزنوں میں جاری اور مروج ہو چنانچہ
 شائع نے اسکا حکم بیان کیا جبکہ مستقرض قرض سے زیادہ کو قضا دی عالمگیری میں کہ اگر کسی یا دنی ہو جو دو وزنوں میں جاری اور مروج ہو چنانچہ
 ایک دانگ یعنی بقدر جبہ جو کے سو درم میں تو جائز ہے نہ ایک درم اور دو درم کی زیادتی اور نصف درم کے جواز اور عدم جوازمین دو قول ہیں اور اگر
 ایسی زیادتی ہو جو دو وزنوں میں جاری اور مروج نہیں اور دیون لگو جاتا ہو تو اسکو سپر دینا چاہیو اور اگر دیون زیادتی کو جاتا ہو تو اگر دیون چیز
 کو تحفیض یعنی اسکا کٹنا یا جدا کرنا مضرب ہو تو جائز نہیں اور اگر درہم کا توڑنا مضرب ہو تو اگر تیز زیادت بدون توڑنے کے ممکن ہو سطر حجر کہ اوٹین کوئی خفیہ وزن
 درم بقدر زیادت موجود ہو تو جائز نہیں اور اگر تیز بدون توڑنے کے ممکن ہو تو جائز ہے بطریق ہب کے انتھے طحطا اور تین امارم میں ہو کہ اگر مستقرض نے زیادتی
 بہرہ کردی مقرض کو تو صحیح نہیں کیونکہ بہرہ محتمل القسمہ میں جائز نہیں اور غیر محتمل القسمہ میں جائز ہے کذا فی الطحاوی و فی الخالصۃ القرض بالشرط حرام
 والشرط لعل بان یقرض علی ان یکتب بہ الی و لکن الذی فی دینہ اور خلاصہ میں کہ شرط کر کے قرض دینا حرام ہو اور شرط لغو ہو سطر کہ قرض دی اس شرط پر
 کہ مستقرض اسکو فلاں شہر طرف لے سکے تا اسکا دین و مان دیا جائے ہم اور اگر مستقرض مطلقاً بلا شرط ہو اور بعد اس کے ایفاء دین دوسری شہر میں ہو تو کہو
 نہیں کذا فی عالمگیری اس صورت کو ہندوستان میں ہندو دی کہتے ہیں اور باقی بیان ہندو دی کا کتاب الحوالہ میں آویگا و فی الاشباہ و کلی قرض جہ نفعاً کما فی قولہ

ہیں شیخ الغزیرین کہا کہ قول صحیح ہے کہ لب و لبین بھی ربو نامی ہے ہوتی ہے وفاقاً بفقہائین و فاسقین بفسقین و اکثر باعینا کما لو آخر لکان اقول لما فی
الہذا نہ تفتد فی البکل فلو کاناً غایہ معتدین و احداً کما لہم اجزا اتفاقاً اور طلال پر بیع ایک سیب کی دو سیب سے یا زیادہ سیب پر طریک
دو وزن بدل متعین ہوں شارح نے کہا کہ اگر مصنف تعین برلین کی شرط سب مثالوں کے بعد لانا تو خوب تر ہوتا ہو واسطے کہ نہر القائن میں ہے کہ تعین بین
قدیر و لا کرد و وزن عوض غیر متعین ہوں یا ایک غیر متعین قریب جائز نہیں باتفاق شخصین اور محمد کے ذکر القائن و غیرہ بایضہ متعین و جواز بیع بین و غیرہ
بسیبین و دوا و لا یلذ انہا و انما یأثقل منہ کالمیک من احد النقلین فیہما تنعم النفاصل فیہ اور طلال پر ایک گہوڑ کی بیع دو گہوڑ سے اور ایک اندھو
کی و اندھوں سے اور ایک اخروٹ کی و اخروٹ سے اور ایک تلوار کی و تلوار سے اور ایک دوات کی و دوات سے اور ایک برتن کی و برتن سے اور ایک
بشرطیک برتن سے یا چاندی کا ہوا اگر سونے یا چاندی کا برتن ہوگا تو فاضل متعین ہے کہ ان فی النزع و لکن یابون و ذکر من ذہب و فضة ما لا یدخل
تحت الوزن مثلاً کما فی الفضل لفضل لفضل و حررہ للشیاء لوجہ الجلیس حتی لو انفی کفضہ غیر متعین فی فعل مطلقاً لعدم العلم و حررہ
الکلی کما فی کما نقلہ اکمال اور طلال پر بیع ایک سوئی کی و سوئی سے اور ذرہ برابر شود اور چاندی کی بیع جو تحت الوزن داخل نہیں و وزن کے مقابل میں ہے
یعنی ایک ذرہ کی بیع دو ذرہ سے و فضل جائز ہے صحیح اشد سابع میں بسبب نمونے مقدار کے لئے اشیاء مذکورہ کیلی اور وزنی نہیں اور تاخیر حرام ہو بسبب
جانے جس کے لئے چونکہ بدلین متعین نہیں لہذا تاخیر حرام ہے یہاں تک کہ اگر جس بھی متعین ہو چنانچہ ایک لب بہر گہوڑ کی بیع جو کے دو سیب تو تاخیر طلال ہے مطلقاً
خوار فضل ہو یا نہ ہو بسبب عدم ہونے علت ربو لکے اور حرام کہا ہے محکم سبب یعنی اشد سابع کی بجائے اس قول کی تصحیح ہوئی ہو چنانچہ لکھو کمال الدین نے
افقہ الغزیرین نقل کیا ہے ہم شیخ الغزیرین یوں ہے کہ اس سے تسکین خاطر نہیں ہوتی بلکہ جب علت تحریم ربو انشیا اموال اس پر ہوتی تو واجب تحریم ایک سیب
کی دو سیب اور ایک لب کی دو لب اور اگر کما فی البیعت صاع کو کتر ہوں چنانچہ ہما کو دیا مصریوں میں تو کچھ بھی شک نہیں اور عدم تقدیر شرعی کتر از نصف
صاع اسکی مستند نہیں کہ تفاوت متعین کو باطل کر دیکھے اور چکو فقہا کے اس کلام سے نہایت تعجب آیا اور حالانکہ سند نے محکم روایت کی ہے کہ او کو نزدیک
کر دے مگر کی بیع دو ذرہ سے اور محمد نے کہا ہے کہ جو شے کثیر بین حرام ہے وہ او کے قلیل میں بھی حرام ہوتی ہے و انقص الشارح علی کو کہ کیا لکھو
و شعیرہ و غیرہ و اصل او و غیرہ کما فی فضہ فلو کانت لا یغیر ابدالاً لہم یصلح بیع خطیہ بخطیہ و ذلک لکما لو باع ذہباً بذہب او فضة بفضة کما لک
و لو مع التساوی لان انقص اقوی من العرف فلا بد ان لا یصح جیر کے کیلی ہونے پر حنا شرع نے تفسیر کی چنانچہ گہوڑ اور گاو
گہوڑ اور ملک جسکے وزنی ہونے پر تصریح فرمائی چنانچہ سوا اور چاندی سو دس ہر طرح ہوتا قیامت گاہی متعین ہوگا تو بیع نہیں بیع گہوڑ کی گہوڑ کی ہو تو کر کو نہ
وہ کیلی ہے چنانچہ اگر سونا بیچے سونے سے یا چاندی چاندی سے کیلی کر کے تو بیع نہیں کو نہ وہ وزنی ہیں اگر ہر تساو بی بدلین کے ساتھ بیع ہو واسطے کہ نفس شائع
قوی تر ہو عرف سے قوا قوی مزوک ہوگا ہونے سے ہم نفس ہو واسطے عرف سوا قوی ہے کہ رواج گا ہو باطل ہو جو جاتا ہو جیسے ہمارے ہونے میں عارف ہو کہ شائع
چراغ ہرستان میں بیجائے ہیں عید کی راتوں میں اور نفس شائع بعد از ثبوت باطل پر نہیں ہو سکتی اور عرف اہل عرف پر حجت ہو اور نفس کل پر حجت ہے کہ انے
نفع تقدیر و ما لک فی حق علی العرف اور جس چیز کو کیلی یا وزنی ہونے پر شائع سے تصریم نہیں تو وہ رواج پر محمول ہے یعنی اگر رواج ہو اس کے کیلی کا تو
وہ کیلی ہے اور اگر وزن کی عادت ہو تو وہ وزنی ہے و عن الشافعی اعتباراً بالعرف مطلقاً و ترجمہ اکمال اور ابو یوسف کے نزدیک عرف کا ہمارا ہر
طرح سے اگر کیلی یا وزن کا رواج مخالف شرع ہو اور اسی قول کو ترجمہ دی ہو کمال الدین ہم ابو یوسف کے نزدیک عرف مطلقاً ہو واسطے معتبر ہو اگر گہوڑ
و غیرہ کی کیلی ہو اور چاندی سونے کا وزنی ہو یا جو شرع میں و از ذہب و از سبب جو کہ شائع علیہ السلام کے ہونے میں شایہ مذکور کیلی یا وزنی مروج نہیں پر جب رواج
بل جائد و رواج ہی کا اعتبار ہوگا و شرح علیہ سعدی انکشاف استقرض الدائم و حلالہ و بیع الدقیق و زانی زماناً یعنی ہشتادہ اور ابو یوسف کے قول
پر سعدی افندی نے استخراج کیا جو درہم کا قرض لینا اگر کہ اور بیع کنسے کی ہمارے ہونے میں اسکی نہت ہو تو کرم یعنی درہم وزنی ہیں اور اسکی کیلی تو جواز ہفتہ
درہم اور کنسے کی بیع اسکی شل سے تو کر جائز نہیں مگر عرف کے اعتبار پر اور یہ بھی تو جہ جواز ہفتہ راض ہو سکتی ہو کہ عیسایہ فاذا دت درہم کے وزن میں نہت

و لو حکم المشتري فصار الحكم المشتري لم يرد كجمله لا والله بالصلح الحق الرجوع وتمامه في جامع القضاة ابن ادراسم في كبريا وشرطي
 مشتري في صلح كمن يجهل في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي
 هم يعني مشتري في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي
 فسخ العتق وتمامه في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي
 في الدرر فلكل واحد من الباعة الرجوع على بائعه وان لم يرجع عليه فمشتري كونه كمن يجهل في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي
 من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي
 بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي
 كمن يجهل في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي
 اشتباها او ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي بائع من غير صلح هو ادراسم في كبريا وشرطي
 پہلی اور دوسری غلامی کا قرار ہو گیا ہو کہ اسے الاشباہ ہم صورت اور سکی ہو چکے کہ زید نے خالد پر دعویٰ کیا کہ میرا غلام ہے خالد نے کہا کہ میں حر علی ہوں اور
 سابق میں اسے غلامی کا قرار نہیں کیا اور دعویٰ گواہی سے عاجز ہوا اور قاضی نے اس کی حریت صلیہ حکم کر دیا تو یہ حکم حریت کا سبب کو غیر ہو گا کہ اس نے
 الجلبی قال استتم دعوی المملک من احدی نوجب حریت اصلیه کا حکم سب لوگوں پر ہوا تو کسی شخص کی ملک کا دعویٰ مسموع ہو گا وکذا البیعت وقرعہ بملکہ
 حریت کا اصل اور سطر عتق اور فروع عتق مانہ حریت اصلیه کے ہیں ہم فروع عتق کتابت اور تہیرا اور استیلا اور عتق سے وہ عتق مراد ہے جو ملک
 مطلق میں ثابت ہو واما الحكم بالبیعت فی المملک المملک فی حق کما قد من وقت الذاریخ ولا یکن قضاء قبلہ کما تبسطہ مثلا خسر و یعقوب بائعا
 فان اکثر انکسب عنه مملکۃ اور عتق کا حکم ملک مورخ میں سب عتق پر ہوتا ہے تاریخ کے وقت سے اور حکم نہیں ہوتا قبل تاریخ کے چنانچہ ہو گا ملاحرہ اور یعقوب بائعا
 شرح بیان کیا ہے کہ اگر کتب فقہ اس تفرقہ سے خالی ہیں ہم خلاصہ ہے کہ عتق کا حکم ملک مطلق میں فزائے حریت اصلیه کے ہے کہ سب عتق پر
 حکم ہوا اور ملک مورخ میں عتق کا حکم مطلق پر ہوا تاریخ کو وقت سے یعنی قبل تاریخ سب حکم نہیں تو اگر تاریخ کے بعد تو میرا غلام ہے میں تیرا مالک ہوں یا بیع برس سے اور کہنے کے بعد کہ میں محمود کا
 غلام تھا چہ برس سے ہوا سب ہو گا آزاد کر دیا اور اس نے اس دعویٰ پر گواہی گزرائے تو زید کا دعویٰ منفع ہو گا پہلے اگر عا دے سے کہے کہ تو میرا غلام ہے
 میں تیرا مالک ہوں سات برس سے اور تو اب تک میرا ملک ہے اور اس دعویٰ کو دوسری گواہی ثابت کیا تو حریت کا حکم منفع ہو گا اور بکر عا دے کا ملک ہر جا ہو گا کہ انی
 المملک و من الدرر و اختلافوا فی القضاء بالوفی قبل کالمہ و قبل لاقتسم فیہ دعوی ملک اخو و وقف اخر وہی الخیار و حینہ العادی اور فزائے
 اختلاف کیا ہے وقف کے حکم میں بعضوں نے کہا کہ حریت کے حکم کی مانند ہے اور بعضوں نے کہا کہ وقف حریت کی مانند نہیں تو وقف میں دوسری ملک اور دوسرے وقف کا
 دعویٰ مسموع ہو گا اور بیعتی قول غلط ہے اور عادی نے ہو صحیح کہا ہے و فی الاشباہ القضاۃ علی فی الدعویۃ و تسبیب و تکایم و ولائہ و فی الوقف فقہ
 علی الاصلہ اور اشباہ میں کہ فضا متدی ہونی جو چار صورتیں حریت اور نسب اور نکاح اور ولایت اور وقف میں فضا متدی نہیں متصور ہے بنا بر قول اصح کے
 ہم یعنی جب قاضی عورت کے نکاح کا ایک آدمی سے حکم کرے یا نسب یا ولایت عا دے کا حکم کرے پر دوسرے کا دعویٰ مسموع نہیں و ثبت الرجوع المشتري علی
 بائعہ بالتمن اذ اکان الاستخفاف بالبنہ لما سیجہ انما حجة متعلیہ اور ثابت ہوا کہ مشتري کا اپنا بائع سے جب کہ استحقاق گواہی سے ہو سکتا
 کہ اگر ایک شہادت و حجت متدی ہو اما اذ اکان الاستخفاف بالبنہ المشتري او بکولہ او باقرار و کین المشتري بالخصی صلا و بکولہ فلا رجوع
 لانه حجة قاضی کا اور اگر استحقاق مشتري کے اقرار ہو یا اس کے انکار متسم سے مشتري کے خصومت کی وکیل کے اقرار ہو یا اس کے انکار قسم سے تو نہیں پر لیا
 نہیں ہو اسلئے کہ اقرار حجت فاصرہ سے نہ متدی و الاصل ان البینہ حجة متعلیہ تظہر فی حق کافۃ الناس لکن لافی کل شیء کما ہی ظاہر کلام الزبلی
 و البینہ بل فی عتق و من کما تدرک المہتف اور فاعده کلیہ ہے کہ شہادت و حجت متدی ہو جس کا ظہور سب آدمیوں کے حق میں ہوتا ہے لیکن ہر خیریت پر

عند غلام آزاد کا کر کے لیا جائے

ولا رجوع فی دعوی حق مجهول یعنی دار صیحت علی شیء معین فاستحق بعضها لعل اذ عوقا فبما بقی ولوا استحق کلها اذ ذلک البیوع لدخول المدعی فی مقبول
اور بدل صلح کا پیر لینا نہیں ایک گھر کے حق مجهول کے دعوی میں جسکا معاملہ ہو گیا شیء معین پر اور بعض گھر مستحق غیر نکلا ہوا سطلے کہ جائز ہے کہ مدعی کا دعوی مقبول ہو
میں جو مستحق میں اور اگر تمام گھر مستحق غیر نکلا تو تمام عوض بھرا جائیگا بسبب داخل ہونے مدعا کے حق میں واستحققت منه ای من جواب مسئلہ عمران آحاد ہما
صحة الاستیلاء عن مجهول علی معلوم لا یتجوز الی المنازعة والثانی عدم اشتراط صحة الدعی فی صحة الجواز المدعی یہ حتی لو بطل
لو قبل تمام یکذا القرآن بہ اور اوس سے یعنی جواب مسئلہ مذکورہ مندرجہ حاصل ہونے ایک صحیح ہونا صلح کا دعوی مقبول ہو شیء معین پر ہوا سطلے کہ نادانی شیء ساقط
کی سازعت کو نہیں پہنچانی دوسرے مندرجہ ماحت و عویکا واسطے صحیح ہونے صلح کے سبب مقبول ہونے اوس چیز کے جسکا دعوی کیا جائیگا اگر دعوی مقبول پر گواہ
لاو گیا تو مقبول ہوئے جب تک یہ دعوی کرے کہ مدعا علیہ حق مقبول کا اقرار کیا ہے یعنی اگر اس اقرار پر گواہ لاو گیا تو گواہی مقبول ہوگی اور مقرر سبب زبونی بیان کر لیا
جاو گیا کذا فی لفظا و درجہ المدعی علیہ بجمہ صحتہ فی دعوی کلہا ان استحق شیء منها لغوات سلامة البدل اور سب گھر کے دعوی میں اگرچہ زمین مستحق غیر نکلا
تو مدعا علیہ بقدر اوس کے حصے کے پہلے سبب بت ہونے سلامت بدل صلح کے یعنی تمام گھر کا مدعی نے دعوی کیا و مدعا علیہ بال معین دیکر اوس سے صلح کی پہر بعض
گھر مستحق غیر نکلا تو مدعا علیہ بقدر اتفاق حق سے صحیح ہے کیونکہ بدل صلح اتفاق کی جہت سے مستحق ذوقا لاجہول لہ ہوا دینی ذلک اعلیٰ تاکو بجمہ ما دام فی بدل ذلک
المقدار اذ ان بقی اقل رجح بحسب ما استحق منه مصنف نے دعوی مقبول کی قید لگائی ہوا سطلے کہ اگر مدعی تدر معین کا دعوی کر گیا چنانچہ چوتھائی گھر کا دعوی تو بدل صلح کو
نہ پہلے جب تک اس کے ماہر میں ہند یعنی چوتھائی باقی رہی اور اگر اس مقدار سے کتر باقی رہے تو اتفاق کے حساب کے موافق مدعی سے پہلے یعنی مثلاً مدعی نے لیکھا
دعوی کیا اور اتفاق کے بعد مدعا علیہ کے پس من باقی رہا تو بقدر حصہ من کے مدعی سے پہلے کہ لے لفظا و فرج مسلک متحد شارح کا لوصاکم من الدلائل
علی در اھم وقبضھا فاستحققت بعد المقرف رجح بالذناہر لکن هذا الصلح فی معنی الصریف فاذا استحق البدل بطل الصلح فوجب الرجوع و در دہما
افزخم احوال نظر اگر دائر سے صلح کی در اہم ہوا و پہر قبضہ کیا سو در اہم حق غیر نکلا بعد متفرق ہونیکے تو دائر کو پہلے ہوا سطلے کہ یہ صلح منبر لہ صرن کو ہے پہر
جب بدل صلح میں اتفاق ثابت ہوا تو صلح چل ہوگی تو اسلے ذائیر کا پیر لینا واجب ہو گیا کذا فی الدرر اور اوس کتاب میں سطلے صلی حید فرج اور میں اذ کو پہر
چاہی و فی المنظومۃ الجببۃ صحتہا اور منظومہ مجیبہ میں اے ہر ضروریہ ہیں اذ انما چند مسائل کو شارح ذکر کر رہا ہے لوصاکم ظہر المبیع بلہ علی ایضہ
الرجوع بالشیء الذی قد ذکا الا اذا البائتھم ہنا الذی + بالہ کان قدما اشتوی + ذلک من ذالک المشتوی بلا رجوع اگر ایک بیع حق ظاہر ہو تو مشتری کو واد
بائع سے اوس فن کا پیر لینا جواز سکون یا جائز ہے اگرچہ بائع نے یہاں پہر دعوی کیا کہ میں اس بیع کو زمان قدیم میں ہی شتر سے خرید کیا ہوتا بلا شک یعنی اگر اس عویکو
بائع نے ثابت کیا تو رجوع نہیں شرط اتحاد من اور اگر من زیادہ ہو تو رجوع بقدر زیادت جائز ہے کذا فی لفظا و کہ لواشتوی خرابہ و انقضا شہما علی تعادھا و طلقا
ذلک یستوی بعدھا اکامھا ثم استحق بجل تمام ما بالکشتوی فی ذالک لیس ناجحاً علی الذی عدل لک باعاً و لا علی ذالک المشتوی مطلقاً بذالک کان
اعلماً انقضا اگر دوران زمین خرید کی اور کچھ دسکی مرمت میں خرچ کیا اور اس شتر میں نے بعد اسکے اوس کے ٹیوں کا برابر کرنا شروع کیا یہ ایک مرد اوس تمام زمین مستحق نکلا
تو مشتری اس میں پہلے نہیں نکلا اسکے بائع سے اور نہ اس شخص حق سے مطلقاً پیر لیکتا ہی اوس مال کو جو اسکی درستی میں صرف کیا ہم مستحق سے مطلقاً رجوع بائع نہیں
نہ شکانہ صرف تیر کا اور بائع سے رجح صرف تعمیر جائز نہیں لیکن رجوع من جائز ہے کذا فی لفظا و کہ وان مدیم مستحق ظہر + ثم قضی للناض علی من اشتوی
یہ فصاکم الذی اذکا + صلی علی شیء لہ آذاک + ہو جزم فی ذالک بکل الشئ + علی الذی ذکا کہ فاستحق + اور اگر ایک بیع حق غیر ظاہر ہو یعنی پہر فانی نے شتر
پر اتفاق کا حکم کیا سو مشتری نے اسکے مدعی کو کچھ اسکے مال محضے پر صلح کر لی تو مشتری اس امر میں تمام من اسکے بائع سے پہلے یعنی ہوا سطلے کہ گو مشتری نے
بیع کو مستحق سے خرید کر لیا کذا فی لفظا و فی الثمنۃ شری دارا و فی ذہا فاستحققت رجح بالثمن و قید البناء قبیحا علی البائتھ اذا سلم المقتض لہ یوم تسلیمہ
وان لم یسلم فالشئ کاغیر اور منہ میں کہ ایک گھر خرید کیا اور زمین مہارت بنائی پر وہ گھر مستحق غیر نکلا تو مشتری بائع سے من اور بنی بنائی مہارت کی قیمت براد
تسلیم کے دن قیمت شتر پر پہلے بشرطیکہ متوازن یعنی کڑی اور اینٹ وغیرہ بالحق قبضہ میں کرے اور اگر قبضہ نہ کر دیا ہو تو نقطہ من پہلے نہ کچھ اور کذا فی لفظا و

سوگو ہوں البتہ فرسخ زیادہ ساتھ چلے گئے ہوں ہم مصنف اور شارح نے بیان شرط میں تفسیر سلوب بواسطہ کیا کہ بیشتر وہ ایسی نہیں ہیں جہاں ذکر کرنا شرط ہو بلکہ انکا وجود بلا ذکر کافی ہو و لکن خلیج ہم الدار اھراق تو ازی عن المسلم الیہ بطل دان بحیث یاد آلا اور اگر رب المسلم مکان میں داخل ہوا اور ہم انحال لادوی اگر مسلم ایسی چپ گیا ہو تو مسلم باطل ہو گیا اور اگر مسلم جبر داخل ہوا ہو کہ او سکود دیکھتا ہو تو مسلم باطل نہیں و صحت الکفالة والحق الذوالا مکان برائے مال المسلم بواذہ اور ضمانت اور حوالہ اور اگر درکنا مسلم کے راس المال کے واسطے صحیح ہے ہم تو اگر مسلم ایسی راس المال کو محال علیہ یا ضمانت یا المسلم سے قبض کیا تو عقد مسلم تام ہو بشرط تہاجد مجلس اور اعتبار عاقدین کے مجلس کا ہو نہ محال علیہ اور ضمانت کی مجلس کا اور در صورت عدم قبض نہ کہ مسلم اور ضمانت اور حوالہ باطل ہیں اور صحت کفالت اور حوالہ کی یہ ہو کہ فائدہ مطالبہ کفیل اور محال علیہ کے طرف متوجہ ہو گا کہ اپنے اطمینان و حق شرط بقایہ علی الصلحہ کا شرط انعقاد ہے بوجہ صحت عقد صحیح کا بطلان بالافتراف بلا قبض اور قبض راس المال مسلم کے صحیح یا فی سبب کی شرط جو شرط ہے انعقاد مسلم کی بوجہ صحت تو در صورت عدم قبض مسلم صحیح منعقد ہو گا پھر بلا قبض افزائی ابدان عاقدین سے باطل ہو جائیگا و لو ان المسلم الیہ قبض راس المال آجید علیہ خلاصہ اور اگر مسلم الیہ قبض راس المال سے انکار کرے تو پھر زبردستی کیا گیا کہ انی لہ صلاہ و بقی من الشرط کون راس المال متفق او عدم الخیار دان لا یشمل البدل ان لا یجوز علی ان یو ادھو القدر المتفق او الجنس لان حصر صلاہ النساء تنقہ فیہ اور باقی رہا شرط مسلم سے ہونا راس المال کا نقد اور خیار شرط کا ہونا اور نہ شامل ہونا بدین کا ایک علت کو ربوا کی دو علتوں سے کہ وہ علت یا قدر متفق علیہ ہے جس سے بواسطہ کہ حشرہ خیر ثابت ہو جاتی ہے ایک علت کی ہونے سے ہم قدر متفق علیہ کی قید مسلم نقد کا گہوں میں اور بشرط زعفران اور گہی میں صحیح ہوا سہر سبب سے کہ اگر بدین میں وزن متفق ہے لیکن کیفیت وزن مختلف ہو کہ نقد کو یا ث علیہ ہوں اور زعفران وغیرہ کے جدا چنانچہ باب الربوا میں ہر ایسی سہا ذکر ہو چکا و عدلہا العینی بقا القادۃ سبعة عشر اور مینی نے بائع غایہ تحقیق کے مسلم کی شرطیں سترہ شمار کی ہیں ہم انہی چھ شرطیں راس المال میں یعنی بیانیہ جس اور نوع اور صفت اور مقدار اور محل المال اور اسکا منفرد اور مقبوض ہونا اور شرطیں مسلم فیہ میں یعنی بیان جنس اور نوع اور صفت اور مقدار اور مکان ایفا اور مدت اور عدم قطع اور ایسا مال ہونا جو متعین ہو تعیین و اور مضبوط ہونا و وصف سو چنانچہ اجناس اربعہ جسم و کمال اور موزون اور مدد و معدود و متقارب اور ایک شرط عقد سے متعلق ہو یعنی عقد کا لازم ہونا جو متعین خیار شرط ہو اور اگر شرط بنظر بدین ہو یعنی ربوا کی دو علتوں میں سے ایک علت کا ہونا کہ اسے اطمینان و من النسخ و زاد المصنف و غیرہ القدرۃ علی تحصیل المسلم فیہ اور اپنی شرح میں مصنف و غیرہ نے ایک شرط اور زیادہ کی ہے یعنی قادر ہونا مسلم فیہ کی تحصیل پر ہم قدرت کی شرط کرنے کی کچھ حاجت نہیں باوجود شرط عدم قطع کے نہ الفائق میں کہا قدرت علی تحصیل ہے کہ وہ چیز منقطع نہ ہو مقررہ علی الشرط الناکم بقولہ فان اسلم صاتی درہم فی کربم فقتلہ بدستور ان تغیرا و القفیض ثمانیۃ مکاریک و المکول صاع و نصفہ یعنی می حال کون المائتین معقود ما نہ دیگا حکمہ ای علی المسلم الیہ و ما نہ تغیرا و القفیض رب السلم و افترقا علی ذلک فکلم المسلم فی حصۃ الدین باطل لانه دین بدین و صحت فی حصۃ المقدر و لیس فی الفساد لانه طاری حتی لو نقد الدین فی مجلسہ صحت فی الحال پر مصنف نے شرط ثامن یعنی قبض راس المال پر اپنی اس قول کو مستغرق کیا کہ اگر عقد مسلم کیا دوسو درم کا ایک کر گہوں میں حالانکہ دوسو یا بیاضی مقسوم میں کہ ایک سو درم مسلم الیہ پر دین ہیں اور ایک سو نقد جو کہ مسلم نے خیر الحال دیا اور دون عاقد ہی مال پر جدا ہو گئے تو دین کے حصے میں مسلم باطل ہے کیونکہ سبب دین جو دین کا دین اور یہ جائز نہیں اور مسلم صحیح و نقد کے حصے میں اور یہ نہ تمام عقد میں منع ہوا کیونکہ یہ نہ دیکھ گیا یعنی مسلم کل میں صحیح واقع ہوا بعد اس کے بقدر دین باطل ہو گیا تا نک اگر مجلس عقد میں دین کو داکر لگا تو کل دوسو درم میں مسلم صحیح ہو گا شارح نے کہا کہ فیہم کاف و تشدید را و مہر عبارت ہی سہا قیصر سے اور قیصر آہہ کو کہ کا ہوتا ہو اور ہر کو کہ دیرہ صاع کا ہوتا ہو ہم اور صاع آہہ ظل لہذا دسی ہے اور ہر ظل ایک سو تیس درم کا و لو نقد ہما نہ نا نادر او علی قید العاقد فشد فی الحال اور اگر دوسو میں ایک سو یا ہوں اور ایک سو درم یا ایک سو درم غیر عاقد پر دین ہوں تو سب دونوں سو میں مسلم فاسد ہو گا بوجہ المصنف المسلم الیہ فی راس المال و لا یجوز لہ المسلم فیہ قبل قبضہ بخبر صحیح و شریک و مریخ و قولہ لہ و لو من علیہ حتی لو وہبہ منہ کان اقالہ اذا قبل اور جائز نہیں مسلم الیہ کو تصرف کرنا راس المال میں اور نہ المسلم کو مسلم فیہ میں اس کے قبضہ کرنے سے پہلے نہ ہم اور شرکت اور عراجہ اور

[illegible]

[illegible]

ہوگی اس واسطے کہ اس قول نے جمال کو دور کر دیا یعنی اس طرح کہ مائش بری کہ زبور کو تلوار میں داخل کیجے فان انہ قامن غیر قبض بطل فی الجملہ
 فقط و صغر فی التسیف ان تختلص بلا ضرر لکھن طوف الجاریدہ وان لم تختلص الا بقصر لکھن بطل لا یتصور کما ذکر میں عاقبت کا اقرار ہوا بدین
 قبض میں تو بیع فقط زبور میں بطل ہے اور تلوار میں صحیح ہے اگر زبور بلا ضرر جدا ہو سکتا ہو چنانچہ طوف جاریہ اور اگر جدا ہو سکتا ہو بدین ضرر کے تو بالکل بیم
 باطل ہے ہم یعنی نہ زبور میں بیم صحیح ہے نہ تلوار میں اس واسطے کہ زبور کا حصہ بطل الاقران واجب القبض ہے ہر جب قبض واقع نہ ہوا اقراران تو زبور کی بیم بطل کی
 اس واسطے فقدان شرط اور طرح تلوار کی بھی باطل ہے کیونکہ تسلیم اسکی بلا ضرر مستعد ہے بخلاف طوف وغیرہ کے جس کے جدا کرنے میں ضرر نہیں کہ دامن فقط جاریہ یا
 تلوار کی بیم صحیح ہے کیونکہ تسلیم پر قدرت حاصل ہے بلا ضرر و الاصل اگہ متنی بیع نقد کم غین کم مفضض و قدر لکھن بنقد میں جنسہ شرط زیادہ اکثر
 فالو مثلاً او اقل او جمل بطل ولو یذیر جنسہ بشرط التقابض فقط اور مسائل مذکورہ کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ قبض غیر نقد ہو مگر چنانچہ مفضض اور ضرر کر
 بیجا جائی بعض اوس نقد کے جو اسکے ہم جنس ہو تو زیادہ ہوا میں کا شرط ہے تو اگر میں نقد کیجے برابر ہو یا کمتر ہو یا کمی بیشی معلوم ہو تو بیم باطل ہے اور اگر نقد کی بیم
 ہوا میں ہو جو اسکے غیر جنس ہے تو فقط تقابض شرط ہے ہم مفضض وہ جو سپر چاندی کی پتر ہو چنانچہ لکھن یا کرسی یا بلنگ کے پائے چاندی کی پتر سے مراد ہے اور
 فرکش چنانچہ کتاب یا نذر دوزی کی چیز تو مفضض کے میں بین بالیقین زیادت لازم ہے تاکہ چاندی کے مقابل اسکے برابر چاندی واقع ہوا اور باقی میں مثلاً دوسرے
 کے مقابل ہو سپر چاندی کی پتر ہے اور در صورت تساوی میں اس واسطے بیم فاسد ہے کہ مثلاً لکھن کے عوض میں کچھ میں نہیں رہنا اور در صورت عدم علم کسی شے کے
 اس واسطے بیم فاسد ہے کہ اس میں شہد و فضل کا اور شہد ربو الحق بحقیقت ربو ہو اور اگر مفضض کی بیم مثلاً شرفوں کو کی تو یہاں زیادت اور قلت اور مسائل و انکبہ
 شرط نہیں اختلاف جنس کے سبب بان تقابض البیلین البتہ شرط ہو ومن باع اناء قضیۃ یفصدہ او یذہب نقدا بعض قمنہ فی المجلس فلو اقر
 فی القبض اشتراک فی الاکام لا لہ ضئاً اور جس کی چاندی کا برتن چاندی یا سونے سے بیجا اور اس کا کچھ میں داکیا مجلس عقد میں یعنی بشرط قبض طرف ہر دونوں
 میں جنائی واقع ہوئی تو بیم صحیح ہے ہر قدر میں جنس قبض ہوا اور دونوں شخص برتن میں شریک ہو گئے کیونکہ بیم صرف ہو ولا خیال للمشتري لتسليمه من
 قبضہ بقدیم نقدا اور میں اختیار زمین شریک سبب عیدار ہو جانے برتن کے مشتری کے جانب سے ہو اور میں نہ ہو سے ہم یعنی بوجہ عیش شریک مشتری بیم
 نہیں کر سکتا کہ یہ عیداد سیک طرف سے ہوا یا نہ کی طرف سے اختلاف ہلاک احد البعیدین قبل القبض فیکون لکھن صنفہ بخلاف مالک اصابہ کے قبل القبض
 کہ میں مشتری بخار ہو کیونکہ یہ عیش شریک کے قبل سے نہیں وان شئین بعضہ ای الا ناء اخذ المشتري ما بقی بقسطہ او کثر لتعلیہ بغایر
 صنفہ قلت و مفادہ تخصیصاً مستحقاً بالبتہ لا بالاقرار فلیس ار اگر بعض طرف یعنی نصف یا ثلث برتن مستحق غیر مطلقاً تو مشتری باقی کو بقدر
 اسکے حصے کے خرید کر یو یا بیم کرے مختار ہو بسبب موجب ہو جانے سیکے بلا فعل مشتری میں کہتا ہوں اور مفادہ تعلیل نہ کر استحقاق کے مخصوص ہو سیکام
 شہادت سونہ اقرار سے تو اسکی تلاش اور تحقیق کرنا چاہیو ہم جب علت خیار مشتری عدم سنت مشتری نہیں اور شور استحقاق اونی مشتری کو اختیار ہو گا جبکہ
 استحقاق مستحق کے گواہوں کا یا بیع کے انکار مشتری سے ثابت ہو نہ مشتری کے افراد سے کیونکہ ہر وقت ثبوت عیش شریک کی جانب سے ہو گا تو اب باقی سوشن کو
 نہیں پیر لیکنا کیونکہ فرار حجت فامرہ فان اجاز التسلیم قبل فنیہ الحاکم العقد جائزاً العقد مختلفوا معنی متعین البیم اذا طهر کا استحقاق
 وظاہر الروایۃ لا ینفسخہ لکم یفسخہ وہو الا حتم فم پر اگر سخی بیکاجازت دی قبل سہات کے کہ حاکم عقد کو فسخ کر یو عقد جائزہ فضا اختلاف
 پر کہ بیم کہ نسخ ہو جاتی ہے جب کہ استحقاق ظاہر ہو اور ظاہر الروایۃ یہ ہو کہ نسخ نہیں ہونی جب تک فسخ بخار ہو اور بھی اصح ہے کہ اخی الفسخ و کان التسلیم
 بالکمال البائم من المشتري تسليماً له اذ لم يقدر فابعد الاجازة ويصير العاقد كذا لا للحيث فنعلق احكام العقد بام دون الخيارات بل بطل
 العقد بمقتضى العقد لا بالتسلیم فم کی ہر اور میں سخی کا ہو گا باقی میں نے مشتری سے اور سخی کو سپر کر یو عقد مذکور ادنو صحیح ہو جب کہ باقی اس میں
 متفرق ہو گئے ہوں بعد اجازت سخی کے اور اس صورت میں عاقبت یعنی باقی وکیل ہو جائیگا اجازت و نیز والیکا تو عقد کے احکام عاقبت متعلق ہو گئے ہوں
 سوا تا جبکہ عقد باطل ہو گا عاقبت کی سفارت سے سخی کی جنائی سے کہ اس نے جو ہرہ ولو باع قطعاً نقراً فاستحق بعضہا اخذ المشتري ما بقی بقسطہ

لو
 حوالہ
 سہو یا ہوا

اہن بن خالص چاندی اور سونے کی بیع غالب الغنہ والذہب اور نہ بیع اس کو بعض کی بعض سے مگر برابر وزن کر کے کہ غالب بکھانا خالص ہے وکن لا یستقرض برأ الاوزن کا قرض باب اول اور اس طرح غالب الغنہ والذہب کا قرض لینا صحیح نہیں مگر وزن کر کے خالص کے ہند چنانچہ باب القرض میں مذکور ہو چکا اور غالب علیہ الغش منہما فی حکم غیر وض اعتبار الغالب اور حسین غش لینے تا نابیس نابیس چاندی سونے سے وہ باب اور جناس کے حکم میں ہے غالب کو معبر جان کر ہم متبار با نفا کیلئے سابقہ اور لاحقہ دونوں کی علت ہے فصیح بکچہ بالخالص انکان الخالص لا وزن المغشوا نہیں کیونکہ قلة بمثله والرائد بالغش حکم کو تو صحیح ہے بیع غالب الغش کی خالص چاندی یا سونے سے اگر خالص یا وہ مزبور غشوش سے تا مقدار مثل مقابل مثل ہو اور زیادہ مقابل غش واقع ہو چنانچہ مسند جاریہ اور سیف میں مذکور ہو چکا وجنبسہ متفاضلا ورتا وعدا ابصر فی الجنبس متفاضلہ اور صحیح ہے شیش شتر کی اپنی جنس سے زیادہ کر کے تول اگر خالص بسبب پیرینے جنس مخالف جنس کے طرف ہم مثلاً ایک غشوش میں تولہ بہر چاندی ہے اور دو تولہ تا نابا اور دو غشوش میں دو تولہ چاندی ہے اور ایک تولہ یا زیادہ تا نابا تو ان دونوں کی بیع باہم جائز ہے اسکی چاندی کے تانبے کے طرف پیر کر اور تانبہ کو چاندی کے مقابل کر کے بشرط المتعاضد قبل الاقرار فی المجلس الصلواتین لقرار التعاضد بیع مذکور صحیح ہے بشرطیکہ عاقدین کی قبض واقع ہو جائے جو بعد اٹھنے سے پہلے مجلس میں دو صورتوں میں بسبب مقرر ہونے میں نہ کر کے ہم دونوں صورتیں یعنی بیع خالص کی غشوش سے اور بیع غشوش کی غشوش سے تعاضد قبل الاقرار اس واسطے شرط ہو کہ صنف فی مجلس ہے کیونکہ چاندی یا سونا دونوں جانب میں موجود ہے اور غشوش بن تعاضد اس واسطے شرط ہوا کہ اس کے جدا کرنے میں چاندی یا سونے سے نہ ہو و ان کان الخالص مثلاً ای مثلاً المغشوا او قل منہ او لا یزالی فلا یصح البیع للربوا فی الاذالین ولا یحتملہ فی الثالثہ اور اگر خالص یا ہر دو غشوش کے یا اس کے کتر ہو معلوم ہو کہ کتنا ہے تو بیع صحیح نہیں بسبب بیاج کے پہلی دو صورتوں میں یعنی صورت تساوی اور قلت اور سبب محتمل ہونے بیاج کے تیسری صورت میں یعنی صورت عدم علم مقدار خالص کو کہ شہرہ ربوا بجای حقیقت ربوا ہے اور در صورت تساوی اس واسطے ربوا ہو کہ چاندی یا سونا کے مقابل برسی اور غشوش خالی عن العوض واقعی رہا و هو ای غالب الغش لا یتعین بالتعین ان سراج لشہدینہ جینتہ اور وہ یعنی غالب الغش مستعین نہیں ہوتا معین کرنے سے اگر اس کا چلن ہو گیا ہو بسبب اس کے من ہونے کے ہوتے ہیں ہم غالب الغش بیاج اس واسطے من ہو گیا کہ نسبت اسطرح اور چلن پر موقوف ہو تو جب تک اس کا چلن باہر ہو گا تو نسبت باطل نہیں یعنی اگر غالب الغش حاکم ہو جائیگا قبل قبض تو عقد باطل ہو گا چنانچہ خالص دیکھو یا شہر فی کی ہلاکی سے بطلان عقد نہیں بلکہ اس کا مثل دیا جائیگا و لا یصح تعین بہ کیسے لعتہ اور اگر غالب الغش مروج نہیں تو معین کرنے سے متعین ہو جائیگا ہند تماش اور جس کے ہم متعین اس واسطے ہو گا کہ وہ اصل میں منجملہ سباب اور تماش کے ہے اور من ہو گیا ہتا بسبب اسطرح اور رواج کے ہر جب اس کے مسا مل کر لوگوں میں متروک ہو گیا تو اس کو اپنی اصل پر جمع کیا تو اب اس کے ہلاک قبل قبض سے عقد باطل ہو گا یہ شہرہ ربوا میں ہے جب کہ متعاضدین اس کا حال جانتے ہوں اور حرا قادیہ جانتا ہو کہ دوسرا عاقد بھی کو جانتا ہے مگر دونوں اس حال سے خبردار نہیں یا خبردار ہوں مگر ہر ایک پیشہ جانتا ہو کہ دوسرا عاقد جانتا ہے تو درہم راہجہ سے یہ متعلق ہو گیا مگر جب کہ درہم فیہم درجہ کی طرف شہرہ کر دیا ہو کہ ان کے اسطرح سے خبردار نہ ہوں ان قیلہ البعض فلو یوسف فلیعلق العقد بجنبسہ زیفان علم البائع جالہ و لا بجنبسہ جیداً اور اگر غالب الغش کو بعض لوگ لینے ہوں اور لینے نہ لیتے ہوں تو وہ ناقص درہم کے برابر ہے تو اس کے معین ناقص درہم سے عقد متعلق ہو گا اگر بائع اس کا حال جانتا ہو اور اگر جانتا ہو تو اس کے معین عم درہم معین عقد ہو گا و حق المبیعۃ والاسبقراض باکر و بصر منہ علی الباع فیہما لا یصح فیہم اور صحیح ہے باہر خرید خیر کرنا اور قرض لینا اور غالب الغش سے جس کا رواج ہوتے پر اسل کر کے حسین حسین بقریح نہیں فان راجع و زناقیہ او عدداً فیہما او جملہ فیہما سو اگر زمین وزن راجع ہویشہ مار مروج ہو یا وزن اور شمار و وزن جاری ہوں تو وزن اور عدد و ہر ایک صحیح ہے اور ہر قرض صحیح ہو و المتساوی غشہ و فیضہ و ذہبہ کمال الغنۃ والذہب تبایع و استقرض فلم یجوز الا بالوزن الا اذا اشیار الیہما کافی الخالصہ اور حسین غش اور چاندی یا سونا برابر ہے وہ غالب الغنہ یا غالب الذہب کے مانند جو خرید فروخت اور قرض لینے میں تو بیع اور ہر قرض زمین یا زمین مگر تول کر کے جن جب کہ دونوں کی طرف اشارہ کر دیا تو وزن کرنا لازم نہیں چنانچہ درہم یا دما غیر خالصہ میں ہم ہشتاد فقط تبایع کی طرف راجع ہو لینے ہر قرض صحیح ہو و ہر مروج بل و ہر صحیح

لے
ایک غشوش
کی چاندی یا سونا
تو بیع صحیح ہے
مگر اگر غشوش
میں مذکور ہو

[illegible]

میں نے جو دعوے کرنا شروع کیے ہیں

در وقت
تجلی

الخوطا دی قلت وکفاله فی لسان المحکم عن ابی الالبیت وآن علیه الفتوی تم نقل عن الواقعات ان الفتوی انہ یصلح کفیل کذا نقل
 لیکن تقوی لا یراد بانہ ظاہر لمدح فتنہ میں کہتا ہوں کہ صاحب شہادہ نے لسان المحکم میں ابولیت سے نقل کیا کہ کسی پر فتویٰ ہے جسے عدم
 کفالت پر یہ واقعات سے نقل کیا کہ اسکا فتویٰ ہے کہ وہ کفیل ہو جائے اور اسے کلام الیقین قول اول سے عدم ضمانت کا فتویٰ قوی ہوتا ہے اس وجہ سے کہ وہ
 ظاہر نہایت سوا کا رہنا ہم نے در صورت قیاس و اقاظا ظاہر الروایۃ کے طے کر کے لازم ہے ولا یطالب بالکفول بہ فی الحال فی ظاہر الروایۃ
 وہ یفتی و صحیحہ فی السراجیۃ اور جب ملامتیں دن کی تیس سے ضمانت ہوئی تو ضامن سے کفول بہ کا مطالبہ فی الحال ہو گا بدوین گذر جانے تین دن
 ظاہر الروایۃ میں اور یہ کفالت قوی ہے اور یہ قول کو صحیح کہا ہے سراجیہ میں فی البراۃ کفیل علی اللہ متی او کفلا طلب قلہ اجل شہر صحیح و کفلا
 اجل شہر و کفلا فاذ انقض الشہر فطالبہ لزم التسليم ولا اجل کہ ثانیاً اور بزانیہ میں کہ ایک شخص نے ضامن کی اس شرط پر کہ جس کو اور ہر ایک
 اوس کا مطالبہ ہو تو اس کے واسطے ایک مہینہ کی مدت ہے تو ضامن صحیح ہے اور اس کو ایک مہینہ کی مدت ہوگی جس کو طالب ضامن سے طلب کرے گا یعنی طلب
 اول کے بعد ہر چھ مہینہ پورا ہوگا پھر طالب اوس کا مطالبہ کرے گا تو ضامن کو حاضر کرنا کفول بہ کا لازم اور ضامن کے واسطے دوسرے بار یہ مقرر ہوگی ہم نے
 مطالبہ سے ایک مہینہ کے بعد تعلیق اہل ہوگی کیونکہ اگر اہل ہو تو ابطال ضمانت لازم آوے عدم مطالبہ سے مطلقاً انقض قال وکل علی اللہ بالخیار عشر
 ایک اور اکثر صحیح بخلاف التبع لان مینا کا علی التواہم پر صاحب بزانیہ نے کہا کہ ضامن نے ضامن کی اس شرط پر کہ دس دن یا زیادہ کو اختیار ہو یعنی چار
 مدت میں ضامن کرے یا مگر تو صحیح ہے بخلاف جس کے کہ مہینہ میں دن و زیادہ یا عشرہ صحیح نہیں ہو اسطے کہ ضمانت کی ناکشا دلی یہ ہے ان شرط لست لہما
 فی وقت بعینہ احضر فیہ ان طلبہ کذا ہن مؤجل حل اور اگر شرط ہوگی ہو کفول بہ کی تسیم معین وقت میں تو ضامن ہو کہ وقت میں حاضر کر دے اگر
 کفول بہ طلب کرے جسے اوس میں مؤجل کا ذکر لازم ہے جسکی شرط ہوگی ہو کفول بہ کی تسیم معین وقت میں تو ضامن ہو کہ وقت میں حاضر کر دے اگر
 ہو فان احضر فیہ الا احببہ لھا حتی یظہر مطلبہ ہر اگر کفیل کفول بہ کو حاضر کر دے مدت مشروط میں تو خوب ہے اور نہیں تو حاکم کو قید کرے کہ اسکا
 انا ظاہر ہو ہم شاہ کو یوں کہنا بہر تہا کہ او ظہر مطلبہ ہو اسطے کہ ہر الرائین میں ہے کہ ضامن کو حاکم قید کرے تو وقت کا لانا ظاہر ہو کیوں کہ جس ظلم کی
 جزائے اور وہ اسے سب سے پہلے ظاہر نہیں آتی اور بعض نسخوں میں میں یظہر مطلبہ ہے اور یہ ظاہر ہے غایہ اور بزانیہ میں جو کہ جس وقت بھی کہ ضامن سے ہر روز
 اگر ضمانت کا منکر ہو اور گواہوں سے اسکی ضمانت ثابت ہو تو اس وقت اسکی جس میں جلدی کرے کہ اسے لفظ کفول و لوظہر ہر شہر ابتدا و کفلا بحسبہ عینی اور
 ضامن کی عاجزی حاضر کرے پس شروع ہو ظاہر ہو تو کو قید کرے کہ انی لینی فان عاب احکم ماذ ہایہ و لایاہ و لولدا انکس عینی و ابن ملک
 ہر اگر کفول بہ غائب ہو تو ضامن کو اس کے پاس ملے اور اسے کی مدت تک بہت دے اگر کفول بہ و الرہب میں ہو کہ انی لینی و ابن ملک و لولدا انکس عینی و ابن ملک
 لا یطالب بہ لانہ عاجز ان ثبت ذلک یصدق الطالب یلجی ناد فی البحر و یبغی اقامہ الکفیل مستنداً لکافی العینہ اور اگر ضامن کفول بہ
 مکان بنجائتا ہو کہ کن شہر میں وہ گیا ہو تو اوس کا مطالبہ کیا جائے کہ وہ عاجز ہے بشرطیکہ عدم علم مکان کا طالب کے تقدیر کرے سے ثابت ہو کہ انی لینی
 بحر الرائین میں آنا زیادہ کہا ہو یا ضامن کے گواہوں سے ثابت ہو کہ قید کی عبارت سے سند الال کرے ہم طحاوی نے کہا کہ اس میں یہ خیال ہو کہ یہ گواہی اوس چیز کی نفی ہے
 جس پر علم شاہد محیط نہیں غایہ کفول بہ فللان ہذا لزمہ الکفیل حتی یخرجہ کفول بہ غائب ہو گیا تو صاحبین کو لازم ہے کفیل جائز ہے تو وقت کہ
 اسکو حاضر کرے و حیلہ دفعہ ان یلجی الکفیل علیہ ان خصک عائک ضیہ لا تدزی فیکل فی موضعہ فان برہن علی ذلک لشد دفع
 عنہ المخصصہ اور دفع ملازمت کا جہلیہ ہو کہ دعویٰ کرے ضامن طالب پر کہ تیرا خصم نیست غیر معلومہ غائب ہو ہوا و مکان محسوس بیان کرے ہر ہر ضمانت
 ایہ اس دعویٰ پر گواہی کہ اس نے طالب کی خصوصیت اوس کے منفع ہر سیاگی و لو اختلفا فان لا خرجۃ للجار و معہ ذلک الکفیل بالذہاب الیہ
 والاختلف انہ لا یدری فی صحتہ اور اگر طالب اور ضامن میں ہٹان ہو یعنی ضامن کہتا ہو کہ میں کفول بہ کا مکان نہیں جانتا اور طالب کہتا ہو کہ تو جانتا ہو
 تو اگر کفول بہ ہو تو اگر کسی کو اسطے جانا ہو اور وہ مکان مشہور ہو تو ضامن کو اوس تک جائے گا حکم ہو گا اور نہیں تو اوس کو قسم لے گا کہ وہ اوس کا مکان نہیں جانتا

اس کی اور حالانکہ وہ یعنی زید کفول عنہ جو یا ضامن کا مضارب یا امانت دار یا اوسکا غاصب جو اس کے لئے سے متعلق ہے جائز ہو سبب قمار دہونے
 ضامن کے ابراہیم پر او شریطاً کفولاً لا یحی الا سلیطاً کفولاً غائب زید عن الحضر فعلی واصلتہ کثیراً لکن جملۃ الشرط علیہ لیس جوی تعلیق الکفایۃ
 ہذا بشرط ہونے کے تقدیر کی یعنی ہتھیار دین کے تقدیر کی چنانچہ یون کہنا کہ اگر زید شہر سے غائب ہو تو اوسکا دین مجھ سے اور تقدیر کی مثالیں بہت ہیں سو بہت بالکل وہ شرط
 میں جن پر معلق کرنا ضمانت کا جائز ہے ہم مغلطہ امتداد کثیر و مذکورہ کے بعد مثالیں ہیں کہ اگر زید مال جو غلطے پر ہو تلف ہو یا وہ مر جا یا بیری دین کا وعدہ آدھا اور وہ
 زید یا زید بن جبر ہنس تو تک نہ ہے تو میں ضامن ہوں ولا تعیم ان معلق بقید صلا لیس خولان کھلت الویج او جاء المظلم لہ تعلیق بالخطہ فلیطکل و
 ولا یلزم ائمال و معافی الہدایۃ کفولاً کما یحکم ابن الکمال اور ضامن سے مجھ نہیں اگر اوسکی تعلیق ہو شرط غیر برائے سے چنانچہ اگر ہوا چلے یا نہیہ آدمی تو مجھ سے
 کہو کہ تھیلین خطہ پر سے یعنی دوا دوسکا بالیقین معلوم نہیں تو ایسی شرط باطل ہوگی اور مال لازم ہوگا ضامن پر اور جو مدایہ ہیں کہ وہ ہو جو چنانچہ ہوا بالکل
 نے تحریر کیا ہے ہم غلامیہ ہا یہ یون جو کہ تعلیق مجھ پر ہے مجھ پر نہیں مگر ضمانت مجھ پر کیونکہ جب کفالت کی تعلیق شرط پر صیغہ ہوئی تو شرط قاسدہ کہ
 باطل ہوگی نہ سند طلاق اور عتاق کے فیج تقدیر میں کہا غلامیہ ہے کہ شرط غیر ملائم کے ساتھ کفالت ہلا صیغہ نہیں جونی اور آجلی غیر ملائم کے ساتھ فی الحال
 صیغہ ہوئی ہو اور مدت باطل ہو جاتی ہے اور ہر مقام میں محبت گفتگو ہے اوسکا کچھ غیر مذہب میں سوا اس ضامن کے کہ لے لٹھا و تعذر لوجہ آجلا صحت و لزم
 الما لک الحما لک یلحقفظ ان اگر شرط غیر ملائم کو مانتے نہ ضمان قرار سے تو ضمانت صیغہ ہوگی اور مال نے الحما لازم ہوگا تو ہسکوا اور کہنا چاہیو ہم مدت قرار دیا ہں
 طرح کہ ضامن کے کہ بن ضامن ہوں تاہو ب صیغہ ہوگی شرط ولا تصح ایضاً کما لہ المکفول عنہ فی تعلیق و اضافۃ لا یتخیر کفالت بآلک علی فلان او
 فلان تصح والاعتیان للمکفول لہ لآلہ صا کحل لیس اور صیغہ نہیں ضامن کی کفول عنہ کی جہالت سے ہی تعلیق اور ضمانت میں نہ تخیر میں چنانچہ میں ضامن
 نہ ہو تو اس مال کا جو غلطے پر ہو یا فلا تو پر تو تخیر میں یہ ضمانت صیغہ ہے اور ایک معین کہ لیا مکفول لہ کے اختیار میں ہے کیونکہ وہ محتاج ہے جو ہم تعلیق کی مثال یہ ہے کہ
 اگر مجھ سے کوئی انسان کوئی اخیر غصب کے تو میں ضامن ہوں اور ضمانت کی مثال یہ ہے کہ جو لوگوں پر تیرا دین ثابت ہو اوسکا میں ضامن ہوں کذا فی الجملی خطا و صیغہ
 کہو کہ اس مثال کو امانت کی مثال نہیں بنا سکتے اور جو غلطے سے تعلیق کی مثال دہی کو مدایہ میں ضمانت کی مثال میں ذکر کیا ہے اور حالانکہ میں بھی ضمانت
 نہ تھا یہ ضمانت سے زبان مستقبل کی اضافت مراد ہو دایہ تکا علم ولا کما لہ المکفول لہ وہ مطلقاً اور صیغہ نہیں ضامن کی کفول لہ اور کفول بہ کی جہالت
 صریح طرح خواہ تعلیق ہو یا ضمانت ہم کفول ہے مراد یہاں نفس نہ مال ہوا سطلے کہ سابق مذکور ہو چکا کہ جہاں مال مانع ضمانت نہیں کفول لہ قال کفالت رجلاً کذا
 بوجہ کہ لایسہ جکار وائی رجل آتی بہ وحلف اللہ ہوئی ہزارہ ہاں اگر ضامن کے کہ میں ضامن ہوا ہوں اوس مرد کا جسکا موہبہ ہوا ہوں نام نہکا
 تو ضامنی جائز ہے اور جس مرد کو لاویگا اوسم کہا دیکھا کہ یہی شخص کفول بہ ہو تو وہ بری الذمہ ہوگا ضمانت سے کذا فی البرازیہ فی الشرایحۃ قال کفیفہ و ہوا
 یحکائی علی حاجتہ من الذمۃ ان اکل الذمۃ حاکم فاذا ضامن فاکلہ الذمۃ لہ تصح اور سراجیہ میں ہے کہ صاحب خانہ نے اپنے ہوا کہ اور حالانکہ
 یہاں اپنی جان پر ہر شے سے ڈرتا ہے کہ اگر ہر شے بایر لگا دیا جائے تو میں ضامن ہوں سو ہسکوا ہر لگا دیا تو وہ ضامن نہیں ہم علت عدم ضمان اکل ذمۃ کل مسیح میں مذکور
 ہو چکی یعنی ذاب ای ما کنت الذمۃ علی الناس او علی احدی منهم فعلی مثال لاول و حق ما یا بیعت احداً من الناس معین القفی چنانچہ جہاں ثابت ہو تیرا دین
 لوگوں پر یا کسی شخص سو مجھ سے رہی مثال ہوا مل کی یعنی کفول عنہ کی جہالت کی اور ہند اس کے یہ ہے کہ جو تو ہم کرے کسی کو لوگوں میں سے وہ مجھ سے کذا فی معین
 او ما ذاب علیک للناس او لا یحکم علیک فعلی مثال لثانی یا جہاں ثابت ہو لوگوں کا تجھ سے کیا لوگوں میں سے تجھ سے جو مجھ سے یہ مثال کی مثال ہی یعنی کفول
 کی جہالت کی ولا تصح بنفسی حلاً و قصاص لان الذمۃ لا یجوز فی العقوبات اور صیغہ نہیں ضمانت نفس دیا اور قصاص کی ہوا سطلے کہ نہایت جبار نہیں
 ہونی عقوبات میں ولا یحکم الذمۃ معینہ مستاجر لہ و صلۃ عیدہ عین مستاجر لہ ای للخصم لآلہ لکنم تعید للعقوبۃ علیک اور نہ ضمانت صیغہ نہیں
 جائز کی ابراہیم داری کی جسکو کرایہ لیا یا بر داری کی ہوا سطلے اور نہ ضمانت ضد نگداری غلام معین کی جسکو کرایہ لیا خدمت کے واسطے ہوا سطلے کہ ضمانت میں معذور
 غایب کا بغیر لازم آسٹے ہم غیر معذور علیہ ہوا سطلے لازم آتا ہے کہ جب جائز نہیں ہوا تو ضامن کی خدمت سے عاجز ہو کیونکہ نہ سکون قدرت نہیں غیر کے جائز پر اور اگر

بقول کریم تو وہ طالب کی اجازت پر موقوف ہے اور ضامن سے کہ اگر وہ طالب کی اجازت سے کہ اپنے اہل و عیال و
بہ یعنی حشر و بزاریہ و اقرب فی الحرم بہ ثالث الا حجة الثالثة لكن نقل المصنف عن الطبرسي ان الغنای علی قولها واختاره الشيخ
کاسم لهذا حکم الاختلاف اور ابو یوسف نے جائز رکھا جو ضامن کو بد و ن قبول کرے طالب کے اور یہ کہ فتویٰ ہے کہ انی الدرر والبرازیہ اور ثابت رکھا جو کہ
بخرالرائی میں اور یہی قول ہے یمنون اما من کا لیکن مصنف نے اپنی شرح میں طبرسی سے نقل کیا جو کہ فتویٰ امام و محمد کے قول پر جو اور شیخ تاسم نے
اس قول کو پسند کیا جو یہ یعنی ہدم سمعت ضامن طالب نشا وضامن کا حکم ہے ولو اخبر عنها بان قال انا کفیل بکالی فلان علی فلان حال غیبت
الطالب او کفل وارث المریض الملی عنه بامریح بان يقول المریض لوارثه ا کفل عني باعلی من الدین تکفل به مع غیبة الغریب مع غیبة المریض
بلا قبول اتفاقا استحضار لانا وصیة فلو قال لا جلی لم یصح وقیل یصح فقیر المجمع اور اگر ضامن ضروری ضامن ہو سطر چکر کہے کہ میں فلان کو ال کا
ضامن ہوں جو فلان نے پڑھے بہ خبر دہی طالب کے غائب ہو نیکی وقت با ضمانت کی مریض الیہ کے وارث نے مریض کو طر ف سوا کے امر سطر چکر کہے
کہو اپنے وارث کو کہ تو میرے طرف سے ضامن ہوا تو اس مال کا جو مجھ پر ہے سو وہ ضامن ہوا اب جو غائب ہو اور باہر دلوں کے تو ضمانت صحیح ہے درون سورہ یمن
بلا قبول طالب کے اتفاق طریقین ابو یوسف کے بطریق استحضار کے کہ تو کہہ ضمانت مریض مذکور کی وصیت ہو اگر مریض نے کر ضمانت کے واسطے کہے تو ضمانت صحیح
ہو گی اور بعض فقہوں نے کہا کہ صحیح ہے کہ اپنے شرح لکھتے ہیں کفالت وارث ہوا سطر جائز ہو گی کہ مریض قائم مقام ہے طالب اس ضرورت میں کہ مریض فارغ الذم
ہو جائے اور یہ سببین طالب کا فائدہ ہے اور گواہ بذات خود حاضر ہو خارج نے تعیل مسند اولی مذکور کی ایک کے ظاہر ہو سکے ہر اسنے کو اخبار عن الصفہ اخبار جو
اوس کے دوران ازل سے یعنی ایجاب اور قبول سے کافی البتہ الصحت اوجہ و حقیقہ ان کا کفالت لکن یہ کہ علیہ توفیق اعلیٰ المال اور یہ فقہاء میں جو کہ ضمانت
ایمنی کا صحیح ہو یا زیادہ تر متنبہ ہو اور ثابت کیا جو کہ وہ یعنی ضمانت وارث کفالت ہو نہ وصیت لیکن اگر مریض وارث یا ضروری موقوف ہونے کفالت کا مال برار کفالت
ہوئی تو مطلقا جائز ہوئی مال پر موقوف ہوئی و قوله مال علی غائب هل یؤمر الغریب ان یظاہرہ او یطال الیکفیل ام آراء و یمنی علی اذہ وصیة ان یظہر
لا علی اثبات کفالت اگر مریض کا مال غائب ہو تو کیا صاحب مال اوس کے انتظار کا کر لیا جائے یا زیادہ ضامن ہو مطلقا لکری جو ہے اوس کو کسی کتاب میں نہیں دیکھا اور اس کے
وصیت ہونے پر لائق نہیں کہ شخص غائب کا انتظار کیا جائے تا کہ کفالت مجھے پر ہم مہینہ بحث سے صاحب شریکی اور صاحبہ کے الرائی سے بیان کیا ہے کہ مریض
مذکور کی ضمانت مستطیع طر ضمانت نہیں ہے اس واسطے کہ وہ صحیح نہیں بد و ن مال مریض کے ہو اگر مطلقا کفالت ہوئی تو مطلقا صحیح ہوئی
اور وصیت نہیں ہے ہر طبعی اس واسطے کہ اگر وصیت ہوئی مطلقا تو شخص صحیح سال کا انہ بھی صحیح ہو یا حال کا کہ ایسا نہیں و قیلا بامریح لان تادع
الوارث نعم ما ین فی غیبتہ ولا یصح وروی الحسن البصری اور قید لانی ہو ضمانت مریض میں اس واسطے کہ تبرز وارث کا اوسکی ضمانت میں
اس مال یوں کی غیبت میں صحیح نہیں اور یہی قول منقول کفالتی لوطی اور سبب صحت کی راہ میں جو بد و ن امر کے ہی ولو ضامنہ بعد مینہ صحیح ہر راجع و اعلیٰ
قول الثانی ظاہر ہے انہ وارث ضامن ہو اسیت کا اوسکی موت کے بعد تو صحیح ہو کہ انی السراج اور یہ کہ مہینہ ابو یوسف کا قول ہے چاہے مذکور ہو چکا کہ
انہم مذکور ہے جو چکا کہ ابو یوسف نے بزرگ بقول کرنا شرط نہیں فی البرازیہ اختلافا فی الاختیار والا نشاء فالقول بالبیحہ اور بزاریہ میں کہ درون
اختلاف کفالت کے اخبار اور انشا ہونے میں تو خبر کا قول مستحب یعنی یہی اخبار کا اور وہ طالب ہو اسطے کہ صل صحت ہو اور صحت عقد سے بیان کلام کرنا
قرار و انکافی لوطی و لا یصح بدین ساکت و لو من و اذہ عن غیبتہ فلیس الا اذا کان بہ کفیل او یمن معراج او ظہر ان کفالت بقا
ان ملک اور صحیح نہیں ضمانت اس دین کی جو ساکت ہو میت فلیس سے اگر جو ضمانت میت کے وارث کی ہو مگر وقت دین فلیس جیت دین میت کا کوئی کفیل
ہو گیا ہو کسی زندگی میں یا مریض جو کہ انی السراج یا اوسکا مال ظاہر ہو گیا ہو تو ضمانت صحیح ہوگی بقدر مال مذکور کہ انہ ذکرہ ابن ملک ہم مستطیع دین میت فلیس
حکم میں ہے سبب ضرورت کے تو مقید فیہ ہر کسی تقدیر ہوگی تو کفالت اوسکی حیثیت میں ہوئی یا اوس کو مجبور میں رکھ دیا تو اب دین اوسکا ساکت ہوگا سبب ہم
ضرورت کے قیہ میں کہ ایک شخص نے کفالت کی میت فلیس کی ہر میت کا مال ظاہر ہو تو بقدر مال ضمانت صحیح ہوگی او لحقہ دین بعد موت فلیس الکفالت

اس واسطے کہ ہم گواہی غلامک سے لیا اور ہوتی ہے چنانچہ فتویٰ سے اور شاید اس واسطے کہ گواہی ملے ہو تا واقعہ یا درجہ کے بعد اسکے اثبات میں بین کو شش کر ہی تا اہل کفر
واسطے گواہی کہی ہو کہ اگر ہمین مسیت معلوم ہو تو ہیکو جائز رکھے کہ لفظ الطلاق او کتب شہادتہ علی افراد العاقدین لاثبات جرح اخبار فلا نناقض
اپنی گواہی کہے عاقدین کے افراد پر تو بھی تسلیم اور تصدیق ملک بائع نہیں کیونکہ یہ مجبذ اہل بائع سے تو کچھ تناقض نہیں یعنی دعوی ملک شاید سمیع ہو گا کیونکہ شہادتہ
میں مشروط نہیں اور نہ گواہی ملک کا اقرار ہے اس واسطے کہ بید گواہی ملک سے صادر ہوتی ہے گامے غیر ملک سے کذا فی الزہد والکفر لاثبات وقم اتفاقا
باعتبار عاقدہم اور مصنف نے کتابت شہادت کے ساتھ یہہ کرنا ذکر کیا چنانچہ کفر وغیرہ میں مذکور ہے اس واسطے کہ محکم کا ذکر اتنا فی سے باعتبار عادت قدیمہ اہل
زمانہ تھے اہل زمانہ سابق کی عادت یہ تھی کہ بعد کتابت اپنے ناموں کے ہر ہی کرتے تھے تا نذر اور زبردست محفوظ ہے لیکن حکم ہر صورت ایک ہی ہو مہر جو مہر ہو
قال الکفیل ضمیمہ لک الی شہود قال الطائب ہو حال قال قول لاضامین لانه یبکر المطالبة ضامن نے کہا کہ میں اسکا تجربہ سو ضامن ہوں
ایک ہمسہ تک اور طالب نے کہا کہ وہ یعنی دین حال ہے نہ مؤجل تو ضامن میں کا قول معجز ہے کیونکہ وہ مطالبہ مالیہ کا منکر ہے وعکسہ ای الحکم المذکور
فی قولہ لک علی ثمانہ الی غیری مثلاً اذا قال الآخر وہو المقر حالاً لان المقر لا ینکر الاجل اور حکم مذکور کے بالکس حکم ہو اس قول میں کہ تیری مجبذ
میں ایک ہمسہ کی مدت تک مثلاً جب کہ دوسرے شخص نے مقر نے کہا کہ سو مال میں نہ مؤجل اس واسطے کہ مقر مدت کا منکر ہے والخیلۃ لکن علیہ دین مؤجل
وخاک الکذب او صلواہ بالقرآن ان یقول اھو حال او مؤجل فان قال حال انکون ولا حرج علیہ ذیلہی اور جیسے دین مؤجل ہو اور وہ کہہ دیا
حلول دین سو بسبب اپنا اقرار کے دوسرے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ کہے صاحب بن سو کہ تیرا دین مجبذ حال یا مؤجل ہر اگر دائیں کہے کہ دین مال ہے تو تیرا دین یا اسکا انکار کرے
اور اس انکار میں اس پر مجبذ ہرچ نہیں کہ لفظ الربیطی ہم خوف کذب در صورت انکار دین سے اور حلول کا خوف یعنی مواخذہ طول دین کا بسبب اقرار دین مؤجل کے ہو
انکار حلول میں اس واسطے مخرج نہیں ہے کہ وہ میں مادی ہے ولا یؤخذ ضامن الذکر اذا استحق المبیع قبل القبض علی البائع بالذکر اذ جرح
الاستحقاق لا ینقض البیع علی لفظہا کما مر اور ماخذ نہیں ہرنا ضامن درک کا جب کہ بیم سخی فریختے قبل اس بات کے کہ بائع پر یمن پیر ویکو حکم
اس واسطے ضامن باخذ نہیں ہوتا کہ بجز استحقاق کے بیم منقض نہیں ہوتی بنا بر ظاہر مذہب کے چنانچہ کتاب البیوع میں مذکور ہو چکا وصحہ قہمان الخراج
المسئل فی کل مستحب وہو واجب علیہ فی الذمۃ لقرینۃ قولہ والارہن بہ اذ الارہن بخراج المقاسمۃ باطل کھر علی خلاف ما اطلقہ
فی البھا اور صحیح جو ضمانت خراج کی یعنی خراج مؤلف کی جو ہر سال اکیسا رہتا ہو خراج مؤلف وہ ہو کہ شکار کے ذمہ پر واجب ہوتا ہو قید مؤلف کی مصنف کے
اس قول کے قیودہ سو لگائی اور صحیح جو بواسطہ خراج کے رہن لینا اس واسطے کہ رہن لینا بذریعہ خراج مقاسمہ باطل ہے کہ لفظ لہنہر خلاف اطلاق بحر الرائے کے
ہم خراج مؤلف کی تحسین ضمانت کی یہ وہ ہے جو کہ مؤلف دین سے جسکا مطالبہ من جہ البیاع ہو تو مؤلف باقی دیون کے ہند ہو گیا مشغول ہونیں بکفالت خراج
مقاسمہ کہ وہ غیر مشغول سے یہاں تک کہ اگر کبھی تلف ہو جائے تو شکار پر کچھ واجب نہیں اور کفالت ایمان غیر مضبوط کی جائز نہیں اور صاحب بحر نے اطلاق اور
تقیید دونوں نقل کئے ہیں فواد سپر کچھ مترام وار دہین کہ لفظ طحاوی مختصاً وجوز الزیلعی الوہن فی کل ما یجوز بہ الکفالۃ جوازہم التوثیق منقوض
بالذکر لیکون الکفالۃ بہ دون الیہن اور جواز رہن کہنا زلیلعی کا ایک اور خبر دین کی کفالت جائز ہے بواسطہ جامع توفی کے منقوض ہے درک سو بوجہ
جائز ہونے کفالت بالدرک کے نہ دین بالدرک کے ہم بائع توفی دینے مقبول و توفی کفالت اور رہن میں یکساں ہو طحاوی نے کہا نقص مذکور صاحب بحر
ہو اور مترام رہن مصنفین اس کے تابع ہیں جمعی نے اسکا جواب دیا ہو کہ فقہا کے قضا یا غلیبہ ہیں نہ کلیہ اور اذ کو کلیہ جو کہتے ہیں تو نہیں کہ داخل تحت شہ
نہیں ہیں نہ بایفہ کے ہر فرد پر منطبق ہیں وکن التوثیق اور علیہ فرائض کی ضمانت میو سے ہم فرائض میں جو نائب کی جیسے مسیت دما دنیہ بیان مراد وہ
مال سے جسکو حاکم لوگوں پر مقرر کرے ہر الفانی میں ہے کہ فرائض دو قسم ہیں واجب اور غیر واجب فرائض واجب جیسو ہر مشرک کا سات کرا نامہ جس سے
سب غلو کو فائدہ ہے اور جو کیا راجلہ کی جیسو اور جو مال کہ بادشاہ سلام لشکر سلام کے سالن کے واسطے اور سالن قیدیوں کے چوڑا لے کے واسطے
میں کرے درموریکہ بیت المال خالی ہو تو ایسے فرائض کی کفالت بالاتفاق جائز ہے کیونکہ امور مذکورہ ہر سلم مالدار پر واجب ہیں اس واسطے کہ اطاعت بادشاہ

بہی بائی شکر و
کی موتی ان کو
جائز ہے

اور اگر کوئی غائب ہو گیا ہو گا تو اسے قریب کی غائبی اور مالک ثوب اور دوکان دار متن پر متفق ہو جائے تو وہ کا شمار پر قیمت
 ہوگی غیب ہوگی ولو طاعت یہ الدلالہ تو وضعہ فی حاکمیت فذلک حصص الدلال بالانفاق ولا خلاف علی صاحب المال ان یؤخذ عند الام
 لانہ مؤدوم المقتضی اور اگر وہ مال کپڑے کوئے پر ہر ہر ہر دوکان میں رکھ دیا ہو یا غائب ہو گیا تو دلال منان دیگا بالاتفاق اور دوکان دار پر مال
 نہیں امام غزالی کے نزدیک کیونکہ وہ امانت دار کا امانت دار جو ہم دلال پر ہوا اسے ضمان ہو کہ اسے بلا اذن مالک کیون دوکان پر کپڑا رکھ دیا تو اسے
 اس کی قیمت ہوگی دلال کے لئے یہاں تک کہ یہ کہ اسے سرفقہ فقال رد ذل علی المالی احدثت حینہ یجوز مشہور دلال سے جس کے ہاتھ پر
 کپڑا ہو جس کا سرفقہ بڑا کھل گیا ہو دلال نے کہا کہ میں نے کپڑا پیر و یا جس سے لیا ہوا تو وہ برمی الوانہ ہو و لو قال طالب علی غریبی فی صبر کذا
 فاذا احدثت مال فذلک عینہ حینہ یجوز جواز الخ لا یجوز اد علی حشرہ مطلقہ اور اگر صاحب نے یہ کہہ کر کہ میرا یہ تون ظلمے شہر میں ہے سو جو سرفقہ
 کہ تو میرا مال اس سے دیکھا تو میرے واسطے دس دس یا دینار ہیں اور مال سے تو اہر ت مثل واجب ہوگی جو کس سے زیادہ ہو کر اسے لے لے دے و افضیت بان
 حکم الدلال والیہما سائر النعم لکما یفر باطل لایہ وکیل بالاجہ و ذکر و ان الوکیل لایستطیع ضمانہ لایہ یعیذ عما لا یستطیع فیلعل شایع کہ
 اور میں نے کہا فتویٰ دیا ہو کہ دال اور سراسر کا ضمان ہو یا مال سے باطل ہے کیونکہ وہ اہر ت داد وکیل ہے اور فقہانے ذکر کیا ہو کہ وکیل کی ضمانت
 میں نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات کی واسطے مال ہو یا ہو تو اس کی تحریر کرنا چاہیو ہم مال لفظ ہوا اسے ہر ہر ہر کی غرض میں کی ولایت اس کے واسطے ہو اور
 ضمان میں ہے واسطے مال ہو یا دال سے جس کے پاس مالش اور مال ہو غیر کی اور سراسر ہو جو متاع اور اس کے مالک کو تبادی چاہیو کہ کتاب البیہ میں مذکور
قائد لا ذکر النظر من حی فی مؤلفیہ لہ ان ستمکادہ الشاھان لا رباب لا موال لا یجوز الا لیکال بیت المال مستند لا بان ستم رضی اللہ
 عنہ صا کر باہر ہوا افعی ذلک حین استعمالہ علی البحر بن شریک ثمرنا لہ و احسن منہ اتی عشر النافذہ قال للعلی قاتی رد و ادعا کما ذکرہ
 یہ فائدہ ہو جو کس طرح سوس نے اپنی کتاب میں ذکر کیا کہ سلطان کو ڈانڈ لینا الدار و ان سوا من زمین گریٹ المال کے مالکوں کو یا زمین ہلال کہ عمر رضی اللہ عنہ
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ڈانڈ لیا اسے کتاب اور یہ ہفت ہوا ہما جب کہ فاروق مہتمم نے او کو بھر رکھا مال کیا ہما پرا او کو موزول کیا اور بارہ ہزار
 او کو سوسے پرا او کو مالی کے واسطے بلایا سو او ہون نے نماز احاکم وغیرہ سے یہ روایت کی ہے ہم یہ طے ہے تفسیر و تفرع میں سورہ یوسف کی اندر
 لا تحکونی علی خوائین کا ترجمہ کی تفسیر میں بسند حاکم و ابن ابی حاتم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عمر نے مجھ کو بحرین کا عامل کیا پھر مجھ کو موزول کیا
 اور دس ہزار مجھ کو ڈانڈ لیا پھر مالی کے واسطے مجھ کو بلایا میں نے انکار کیا سو فاروق نے کہا کیون انکار کرتے ہو اور حالہ کہ یوسف علیہ السلام نے مالی کی
 درخوست کی اور حالہ کہ وہ بہتر سے جسے فریاد کیا کہ یوسف علیہ السلام خود نبی اور فرزند نبی کے اور پوسے نبی کے اور پر دستے نبی کے اور میں تو ایسا کا بیٹا
 ہوں تو رہا ہوں کہ یہ بیلی سے کہہ سکام کروں اور بی علی سے کہہ فتویٰ و دن اور بری میبہ پرار پڑی اور میری بیوی ہوا اور میرا مال چھینا جاوے کہ انالی لہما
 و انرا د بئال بیت المال حینہ الذین یجکون اموالہ ومن ذلک کتبنا اذ انقاسوا فی الاموال لا ذلک ذکیل علی خیالہم و یکنون
 لثبہ الا وقاف و نظاکر ما اذ انقاسوا و انما طوا لواع اللہ و بنوا الاماکین فلما اتموا لصل اموالہم منہم و عن لہم فان عرفت شیخا حنفی
 و قیہ معین رد المال البیہ و الا و وضعہ فی بیت المال غیر البحر اور طر سوس نے مال بیت المال سے بیت المال کے خاتم مراد لہو میں عوبت المال کے
 اموال کی تحصیل کر آہن اور مجملہ ار کے ششی اور مقصد ہی ہیں بیت المال کے جب کہ وہ لوگ کتابتیں اور بیت مال میں ظاہر کریں ہو واسطے کہ توس انکی خیال کی
 دلیل ہے اور انہیں کے ساتھ مقصد ان اوقاف اور اوقاف کے ناظر ملحق ہیں جب کہ وہ کتابتیں اور مقصد بھی کریں اور انرا ع لہو و لب میں مشغول ہوں
 اور عمارات بناوین تو حاکم کو اس کے مال اور سوسے میں لینا اور او کا موزول کرنا جائز ہے سو اگر او کی خیانت کسی وقت مقصود میں معلوم ہو جاوے تو اس کو
 اوسے وقف میں داخل کر دو اور زمین تو بیت المال میں رکھے کہ انے النہر البہر ہم سید جموی نے کہا کہ یہ مسئلہ اوس قسم کا ہو جو کہ وقف ہے اور چھپاؤ الہو اور کہا
 اتنی دینا ہر زمین کیونکہ یہ فتویٰ ار کتاب مجموعہ کا قدیم ہو گا ہو واسطے کہ اگر ہمارے زمانے کے مالکوں کو اس کا فتویٰ دیا جاوے تو وہ حال نہ کریں کے اموال

اور اگر کوئی غائب ہو گیا ہو گا تو اسے قریب کی غائبی اور مالک ثوب اور دوکان دار متن پر متفق ہو جائے تو وہ کا شمار پر قیمت ہوگی غیب ہوگی ولو طاعت یہ الدلالہ تو وضعہ فی حاکمیت فذلک حصص الدلال بالانفاق ولا خلاف علی صاحب المال ان یؤخذ عند الام

سلطان

چون لین نہ ادا فاقہ میں اور ان اموال کو داخل کرین نہ بہت المال میں بلکہ اوکو لالائی امور میں صرف کرین یعنی اپنی خواہش نفسانی میں تو اسکو خوب یاد رکھنا چاہیو کہ انی لفظی دینی التخصیص لو کفیل الحال موثق جگہ تاخر عن الاصل ولو قرئ ہما لاث الدین واحد قلت وقد صنفنا حیاۃ الایجل الشریض اور تلمیض میں ہو کہ اگر دین نے الحال کی ضمانت کر دی کوئی مدت مقرر کر کے تو مطالبہ مؤخر ہو جائیگا اصل سے اگرچہ دین قرض ہو ہو اسطے کہ دین تو کبھی ہی جو دین کہتا ہوں اور ہم مقدم ذکر کر چکے ہیں کہ کفالت مؤجلہ تاویل قرض کا حیلہ ہے تو پہلی آیت اَن لِّلکَلِیْلِونَ السَّقَرُ قَبْلَ حُلُولِ الدِّیْنِ وَلَیْسَ لِلدِّیْنِ مَنعَہُ وَلَکِنْ یُّسَافِرُ مَعَہُ فَاِذَا حُلَّ مَنَعَہُ لَیْسَ یُؤْفَیْہُ اور آویگا کہ دیون کو سفر کرنا قبل حلول دین جائز ہے اور صاحب دین کو اسکا روکنا درست نہیں لیکن صاحب دین اس کے ساتھ سفر کرے پہر جب دین کی مدت ہو چکے تو اسکو سفر سے روکے تا وہ ادائی دین کرے ہم مشتقے میں ہو کہ در صورت ارادہ سفر دیون صاحب دین کو ضامن لینا جائز ہے اگرچہ دین مؤجل ہو اور بیہیون نے کہا کہ اگر دیون ادائی دین میں مال ل کر تا ہو تو ضامن اور بیہیون تو نہیں کہ انے لفظی دینی واسطی حسن ابو ہوسف اخذ کفیل شہد الامراء طلبت کفیل بالنفقة لیسفر الزوج وعلیہ الفلوی اور ابو ہوسف نے بطریق احسان جائز رکھا ہے ایک بیہیون کا ضامن بنا دوس عورت کے واسطے جس نے اپنے نان نفقہ کا ضامن لیا لگا بسبب سفر کرنے زوج کو اور بیہیون فتمی سے ہم جاز کفالت نفقہ بطور احسان ہو اور بطور قیاس کی کفالت صحیح نہیں کیونکہ نفقہ دین صحیح نہیں وقاس علیہ فی المصیط بقیۃ الدین لکن مع الفلانی کما فی شرح الوہب اکیۃ الشریعہ لالی اور محیط میں کفالت نفقہ پر بقیہ دین کا قیاس کیا ہی لیکن وہ قیاس مع الفارق ہو چنانچہ شریعی میں بیہیون و بیہیون میں سے ہم بیہیون صاحب محیط نے بقیہ دین مؤجلہ کو قیاس کیا ہو کہ کفالت ادائی لیا ہی بسبب سفر کرنے دیون کے علامہ عبدالبر نے کہا کہ یہ ترجمہ قول ہو صاحب محیط قیاس مع الفارق ہو سکی وجہ یہ ہے کہ دیون تو ہی ترین نفقہ ہو کیونکہ وہ مدت گذر جانے اور موت دیون کو سا قسط نہیں ہو تو بخلاف نفقہ کے علامہ برین مشتقے میں تجویز کفیل دیون سا سفر معترج ہو اگرچہ دین مؤجل ہو اور بلا شک صاحب محیط کی ترجمہ میں لوگون کو تہائی ہو کہ انی لفظی لوکن فی المنظورہ تلخیصیہ سے لو قال مدیونی مرادۃ الشقوب واجل الدین علیہ ما استقر بہ وطلب الکفیل قالوا لکن تم علیہ اعطاکم کفیل یفکک لیکن منظورہ مجیب میں ہے کہ اگر صاحب دین نے کہا کہ میرے دیون کی مراد سفر سے اور دین کی مدت ہے چنانچہ مستقر نہیں اور بیہیون کفیل کی طلب کی تو فقہانے کہا کہ اسکو ضامن کا دینا لازم ہے وہ کفیل جو معلوم اور مشہور ہو یعنی واسطے کہ کفیل مجہول لائق امتداد نہیں ہو لہذا کفیل کا لوازہ ہے اذا اراد حبس من قد کفله لانه قد کان لا یجاء بہ حبس فلیجاء بہ یفعلہ اگر ضامن مجہوس ہو تو علمائے کہا کہ جب وہ حبس میل کا ارادہ کرے تو اسکو جائز ہے کیونکہ ضامن کی تجویزی واسطے ہوئی ہے تو چاہیو کہ وہ اسکو بلا دی اپنے نعل سے ثم الکفیل ان یست قبل الایجل ولا شک ان الدین فی ذالحال حل علیہ فالو اوت ان اذہم ہر ترجمہ بہ من قبل والتأجیل تقریر پر اگر ضامن مر جاو قبل مدت کے تو بیہیون کا حال دین دینی الحال اور سپر واجب الادا ہو گیا تو اگر ضامن کا وارث اسکو ادا کرے تو اصل سے زہرے قبل تمام ہونے مدت کے ہم مل میں یون تھا کہ تم ترجمہ میں قبل ما تم الایجل یا مصدر یہ ہو اور فاعل فعل مقدم ہو گیا اپنی فعل پر اور بیہیون کے نزدیک جائز ہے یا ہمتا اور خیر ہے کہ انے لفظی دینی **باب کفالت**

الرجلین یہ باب جو دومردوں کے ضامن ہونے کا ہے جو کہ کفالت رجلین مرکب کے اندر ہو تو بعد فراغت ہر دو کو شروع کیا دین علیہما لا خیران اشتر بائنتہ عندا ممانۃ وکفل کل عن صاحبہ یا ماکا جاز وکفر رجوع علی شریکہ الا بما اذہا زانک اعلی التصفیہ لرجلین حیث لا یصل الی الایضا بقیہ دین ہو کو شخصوں پر دومرے او سکا طرح پر کہ دو دونوں نے اس سے ایک غلام سو روپے کو خرید کیا اور ضامن ہوا یہ دیون اپنے ساتھی کو دے امر سو تو جائز ہو اور تہرے اپنی شریک سو گرا دنا چیتنا زیادہ او کیا نصف سو بسبب غالب ہونے جہت اصالت کے نیابت کی جہت پر یعنی ضمانت کی جہت پر کہو کہ پہلے جہت دین سے اور دومرے مطالبہ ہم یہ حکم شہر تین سے جب کہ دونوں دین صفت اور سبب میں برابر ہوں اور اگر صفت مختلف ہو ہر ترجمہ کہ یک شخص پر دین مؤجل ہو اور دومرے ہر حال تو اگر صاحب اجل ادا کرے گا تو اسکی تعین اپنی شریک کے جانب سے صحیح ہے اور اسکی ہرے اور اس کے بعکس میں رجوع نہیں اور اگر سبب مختلف ہو ہر طرح پر کہ ایک پر قرض ہو اور دوسرے پر عین میہ تو تعین موثر ہے اپنے شریک کی جانب سے صحیح ہے واسطے کہ

نائب کتاب الایجل

والمستقل بما لها صحته واخذنا اياها من اجزاء جسد من لم ينفقه المعق بالکفالة والاخر بالامانة اور اگر موسی نے نے ایک کاتب کو آزاد کر دیا اور سید بہتر سابق جو تو صیغہ جو اور مواخذہ کرے موسیٰ دو لون میں سے جس سے چاہو اور غلام کا حصہ کو اسنو آزاد نہیں کیا غلام آزاد سے مطالبہ کرے بسبب کفالت کے اور دوسرے غلام آزاد سے باعث اسالت کے فان اخذ المعق بجمع علی صاحبہ کفالتہ وان اخذ الاخر لا کفالتہ پر اگر موسیٰ مواخذہ اور مطالبہ کرے آزاد غلام سے تو وہ اپنے ساتھی سے ہرے بسبب اسکی ضمانت کے اور اگر دوسری غلام سے مطالبہ کرے تو وہ رجوع نہیں کر سکتا بسبب اپنی اسالت کے ولذا اقل شخص عن عبد ما لم يهو قايكون له لم يظفر في حق مولاه بل في حقه بعد عتقه

کمال ترمہ باقرار اسبق ارض او استعلاک و ديعتقواي المال المذکور کمال وان لم يسمي به ای الحلول لملوله علی العبد وعدم مطالبة بعسره والكفيل غير مضمين ويرجع بعد عتقه لو بامر له ولو كفل مؤجلاً ناجلاً كما مر ارجب من هو اياك شخص غلام کے طرف سے اس مال کا جسکا دين ہوا حق ملے میں ظاہر نہیں بلکہ غلام کے حق میں ظاہر ہے بعد اس کے آزاد ہونیکے چنانچہ وہ مال جو غلام کو لازم ہوا اور یا استقرار میں پہلے اس وقت سے تو وہ لینے مال مذکور مال سے نہ مؤجل اگرچہ اسنے حلول کا نام نہ لیا ہو بسبب حال ہونے مال کے غلام پر اور عدم مطالبة مال غلام سے بسبب اسکی فقری اور تنگ دستی کے ہے اور کفیل اسکا فقیر اور تنگ دست نہیں اور ضامن غلام سے مالی مذکور بھرتیا اگر کفالت غلام کو امر ہوئی ہو اور اگر ضامن نے مال کی ضمانت مؤجل کی ہو تو اس صورت میں مال مؤجل ہوگا نہ حال چنانچہ مذکور ہو چکا ادعی شخص دقبة عبد فکفل به رجل فبات العبد المکفول به قبل تسليمه فبرهن المذموم ان کان له قيم من الکفيل فبسه لجوازه بالاعیان المضمون كما مر دعوی کیا ایک شخص نے غلام گردن کا سوا اسکا ایک مرد ضامن ہوا پر غلام مکفول ہو گیا قبل اسکی تسلیم کے سو دعویٰ نے بشہادت ثابت کیا کہ وہ غلام اسکا ملوک تھا تو ضامن ضمان دی اسکی قیمت بسبب جائز ہونے اعیان مضمونہ کی ضمانت کے چنانچہ مذکور ہو چکا ہم اعیان مضمونہ سے اعیان مضمونہ مضبوطہ مضبوطہ اور نہیں قابض پر عین وجہ اور بعد ہلاکی عین برقیات واجب ہو سلیط ضامن پر شہادت کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر ملک مدعی قابض کے آزاد ہو یا عند التحلیف قسم کے انکار سے ثابت ہو تو قیمت عبد مدعا علیہ پر لازم ہے نہ کفیل پر نہ لے لخطا دی ولو ادعی علی عبد ما لا کفيل بنفسه ای نفیس العبد رجل فبات العبد بغير حق العبد کا موقوف الخطا اور اگر غلام پر مال کا دعویٰ ہو گیا سوا ایک مرد غلام کا حاضر ضامن ہوا پر غلام مر گیا تو ضامن بری الذمہ ہو گیا چنانچہ آزاد کی حاضر ضامن میں مذکور ہو یعنی اسواسطے کہ مکفول پر کی موت سے ضمانت باطل ہو جاتی ہے بسبب تقدیر تسلیم کے ولو کفل عبد غیر مدیون مستغرق عن سید باصله جازا کان الحق له اور اگر وہ غلام مدیون مستغرق الدین نہیں ضامن ہوا اپنی موسیٰ کی طرف سے اس کے امر سے تو جائز ہو اسواسطے کہ حق ملکیت غلام موسیٰ کی طرف سے ہو مگر غلام میں ایذا کفالت نہیں کیونکہ وہ اہل تبرع نہیں باندہ صغیر کے کہ موسیٰ کے امر سے اسکی عیدم تصرفی زائل ہوگی پھر جب کہ غلام پر دین ہوا تو اسکی اہلیت میں مولیٰ کا حق ہے لہذا مولیٰ کا اذن اس کے ضامن بننے میں کافی ہو گیا اور اگر غلام مستغرق بالدین ہوگا تو اسکی کفالت صحیح نہیں لہذا فی الخطا دی فاذا اقل او کفل سید لا عنه باصره فاذا ولو بعد عتقه لم يرجع واحدا منهما علی الاخر لا تعقلا ما غیر موافقہ للرجوع لان کلا منهما لا یستوجب دینا علی الاخر فلا یقلب موجبة له بعد ذلك پھر جب کہ غلام کفیل آزاد ہوا پر اسنو مولیٰ کا دین ادا کیا یا موسیٰ غلام کا ضامن ہوا غلام کے طرف سے اس کے امر سے پھر اسکا دین ادا کیا اگرچہ بعد عتق غلام دین ادا کیا ہو نہ رجوع کرے کوئی غلام اور مولیٰ میں سے دوسرے پر بسبب منفق ہونے کفالت غیر موجب واسطے رجوع کے اسواسطے کہ نہ واحد غلام اور مولیٰ سے مستوجب دین نہیں دوسرے پر ثواب کفالت منقلب بايجاب دین ہوگی بعد اس کے لینے بعد العفا وغیر وجب کا لو کفل رجل عن رجل یغیر امره قبل عتقه فاجاز الکفالة لم تکن الکفالة موجبة للرجوع لما قلنا چنانچہ اگر ضامن ہو ایک مرد دوسری مرد کی جانب سے پھر مکفول عتق کو کفالت مذکورہ کی خبر ہوئی سوا اسنو کفالت جائز رہی تو یہ کفالت رجوع دین کی موجب ہوگی اس واسطے کہ جسکو ہم کہہ چکے یعنی العفا وغیر موجب منقلب بايجاب رجوع نہیں ہوتا قالوا فان ذلک کفالة المولی عن عبد لا وجوب مطالبة بابقاء الدین میں سبب موالہ اور طلبہ کہہ کر مولیٰ کے ضامن ہونیکا فائدہ اپنے غلام سے موجب مطالبہ ہونے ہوا دای دین کفالت کے واسطے اس کے باقی اموال سے یعنی غلام

اس شرط پر کہ مستقرض کو گھدی فلاں شہر کی طرف اور اگر قرض یا بغیر اس شرط کے اور مستقرض سے گھدی یا تو جائز ہے بے قید القدر اور نہ القائلین میں جو کہ فقہان
کہا کہ عدم شرط کے ساتھ ہوتے حال سے جب کہ اسکا لینے دوسری شہر ہو گھدی نے کارواج اور عرف ظاہر ہو اور اگر معروف اور راجح ہو کہ یہ فعل ہو
یہاں جو یعنی یہ اقرا من سقوط شرط کے واسطے مروج ہو تو حال نہیں اپنے طحاوی نے کہا خلاصہ یہ کہ عدم شرط کے قول پر علت ہو چکا عمل وہ جو جب
اسکا رواج ہو اس واسطے کہ متعارف مشروط کے مانند ہو **فصل** مسئلہ شائع کافی انصاف و البصر عن حکم الذازبہ ولو ان المستقرض حق
منہ الزائد لکے بجز لایہ مستقام کی عقل القضاہ ہزار و بحر میں برازیہ کے باب القرض سے منقول ہے اور اگر مستقرض آئین سے زائد کہہ کر دی تو جائز نہیں
کیونکہ وہ مشاع ہو محتمل القضاہ شائع نے فقہار کیا عبارت کا اور پوری روایت برازیہ کی یوں ہے کہ مدیون کے یہ قبول کرنے اور اسکی دعوت قبول کرنا
بلا شرط کچھ مفاد نہیں اور اس طرح اگر عہدہ ترا دکر سے مقروض ہو تو حال ہی بلا شرط و اگر ناقص تر یا وزن میں راجح ترا دکر سے اگر وہ کثیر ہے تو جائز نہیں اور
اگر قلیل ہے تو جائز ہو اور جو تفاوت موازن میں داخل ہو اور بین الکیلیں جاری ہو تو وہ ہر کو مستثنیٰ و ائین کو مسلم نہیں بلکہ ہر کو پیر دی اور ایک درم کو سو درم
بالافتان پیر دی اور نصف درم میں اختلاف ہو بعضوں نے کہا کہ کثیر سے اور بعضوں نے کہا قلیل ہے اور اگر مستقرض آئین سے زائد کہہ کر دی تو جائز نہیں کیونکہ
وہ مشاع محتمل القضاہ ہو ہزار و بحر میں برازیہ کے باب القرض سے منقول ہے اور پیر و تیار دکر سے اور زائد کہہ کر دی تو وہ ویسا مشاع ہے جو محتمل القضاہ نہیں ہر
عارضہ سنان افندی کی تینوں محارم میں یہ کہا کہ اول تو وہ ہونے قاضی خان سے برازیہ کی ہند نقل کیا پیر یہ کہا کہ حسین احتمال تصدق ہو تو جائز ہے یعنی یہ
شائع کذا فی الطحاوی ولو توکل الخیل عن الخیل یقتضیٰ ہذا الحوالۃ لعلہ **فصل** اور اگر دلیل ہو محتمل محال کے طرف سے دین حوالہ کے بعض کرنا تو مستقیم نہیں **فصل**
مستقیم نہیں ہو محتمل لینے واسطے مل کرنا تو ابراہیم مؤید حاصل کر کے کذا فی البصر طحاوی نے کہا بعض نسخہ میں بجای عن الخمال علی الخمال ہے تو دامن علی یعنی ملن ہو تو
تو شک الخمال الغائب علی الخیل صحیح و یطلب آیا شاء لان الحوالۃ بشروط علیہ براءۃ الخیل لکھا خانہ اور اگر محتمل میل پڑا دان شرط طحاوی مستقیم
ہو اور مطالبہ کرے جس کا جو خواہ میل سے خواہ محال علیہ سو واسطے کہ حوالہ بشروط عدم براءۃ محتمل کفالت ہو کذا فی الخانیہ خانہ کفالت بشرط براءۃ و میل
حوالہ کذا فی لہما لکیرہ و فیہا عن الثانی لو غاب الخال علیہ لکھا خانہ و اذ علی محقق کہ الامال لم یصل لکھا خانہ و لان بکھن لان المشہق علیہ خانہ
فلو حاضر اذ وجد الحوالۃ لا یقینہ کان العدل لہ و صحیح یحییٰ و قتیبا اور غائبہ میں ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر محال علیہ غائب ہو پھر محال آدمی اور اگر
انکار مال کا دعویٰ کرے تو اسکی تصدیق ہوگی اگرچہ اس دعویٰ کو بشہادت ثابت کرے ہو اسکو کہ مشہود علیہ لینے محال علیہ غائب ہو سو اگر محال علیہ حاضر ہو اور
وہ حوالہ کا انکار کرے اور گواہ ہوں عقد حوالہ کے تو محتمل ہی کا قول معتبر ہوگا اور اسکا انکار بفسخ حوالہ قرار دیا جائیگا ہم تو اس صورت میں محتمل پر دین عود کرے گا
کیونکہ براءۃ محتمل شرط بسلامت حق محال ہو اور یہ مسئلہ ہاگت دین کا ہو جو شاہین میں مذکور ہو چکا **فصل** مسئلہ حقہ شائع کا کتاب او الوصحی اذ احتمال
بمال البیتہم فان کان خیار الیہم بان کن الثمان املہم بمر اجبہ والا لکھن کما فی مصتاریۃ الجورم قلت و مفادہ علم الجواز لو کتا و یا اذ
تقاربا و یجزم فی الخانیۃ والوجہ کہ لا ینشد اشتغال بما لا یقین العقب انما یشرع للفائدة انھی باپ یا دسی جب کہ مال یہیم کا حوالہ قبول کرے
تو اگر یہ یہیم کے حق میں مشہود سطر چر کہ کو کتا شخص سے محال علیہ زیادہ تر مال ہو محتمل سے تو صحیح ہو کہ انی الشراعیہ اور اگر زیادہ تر مال ہو تو حوالہ قبول کرنا
جائز نہیں چنانچہ جہرہ کی کتاب بالمضاربتہ میں جو میں کہتا ہوں کہ مفاد شہر اذ خیریت عدم جواز حوالہ ہو اگر دو لون شخص محتمل اور محال علیہ متساوی ہوں مالدار
اور ادای دین میں یا دو لون متقارب ہوں اور اسکا یقین کیا ہو خانیہ میں اور دلیل ہی اسکی مقتضی ہے اس واسطے کہ در صورت متساوی یا تقارب حوالہ
قبول کرنا اس چیز کا اشتغال ہے جو مفید نہیں اور مشہود عیب و عین مگر فائز کے واسطے والدہ کما علم ہم مدیون نے دامن کا حوالہ کیا سو محتمل علیہ شہر
سطح غائب ہو گیا کہ اسکا مکان معلوم نہیں بسبب اسکی عسرت اور عاجزی کے سو محتمل نے جائز کیا اپنا حق محتمل سے بہرے تو اسکو رجوع بالمدین میل پر جائز
نہیں جب تک محال علیہ کی موت ثابت نہ ہو کذا فی الطحاوی و علی الحاکمیریہ و ائمہ سبائحہ علم و استفادہ **کتاب القضاء** یہ کتاب جو مسائل
فضا لینے جہرہ فیصل کرنے میں لکھا کان اکثر لکھا احکام فقہ فی اللہ و البیاعات عقبہا ما یقطعہا ہر گاہ کہ اگر جہرہ مدیون اور بیاعات میں واقع

فرمایا اعتراض ہے صاحب ہر جواب اعتراض میں جو کہ عید قاضی خاص کی طرف سے یعنی قاضی مسلم کی اور یہ خود ظاہر ہے کہ شاہ علی السلام شاہ علی الزمری
 جو تفسیر پر اس کی کتابیں جاری ہوگی کہ انی الطحاوی و شکرہ اہل بیت شریط اہل بیتہ فان کل انہما من باب لولا کذا والشہادۃ اقوی لانہما ملزمت
 علی القاضی والقضاء فذلک اقل حکم القضاء کسفتی من حکم الشہادۃ ابن کمال اور اہمیت شہادت کی شرط اہمیت قضا کی شرط ہے
 اس واسطے کہ شہادت اور قضاء دونوں باب ولایت سے ہیں اور شہادت قوی تر ہے قضا کیونکہ شہادت قاضی پر ملزم ہے اور قضا خاصہ پر ملزم ہے
 اسی واسطے کہا گیا ہے کہ حکم قضا حکم شہادت سے مرتب ہو کہ اصح ابن کمال ہم جلی نے کہا کہ ماثر کا یہ قول کر رہا ہو گیا اس کے قول سابق کے ساتھ ملتا
 نے کہا کہ اگر کوئی نہ ہو کہ قریب سے کہ قریب سے یعنی والفاقی ابکہ اوپر مرتب ہو والفاقی ابکہ لکنہ لا یقلد وجوباً و یا تم مقلد
 کھیل شہادۃ بہ یعنی اور فاسق اہل سے شہادت کا تو قضا کا بھی اہل ہوگا لیکن واجب ہو کہ فاسق کو قاضی نہ کیجئے اور اس کا قاضی کرنا الکتب کا ہوتا ہے
 جیسو اس کی گواہی قبول کرنے والا عاصی ہوتا ہے ایک قریب سے ہم مغرب میں ہو کہ لغت میں فاسق خروج عن الاستقامۃ کو کہتے ہیں اور شرع میں ارتحاب
 کبیرہ یا امر علی الصبر و فسق سے فاسق کو اس واسطے قاضی کرنا بجا ہے کہ قضا باب امانت سے ہے اور فاسق امر دین میں امانت داری کے لائق نہیں
 اس کی غلبہ بیانات کے سبب اور قول منہ سے کہ مقابل وہ قول ہے جو یوسف نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ شہادت فاسق مقبول ہو اور اگر قبول کرے تو
 جائز ہو اور وہ قول ہے کہ قضا فاسق صحیح نہیں اور یہی قول ہے ائمہ ثلاثہ کا اور یہی مختار ہے ملحدی کا یعنی نے کہا کہ اسی قول پر فتویٰ دینا لائق ہے
 خصوصاً اس زمانہ میں نہر الفائق میں کہا کہ اگر اس کا اعتبار کیجئے تو قضا کا دروازہ بند ہو جائے خواہ مسکرتا ہو یا نہ میں لہذا جو مصنف نے اختیار کیا ہے
 اصح ہو چنانچہ خلاصہ میں ہے اور یہی اصح الا تاویل ہے چنانچہ عادیہ میں ہے کہ انہ الطحاوی و یقلد فی القاعدۃ یہاں اذ اغلب علی طائفہ صید کا
 فی حفظ درہم اور قاعدہ میں قبول شہادت کو صلح مفید کیا ہے جب کہ قاضی کے گمان میں فاسق کی صداقت اور راستی غالب ہو جائے تو سکواہ کہنا جائز
 کہ انی للعدۃ یعنی اگر ظن غالب صدق کا ہو یا صدق اور کذب گمان میں دونوں برابر ہوں تو سکواہ قبول نہ کرے یعنی مہلا قبول کرنا صحیح نہیں و استثنی الثانی
 الفاسق ذال الجاہل والمرتدۃ فائتہ یجب قبول شہادۃ ہذا ذی قال فی المنہر و علیہ فلا یأثم فی قبولہ لیسۃ القضاۃ حیث کان کذا لک الا ان یقر
 بیکما انتھی قلت سیحی تصدیقہ و احیہ اور ابو یوسف نے فاسق صاحب جاہ اور مردت کو مستثنیٰ کر لیا ہے کیونکہ اس کی شہادت قبول کرنا واجب ہے
 کہ انی الزانیہ خزانۃ میں کہا تو بموجب اس قول کے اس کے قاضی کر نہیں بھی گھٹکا رہو گا جب کہ فاسق صاحب جاہ اور مردت ہو مگر یہ کہ ابو یوسف قبول شہادت
 اور قضا کی تقلید میں ہوتے ہوئے ہونے لگے لہذا میں کہتا ہوں تصنیف اس قول کی آگے آگے سواد کے طرہ رجوع کر ہم کتاب شہادۃ میں فی رفع الید پر سونہر
 ہو گا کہ فاسق صاحب مردت کی گواہی مقبول نہیں کیونکہ یہ تہلیل متبادلہ نفس سے وہی تقریبات المفق ابی السعوی ملّا و تم النساء فی قضائہ زکاتینا
 فی وجوب العدۃ الذاکھرا و مکر الامم بتقدیم الا قضائہ فی العلم والایانۃ والعدۃ اور مفتی ابو سعوی کی معروفات میں جو کہ ہر گاہ ظاہر اسنادی و قریبی
 ہمارے زمانے کے قاضیوں میں وجود عدالت میں تو امر سلطان فی وارہو اس کی تقدیم کا جو فضل یعنی زیادہ تر ہو علم اور عدالت میں ہم جو مفتی مدوح
 زمانے میں تھا اور ابو عدم عدالت میں اسے موجود ہو تو اب اس کو مقدم کیجئے معروفات مفتی سے وہ مسائل مراد ہیں جو مفتی موصوف کے زمانہ میں سلطان کو روایہ
 معروف ہوئے اور اسے جو اہم امور کو انی الطحاوی والعدۃ لا یقبل شہادۃ علی عدۃ ان اذا کان ذنبیۃ و لو یعنی القاضی ہا لا یقبل شہادۃ
 یعقوب باشا فلا یقبل قضائہ علیہ لما تقر ان اہل اہل الشہادۃ قال المصنف و بہ اتفق مفتی محمد شیعہ الاسلام ابن الدین ابن
 عبد اللہ اعلیٰ اور دشمن کی گواہی مقبول نہیں اس کے دشمن پر جب کہ دولوں میں دنیوی عداوت ہو اور اگر قاضی دشمن کی گواہی کے بموجب حکم کرے تو اس کا
 حکم نافذ نہیں یعقوب باشا نے سکواہ کر لیا ہے تو دشمن کی قضا بھی دشمن پر صحیح نہیں اس واسطے کہ ثابت ہو چکا کہ اہل قضا وہ ہیں جو اہل سے شہادت کا مصنف نے
 اپنی شرح میں کہا ایک فاسق دیا جس کے مفتی شیخ الاسلام ابن الدین ابن عبد اللہ اعلیٰ نے قال و کذا یقبل العدۃ ولا یقبل علی عدۃ کہا مفتی ابن الدین نے
 اور اس طرح عدۃ کو مقبول نہیں اس کے عدو پر ہم جلی عدو کو مراد قاضی کا مکتوب ہو دوسرے قاضی کی طرف قاضی کا تہ دشمن کے مقدمہ میں اور جلی سے ذیقہ و قریبی

اراد نہیں کہ جو کہ خط پر عمل کرنا ہوا تو جہیز میں نہیں جھکے اس جہیز کا مطلب بھی ظاہر ہوا اور ضمیر قال راجع سے منہی ذکر کر کے طرف کیوں کہ یہ عبارت مصنف کی
 شرح میں موجود نہیں کرتے بلکہ وہاں نقل میں شرح الوکعبانیہ انا فوضیر لقلماعندنا و بیننا القضاہ لوالقاضی حال لکھ کر مصنف نے اپنی شرح میں
 علامہ عبد البر کی شرح دیبانیہ سے یہ نقل کیا کہ دشمن بر قضاہ قاضی کے لئے کی نقل نظر نہیں پڑی ہمارے نزدیک اور نقاد قضاہ لائق سے مگر قاضی عادل ہوا
 قال ان وکعبان تحت لائن علیہ لم یجسر قلت بسم اللہ العکال یحضر من الناس جاک انھن اور ابن وہبان صاحب دیبانیہ نے بطریق بہت کے کہا
 مگر قضا اپنے دشمن پر قاضی کے علم سے ہر تینے بوجہ اسکی دانست کے قضاہ نہیں اور اگر شہادت عدول جو لوگوں کے سامنے دیا تو ضرور وہی کا قلت
 و اعتدلت القاضی علی الذین فی سطوح شہہ فقال لہ ولو علی عدلہ قاضی حکمہ ان کان عدلہ لا محرم ذاک واذہم و اختار بعض القضاہ و فضل
 ان کان بالعلیہ قاضی ان یقبلہ وان یکن یجوز من الملاء و بشاہدۃ العدل قیلاہ بین کہتا ہوں اور مہتا دیا کہ قول ذکر پر قاضی علیہ الذین اپنی طرف
 میں سو رہا کہ اور اگر لینے دشمن پر قاضی نے حکم کیا اگر قاضی عادل سے قریب حکم بھیجے اور بہتر اور لینے علمائے پسند کیا اور یوں تفصیل کی جو کہ اگر قاضی
 نے اپنی دانست پر حکم دیا تو مقبول نہ ہوگا مگر اگر قضاہ جہات کے سامنے شہادت عدول سے تو مقبول ہو قلت لکن نقل فی البحر والعین قاضی
 والمصنف و فیہ صرح عند مسئلہ التعلیل من الجائز عن الناصح فی تہذیب آدمی لفااضی للتحقیق ان من قاضی شہادۃ لہ فی قضاہ
 ومن قاضی قضاہ لا یقتضی علی کتابہ انھن او کا تصریح فی اعتبار المصنف کا لا یخفی قلیعند وکافی تحقیق الشافعیہ الی
 وین خطہ نقلت انا لو قاضی حلیہ شہادت عدول نہ بطل قضاہ فلیحفظ من کہتا ہوں بحر الرائق اور میں اور زیلعی اور مصنف وغیرہ
 سلطان عالم کی تقلید قضا کے مسئلہ کے اس خصاص کی تہذیب دیبانیہ میں اس سے یہ نقل کیا کہ جو کہ شہادت با زنیہ کی قضا یا زنیہ کی جسکی قضا با زنیہ اس کے
 کمرتب یہ مہتا نہیں تھے کلام الناصح اور یہ قول میرے ہاں میرے کہ اندھے اور قول میں جہیز مصنف نے تن میں اعتبار کیا چنانچہ یہ پرستید نہیں فرمائی
 اعتبار کرنا چاہیے اور یہ کہ قاضی پر دلی محقق شافعی نے اور دلی کے قول سے یہ نقل کیا کہ اگر ایک شخص بر قاضی نے حکم کیا پر اسکو دشمن قاضی کی عداوت ثابت کر
 تو اسکی قضا بالطل سے ہو کہ اور کہا یا ہو و فی تہذیب الوکعبانیہ للشرعیہ لانی ثم انما ثبتت العدول و بھو قد ذلت و جرح و قیل فی لا یجوز
 تعمر ہی عنہ الشہادۃ و ہا و قلت فیہما لخاصۃ کتھا و وکیل ہما وکیل فیہ و وشی و نہر لانی اور شرعیہ لانی کی شرح دیبانیہ میں سے یہ قول
 ثابت ہوا ہے امذ ذلت اور زنیہ اور قتل کرنے دلی کے نہ فقط غاصت سران غاصت ان شہادت ہو اس مقدمہ میں جس میں غاصت واقع ہو گئی ہو
 شہادت وکیل کی شہد میں جس میں وہ وکیل نہیں اور جس شہادت دلی اور شریک کی ہم سے دلی کی گواہی اس امر میں مقبول نہیں کی اور سکر دست کی
 اور بہ شریک کی مال شرکت میں کذا فی الطحاوی والفاقی لا یقیم مقبلاً ان الفتوی من امور الدین والفاقی لا یقبل کوکہ فی الدیبا تباث
 ملک افراد العینی اختارہ کثیر من المتأخرین و جرح بہ صاحب الجہم فی منیہ ولہ فی شرحہ عبادات بلیغہ و ہو قول الاثنیۃ الثالث قاضیہما
 اور خاسق صلاحیت نہیں کہتا منہی پر یہی لینے امام کو فاسق کا منہی مقرر کرنا لائق نہیں اس واسطے کہ فتویٰ دین کے امور جو اور فاسق کا قول و بیانات میں بدل
 نہیں ہونا کا مخرج ابن ملک علامہ میں نے اتنا زیادہ کہا اور کہ بہت متأخرین فقہائے اختیار کیا مگر اور ہی یہ صاحب میں نے اپنے من میں یقین کیا ہے
 اور میں کی شرح مجہد میں عبارات بلینہ ہیں اور میں نے شک نہ کیا ہے قریل سے و ظاہر مافی القویۃ انہ لا یجوز استفتاء اذ قال کا بسطہ المصنف اور
 جو تحریر میں ہے اسکا ظاہر مطلب یہ کہ فاسق کو فاسق سے فاسق لینا اور مسئلہ چنانچہ بالاتفاق علما میں چنانچہ کہ مصنف نے اپنی شرح میں بیان کیا مگر
 قیل لہو یصلح و بہ جزم فی الذکر لا ینہی ہذا لاجل ان نسبت الخطا اور قول ضعیف یہ کہ ان فاسق منہی گری کی صلاحیت دیکھتا ہوں اور ہی قول
 کہ میں یقین کیا مگر اس واسطے کہ منہی فاسق قول مراد کیا جانے میں کرشش کرنا جو نسبت خطا کے خوف سے یعنی اس طرف سے کہ کوئی اسکو غلطی کہو
 طحاوی نے کہا بہتر یہ تھا کہ مخرج حد نسبت الخطا کہنا اس واسطے کہ مذہب میں اس لئے کہ اس نے ان فی القاموس والاختلاف فی اشتراط طحاوی
 وعقلاء و شریک مصنف ہم شیطانیہ لاخریتہ و ذکر لہینہ و نطقہ فیہم انما لاخریتہ لا قضاہ اور علما میں خلاف نہیں منہی کے اسلام اور نقل

ثبتت عداوت
 جہیز و جہیز
 و جہیز و جہیز
 و جہیز و جہیز

غیر لا آتونی فی الفقہ ووجوبہ کما یجہد فیہ فیقول فیہ برآئہ اور لم یقطع منہ اور جب قاضی پر کوئی اور شکل ہو اور اسکی رای او سبب نہ ہو یعنی اسکا
اجتہاد کسی شے پر واقع نہ ہو تو علمائے مشورہ سے اور اس کے اقوال میں سے خوب تر قول کو نال کرے اور جس قول کو ٹھیک اور حق جانے لپے حکم کرے جو نادر
قول پر کہ اس کے سوا جو مگر بہر صورت میں جب کہ غیر قاضی فقہ اور وجہ اجتہاد میں قوی تر ہو تو اب قاضی کو اپنا اجتہاد ترک کرنا بمقابلہ اجتہاد فقہ اور اسکی جائزہ سے
ہم یہ مجتہد قاضی کے حق میں محمول ہے قنایہ عالمگیر میں سے کہ اطراف جوانب کے علمائے مشورہ لینا خطا لکھ کر سنت قدیمہ سے عادت شرعیہ میں اور اگر قاضی مجتہد
نہیں تو بہر صورت اختلاف جواد کے نزدیک ہے اور کچھ ہو اور اسکا قول سے مرید ایک عالم سے مشورہ لینا کافی ہے لیکن چند علمائے مشورہ لینا جو طبع و عقل والی کے
ان کو لیکن مجتہد افعلیکہ تقلید ہم واتباعہ را ہمہ فاذا قضی بخلافہ لا یقصد حکم بہر صاحب لم یقطع نے کہا اور اگر قاضی مجتہد نہ ہو تو اس پر تقلید مطالب
مذہب اور اونکی رای کا اتباع واجب ہو تو اگر خلاف اس کے حکم کر لیا تو اسکا حکم نافذ نہیں کامتسے در صورت اتفاق اتباع جمیع مذاہب واجب اور بہر صورت
اختلاف قول منہ کا اتباع لازم ہے کہ لے الخطا والمصير في كذا في القضاء في ظاهر الرواية وفي رواية ابو ابي رافع في القضاء في القرض في
عقار في ولاية على الصحيح خلاصه و یہ یقینی جزا یہ شہرہ ہوتا قاضی کے حکم جاری ہو نیکی شرط ہو ظاہر الروایۃ میں اور روایت الزہد میں شہرہ
ہونا شرط نہیں تو حکم اسکا جاری ہو گا وہیات میں اور اس میں میں جواد قاضی کی حکومت میں واقع نہیں بنا پر قول صحیح کے کہ انی الظالمہ اور اسکی قول
غیر ظاہر الروایۃ پر فتویٰ ہے کہ انی الزاویۃ اخذ القضاء من شوق السلطان اولفوقہ وہو عالم کما او بشفاقہ جامع لقصودہین وقنایہ
ان مجتہد اور راشی ہوا و اعوانہ لعلہ شریلا لیلۃ وحکمہ لا یقصد حکمہ قاضی نے جہدہ قضا لیا بادشاہ یا اسکی قوم کو رشوت دیکر مالدار
قاضی رشوت دینے سے واقف ہو یا سفارش کر کے قضا کی کہ انی جامع لقصودہین ہوتا وہاں پیغمبر یا قاضی نے خود رشوت لی یا اس کے علمہ سے دیکر اسے
قاضی کی دہشت میں اور حکم کیا تو اسکا حکم نافذ نہیں ہم جب قاضی نہ کر کا حکم نافذ نہ ہوا تو اس کے عقود اور موقوف سبب باطل ہیں حدیث میں راشی اور راشی
اور راشی پر لعنت وارد ہو راشی وہ ہی جو رشوت دی اور راشی وہ جو رشوت لے راشی وہ جو رشوت دے و رشوت دینے میں متوسط ہو سکے یا نہ رشوت حاصل ہو لی
جو رشوتی نے کہا کہ انی یا نیکیے قاضیوں کو اس لعنت کی بشارت سننا چاہیہ خصوصاً صاحب کے قاضیوں کو طرفہ ماہر اچھے کہ بعضا قاضی جو رشوت دیکر قضا لیتا ہے
اگر اسکو ملا مت کیجی تو کہتا ہے کہ ہم ایسا سلسلے رشوت لیتے ہیں تا منہب قضا محفوظ ہے اور جاہلون اور قاضیوں کے ماہرہ میں نہ پڑے اور حق تعالیٰ پر کوئی چیز
مخفی نہیں سچ و سچ میں بیابان سے منقول ہے کہ ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر قاضی دت تک لوگوں میں حکم کرے ہر معلوم ہو کہ وہ رشوت خوار ہے تو جس قاضی کے ہاں
اس کے مقدمات کا رافع ہو اسکو لائی ہے کہ اس کے جہم قضا کو باطل کر دی جزا یہ میں جو رشوت دیکر قضا لیتا عام ہو کہ خود قاضی ہے یا اور کوئی شخص قاضی
علم میں چرا لائی میں ہے کہ اگر قاضی کے عمل میں سے کوئی رشوت لگا قاضی کی نادرستی میں تو اس صورت میں قاضی کا حکم نافذ ہو گا اور یہ جو مصنف نے اختیار
کیا کہ رشوت لینے سے قاضی کا حکم نافذ نہیں ہوتا یہ ایک قول ہے اقوال ثلثہ سے جنکو بحر الاثنین من فضول عمادی سے نقل کیا سطر کے ایک قول یہ حکم کہ جس شخص نے رشوت
لی او سبب حکم نافذ نہیں اور اس کے سوا اور مقدمات میں نافذ ہے اور یہ قول شمس اللمہ کا عقائد ہے اور دوسرے قول یہ ہے کہ دونوں میں حکم نافذ نہیں اور تیسرا قول
یہ ہے کہ دونوں میں نافذ ہے اور یہ بڑی کا قول ہے اور شرح القدر میں اسکو ترجیح دی ہے اس دلیل سے کہ حامل امر رشوت یہ ہے کہ موجب فسق ہے اور مالا کہ فسق
موجب عزل نہیں تو روایات اسکی قائم ہے والدہ تعالیٰ اعلم کہ لطف اللہ ہادی تھمہ رشوت بغیر دفع و کسر ادا ل مراد فی جمل سے بعضوں نے کہا کہ رشوت دینے
جسکو بشرط اعانت دی اور یہ بڑی جو حسین اعانت شرط نہ ہو رشوت چار قسم ایک قسم وہ ہے جو اخذ اور منوطی لینے دینے والے اور لینے والی دونوں پر حرام ہے
تقلید قضا اور امارت پر رشوت دینا اور لینا دوسری قسم وہ ہے جو قاضی کو دے دے حکم کے واسطے یہ بھی آخذ اور وسطی وہ دونوں پر حرام ہے خواہ حکم حق ہو یا باحق -
تیسری قسم وہ ہے کہ رشوت دی اسواسطے کہ اسکا امر درست کر دے جسے اسکا کام بنا دی سلطان اور حاکم کے نزدیک خواہ دفع ضرر ہو یا جلب منفعت
یہ لینے والے پر حرام ہے نہ دینے والے پر قسمیہ میں ہے کہ ایک شخص نے قرض معاف کر دیا اسکو کہ اسکا کام سلطان کے پاس بنا دی تو معاف ہوا گا کہ
رشوت ہے اور قسم ثالث کے حلال ہونے کا جملہ لینے والے کے واسطے یہ ہے کہ آخذ کو ایکن رات یا دو دن تک بقدر رشوت نوکر کہہ دے کہ یہ جارا ہے مجھ سے

دفعہ رشوت
حاکم ان

نزدیک کے متعلق جو باتیں کہیں ہر آدمی کے سامنے ہوں گی اور اس وقت سے پہلے کہ ادا کرنے والی ذات کا اقرار کیا جاتا ہے
 یعنی اس سے پہلے کہ اس نے شہرین اور سپر کو دفع کر دیا کہ اس پر ادا میں ایشام کیا تو یہ اقرار کیا جاتا ہے اور یہاں پر حجت لازم ہے زمین نے اس وقت
 کا جواب دیوں دیا کیا اقرار ہم نہیں اس واسطے کہ یہاں اقرار ہوا اس طاعت پر جو اس پر واجب متعین تھی یعنی وہ شخص ناظم تھا اور ناظم پر حفاظت رعایا
 اور دفع فتنہ واجب ہوا اور دلیل اس جواب کی وہ جو غلامہ وغیرہ میں ذکر ہو کہ یہ تین قسم سے ایک وہ جو دونوں جانب سے طاعت سے صرف محبت کے
 واسطے دوسری قسم وہ جو جانبین کو حرام سے لینے پر لینا ظلم کا مدعا دہی کے واسطے تیسری قسم یہ کہ لینے والے کے طرف سے حرام جو نہ دینا والے کے
 طرف سے یعنی دفع ظلم کے واسطے تھوڑا دینا اور جلد اس کا یہ ہو کہ اس کو ایسا کر کے دینا کے واسطے پورا دے اس سے کام لے بستر ظلم کا
 کام کرنا اور سپر جانز جو اسے اور بلا شک اس فعل کا اس کو لینے اور پس پائنا کو اقرار کرنا جائز نہیں چنانچہ تو مسلم کو کچھ لینے دفع ظلم اعظم پر واجب جو نہ جان
 کہ اس کا اقرار جائز ہو چکی قسم رشوت کی وہ جو دفع خوف کے واسطے دی لینے ظلم دفع ایسا کہ خوف ہو خواہ خوف جان کا ہو یا مال کا تو یہ رشوت و بڑ
 والی پر طاعت سے اور لینے والے پر حرام سے اور درایہ میں اس قسم رابع ہو چکی کہ اس کو لینا جو جس کو شائع کر لے الفہر قادی مالگیری میں سے اور رشوت
 کی ایک قسم یہ کہ ایک مرد دوسرے کو کچھ مال بطریق پر دے دے اور اس کا مطلب سلطان کو درست کر دے اور اس کی حاجت کا میں ہو اور یہ وہ دوسرے
 دوسرے اول یہ کہ حاجت اس کی حرام ہو تو اس میں دینا والے کو دینا اور لینے والے کو لینا طاعت نہیں دینا پائی یہ کہ حاجت اس کی حرام ہو چکی ہے تو وہ نہیں
 میں پہلی صورت یہ کہ شرط کرے کہ یہ اس واسطے دینا ہو اس کی حاجت سلطان کے نزدیک کری اس پر دینا کیونکہ طاعت طاعت نہیں اور اس میں استغفار ہو
 کہ دینا طاعت سے یا نہیں بعضوں نے کہا کہ طاعت طاعت نہیں اور بعضوں نے کہا طاعت طاعت ہے اور ملت عطا اور افاضہ کا یہ جملہ سے کہے نزدیک کہ اصل مقدمہ اس
 ایک دن رات کا اقرار و مقرر کرے تاہم اس کا کام کرے بوجہ اس مال کے جو شک ہو چکا تھا تو یہ اقرار دیکھ جو راہبر حق اقرار ہو چکا ہے اس پر اس پر
 اختیار ہے چاہے اس سے وہی کام لے چاہے دوسرا کام غرض کہ یہ جلد ہو تو یہ میسر ہو کہ وہ کام جس کے واسطے اس کو بطریق اقرار دیا گیا اس کام میں یہ
 اختیار میسر ہو چکا ہے پیام رسالت اور آیت اس کے اور اگر تاجارہ و جان ہوگی تو اقرار دیکھ نہیں اور مسئلہ کو اسطرح دینا اس جملہ کے طاعت ہو یا نہیں
 اختلاف ہو بعضوں کے نزدیک طاعت نہیں اور بعضوں کے نزدیک طاعت ہے اور یہی جیسے ملت عطا کا قول اس سے یہ اس وقت ہو جب کہ اس کو قبل اس
 مقدمہ دیا اور اگر لے سستی مقدمہ اور بعد سکتا از ظلم و یا تو لینے والے کو لینا طاعت ہے اور لینے والے کو لینا طاعت ہے کہ یہ کہ یہی قول ہے جو دوسرے
 صورت یہ کہ دوسری مقدمہ کو شرط کر دی لیکن مطلب اس کا یہ دینا سے بھی ہے کہ سلطان کے پاس اس کی حاجت کرے اس صورت میں اختلاف
 شائع ہو اگر شائع کا یہ قول سے کہ یہ کہ یہ نہیں ہے یہ وقت ہو جب کہ قبل اس مقدمہ کے دونوں میں مبادیات ہو چکے ہیں اور یہی دینا لینے کی تہا
 ہوا اور اگر دونوں میں مبادیات کی عادت ہو قبل اس کے بسبب دوسری یا قرابت کے پورا ہو یہ دینا چاہے قبل اس کے یا نہاں پورا ہو اس کا مقدمہ درست
 کرے تو یہ خوب بات ہو کہ یہ عرف سے حسان کا حرام سے اور اگر کم کا کم سے اس پر فتنہ القدر میں ہو کہ اگر حد یہ با شرط ہو لیکن بالیقین معلوم ہو کہ
 اس پر طوہر یا لایا کہ اس کی حاجت کرے سلطان کے نزدیک تو شائع ہمارے سپر میں کہ اس کا کچھ مفاد نہیں اور اگر اس کا کام با شرط ہو بلا طبع کہ وہی پورا
 اس کے وہ یہ دینا طاعت سے کہیں کہ یہ مفاد نہیں اور عبداللہ بن مسعود سے جو اس میں کہتے متقول سے سو وہ دینا اور لغوی سے انہی دینے کا
 لو جملہ کو کہ یہ سب لگائی جملہ شہر باخذ وینہ و یقین فی الیہ قضاء تاحیہ فنادی المصنف لکن فی الفہم من قیل یہ اس کے الشفاء کہ فی اللہ
 احسن یا و شفاء فی الذرازیہ بزاد و لکن لم یحل الطلب بالشفاء و اس میں مفاد مذکور کہ اس سے کہ آدمی عہد قضا کر دیو والے کو کچھ دینا کہ وہی کہ ہر
 اس میں ختم ہو گیا کہ اس کی قضاء ہو جو اگر کوئی فنادی المصنف لیکن فی الفہم میں کہ جو فاضل ہو یا وہ شافعیوں کے وہ اس کے اندر جو
 جو فاضل ہو یا بطریق استیجاب اور غرض الفہم کے فائدہ نرا یہ میں سے اتنی زیادتی کے ساتھ اگر جو طلب قضا شافعیوں کے واسطے سے طاعت نہیں ہم یہ
 ہر شہر کہ جو فاضل نہیں کہ جو فاضل اس میں سے نہ کہ وہ پورا لوگان عدل لا نفس بالحق یا و بغیر ہا و حق لآلہ الشفاء مستحق العزل و

در صورت دعوی بتیسوی الکراضی جدیدی بحالی عہدہ قدیم طلب کری تو فاضی اوس سے کہے کہ زانی اپنی اہمیت ثابت کرے اور اسکو متولی کرے انتہی بحر الزمان میں جو اگر
قاضی متعین ہو اسطرح کہ اوس کے سوا کوئی لیاقت قضا نہ کہتا ہو تو اب اوس پر طلب قضا واجب ہو تا حقوق مسلمین محفوظ رہیں اور ظلم ظالمین دفع والا دستہ **الغنیۃ**
والمالکیۃ طلبت القضاء لیسأل اللہ کوشترا للعلیہ اور صاحب غلام نے کہا اور شافعیہ اور مالکیہ نے سب کہا صریح طلب قضا کو شخص گناہ کے واسطے نہ کہ اوس کا
علم ظاہر ہو **ویشتر المقلد الاقدم والا ولی بہ** اور سلطان قاضی کا معین کرنے والا اوس شخص کو اختیار کری جو قادر تر اور اس عہدہ کی واسطے بہتر ہو اور جو
سوی یعنی تنفیذ قضا میں قادر تر ہو اور اپنے غیر سے بہتر ہو یعنی جو علم اور فہم اور علم میں فضل ہو اسکو یہ عہدہ جلیلہ عطا کری جو طبرانی میں ابن عباس سے مروی
ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص متولی امر مسلمین ہو کسی شئی میں پیروہ حاکم اور عامل کرے ایک مرد کو اور عالاکم وہ جانشین کہ ان میں
یعنی مسلمین میں کوئی شخص ایسے بابر محل سے اور اوس سے زیادہ تر عالم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا اتقا الیہ اوس نے اللہ کی اور اوس کے رسول کی اور
جماعت مسلمین کی نیابت کی اور مانند اسکے مستدرک حاکم اور مسند ابو یعلیٰ موصی میں مروی ہے اور سلطان کو لازم ہو کہ قاضی کا رزق بیت المال سے مقرر
کری اور قاضی کو بیت المال سے لینا جائز ہے اگرچہ وہ غنی اور فقیر اور دالا ہو اور اگر کچھ نئے اور شد علی قضا کری تو فضل سے اور مہل سپہین قول جو اللہ تعالیٰ
مال یتیم میں جب کہ وصی اوس کی کارندگی کرے **(وَمَنْ كَانَ عَدِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ قَفِيًّا فَلْيَسْأَلْ بِالْكِتَابِ)** یعنی جو غنی ہو وہ عفت اختیار کری اور جو
فقیر ہو تو دستور کی موافق نہایت عذر فاروق سلیمان بن ربیعہ اعلیٰ کو بعدہ قضا پانسو درم کا شمارہ دیتے ہیں بقدر کفایت او کی عیال کے اور شریح قاضی کو ستر
درم شمارہ دیتے تھے اور علی مرتضیٰ شریح کو پانسو درم دیتے تھے اسو سطر شریح کے عیال فاروق عظم کے وقت میں کم تھے اور غلہ ارزان تھا اور حدیث فقہی
میں او کی عیال بکثرت تھی اور غلہ گران تھا تو قاضی کی روزی میں کچھ نقد راہ در حد نہیں بقدر کفایت چاہیو کیونکہ یہ بہتر نہیں اسو سطر کہ قضا پر جبر لیا عیال
کذا فی النہج **وَلَا يَكُونُ قَاضِيًا إِلَّا مَنْ كَانَ خَلِيفَةً لِّرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** اور قاضی بدخل سخت دل متکبر غریبہ و دناخت پسند
معاذ حق نہ ہو کیونکہ وہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے احکام شرعیہ جاری کر نہیں خلیفہ ہے ہم مینی نے کہا مقصود قضا سے رفع فساد ہو اور اخلاق
مذکورہ تو آپ ہی فساد ہیں فی اطلاق اسم خلیفۃ اللہ خلافت تنہا رخنہ اور خلیفہ اللہ کے نام بولنی میں خلاف ہو کذا فی التارخانیہ ہم بعضوں کے
نزدیک جائز ہے قاضی کو خلیفہ اللہ کہنا ہوا سطر کہ خلیفہ اللہ خلیفہ الرسول کے معنی پر محمول ہو اور بعضوں کے نزدیک جائز نہیں شاید ہوا سطر کہ **الغنیۃ**
بانیہ علیہم السلام سے مانند آدم اور داؤد علیہما السلام کے **وَلَمْ يَخْلُصْ مِنْهَا الْقَلِيلُ أَيْ أَخَذَ الْقَضَاءُ مِنْ خِصْفِ أَيْ الظُّلْمِ وَالْجَوْرِ أَيْ أَحَدٌ هَا**
الْمُكَرَاهَةِ اذن کمال اور مکروہ تحریمی سے قضا کا قبول کرنا اوس شخص کو جو ظلم یا عاجزی ہو اور ظلم اور جبر میں سے ایک چیز کراہت کے واسطے کافی ہو کذا ذکرہ
این گمان ہم اکثر نسخہ درختائیں کہہ تقلید ہو اور مصنف کی شریعتیں کہہ تقلید ہو اور یہی مناسب ہو اور اسطرح ملکہ قاضی میں و التقلید رخصت ہو اور بہتر التقلید رخصت ہو
کذا فی لطیفی ولان تعین کہہ ادا مینہ لا ینکر فیم ثم ان **الخصم قد فرض عینا والا کفایہ** ایجو اور اگر بارہ ہو جو خوف ظلم عہدہ قضا اوس کے واسطے متعین
ہو یا د شخص ظلم یا جبر سے خوف ہو تو قبول قضا مکروہ نہیں کذا فی النہج پر اگر لیاقت قضا اوس شخص میں منحصر ہو تو قبول کرنا فرض عین اور نہیں تو فرض کفایہ ہو
ہم فتح القدیر میں جو محل کراہت ہو وقت ہو جب کہ قضا اسپر متعین نہ ہو اور اگر اسی پر منحصر ہو تو قبول قضا فرض میں ہے اور سپر واجب ہو کہ اگر ظلم وغیرہ
سے تھا ہو ہو مگر یہ کہ سلطان سے فصل خصوصیات ممکن ہو انتہی **وَالْمَقْلَدُ لِرُخْصَةِ أَيْ مَبَاحٍ وَالْمَوْلَى لِعَيْنِ مَبَاحٍ** عند العالمہ بزازیہ فلا ولی حد مہ اور
قضا کا قبول کرنا رخصت ہو یعنی مباح ہو اور ترک قضا عزیمت ہے اکثر فقہاء کے نزدیک کذا فی الزازیہ تو عدم قبول قضا بہتر ہے ہم در صورت عدم خوف ظلم
قبول قضا مکروہ نہیں ہوا سطر کہ کیا رصاحبہ اور تابعین نے قضا قبول کی ہے اور نہایہ میں ہے کہ بعض فقہاء نے نزدیک قضا میں داخل ہونا جائز نہیں مگر بہتر ہے
سوا اور ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہو اور ہم یہ ہے کہ دخول رخصت ہو اور امتناع رخصت انتہی تو بموجب اسکے اولے عدم دخول ہے اور تولی ضعیف یہ ہے جو
کہ دخول نے قضا جبریت ہو اور امتناع رخصت ہو زازی نے کہا عامہ شاخ قول اول پر ہیں اور تم القدیر میں ای پر ہیں کیا ہو اس دلیل سے کہ اکثر خطبہ
پڑھی ہو اوس شخص کے گمان میں جو اپنے نفس پر عدال کا گمان رکھتا ہو ہر اوس سے خطاف اوس کے ظاہر ہوتا ہو کذا فی النہج و عیال کا کھل اللہ

فتح القدرین ہو کہ اگر بادشاہ نہ ہوا نہ وہ جو یہ تقلید قضا جائز سے چنانچہ جسے بلا دین میں اب کا ترغاب ہو گوہن جیسی قریب میں تو مسلمین پر واجب ہو کہ جہلہ مسلمین ایک شخص پر اتفاق کریں اور شکوہ الی قرار دیں پھر وہ قاضی کو مقرر کرے تا وہ اوہیں جھیند کیا کری اور بطرح ایک شخص کو امام شہزادین جو کہ جسے پڑا کرے اور یہ وہ قول ہے جس کے طعن نفس مطمئن ہو تا جو قاضی پر ہما کرنا چاہیے کہ ان فی الہند حصن سلطان الحکماء و احکم النبی اذا جعلت التولية صح الفکر اذا اذکر فی قصاصہ النباخی الی قاضی العدل تغذ لا ذیل لا ذیل بجزم الناصحی اور جائز ہو قضا قبول کرنا خارجوں کے بادشاہ اور باغیوں کا اور جب کہ اہل بغاوت کی تولیت قضا صحیح ہوئی تو ان کا معزول کرنا بھی صحیح ہے یعنی اگر قاضی عادل کو معزول کر کے قاضی باغی مقرر کرے تو صحیح ہے اور جب کہ قاضی باغی کا مرافعہ ہو قاضی عادل کی طاعت تو اس کو جاری رکھے اور بعضوں نے کہا کہ جاری نہ کری اور اسی پر یقین کیا ہو تا ہی ہم بحر الرائق میں ہے کہ قاضی باغی کی قضا نافذ ہے جسے فساق اہل عدل کی قضا نافذ ہے اس واسطے کہ قول اربع میں فاسق ملاحیت قضا کی رکھتا ہو اور یہی قول معتبر ہو تا ہے تو معلوم ہو کہ قول ناصح خلاف معتبر ہے فاذا اعتل القضا طلب بان قاض قبلہ یعنی التیجارات پر جب کہ عہد قضا پر قبضہ ہو تو قبل کے قاضی سے دیوان یعنی سجلات کو طلب کر و ہم دیوان محل میں جسے جریہ حساب ہی پر حساب پراد کا مطلق ہو اور ہر موقع حساب پر ادربیان مراد وہ تہلیان اور بستے میں جنہیں سجلات اور محضر وغیرہ ہوں دستور یہ ہے کہ قاضی دوشے لکھتا ہی ایک اپنے پاس رکھتا ہو کہ شاید اس کے طرف کا محو حاجت ہو اور دوسرے قسم کے ماتحت بننا ہو اور جو حصہ کم فائدہ ہیں وہ ہمارے کے لائق نہیں تو قاضی مضبوط و شخص بالیک امین کو بھیجے تا قاضی معزول یا اس کے امین سے کو افندہ کر دے اور ہر ایک کا غذا کا حال اس سے پوچھو اور ہر قسم کو علمدہ علمدہ پہلی میں رکھے تا نکالنا آسان ہو پھر بعد قبضہ کے اس پر مہر کر و فیکر خوف سو سچل وہ جس میں خصوصیت تھا امین اور اقرار دہا علیہ یا انکار اور حکم شہادت یا تکول ہر طرح پر نہ کہ در جو کہ شہادہ نہ سے اور ہر کو محض ہی کہو بن اور مسک و شہریم یار بن اور اقرار وغیرہ مکتوب ہو اور محبت اور وثیقہ تینوں کو شامل ہے اور حال کے عرف میں سجل دہ ہو جو کہ شاید وہ قاضی کے پاس نا اور شہر قاضی کا خط نہیں اور محبت دہ جس میں سجل سے واقعہ منقول ہو اور اس کے اوپر قاضی کی علامت ہو اور پیچے اس کے شاید دن کا خط ہو اور جو کہم دیا جائی کہ ان فی الطحاوی عن البر و نظری حال المحبوسین فی سجن القاضی اور قاضی نظر کر و اون قیدیوں کے حال میں جو قاضی کے قید خانہ میں ہیں ہم یعنی قاضی ایک ستم کو قید خانہ میں بھیجے اور وہ قیدیوں کے نام اور ان کی اخبار اور ان کے مفید ہونے کا سبب لکھو اور دریافت کر و کہ کس کو آزاد کو قید کیا و اما المحبوس فی سجن الی الامام النظر فی اسوالمعروف اور جو شخص حکم کے قید خانہ میں مجبوس ہو امام یعنی بادشاہ پراد کو حال کا نظر کرنا لازم نہیں کہ اسے ادب آگاہ و الا اطلقہ سوجس قید کو ادب دینا لازم ہو تو اس کو ادب دی یعنی تقریر دی اور نہیں تو اس کو چھوڑ دی ہم یوں کہنا سنا سنا جیسا کہ بحر الرائق میں شرح ادب ہے کہ اگر اگر مجبوس کا کوئی قضیہ ہو تو چھوڑ دی اس واسطے کہ جاتر مجبوس لائق تادیب ہو مگر اس سے قضیہ متعلق ہو گا اور اس سے استدلالی قید الا اطلقہ لکھو اور کسی کو شب باش نہ ہو نہ دی قید میں مگر اس مرد کو جو غریزی میں نافذ ہو و تفتقہ من لیس له مال فی بیت المال لیس اور اس قید کا خیر جس کے پاس مال نہیں بیت المال میں ہے کہ ان فی البر یعنی مفلس مجبوس کی خوراک اور پوشاک بیت المال میں ہو اور یہی حکم ہے مشرکین کے مجبوس کا اور شہزادہ کہ اس کا کام پر ایک مرد صالح کو مقرر کر و جس کے پاس ان کو نام لکھو ہوں اور جو شخص کا خرچ ماہ ماہ و تیار ہو اور شہر شخص کو بلا کر اپنے ماتحت ہو کہ ان فی الطحاوی فمن اقرضه حرج او قاض علیہ بئنة الزمة المحبس کل من سکن و قبل الحق سو مجبوسین میں جو جوئی کا اور کرے یا اس پر گواہی قائم ہو تو اس کو جس لازم رکھو کہ مسکین شرمین ذکر کیا اور قول ضعیف یہ ہے کہ اس پر حق لازم کرے یہ قول یعنی اور ابن ہمام کا ہے و الا نادى علیہ بعد لما برى لوطی لکھو بکفیل بنفسہ فان ابى نادى علیہ شہر اخر اطلقہ اور اگر اقرار یا گواہی ہو تو اس پر سنا دی کہ اگر جسد کہ عدت قاضی کی راہ میں آوی ہو تو اس کو چھوڑ دی اس سے مافرضان لیکر سوا کردہ مافرضانی و جو سے انکار کر و تو اس پر سنا دی کہ اگر دی پھر اس کو چھوڑ دی ہم طریقہ اندالون ہو کہ قاضی اپنے جلاوس کے وقت محلہ میں سنا دی کہ یہ بھیجے کہ وہ کار دی کہ جس کو فلاں بن فلاں مجبوس پر کچھ دعوی ہو وہ مافرضان ہو تا اس کی راجحاری ہو و علی الودائع و علی الوقف بئینہ او اقرار ذی البیضاء و قاضی محل کر و اسواں مدینت اور محاسن و قفیل بن کر و

دوسم نے حکم فرمایا اس کو کہ ہم ایک قسم کی ضیافت کریں مگر کہ اس کے ساتھ اس کا ختم ہو اور بطرح عبدالرزاق اور دارقطنی نے روایت کی اور بواسطہ کہ تین
 میلان سے کذا نے لغت لغت لو فعل ذلک معہما جاکہن مان اگر سکو و وزن کے ساتھ کری تو جائز ہے کہ انی النہم نہر الفائق میں ہو کہ ضیافت
 میں اسد ہما کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر دو وزن کی شے ضیافت کرے تو جائز ہے اور قیاس اسکا یہ ہو کہ اگر دو وزن کو سرگوشی کری یا دو وزن کے طرف
 کشاھی اشارہ کری تو جائز ہے اچھے دلا میتر شہ فی مجلس الحکم مطلقاً و لو بغیرہا لکذا ہا بہ تھا کیہ اور قاضی خوش طبعی نے حکم کی مجلس میں مطلقاً اگر چہ
 خصمین کے سوا اور کسی سے کری اس واسطے کہ خوش طبعی سے مہابت اور رعب نہیں ہوتا ولا یکنہ جحۃ وعن الثانی کا باس بہ عینی اور قاضی کسی مدعی یا مدعیہ
 کو حجت نہ سکھا دی اور ابویوسف سے روایت ایک یہ بھی ہے کہ تلقین حجت میں کچھ مضائقہ نہیں کذا فی لہنی ہم تلقین حجت اس واسطے جائز نہیں کہ سین ہمت ہو
 اور دوسرے کی دل شکنی ہے ولا یکن الشاہد شہادۃ واستحسنہ ابو یوسف فیما لا یستقلک بہ زیادۃ علیہ اور قاضی شہاد کو تلقین شہاد
 نکری اور تلقین شہاد کو ابویوسف نے پسند کیا ہے جس تلقین میں شہاد کو زیادہ دلہنت حاصل نہ ہو ابویوسف اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ جس شہاد پر
 اور ہیبت غالب ہو سو وہ شہاد شہادت سے کچھ ترک کری تو مضائقہ نہیں کہ قاضی اسکی سطح اعانت کری کہ تو گواہی دینا ہے ایسی اور ایسی بشرطیکہ محفل
 نہ ہو اور اگر محفل نہ ہو سطح پر کہ مدعی پندرو سو کا دعویٰ کرے اور مدعیہ پانسو کا منکر ہو اور شہادہ ہزار کی شہادت دی تو قاضی کہے کہ شاید مدعی نے پانسو
 کو جو ہون اور شہادہ اس کو علم حاصل ہو سو معافی کے قول سے اپنی شہادت کو دعویٰ مدعیہ موافق کر لے جس طرح قاضی نے تلقین دی تو یہ بالاتفاق
 جائز نہیں جیسے تلقین احد الخصمین جائز نہیں اور متوسطین سے کہ طرفین کا قول غریمت ہو اور قول ابویوسف رخصت ہے اس واسطے کہ جب ابویوسف مبتلا بقضا ہو
 اور دیکھا کہ ہیبت مجلس قضا سے شہادہ داعی شہادت سے بند ہو جاتا ہے تو کہا کہ اگر ہم کو تلقین کریں تو حق ضائع ہو جائی کہ انی الفتح والفتویٰ علی قولہ
 فیما یتعلق بالقضا لزیادۃ تجتہ بآذیہ ازنیہ اور فتویٰ ابویوسف کے قول پر سے تعلقات قضا میں ابویوسف کے زیادہ و تجربہ ہونے کے سبب ہم اقل
 میں ہی برازیہ کے موافق فتویٰ بقول ابویوسف مذکور ہے کذا فی النہر طحاوی نے کہا کہ فتویٰ بقول ابویوسف قضا میں اعلیٰ ہے یعنی اکثری ہے نہ کلی و فی
 الولو الجیۃ یحکمی ان ابایوسف وقت موتہ قال اللہم اناک تعلم انی لم اقل الی احد الخصمین حتی بالقلب الا فی خصوصۃ تصدک فی مع
 الرشید لم اقول بہما وقضیت علی الرشید ثم بکی انہی قلت ومفادہ ان القاضی یقضی علی من ولاہ و فی التلقی ویضہ من ولاہ و
 عدیکو ویسجی اور ولوالجیہ میں حکایت ہے کہ ابویوسف نے اپنی موت کے وقت کہا الی تو جانتا ہے کہ بنو میلان نہیں کیا یعنی میں نہیں چکا احد الخصمین کیل
 یہاں تک کہ دل سے ہی مگر ایک نصرانی کی خصوصت میں مارون رشید کے ساتھ بنو دہ تو نکو برابریں کیا یعنی مجلس میں اور حکم کیا میں نے مارون رشید پر یعنی
 اسکو پرایا اور نصرانی کو جتایا پھر ابویوسف روئے اچھے میں کہتا ہوں اس حکایت کے مسئلے سے معلوم ہوا کہ قاضی کا حکم جاری ہے اس بادشاہ پر جس کو
 قاضی مقرر کیا اور طبقہ الاجر میں ہے اور قاضی کا حکم معتمد ہے اس سلطان کو قلع اور رخت میں جس اسکو تاقاضی کیا اور اسکا ذکر آگے آوے گا **فروع مسائل**
 لمحۃ شایع کے فی البدایہ من مجملۃ آداب القاضی انہ لا یطعم احد الخصمین بل سکان لا یعرفہ الا خبر بائع میں ہو کہ مجملۃ ادب قاضی یہ ہے کہ قاضی
 کلام کری احد الخصمین سے اس بولی میں سکو دوسرے خصم نہیں جانتا یعنی اس واسطے کہ یہ خبر لہ کلام مخفی کے ہے و فی التنازع خانۃ والا حوط ان یقول
 للخصمین تمکرم یکنکما حتی اذا کان فی التقلیل یحلل یصیر حکماً یحکمہا اور تارخانہ میں جو اور زیادہ تراصیاط یہ ہے کہ قاضی مدعی اور مدعیہ
 کو کہ مہار یا بن میں حکم کردن اگر قاضی کی تقلید قضا میں کچھ خلل ہو گا تو قاضی حکم اور پنچ ہو جائیگا و وزن کی حکیم سے ہم نے قاضی حکم کریکی دو وزن
 اجازت ہے جب وہ کہیں کہ حکم کچھ تب حکم کری فائدہ اسکا یہ ہے کہ اگر تقلید قضا میں کچھ خلل ہو مثلاً رشوت دیکر عہد قضا لیا ہو تو بطور نجات کے فیصلہ سمجھ
 ہو گا کذا فی الخطا و قضی الحق لغیرہ السلطان بالاسستیان شخصہ من العلماء یکرّمہ برازیہ قاضی نے فیصلہ دیا ہے کیا پر بادشاہ نے اسکو
 حکم کیا کہ پھر مرے سے علامہ کے سامنے فیصلہ کر دینے دعویٰ اور گواہی سن کر تو قاضی پرستیان لازم نہیں کذا فی البرازیہ ہم طحاوی نے کہا بحر الرائق میں برازیہ
 یون متول ہے کہ قاضی پر یہ فرض نہیں تو معلوم ہوا کہ ہتیان جائز ہے طلب المقضی علیہ کشف السبل من المقضی لہ یعرفہ علی العلماء

اور ہر دوسری جانب پورے مشورہ کی محتاج کے سبب ہم نے ہر اسطے کہ اس کے مشورہ کی حصول مقصود مقصود سے یعنی ادائیگی میں ولا یتقون عند طوبیہ فاعاد
ان زوجہ لا یحبس بحدہ لوی الحاکمۃ وہو النظار اور اقرار ہوا اور اس کے نزدیک یا وہ نہ نہیں اور مقاد عدم طول کثرتا اور بحدہ ہر کہ جو کسی
زوجہ اور اس کے ساتھ قید کیا جائے اگر فکر کرنے والی رہی ہو اور یہ قبل ظاہر ہے ہم زوجہ اقرار اور حیران میں داخل نہیں تو افادہ مذکور کہان حاصل ہوا اور
یہہ غفل پیدا ہوا ہر الفائق کی صدر عبارت کے خلاف کر سب سے غیر الفائق میں یون مذکور ہے کہ جب مجوس طاع کا محتاج ہو تو اس کی زوجہ یا لونڈی اس کے پاس نہ
اگر وہ ان کا مکان ہو اور اس میں دلیل یہ ہے کہ زوجہ اس کی قید کی جائے اس کے ساتھ اگر وہ حاملہ ہو اس کی اور یہ ظاہر ہے انتہی لیکن اس میں بھی غفل
ہو کہ حاملہ ہو نیکی قید یا مقدم سے مستفاد نہیں بلکہ عدم جس زوجہ مطلقاً ثابت ہوتا ہے ہر الزام میں ہو کہ اگر وہ ہر شمال فساد ہو تو متاخرین کے نزدیک زوج
ساتھ قید کیا جائے کہ انہی الفاظ میں ولی المذکور یحکم من وظیف جاکریتہ لوفیہ خلوق اور ملتے میں ہے کہ مجوس کو قدرت و بیجا اس کی لونڈی کی قربت پر
اگر مجوس میں قنوت ہو ولا یحرم کچھ ولا یحرم کچھ ولا یحرم فیض فغیر اولی اور مجوس میں بخلے ناز جمعہ اور نہ جماعت بچکانہ اور نہ فرض چم کے واسطے تو غیر مقرر
یعنی ہر واجب اور ہر فعل کے واسطے بطریق اولیٰ شغل ولا یحرم فیض جنازۃ ولو کان بکفیل لیللی وفي الخلاصۃ یحرم کچھ بکفیل یحرم کچھ اصولہ و فروعہ
لا یحرم و علیہ الفقیہ اور نہ شغل جنازہ ہر حاضر ہو سکے واسطے اگرچہ خروج ضامن دیکر ہو کہ ان فی شرح الزیلعی اور خلاصہ میں حکم کہ ضامن کی کچھ اپنی قبول اور نہ
جنازہ کے واسطے نہ سوا اس کے اور ہی ہر توفی ہے ولو فرض مرضاً اضماً ولا یحرم فیض من یحرم کچھ یحرم کچھ بکفیل والا لایہ یقینی اور اگر عیاری نے اس کے
تصنیف اور تربیب الہلاک کر دیا اور نہیں ہاں کسیکو جو اس کی خدمت کری تو ضامن کی کچھ اور اگر ایسا ہو تو سخت بیمار ہو یا مردان کو مئی خدمت کرنا اور ہوا یا
تو نہ شغل اس کا توفی ہے ولا یحرم کچھ کچھ و کسب بل ولا یکنسب فیہ و لو لہ دیون کچھ لیسنا ہم فہم یکنسب حاکمہ اور نہ شغل علامہ اور کسائی کہ اس کے
بلکہ مجوس میں بھی کسب کرے اور اگر مجوس کے لوگوں پر دیون ہوں تو خدمت کے واسطے تافیکہ اس جامی ہر قید کیا جائے کہ انہی لغامہ ولا یقصر علی الجہوں الا فی
ثلاث اذا ما تم عن کفارۃ الا نظار و الا لتفاق علی قبیہ والقسم بین نسائہ بعد عطلہ والضابط ما یقوت بالاکتشاف لا الی متخلف اشباہ
اور نہ مجوس ہر ہر و گزین صورت میں ایک یہ کہ کفارہ ظہارہ اور اسے ملنے باوجود قدرت و دوسری یہ کہ اپنے فراتجا محتاج پر مال خرچ کرے یہ کہ اپنی
زوجات کے درمیان باری ترک کرے نصیحت کرنے اور سمجھانے کے بعد اور قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ جو حق کہ غرت ہو جائے تاخیر اور کوئی چیز اس کے قائم مقام نہ ہو سکے
اور اس کے ترک میں غرت ہو کفارۃ الاشباہ ہم ضرب اسوہ ہو مئی کہ تاخیر کفارہ میں زوجہ کا شرم اور زیادتی جس میں قرابت دار کا شرم ہے کیونکہ اس کا شغل غفل
ہو گا نہ گذر جانے سے اور اس طرح مزہ جس میں زوجات کا فتنہ حق ہے قلت و ہر اذافی الوہابیۃ فیہ وان قوتیہ رب دون قید تاذ با و قوتیہ رب
الغنیۃ ان کرہ بین کہانوں اور سبائل شغل ضرب پر وہ مسئلہ زیادہ کیا جائے جو وہابیہ میں ہے یعنی اور اگر مجوس بہا کے تراویہ دینو کے واسطے مارا جائے بدین
بہر ہی ڈالنے کے اور دروازہ مجوس کو مٹی سے بند کرنا کشتی میں مذکور ہے ہم یعنی اگر مجوس کشتی ہو اور مال نہ اور اگر تاہو تو دروازہ چن دیا جائے اور اگر کشتی مریخ
اس میں کہا جائے جس سے روئی پانی بہے دیا جائے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس میں قاضی کی مامی کو دخل ہے جیسا سنا ہے کہ اس کے کہ انی لطلادی ولا یقبل ولا
اذا احتاک فرادۃ فیقینا اذ یقول الی ایس اللموص و ہل یطین اللماب الی ای قیہ للقاضی بزاہیہ اور مجوس کے گلے میں طوق نہ ڈالا جائے کہ جب کہ
نہ اس کے بہاگ جائے کا خوف ہو تو ہر بیان والی جاوین یا اس میں میں بدل یا جائے جو چوٹوں کے واسطے مخصوص ہے اور کیا دروازہ مٹی سے چن دیا جائے اس میں قاضی کا
ہتیار ہو جیسا سنا ہے کہ کوئی کہ انی الزاویہ ولا یجوز اور نہ مجوس پر نہ کیا جائے کہ اسے آزار کر ولا یؤا جو و عن الثانی یوجب لقصاء دینہ اور نہ مجوس
عنت مردوری کر ائی جاوے اور ابو یوسف سے روایت ہو کہ مردوری کر ائی جائے اس کے اور دین کے واسطے ولا یقام بدن کی صحت کچھ لٹی اھانہ اور نہ
ہر صاحب حق کے آگے کہ کیا جائے اس کی ذلت کے واسطے ولو کان بیل لا قاضی فیہ لا ذمہ لیکلا و عا داسی یا خذ حقہ جو اہر الفنادی اور
کر صاحب حق اور شہر میں جو بہان قاضی نہیں تو دیون کے ساتھ نہ اسے رات اور دن بیان تک کہ اپنا حق پا جائے کہ انی جو اہر الفنادی ہم صاحب حق کو ملاز
ن اختیار ہو اور یہ اختیار نہیں کہ دیون کو کسب کرنے دی گھر میں جانے دیو اس کے طرف اشارہ حدیث شریف میں ہو کہ لیس صاحب الحق الیہ واللہ انی ہر ملاز

مرا ہو اور زبان سوخت نہ کرنا اور تنہ کب اور دخول بیت حکومت و شہاد سے بخلاف قاضی کہ اسکو منع اور جس کی ولایت ثابت ہو کر انی ایچ کی
تعیین مسکایہ ای مکان الحکس عند حکم ارادہ صاحب الحق القاضی اور تعین مکان میں قاضی کے امتیاز میں سے جب کہ صاحب حق نے تعیین
مکان کا ارادہ کیا ہو الا اذا طلب المذنی مسکا آخر حقیقہ لذلک قینہ مگر جب کہ مدعی دوسری مکان کی درخواست کرے تو قاضی اسکو اس لئے کہ
الغنیہ دافعی المصنف بیضا لقاوی الہدایۃ فی ذلک لہ صاحب الحق لا القاضی انھی اور صنف نو فوری و قاری جوابہ کے تابع ہو کر
کہ اس میں لینے تعین مکان بن صاحب حق کا اعتبار ہے قاضی کا اسنے وقی التفرک ان لا یجاء لوط طلب حکمتہ فی مکان المصوبین و حق اور
القاضی میں ہر لائق ہے کہ قبول کیا جائے اگر سے سے مجبور نہ ہو علیہ کہ ہر ٹون کے مکان پہنچا سکے اور سخت مکان میں طلب کیا ہو فرض سے مستثنیہ
فی الغیر من المصلیٰ و یجعل للنساء حق علیہن فی التفرک و یجوز لہن من مصلیٰ و منقول ہے اور مرد و زن کے واسطے علیہ مرد و زن سے کہیں با
بایز منہ و نہ کر کے واسطے و لا ثابت الحق المذنی و لودا یتکاد و ہوا صد من درہم بلیغہ علی حکمتہ بطلب المذنی بظہور الظلال
ایکسا ہو اور جب کہ وہ مکان ثابت ہو گیا گواہی سے اگر ہر اسکا حق بقدر ایک انگ کے ہوا اور ایک چٹا حصہ مدعی سے کہ قاضی اسکو ملے فیدہ کرے
مدعی کی درخواست سے بسبب ظاہر ہو جائے تو دہندگی کے مدعی علیہ کے انکار سے مدعی ہوتا ہے سترہ روٹی اور جس کی چارہ ایک تو ایک کچھ کہ میں رہتی چاندی کی
پوری طحاوی نے کہا طلب مدعی فیدہ اس واسطے لکھی کہ بدو اسکی طلب کے قاضی کو جس کا جائز نہیں مگر شریعہ کے قول میں ولا یتثبت بیئہ بک
یا قریہ کہ لکھتے ہیں حبسہ بل یا مین بالاداء فان ابی حبسہ اور اگر مدعی کا حق گواہی سے نہ ثابت ہو سکے مدعی علیہ کے اقرار سے ثابت ہو تو قاضی اسکی جہت
جلدی نکرے بلکہ اسکو ادا کرنے کا حکم کرے سو اگر وہ نہ مانے تو اسکو قید کرے ہم جب کہ اقرار سے ثابت ہو تو اسکی نادمہ کی غلامی نہ ہو بلکہ اسکی جس میں
شتالی نکرے اور ادائی دین کا اسوقت امر کرے جب کہ اس کے ادائی دین پر خود تادیر و طبع برکہ مدعی علیہ دوسری مدعی میں یا دہیت کیا اور
اس کو جو گواہی سے ثابت کیا اور وہ جزا اسکے پاس نکلی تو قاضی اسکو لے اور ادائی دین کرے کہ لافہ النہر و حکمتہ التوحیدی اور اسکے ہمکس اسکی
یعنی اگر من گواہی سے ثابت ہو تو جس میں شتالی نکرے اور اقرار میں جلد جس کرے ہوا واسطے کہ مدعی علیہ کہہ سکتا ہو در صورت گواہی کہ ہمکس اسکی دین معلوم
افترا مگر اب معلوم ہوا میں اب ادا کر دگا اور یہ تمام اقرار میں نہیں ہو سکتا کہ انی العیسیٰ و سخی یا بیکانی الکفر و الدلہ و الاستحسہ الزلیلی اور کفر
اور در میں تربت گواہی اور اقرار میں برابر ہی کی ہے اور نہ جس نے اسکو پسند کیا ہے ہم لینے گواہی اور اقرار دو وزن میں جنس کی تعبیل کرے ہوا واسطے
کہ ایضا دو وزن مجمل سے تو جس میں شتالی نکرے تا وقتی کہ اسکی نادمہ کی بعد اور مطالب کے نہ ظاہر ہو کہ انے اعلیٰ والا اول غنا کا الہدایۃ و لو قایتی
الجم قال فی البصر ہو المذنی حسب عندنا الھی اور قول اہل لینے حق کا قول ہوا یہ اور قایہ اور جمع کا شمار ہو مگر الرائی میں کہا کہ میں نہ ہب قومی ہے ہمارے
مزدیک نہیں کچھ کہہ قلت و فی منیہ المذنی لو ثبت بیئہ یحبس فی اولی قرعہ بالاداء و یحبس فی الثانیۃ و الثالثۃ و ان الا ولی فلیس کل
التوفیق میں کہتا ہوں اور منیہ المذنی میں کہ اگر من گواہی سے ثابت ہو تو اول ہائے انکار بعد الار میں مجبور کیا جائے اور اگر من ثابت ہو تو اسکو قید کرے
اور تیسری بار کا کار میں قید کرے نہ اول بار کے انکار میں تو اب احوال تلمذہ مذکورہ میں اتفاق ہو جائے یا ہو ہم یہ وہ فی من سنی کے قول میں ظاہر نہیں ہونی
اور نہ سرخی کے قول میں اسوہ کہ اس کے نزدیک جس مفرق شتالی سے نہ منکر میں ذبیہ نہیں کہہ سکتے کہ جس مفرق میں تعبیل ہے دوسری اور تیسری
بار جیسے کر میں تعبیل ہے اول بار اور ظاہر یہ قول راجع سے اور راق اور شایع کول کا حکم نہ کر گیا مگر الرائی میں ظاہر نہیں ہو کہ جس حق ثابت
ہو کہ حکم کول اور مطالب ہم میں تاخیر کرے اور طالب اس کے جس کا طالب ہو تو قاضی اس کے جس کا حکم دی کہ لافہ الطحاوی نفسا و یحبس المذنی فی
کل ذبیہ یوجد لالی او ملزم بقیدہ و یحبس و ملحق مثل الشن و لو لم یغنیہ کا لا جن و القرض و لو لک فی والمہر المذنی و ما کرہ و کما لہ و
لو بالدار و لا و کفیل الکفیل و ان کذا و انما ذیہ لانه الترمہ بعقل کا لہ و ہذا ابو المعین خلا کا الفی فافعیان لتقدم المذنی والشرع
علی الصداوی مگر فی الحفظ اور جس کی بای مدیون ہر ایک اس میں جو غرض حوالہ کا لازم کر لیا ہو دین مقدس کہ انی الدرد و الجمع و الملحق انہ ذن میں کے اگر

ممنوع من سفقت بر جیسو امرت اور مانند فرض کے اگرچہ ذمی کا فرض ہو مسلم برادر مانند مہر محل کے اور جو دین کے او سکولانیم سے کفالت سے اگرچہ کفالت بالکر
ہو یا خاص میں کفالت سے اگرچہ خاص میں کفالت سے چونکہ ذانی الزانیہ ہو اسلئے کہ مناس نے دین کو اپنے اوپر لازم کر لیا بسبب عقد کفالت کے مانند مہر کے اور یہ
یعنی ممنوع من فرض اور مہر محل اور دین کفالت میں مجبور ہو نا بلکہ تصدیق دعویٰ محتاجی قول مستند جو بر خلاف فتویٰ قاضی خان کے بسبب مقدم ہونے سنون اور درج
فتاویٰ پر کذا فی البحر تو ہو سکا یا دیکھنا چاہئے ہم قاضی خان نے کہا کہ درمیت دعویٰ افلاس میں نہیں مگر ممنوع من فرض میں اور مہر محل اور دین کفالت میں جس شخص پر
مفسس میں لیکن مجھ فتویٰ سنون اور شرح مذہب کے مخالف جو لہندہ مستند نہیں اشیاء مذکورہ میں جس کی وجہ باوجود دعویٰ افلاس یہ ہے کہ جب مال دیکھا
میں آیت سے مہر اور فرض تو ادائی دین پر قدرت ثابت ہوئی اور جو دین کے بعد التزام کیا مانند مہر اور کفالت کے اس میں بھی قدرت ایضا ثابت ہے کیوں کہ
قبول مہر اور کفالت پر پیش قدمی کرنا دلیل سے قدرت ایضا پر تو مجموعہ کا اور ادسکا قبول کے میں محتاج ہوں مسیح منوگا کیونکہ یہ قول منقض کے مانند جو سبب
وجود دلیل کشادہ دہی حاصل اس علت میں حال غالب کو معتبر رکھا والا شیا مذکورہ کو باوجود افلاس بھی کرتے ہیں کیونکہ مناط حکام غالب پر ہے
نہ نادر پر کہ لئے اطمینان کے قطع علی فی الاختیار بدل الحکم مٹنا خطا مقتنیہ مان اختیار شرح مختار میں بدل غلع کو یہاں شمار کرنا خطا ہو سکا وہاں رہنا
ہم بدل غلع کو یہاں شمار کرنا ہے جہاں جس لازم ہے باوجود دعویٰ محتاجی و زاد القلاہنی اٹھ یحبس ایضا فی کل عین یقنی کھلی تسلیم کا لایم
المعصن فی اور قلاہنی نے اشیاء اور لہندہ مذکورہ پر یہ بھی یاد کیا ہے کہ مدعا علیہ جس کی بجائی ہر ایک اس میں عین میں جس کی تسلیم ہو وہ قدرت رکھتا ہو چنانچہ غصب
کی ہر ہی چیز کا جس میں غیر کا ای خیر صاخر ہو وہ ہر قسم سے قبول بدل خلع و مفسس و مستغنی و دم و عین و علق حیطہ شریائی و اگر تین محتاج و نفقہ
قوت و زوجہ و غیرہ و قبول جس کی بجائی اشیاء اور لہندہ مذکورہ میں اور جس کی تو تین میں بدل غلع بدل مفسس یعنی چیز تلف کر ڈالی او سکا بدل
دم عین بدل ۵ شریک حصہ آنا و کو نا ہر بیات کی ویت کے نفقہ قرابت دارہ نفقہ زوجہ ۹ مہر مہر بدل قلت ظاہر لا ولو بعد طلاق میں کہنا ہوں اور ظاہر
اطلاق مہر مہر محل کا اس پر نالت کرتا ہے کہ اس میں جس میں طلاق کے بعد بھی لئے اگرچہ مہر مہر محل طلاق سے محل ہو گیا تو یہ جس میں دینی نفقات الزانیہ
یلتی الیسار کا اختیار ہونا بخلاف سائر الذہن اور الزانیہ کی نفقات میں جو کہ کشادہ دہی خبرینے سے ثابت ہوتی ہے یہاں یعنی نفقات میں بخلاب
بانی دیون کے کہ دمان فقط ہمار سو ثابت نہیں ہوتی لکن آتی ابن یحییٰ کی بات القول کہ جلیہ مالہ یکتی غناہ و آجہ لیکن ابن نمیر نے فتویٰ دیا کہ تنگدستی
منفی کا قول کے ساتھ مہر سے نہ دیتے کہ او سکی تو نگرانی ثابت ہو تو او سکی طرف مراجعت کر ہم دارستدال ہر ہو کہ تعبیر ثبوت سو متبادر ہے کہ کشادہ دہی
شہادت سو ثابت ہو نہ اخبار ہو اور جواب یوں ہو سکتا ہے کہ دین منفقہ میں ثبوت اخبار ہو ہو احوال اور او سکی غیر میں شہاد ہو کیونکہ او سکی عبارت میں تعین
نہیں کذا فی اطمینان دی ولو اختلک فمال الیہ ہوں لیس بدل مال وقال الدارون اٹھ ہن محتاج فالقول لک لک ہوں مالہ پڑھت دیکھ لک دین طرہ
یجنا و آذنی فی النہر اور اگر دوزن میں اختلاف ہو اور مدیون کہتا ہو کہ مجھے دین بدل مال کا نہیں ہے اور دائن کہتا ہو کہ وہ میں سے متاع کا نو مدیون ہی کا قول
مستبر ہو تا دینی کے صاحب میں گواہی سو ثابت ہو کر چنانچہ ہو سکتا ہو سو میں بطریق بحث کے بیان کیا ہے اور نہ الفائق میں کہ ثابت رکھا ہو ہم مدیون مجبور
ہو گا اگر مدیون فقر ہو فرس سند لیس فی دین ہو محل و کذا الا یتم من الشق فی حلال الاجل وان بعد ذلہ الشق فکفہ فاذا حصل کفہ
منہ حتی یوفیہ کذا اتم وقد منکافہ فی الکفالت مدیون مجبور ہو گا دین بدل میں اور ہی طح سفر طے سے منوع نہیں ہو سکتا قبل کئے دت و حج کے اگرچہ سفر
بعید ہو اور صاحب میں کو اختیار ہو کہ او سکی ساتھ سفر کرے ہر جب دت دین ہو چکے تو او سکوں سفر سے روکے تا ایفا دین کذا فی البدائع اور ہم کو مقدم ذکر
کر چکے ہیں کہ ان کفالت میں ان ادعی لک لک الفقر اذا حصل العسر کا اربعہ کے غیر میں مجبور ہو گا اگر مدعی اپنے افلاس اور فقر کا دعویٰ کرے او
کہ مہل تنگدستی ہے ہم بٹھ ہر شخص کے حق میں مستہل ہے اسلئے کہ ہر آدمی عید المال پیدا ہوا کذا فی الفہم اور میں امر عارض کا دعویٰ کرتا ہے یعنی الدار محل تر
بدون شہادت او سکا دعویٰ مقبول ہو گا کہ لئے البحر الا ان یبکن عثرۃ علی غناہ اسی قدر نہ علی الوقار ولو باقر اض و بقاء کاغیر ہمہ مگر یہ کہ
او سکا صاحب میں او سکی مالدار می اور تو نگرانی گواہی سو ثابت ہو کر مدیون کا قادر ہونا ادائی دین پر ثابت کرے اگرچہ قدرت فرض لینے یا تو مدیون کو قفا کرے تو

لے ایک نسخہ میں خطا کے بعد ظاہر ہے

ولا یقبل برہانہ علی ان احیہ قبل حکمیہ لیکان علی التبعی و صحیحہ عن حق زادہ لا یرقبول نہیں دیوں گے گواہ لانا اپنے افلاس میں جس ہونے سے پہلے
بجب نام برہانہ گواہی کے سے پہلے ہی حکم پر اور برہانہ زادہ سے اس کی کو ہم کہا سے ہم لانا یہ جس گواہی نے پر مقبول نہیں اس لئے کہ جب چند مدت
اور جو اس وقت ہر جگہ کہ اگر اس کے پاس مال ہوتا تو جس کی سہمی نہ ادا نہ ادا اس کی مال کی صاحب بنایا اور کثرت شایع سے ہی تقیم کی سے کہ الی الخ
من البرایۃ و صحیحہ جیسا کہ ہو گا اور غیر مستند زادہ اور علمائے قول شہادت افلاس قبل البس کی تقیم کی ہے ہم اور ہیکہ انوی دیا سے محمد بن فضل اور اس
من ہماروں انی منیہ اور تعمیر بنی کے اور یہی قول سے شامے اور ہر کا کہنے لکھو لکھو علیہ دیکھ کہ اس وقت حکم اس کے قیام کا کہ لا
غیر فی حفظ اور اس میں سند علیہ قاضی کی رائے سے سو کر قضاۃ اس کا افلاس سلم کر کر گواہی قبول کرے اور نہیں تو نہیں کذا فی البہرہ کہ ہوا دیکھنا چاہیے
وکیہ یسارہ اس میں بینۃ عساکر بالقبول لان الیسارہ کارہ من والیسارہ لایستات اور گواہی الداری مدیون کی حق بالقبول ہوا دیکھ
افلاس کی گواہی سے اس لئے کہ الدار ہذا امر مار غرض ہے اور گواہان نزاعات کے واسطے ہیں یعنی کو واسطے ہم لئے اگر طالب گواہ لانا مطلوب کی الداری
اور مطلوب گواہ لانا افلاس میں اس صورت میں الداری کی گواہی حق بالقبول سے بدیل گذشتہ تعذر لو بہن سبب عساکرہ و شیخ زادہ فضل
لا یقبل انما عارضا لہ یحتمل اعتدالی النہر مان اگر مدیون اپنے غلطی سے جانیے کا سبب بیان کرے اور گواہ اس کی گواہی میں ثواب افلاس کی گواہی
مقدم ہوگی بستیات کرنے شہادت نہ کرے کہ امر عارض کر لئے یہ گواہی اثبات کی برہانہ کی کہ لئے البتہ بخلاف اور یہی پر ہر الفانی نے کہا دیکھا و فی
القبول لان تعذر بکثیر و مقدار مالک قیلک والا کہ یکن قبول کا لکھا فامک للصلوب و وہی یکن و المسببہ معی فامک للمستحکم لا یقبل اور
تنبہ میں سے کہ اگر تہر دالار کی قاضی کے وقت بیان کریں اس مقدار کو جس کا مدیون الگ ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر مقدار بیاں کریں تو اس کا قبول
کرنا ممکن نہیں اس واسطے کہ جو اس واسطے گواہی قائم ہوئی ہے اور وہ سکر ہے اور گواہی جب سکر کے واسطے قائم ہو تو مقبول ہیں و انہ یجلس الموقر
لا لہ جزاء الظلم قلت و یجوز فی الجحہ انہ یباع مالہ لداکینہ عیدہا وہ یعنی و یجوز فلا ینالہ حبسہ فتنہ اور جو سبب الداری داری
کیا ہوا اس واسطے کہ جس نے اسے ظلم کین کہنا ہوں اور کتاب الجور میں کہے آدیا کہ مدیون کا مال اس کے دین کے واسطے چم بیا جانا ہی چم بیکے نزدیکی
اسی کا نو سے اور اس وقت میں تو اس کا جس لئے نہیں رہتا تو خیر اور جو با ہم لئے بوجہ قول سنتے ہیں ان پر کمر دین ادا کر کے وہ چم بیا جانا چم بیا پر وہ
جس کی مان باقی رہا ولا یجلس لہ امضی من تقدر وجہ و ولک اذا ادعی الفقر لان قضی بالانہا لیس بدال لالی ولا ینتہ بعقد علی
محقق تو کہ حشمت علی قیاسہ حبس بطلک اور قیہ کیا جائز اور یہی کے نفقہ گذشتہ کیواسطے جب کہ وہ اپنی مناجی کا دعوی کرے اگر یہ قاضی
نفقہ دینے کا حکم ہی کر دیا ہوا اس واسطے جو حق ہو گا کہ نفقہ بدل نہیں اور نہ اس کو لازم ہوا ہے بسبب عقد کے چنانچہ نہ کہ ہر چکا یہاں تک کہ اگر تہر پر وہی
الداری شہادت سزا بت کرے تو اس کی درخواست سے جس ہو گا ہم غلامہ جیسے کہ نفقہ واجبہ مجتہد میں جس نہیں در صورت ادعای فقر گواہ میں تہر
جب کہ زور ہوا اس کی الداری ثابت کرے کذا فی النہی بل یحبس اذا برحمت علی یسارہ و بطلکھا کما لو ان ان یفقد علیا و ادعی انہ و نہ و نہ
حبس حیاء طلعہ بکے زوج نجوس ہر جب کہ اس کی الداری گواہی سے ثابت کرے عورت کی درخواست سے چنانچہ اگر مردانہ کرے زور ہوا اور وہی خرم کرے
سو اپنے اصول اور فروع پر منتج کرے کہ جس کو بیا جانے اور لوگوں کے بلائے کے واسطے قلت و هل یحبس لکھ لہ لابی لم آبا وظاہر تقبل
لا لکن تا مومن لہا شہادہ لا یفہم لہ حبس الا و فتنہ یفیدہ فتنہ عند الغنوی بن کہنا ہوں اور کیا آدمی مجوس ہوا اپنے محرم کے سبب اگر
نفقہ دینے سے روک دیا کہ نہیں کیا اور ظاہر تقید فقہاء یہ کہ مجوس نہیں ہے تقید زور ہوا اور اصول اور فروع اس کی مقتضی ہے کہ محرم کے نفقہ
مدیون سے مجوس نہیں ہو لکن جو دایت شہادہ مذکور ہو چکی کہ نہ دایا مجوس مگر نہیں صورت میں مقید جس پر تو مال کی کیونہی کہتے کہ وقت ہم غلامہ صورت نہ کیا
صورت یہ ہر جب کہ اتفاق ہو کر اپنی قریب پر اور مردانہ قریب سے غیر اصول اور فروع میں کیونکہ مول اور فروع افادہ میں اعلی نہیں اور انارہ میں کسی کا نفقہ
واجب نہیں مگر قریب ہر محرم کا طحاوی نے کہا میں کہنا ہوں کہ یہ دل جائز نہیں قول مریم ہوا اس تقید کی طرف جو کہ مذکور مانجہ و وہی جی حبس

[illegible]

فاسق

کہ کہ ظاہر مذہب میں کہ ذکر الزم سے دلیسے دین کمال ہم ضامنہ مقام پہنچے کہ جب قاضی نے امر مجتہد فیہ میں اگر مختلف فیہ جان کر حکم کر دیا تو وہ مجتہد علیہ
 ہو گا تو دوسرے قاضی پر اسکی تنفیذ واجب ہے یہ مشہور میں ہے جبکہ کہ قاضی نے اپنے مذہب کے موافق حکم کیا اور اگر اپنے مذہب کے مخالف حکم کیا تو اگر
 لیسان مذہب کے حکم کیا تو امام کے نزدیک قاضی ثلثے ثلثے اسکو جاری کرے اور اگر عدل حکم کیا تو اس میں دین و دینیت میں لینے تنفیذ اور عدم تنفیذ اور حاکم
 کے نزدیک لیسان اور عدم دونوں صورتوں میں اسکا حکم نافذ کیا ہے اس واسطے کہ اسکو اپنے اسکا حکم کیا جو خود اس کے نزدیک خطا ہے اور فتویٰ
 صاحبین کے قول پر ہے کہ ثلثے شرع الوقایہ طحاوی نے کہا یہ مجتہد قاضی کے حق میں محمول ہے قنیه میں حق کہ قاضی مجتہد جب اپنی مذہب کے مخالف حکم کرے
 تو نافذ ہو گا اور حاکم القدر میں ہے کہ فسق صاحبین کے قول پر جو اس واسطے کہ مجتہد فیہ میں اپنی مذہب کے مخالف سہوا یا عمدتاً قضا نافذ نہیں اسکو حکم کرنا جائز ہے
 عمدتاً سہوا یا عمدتاً قضا نافذ نہیں اسکو حکم کرنا جائز ہے اور ناسی کی قضا اس واسطے نافذ نہیں کہ مقلد نے اس کی تقلید نہیں کی مگر اس کے مذہب کی
 ہی نہ اس کے فیر کے مذہب اور یہ سب مجتہد قاضی کے حق میں ہے اور قاضی مقلد کہ تو سلطان نے اتنی واسطے قاضی کیا ہے تا وہ ابر حنفیہ کے مذہب
 پر مشاک حکم کرے اور وہ خلاف نہیں کر سکتا تو وہ بربست حکم مخالف موقوف اور بکالائق میں دعویٰ کیا کہ مقلد قاضی جب غیر کے مذہب پر حکم کرے
 یا روایت نسیمینہ یا قول ضعیف پر حکم کرے تو نافذ ہے اور اسکی قوی تر دلیل وہ ہے جو برازیہ میں ہے کہ اگر قاضی مجتہد ہو اور فتویٰ لیکر اپنے مذہب کے مخالف
 حکم کرے تو نافذ ہو گا اور دوسرے قاضی کو نفس حکم جائز نہیں محسبہ نزدیک خود اس کو فیکو اپنا حکم توڑنا جائز ہو اور ابو یوسف کے نزدیک جائز نہیں انتہی مافی
 البرزازیہ اور جو قاضی القدر میں ہے وہی قول معتد علیہ مذہب میں اور برازیہ کا قول صاحبین کی ایک روایت پر محمول ہے اس واسطے کہ ہایت کا یہ ہے کہ قاضی
 مقلد جسو اپنے مذہب کے مخالف حکم کیا نیز اس قاضی مجتہد کے حق میں ہے کہ مخالف حکم کیا اور مجتہد میں صاحبین سے روایت قوی مذکور ہو چکی کہ حکم
 اسکا نافذ نہیں مقلد کی قضا بطریق اسلے نافذ ہوگی کہ لے لہذا دعویٰ شہر بلائی نے کہا اور برٹن میں بھی قاضی القدر سے ہی بقول ہی شہر بلائی نے کہا کہ
 یہ حق صریح ہے جسکو اس وقت تک کہ لے لہذا دعویٰ شہر بلائی نے کہا اور برٹن میں بھی قاضی القدر سے ہی بقول ہی شہر بلائی نے کہا کہ
 فتویٰ دیکھا اور گویا کہ قیستہ و آسانی کر دینے کے واسطے سے تو ہر کو اور کہنا چاہیے ہم خلاف اسکو فتویٰ دیکھا اور گویا کہ قیستہ و آسانی کر دینے کے واسطے سے تو ہر کو اور کہنا چاہیے ہم خلاف اسکو
 اختلاف مجتہدین کو جانتا ہوا نہ جانتا ہوا بین الفرس کہا تو اگر بدریہ میں ہیں کہ ہا ہوں لائق یہ ہے کہ علم بالاختلاف کو شرط نہ لکھیں خصوصاً ہمارے واپس
 اسکو کہ جہاں جو فیکو قاضیوں کو اپنی مذہب کی معرفت حاصل نہیں ہے وہی علم مذہب بقیہ مجتہدین پر اور اس خلاصہ سے روایت مذکورہ کو نقل کیا ہے اس واسطے
 نے کہا مذکور ہو چکا کہ یہ یعنی مشترک علم مذہب مجتہدین قاضی مجتہد کے حق میں ہے یعنی جب ثابت ہو کہ علم مذہب مجتہدین مجتہد قاضی کو لازم ہے نہ مقلد کو تو
 اپنی مجتہدیت زمانہ کے عدم علم لاؤ کر کرنا مکمل ہے اس واسطے کہ قضا و زمانہ مقلد محض ہیں نہ مجتہد بعد غوی صلیحین میں خصوصاً علی صاحبہم و حاکم
 دعویٰ مجتہد کے ایک قسم سو دوسرے قسم خاصہ ہر قسم میں ہے کہ بعد دعویٰ طرف ہو الزم کا یعنی قاضی حکم کو لازم کرے بعد دعویٰ مجتہد کے جو صادر ہوا ہو اس کے
 سامنے یعنی قاضی قاضی کے رو برو ہونے طحاوی نے کہا بہتر یہ ہے کہ طرف مذکور کو مان کے قول یعنی حکم قاضی کی طرف راجع کیجئے یعنی قاضی اول حکم
 ہو قیہ نافذ کرے جب کہ قاضی اول کا حکم دعویٰ مجتہد کے بعد واقع ہوا ہو اور حصار شہود اسل شہر نہیں بلکہ اثبات قضا و ثلثے کا ہے برازیہ میں ہے
 کہ ایک شہر کے قاضی نے ایک مرد پر مال کا حکم کیا اور سبل لکھدی پر قاضی رگیا اور اسے نے اپنے خصم کو حکم علیہ کو دوسرے قاضی کے پاس حاضر کیا اور قضا
 اولیٰ کر ثابت کیا تو قاضی ثانی زیر دستی اس سے مال دلا دی بشرطیکہ پہلا حکم صحیح ہو اور ضرر سے نام لینا قاضی کا اور بیان اس کے نسب انتہی دیکھا کان
 فیک حکم بدھیا کا خیر میں اور اگر ایسا نہیں تو یہ افتا ہو تو اپنے مذہب پر حکم کرے تو غیر اسکے کہ لے لہذا دعویٰ شہر بلائی نے کہا کہ حکم سے مراد افتا ہو بشرطیکہ قول
 کان افتا اور اس واسطے کہ بدون دعویٰ حکم نہیں ہوتا ہے طحاوی نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ کان افتا حکم اولیٰ کے طرف راجع ہو جو بدین دعویٰ صحیح صادر ہو
 انتہی خلاصہ مطلب یہی ہے ہوا کہ اگر قاضی ثانی کے رو برو دعویٰ مجتہد واقع نہ ہو افتا قضا سے یعنی طلب تو یہی جو نہ طلب قضا تو قاضی ثانی اپنی مذہب کے موافق
 فتویٰ دے اور قاضی اول کہ حکم کو جاری کرے اور حاصل مضمون طحاوی یہ ہے کہ جب قاضی اول کا حکم صادر ہو بلا دعویٰ صحیح تو وہ افتا ہوتا ہے قضا

سائیدہ لادو تو ابن دعی کے گواہ مقبول ہوں گے۔ عورت کے اور صاحبین کا بھی بھیجی تو ان سے انہی کے لئے لفظ وَأَسْكَنْتُ مستثنیٰ حایین الاول مسائل
 منہا اذ عیساہ میدا تا غلا سکیتھا تا ریخا اور شہادہ کے مشیرون شے کیے چند مسائل کو اول سے ملتے یوم موت سے جو داخل قضا نہیں از اجلا یہ سید
 کہ دو شخصوں ایک چیز میں میراث کا دعویٰ کیا تو میراث اس کے واسطے سے جسکی تاریخ سابق تھے ہم ہر شخص سے کہنا ہے کہ بعد چیز میری سے میو ہر کہ اپنے آپ
 میراث میں پایا ہے اور وہ چیز تیسری شخص کے قبضے میں ہے تو یہاں تاریخ مقدم کا اعتبار ہوگا اور اگر دونوں نے تاریخ مذکور کی یاد و لون ہے ایک ہی
 تاریخ بیان کی تو وہ چیز دونوں میں نصف نصف ہوگی کذا فی لفظ وَبَرَّهْنُ الْوَكِيلِ عَلَى كَالَيْهِ وَخَلَّوْهُمَا فَكُنَا الْمَطْلُوبُ مِنَ الْمَطْلُوبِ بِالْمَطْلُوبِ
 قبضہ دیکھ دیکھ اپنے وکالت گرامی سے ثابت کی اور ثبوت وکالت کا حکم ہو گیا ہر یوں مطلوب ہے و ابن طالب کی موت کا دعویٰ کیا یعنی طالب مر گیا بعد
 توکیل کے تو دفع صحیح ہے تنہا دکیل اب مطالبہ نہیں کر سکتا اس واسطے کہ موکل کی موت کے بعد وکیل کے واسطے حق قبضہ باقی نہیں رہتا لفظ وَمَنْ يَكْسِبُ
 یہاں حکم کہان ہے جو کہی کہ یوم الموت تحت الحکم داخل نہیں یہ تو فقط دفع ہے دعویٰ کا برہنہ أَنَّهُ تَرَكَهُ مِنْ آبِيهِ مُنْذُ بَنِيهِ وَكَرِهَ أَنْ يَكُونَ
حَالِي مُنْذُ سِتِّينَ لَمْ كَسْتُمْ وَفِيهِ كَسْتُمْ دعی گواہ لایا کہ اس نے غلامی چیز کو والد کے باپ سے خرید کیا ایک سال سے اور والد گواہ لایا باپ کی برت پر
 د سال سے فوت کی گواہی سچ ہوگی اور دوسرا قول یہ ہے کہ سمیع ہوگی ہم اشتنا بنظر قول ثانی ہے اور عدم سماع عمر حافظ کا قول ہے قیہ میں ہو کہ
 یہی قول صواب ہو کہ انہی لفظ وَيُطْلَقُ أَنَّ الْقَضَاءَ بِالْبَيِّنَاتِ عِبَارَةً عَنْ دَفْعِ الزَّاعِ وَالْمَوْتِ مِنْ حَيْثُ أَنَّ مَوْتَ لَيْسَ مَحَلًّا لِلزَّاعِ لِوَقْفِهِ بِأَثْبَاتِ
بِخِلَافِ الْقَتْلِ فَإِنَّهُ مِنْ حَيْثُ هُوَ مَحَلٌّ لِلزَّاعِ كَمَا كُنْهَ اور برہید اسکا ملنے موت اور قتل کے تفرقہ کی حکمت کا یہ ہے کہ قضا بالیقینہ عبارت ہو فی
 نزاع سو اور موت اس راہ سے کہ موت محمول نزاع نہیں کہ نزاع مرفوع ہر اثبات موت سو یعنی موت سو کوئی حکم متعلق نہیں اور میراث کا سبب منفذ ہر موت سو
 پہلو جو حقیقت کہ موت ہوگی مال اسکا وارث پایگا بلا خصوصیت زمانہ موت بخلاف قتل کہ وہ من حیث القتل محل سے نزاع کا چا پختہ نہیں ہم انیاس میں
 محمول محمد نے دونوں میں فرق بیان کیا ہے سطر کہ قتل سے حق لازم متعلق ہوا ہے اور موت میں کوئی حق لازم نہیں تو فیہم اس اجمال کی یہ ہے کہ قتل بظاہر
 نہیں قضا من بادیہ سو اور عورت کے گواہ مقبول کرنا نکاح پر زمان متاحسین چنانچہ مسئلہ سابقہ میں مذکور ہو چکا استطاق ہے اسکا جو قتل سے لازم ہو گیا
 یہ نہیں ہو سکتا کہ قضا مقتول ہو زمان سابق میں پھر زندہ باقی رہے اور نکاح کرے غلامہ بھیجے کہ ثبوت قتل جو حق لازم کا متعلق ہے تو عورت کو گواہ لائے
 اعتبار کے نہ ہوں گے بوسطہ نفس استطاق لازم اور ابن کے گواہ باپ کی موت پر ایسے نہیں اس واسطے کہ یہاں عورت کے گواہ متعلق استطاق حق ابن نہیں
 کہ ابن وارث ہونے سے زوجہ کے ساتھ بستر طر حالت افرادین وارث ہونے سے تو دونوں گواہیوں میں درباب ارث تعارض ہوا اس کے استطاق اور اثبات
 میں لہذا عورت کو گواہ یہاں مقبول ہو کہ انہی لفظ وَيُطْلَقُ الْقَضَاءُ بِشَہَادَةِ الْوَكِيلِ وَبِظَاهِرِ الْوَكِيلِ اور نافذہ قاضی کا حکم کہ بیکی گواہی و ظاہر و
 باطن میں ہم امام کے نزدیک اگر سبب بوسطہ سبب معین دعویٰ کرے اور چھوٹے گواہ لاد اور قاضی تحلیل یا تحریم کا حکم کرے تو قضا نافذ ہو ظاہر اور باطن میں کذا
 فی لفظ غلام ظاہر سے مراد یہ ہے کہ اگر مثلاً سب سے ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا تو نافذہ عورت کو مدعی کے سپرد کرے اور عورت سے کہے کہ اپنی ذات
 اسکو تسلیم کر کہ وہ تیرا زوج ہے اور نفقہ وغیرہ کو لازم زوجیت کا حکم کرے اور نفاد باطن سے مراد یہ ہے کہ مرد کو سطر اور عورت کو تکین عند اللہ طلاق
 اس واسطے کہ رجال غلام ہیں اللہ تبارک کے اور نسلا لونڈیاں ہیں اور موی کو ولایت اجبار ثابت ہوا اپنے ملکوں کے نکاح میں اور ولایت اللہ تعالیٰ
 کی کامل تر ہو زمین کی ولایت سو اپنی ذاتوں پر کہ انہی لفظ وَيُطْلَقُ الْقَضَاءُ بِشَہَادَةِ الْوَكِيلِ وَبِظَاهِرِ الْوَكِيلِ اور نافذہ قاضی کا حکم کہ بیکی گواہی و ظاہر و
 عقد مزید کا انشاء شائع کی جانب سے حیث کا ان لفظ وَيُطْلَقُ الْقَضَاءُ بِشَہَادَةِ الْوَكِيلِ وَبِظَاهِرِ الْوَكِيلِ اور نافذہ قاضی کا حکم کہ بیکی گواہی و ظاہر و
 کذب کو سنجامتا ہر محل قابل کی فید اس واسطے لگائی کہ عورت کیسی مشکوہ ہو معیت وہ امر قہ یا مدعی محکم ہو بسبب معاہرت یا رضاع کے تو قضا نافذ ہوگی
 کیونکہ محل قابل انشاء نکاح نہیں ہر الرافق میں فتح القدر ہو کہ اگر قاضی کذب شہود کا عالم ہو تو قضا نافذ نہ ہوگی کذا فی لفظ وَيُطْلَقُ الْقَضَاءُ بِشَہَادَةِ الْوَكِيلِ وَبِظَاهِرِ الْوَكِيلِ
 والفسوخ کا قائلہ و طلاق لفظ علی رضی اللہ عنہ شہادۃ رَوَّجَاكَ قَضَاءُ شَہَادَةِ زَوْجٍ نافذ ہو تو قضا نافذ نہ ہو کہ اور خیر

اور ایک مسئلہ
 میں بعد رافق
 اللہ عنہ
 لفظ الرافق
 یعنی عیساہ شاد
 علی مرتضیٰ وہ
 کا اول عورت کا
 الخ

شایع ذکر کر چکا کہ اسے ابطال دینا منہ سے نکلتا ہے۔ ولو کان ما یذکر علی اللغائب شرطا لیا یدعیہ علی الحاضر کا اذ ادعی اعقب علی من
 انہ علی عقیقہ بتطریق زوجہ زید و برہن علی التطلیق بکتابہ زید لا یقبل فی الاصل اذا کان فیہ ابطال حتی الغائب فلو
 لم یکن کا اذ ادعی طلاق امرانہ یدعی حصول نرید الدار یقبل لعدم ضرر الغائب اور جو دعویٰ کیا جائے غائب پر اگر وہ شرط ہو اس دعویٰ کی
 جو حاضر پر اذ ادعی جو چاہے اگر غلام نے اپنے بیان پر اسکا دعویٰ کیا کہ اس نے معلق کیا میرے حق کو زوید نے زید کی تطلیق پر اور گواہ لایا زید کی زوجہ کے
 طلاق واقع ہونے پر زید کی غیبت میں تو گواہ مقبول نہ ہو کہ قول صحیح میں جب کہ اس میں حق ثابت کیا ابطال ہو چاہے مطلق ہو یا زوید کا صورت ذکر و برہن
 تو اگر غائب کا حق باطل نہ ہو چاہے اگر زنی نے اپنی زوجہ کی طلاق نیکے دخول دار پر معلق کی ہے یوں کہا کہ اگر زید گھر میں داخل ہو تو اس کی وجہ مطلق ہو
 تو ثبوت دخول دار کے گواہ مقبول ہوں گے بسبب عدم ضرر غائب کے یہ زید کا کچھ ضرر نہیں دخول دار کے ثابت ہونے میں ہم قضائی شرط میں غلام شام
 ہو اور صحیح ہے کہ مقبول نہیں سبب اور شرط میں فرق ہے کہ سبب اصل سے نسبت سبب کا ماضی ثابت ہو گا ماضی سبب کا یعنی غائب کا امانہ وکیل کے اور
 ایسا نہیں جب کہ شرط ہو یعنی شرط اصل نہیں ہے نسبت بشرط تو حاضر غائب کا ثابت نہیں ہو سکتا کہ اسے صدر شرط لیتے ہیں اثبات العیق علی
 الغائب ان یدعی المشہود علیہ ان الشاہد عبد بن فلان فذکرہن للذی ان مالک الغائب اعتقہ تقبل اور اثبات عتیق علی الغائب
 حیثون میں سے ایک جلیل ہے کہ مشہود علیہ یعنی مدعا علیہ مدعی کا فلاں شخص کا غلام ہے سو گواہ لادعی کہ اس کے مالک غائب تو اسکا
 آزاد کر دیا ہو تو گواہی عتیق کی مقبول ہوگی و من حیث الطلاق حیلة الکفالة ہر کس کا معلقہ ابطال ہے اور حیث طلاق سو حیث ہر عورت کی ہر کی کفالت کا
 معلق بطلاق عورت ہم صورت ما ذکی ہے کہ عورت ایک مرد پر دعویٰ کرے کہ تو نے کہا ہر کہ اگر تیرا زوج طلاق دی تو میں تیری ہر کا ضامن ہوں جو
 زوج پر ہے سو اس نے کفالت کا اقرار کیا اور طلاق کا انکار کیا سو اس نے طلاق پر گواہ قائم کئے تو طلاق اور کفالت کا حکم ہو گا مطلقا مدعی کہا بیان سے
 متن تک جتنی مسائل ہیں وہ قول ضعیف پر متفرق ہیں چنانچہ منع الغفار میں اسکی تصریح ہے اس واسطے کہ من قبل شرط مضر ہیں غائب کی واسطے جامع الفقہین
 میں جو کہ باوجود اسکے ارفاضہ اسپر حکم کیا تو حکم نافذ ہو گا اختلاف مشایخ کے سبب دعوئی کفالتہ بنفقۃ العیال معلقۃ بالطلاق اور نفقۃ
 عدت کی کفالت معلق بطلاق کا دعویٰ ہم صورت ما ذکی ہے کہ عورت نے ایک مرد پر دعویٰ کیا کہ تو نے کہا ہر کہ اگر تیرا زوج تجھکو طلاق دی تو میں نفقۃ عدت کا
 ضامن ہوں سو اس نے کفالت کا اقرار کیا اور طلاق کا انکار کیا سو عورت نے طلاق پر گواہ قائم کئے تو طلاق اور کفالت کا حکم ہو گا مطلقا مدعی کہا بیان سے
 و من اراد ان لا یرتی فی حیلہ ما فی دعویٰ الذاریۃ ادعی علیہ ان زوجہا الغائب طلقہا وانقضت عدتہا وتزوجها فاقوت ہر وجیہ
 الغائب وانکث طلاقہ فذکرہن علیہا بالطلاق یقضی علیہا انہا زوجۃ الحاضر ولا یختصم الی اعادة البیئۃ اذ احضر الغائب اور جو شخص
 ارادہ کرے کہ زمانہ کرے تو اسکا حیلہ وہ جو برازیہ کی کتاب الدعویٰ میں ہے کہ دعویٰ کیا ایک عورت پر اسکا کہ اس کے زوج غائب نے اسکو طلاق دی اور اسکی
 عدت منقضی ہوگی اور مدعی نے اس سے نکاح کر لیا سو عورت نے غائب کی زوجیت کا اقرار کیا اور اس کے طلاق دینو کا انکار کیا تو مدعی نے عورت پر گواہ
 طلاق ثابت کر دی تو عورت پر حکم ہو گا کہ وہ زوجہ جو حاضری اور اعادة شہادت کی حاجت ہوگی جب کہ شخص غائب ماضی ہو گا ہم مطلقا مدعی کہا کہ اگر
 یہ دعویٰ درست ہو تو اسکو حیلہ کہنا بلا وجہ ہو اور ذکر عدم ارادہ زمانہ جو ہر اور طریقیان شایع اسکا موہم ہے کہ دعویٰ دروغ میں ہے حیلہ جاری ہو اور
 حالانکہ ایسا نہیں بلکہ ایسا فعل اگر الکر میں ہو اور ظاہر کلام برازیہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ ہر مان طلاق مثبت زوجیت ہو حالانکہ دولوں میں لازم
 نہیں ہوگا کہ ہر مرد کو گواہی طلاق اور نکاح پر دونوں پر قائم ہوئی تو اب ظاہر ہے اسنو دعوئی قاضی علی غائب بلا تاخیر یقبل فی احوال الرد اہل
 عن اخصائیا ذکرہن من اخصائیا فی باب خیال الغائب اور اگر قاضی نے حکم دیا غائب پر بدو ن تاخیر کے تو قضا نافذ ہوگی حنفیہ کی نظر الودایتین میں بیان
 کیا ہے اسکو ماضی کرنے کے برخلاف العیق باب میں ہم مطلقا مدعی کہا کہ یہ محمول ہے مصورت پر جب کہ مفقود کی منفعت کی واسطے حکم ہو اور مطلق غائب میں ہے
 الرافق میں جو کہ اس سے کہ قضا علی الغائب کی شفا ذریعہ ہے بہت لوگوں نے یہ کہا کہ یا ہر یعنی وہ حکم ہو میں کہ خواہ قاضی شافی ہو جسکے مذہب

اور دوسری چوکی اور سکا قبول کرنا درست ہو اور بیچ کا حکم ایک وارث سے باقی وارثوں کے طرف میں ہو چکا اور حکم کا حکم فیصلہ کے باقی کے
طرف میں ہو چکا مگر جب کہ وہ حکم سے راضی ہو اور اگر حکم کے وکیل پر عیب مہم کا حکم کیا تو اس کا حکم موکل کی طرف میں مستعدی ہو تو اس کا حکم اس کے منہ سے
دینی برنا مذہب میں جس میں صغیر کا قرض ہو اور حکم حکم کا حکم کے ساتھ ہفتہ ہفتہ نہیں کیا اور سکو حکم کا قرض ہے جس میں بلا دین میں بعد رضامندی تھا مگر حکم جن
اختلاف ہو گا وہی کے اختلاف کے سبب سے ایک گواہ کہتا ہے کہ اسکو خصوصیت میں وکیل کیا ہے ظلمت فقیہ کی طرف اور دوسرا شاہد کہتا ہے کہ دوسرا
فقیہ کی طرف تو ایک فقیہ کو حکم کرنا جائز نہیں اور حکم کا حکم رافع خلاف نہیں بخلاف قاضی کے جس میں سائل مذکورہ میں ملے ہے کہ معاملہ ان مسائل کا بالکل حکم
انہی مختص اور چند مسائل مذکورہ ہیں کہ لعان بن الزوہر بن حکم کا حکم جائز نہیں چنانچہ بر جندی میں ہے کہ لائف لطف و فی الفصل الاول
حاکم القضاة والقاضي بما خيرا الحكم بالقرينة والحق لا راجع القسودين في فصل اول من ہے کہ قاضی حکم کی تاخیر سے گھبرا ہو اور
مغزول کیا جائے اگر تفریر دیکھو فی الاشکال لا یجوز للقاضي تأخير الحكم بعد وجوب شرائطه الا في ثلاث لریکة ولحقه صلح وقارب اذا
استعمل المذنبی اور شہادہ میں سے کہ جائز نہیں قاضی کو تاخیر کا حکم دینے میں شرائط حکم کے پائے جانے کے بعد مگر تین وجہ سے تاخیر جائز ہو شک اور شہادہ
کے سبب اور عیب صلح وقارب اور جب کہ مدعی بہت چلے ہو شہادہ یہ کہ قاضی کو شہادہ دین شہادہ پر چو چنانچہ طرح کے تین گواہوں نے قاضی کے
پاس ایک مقدمہ میں گواہی دی اور تفریر اور کی گواہی کے بموجب حکم نہیں ہو گا کہ ایک گواہ او میں سے بولا استغفر اللہ میں جوئی گواہی دی اور قاضی نے یہ
کلام شنایا مگر یہ معلوم نہیں کہ جنہوں میں سے کس نے یہ کلام کیا سو قاضی نے اسکو اور اس کو چھاپا سو سب بولے کہ ہم اپنی گواہی پر قائم ہیں تو قاضی انکی گواہی
حکم کرے اور کسان حکام میں ہے کہ جب قاضی کے پاس پہلی یا چھپرے یا چھپرے جیگر والا دین تو قاضی کو لائق ہے کہ اسکو تفریر دے اور جلد ہی حکم دے ورنہ
وہ باہم صلح کر لیں اسلئے کہ حکم اگر یہ حق ہو مگر اکثر عداوت کا سبب ہو جائے یہاں یوں میں علامہ شیخ صالح نے کہا کہ تاخیر حکم عیب صلح وقارب میں محرم
نہی بلکہ اجاب میں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے کیونکہ حکم قاضی کیلئے کا توڑ ہے تو جسے الامکان اس سے اعتراف کرنا چاہیے اور یہ مخالف نہیں قضائی امور کے اسلئے کہ
قضائی امور سے تفریر معمول ہے جب کہ قاضی کو حصول صلح کی توقع ہو اور اسکا مؤید ہے جو اختیار اور خزانہ الامل میں ہے کہ جب قاضی کو رضامندی نہیں کی
توقع ہو تو اس کے رد کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں اور دونوں میں حکم جاری نہ کرنا یہ صلح کر لین اور اسکو رد و بار سو زیادہ رد کرے اور اگر توقع صلح ہو
تو حکم جاری کر دیا جیسا کہ پہلے اس میں مدعی سے تاخیر حکم جائز ہو جیسے ہی استہلال مدعی ہو علیہ سبب کہ وہ دفع دعویٰ کا مدعی ہو بلکہ یہ حکم دفع صلح کا مدعی ہو
دفع فاسد کا اور ایک مسئلہ اور باقی رہتی جس میں تاخیر قضا جائز ہے یعنی جب کہ قاضی اپنی شہرہ قرض پر ہندا کرے اور دوسری شہرہ کے علاوہ قرض و قرض
کرے تو تاخیر قضا سے گھبرا نہ ہو گا چنانچہ خلاصہ میں کہ لائف لطف و فی الفصل الاول
اور قاضی کو اپنے حکم سے پر غائب یعنی اس سے چل کر اور اسکو باطل کر دینا جائز نہیں مگر تین صورتوں میں اگر حکم کیا ہو حکم اور دست پر ایک حکم کی قضا ظاہر ہو گئی
یا پتے مذہب کے مخالف حکم دیا ہو حکم پر حکم کیا ہو ظاہر ہو گیا کہ اسکا حکم دینا چاہیے تاخیر قاضی کے نزدیک ایک شخص نے دوسری شخص کے واسطے صلح کا قرض
کیا اور دونوں دامن سے قاضی کو گواہی دی کہ قاضی کے پاس سو قاضی نے ایک پر حکم کیا اس گمان سے کہ یہ شخص مدعی معترف ہو پر معلوم ہوا
کہ یہ اس کے سوا کوئی اور ہے تو قاضی کو حکم کرنا جائز ہے بلکہ واجب ہے اور ظہور خطائی میں معترف ہو کہ مثلاً حنفی مذہب نے مشاع محفل القسود کی صحت پر حکم
حکم دیا اور اسکو اپنی خطا ظاہر ہو گئی اور خلاف مذہب کا حکم دینا عداوت ہو اسلئے تفصیل مذکور ہو چکا فتح القدر میں ہے کہ امام کے نزدیک قاضی کو اپنے حکم
حکم کرنا جائز ہے اس شرط سے کہ جاسا ہو یا جو عہدہ قضائی وقت اور شہر میں جہاں کا وہ قاضی اوس حق کا حکم جو خدا خالص نہیں چنانچہ قرض یا عیب
یا طعن قبل عہدہ قذف اور اگر قبل عہدہ قضا جاسا ہو حقوق العاد میں پھر وہ قاضی جو اور وہ مقدمہ کے سامنے آوی اپنی حالت قضائے جان چکا
غیر شہر میں پھر اوس شہر میں داخل ہوا اور مقدمہ اس کے پاس سچ ہوا ایک حادثہ معلوم ہوا اور وہ اسی شہر میں قاضی ہے پھر وہ مغزول ہو گیا پر بحال
سائل منسوب ہوا امام کے نزدیک حکم کرے اور صاحبین کے نزدیک حکم کرے اور حد شرب اور زنا میں قضا بعد قاضی بالاتفاق انہیں بھی مختصراً فصل

شرعاً واجب

اگر ابتدائی تعلیم کی وجہ سے نہیں اور ابوسف نے تعلیم ابتدائی کو جائز رکھا اور اسی پر عمل ہے کہ ان فی الامامہ لا یبطل بقیۃ حکم انما کان لبقا وراثۃ او
 وصیہ مقامہ خطا بل نہیں برائتھا من کی موت سے کوئی جو خواہ دعویٰ ہو یا مدعا علیہ بسبب قائم ہونے اور اسکے وارث یا وصی اسکے مقام پر قلت و کثرت
 لا یبطل بقیۃ شاکل الاصل کا سنائی متناقی بایہ خلافا لکما وقدر فی الخانیۃ ہنا فافانہ الحاکم لما ذکر فی بنفسہ منہ فنبہ اور علی خطا بل
 نہیں ہر شاکل ہل کی موت سے چنانچہ شہادۃ کے باب میں من کے اندر آدیا بخلاف اور کے جو خانیہ میں بیان واقع ہوا ہو کہ وہ مخالف ہوا اس
 قول کے جو خود حصہ خانیہ نے دیا ہے شہادۃ کے باب میں کر کے سو خبر دار رہنا اس مخالفت سے ہم خانیہ میں اس مقام پر نہ کر ہو کہ شہادۃ
 زرع اصل کی موت سے جل ہے کہ نہ لے لہی واعلم ان الکتابۃ بعلمہ کالقضاۃ بعلمہ فی الاصل من جنس حاکم لا فلا لای ان المعتمد علیہ
 حکمہ بعلمہ فی زمانہ استنباط اور معلوم کر کہ کتابت یعنی قاضی کا خط کہنا دوسرے قاضی کو اسطہ اپنی دہشت نہ حکم کر کے اپنی علم و ہست سے قول صحیح
 میں کہ انے الجور جو جسے قضا بعد قاضی جائز رکھی ہے اسنے کہتے ہیں اسکی دہشت سے جائز رکھی اور جسے قضا بعد قاضی جائز رکھی اسنے کہتے ہیں جائز رکھی کہ یہ
 حکم کرنا قاضی کا اپنے علم سے ہوا جو زمانے میں قول معتد نہیں کہ انے الاشیاء ہم ہر جب قضا بعد قاضی ہوتی تو کتابت بعد کی مکرستہ ہوگی وہاں الامام یقین علیہ
 فی حاکم قدین وقدر و تعزیر اور شہادۃ میں کہ سلطان کی کتابت اسکی دہشت سے حد قذف اور قصاص اور تعزیر میں قلت فکل الامام فیکہ کا قد منہ
 فی الحد و دلم آرا لکن فی شرح الوہابیۃ للشرع بلالی و المختار الا ان عدم حکمہ بعلمہ مطلقاً میں کہتا ہوں سو کیا سلطان قید ہو قضا بعد حکم
 مسئلے میں چنانچہ ہم کو پہلے ذکر کر چکے ہیں حد و دین میں ہو سکے ہیں نہیں کیا لیکن شہادۃ کی شرح و ہانیہ میں اور بخاری میں حکم قاضی جو اپنے علم سے مطلقاً
 ہم شایع نے شرح و ہانیہ میں ہذا اگر قصہ کیلئے یعنی ذکر انام سے کہتے ہیں کہ قاضی حکم نہیں کرنا بقول معتد مطلقاً خواہ حقوق العباد و مال علیہ جن حکم ہو خواہ حد قذف
 اور قصاص اور تعزیر میں کہ انے لکھا کہ لا یقض بعلمہ فی الحد و المختار الا ان عدم حکمہ بعلمہ مطلقاً سے قاضی حکم نہیں کرنا اپنی دہشت سے حد و
 خالصۃ اللہ تعالیٰ میں چنانچہ زنا اور شراب میں مطلقاً سے خواہ حالت قضا میں ہو کہ علم حاصل ہوا قبل قضا پر وہ قاضی ہوا ہو خواہ شراب پیو ہو مست ہوا ہو یا نہ ہو چنانچہ
 اس پر قول آئندہ دلالت کرتا ہے کہ ان فی الخطا و غیر انہ یغزو من بہ اثر الشک للہم کہ یہ کہ قاضی تعزیر دینا ہو او شمس من کہ جبین اثری منی کا سبب ہے کہ
 ہم اس پر حکم کہ تہمت سے تعزیر دینے کی ہل سے شرعین و عن الکام ان علم القاضی فی طلاق و عتاق و عصبۃ یتیم و حیلولۃ علی وجہ الخیر
 لا القضاء اور انام روایت ہو کہ علم قاضی کا طلاق اور عتاق اور عصبۃ میں حیلولۃ کو ثابت کرتا ہے بطریق احتساب کہ ہم یعنی اگر قاضی طلاق
 اور عتاق اور عصبۃ واقف ہوا درگاہ دہنوں تو درجہ کو اگر کہہ کر یہ کہ ہم کی عدم مخالفت کا بطریق مخالفت الراجح اور سو کہ عدم تضام نہری اور عدم طلی کا امر
 کر ہی اندھا صلیب اگر کہہ کر یہ کہ ہم کی عدم مخالفت کا بطریق احتساب اور ہذا کہ ہو گا یعنی بطور فتویٰ نہ بطور حکم کہ ان فی الخطا و
 ولا یقبل کتابت قاضی من حکمہ بل من قاضی موائی من قبل الا نام کما انما الجمیعہ و قبل یقبل من قاضی و ستانی الی قاضی منہ صیر ان
 رستاق و بعد کہ المصنف و انکمال اور مقبول نہیں کتابت قاضی حکم کی طرف سے بلکہ اس قاضی کے طرف سے جو معین سلطان کی طرف کہ جو امانت ہو گا لکن
 اور مقبول ہے کہا کہ دیہات قاضی کا خط شہد قاضی یا دیہات کی قاضی کھنڈ مقبول ہے اور مقبول پر عہد دیا کہ مصنف نے اپنی شرح میں اور کمال الدین نے کتب
 کتابا الی من یقبل البیہ من قضاۃ المسلمین فی کل الی قاضی ولی بعد کتابتہ ہذا المکتوب لا یقبل لعدم ولایتہ وقت الخطا
 جو اہر الفتاویٰ قاضی نے خط لکھا اور اس شخص کے طرف سے کہہ پہنچے اہل سلام کے قاضیوں میں سے سو خط پہنچا اس قاضی نے کہ قاضی مقرر ہوا بعد
 کتابت اس مکتوب کے تو مقبول نہ ہو گا بسبب ولایت نہ ہونے اس قاضی کے خطا کے وقت کہ انے جو اہر الفتاویٰ یعنی تحریر مکتوب کے وقت وہ قاضی نہ تھا تو
 اس کا مخاطب ہی نہ ہوا یہ تعلیم ابتدائی مجتہد ابوسف سے جس پر عمل ہے و ذہا لوجیل الخطاب للمکتوب البیہ لیس لئلا ینبہ ان بقیہ اور
 و سی جو اہر الفتاویٰ میں ہے کہ اگر خطاب مکتوب الیہ کے طرف میں ہو گیا تو اس کے نائب کو اس کا قبول کرنا جائز نہیں ہم اس پر علی اگر نائب کے طرف خطاب
 و منوب کو قبول کرنا جائز نہیں کہ ان فی الخ و المراء لقی فی غیر حد قذف و انک انم المولیٰ لھا الخیر الشادی کہ لعلکم قوم کو لو انہم اصلہ اور

حق میں احکام ہیں جو کہ فضا کے مانند اوقات پر فتنے کو شائبہ کہ اس سو کتا رہ کر جو جب کہ فادہ برہنہ یعنی جس سے تین کہ وہ دوسری فتنہ جو خود فتنہ مذہبی
 کذا فی الجہت: فیہا لا یقضي لنفسه ولا لولیک الا فی الوضیۃ اور شہادین کہ حکم کر دینی ذات کے واسطے اور نہ اپنی اول کے واسطے مگر وصیت میں ہم کو
 نہایت شائبہ کہنا مگر ایسا بین صورت اس کی پہلے کہ ایک مرد کو قاضی پر دینے یا قاضی کے بیٹے یا بار پر برے حق میں قاضی کی گواہی مقبول نہیں ہے صاحب بین
 مگر کیا پھر دوسری طرف سے دوسری کیا کہ بین میت کا وصی ہوں اور شہر گواہی قائم کی قاضی دیکھ کے سامنے سو قاضی نے ثبوت وصایت کا حکم کیا تو بدترین سخنان کے
 جائز ہے کیونکہ اس حالت میں قاضی شاہد ہو سکتا ہے تو فتنے بھی ہو سکے گا سو اگر وصی کو دین قاضی دیکھا حکم وصایت کے بعد تو دینا صحیح ہوگا اور قاضی برائی ہو
 ہو جائیگا اور اگر قاضی دین دیکھا اس مرد کو جو آپ کو وصیت گمان کرتا ہے پر دینے کے بعد اس کی وصایت کی گواہی قائم ہوئی سو قاضی نے اس کی وصایت کا
 حکم کیا اس گواہی سے تو فضا اس کی نافذ نہ ہوگی اور فتنے دینے کی برائی الذمہ ٹھوگا اس واسطے کہ بعد ادا دین قاضی اس مرد کا شائبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس
 گواہی میں قاضی کی منفعت جو بیٹے برات ذمہ اور گواہی انسان کی اپنی منفعت کے واسطے صحیح نہیں اس طرح قضا بھی صحیح نہیں تو اگر قاضی مذکور مر جائے
 یا معزول ہو جائے تو فتنے ثلثے اور اسکے حکم کو باطل کر دینا اور یہ نوع البیہ کو سے قرار نہ دینا اور قاضی اور اسکے فریادار کو بری الذمہ ٹھوگا اور گواہی کا فتنہ لفظاً
 وشرکاً الشرب لانی شرحہ للوہبانیۃ صحیحۃ قضاۃ القاضی لایم امرایہ ولا لایم امینہ ولا فی حلیۃ امرایہ وآمینہ اور شرب لانی نے وہابیہ
 کی شرح میں صحت قضا میں قاضی اپنی خوشداسن اور اپنی سوتیلی ماکیو اسطے تحریر کی ہے اگرچہ حکم اپنی زوجہ اور اپنے باپ کی زندگی میں دیا ہو و آتھ یقینی فیہا کتبت
 فظہر من الاوقات ومن ادبین فقال اور یہ کہ قاضی حکم کرتا ہے اور اوقات میں جو اس کی تحت نظر ہیں اور شرب لانی نے بضمون مذکور وہابین
 زیادہ کہین سو یوں کہتا ہے و یقینی لایم اللہ من حال حیوینا و دین من آیینہ دیوہی کتبت اور حکم کرتا ہے قاضی اپنی زوجہ کی ماکیو اسطے زوجہ کی حالت حیاتیہ
 اور حکم کرتا ہے اپنے باپ کی زوجہ کے واسطے اور حالانکہ باپ زندہ ہو بہ حکم محرر ہو و بعد ذلک ان خلاص نصیبہ بیدار مفسر فیہ فتنہ بصرہ
 اور بعد وفات باپ اور زوجہ کے حکم کرتا ہے بشرطیکہ جس کا کوئی حکم دیا وہ خالی ہو نصیبہ میراث سے یعنی اس میں کم کہ جو حسین قاضی کے واسطے میراث نہ ہو چنانچہ
 اس وقت میں دعویٰ ہو جو خوشداسن اور سوتیلی ماکیو اسطے مخصوص ہو تو یہ مفسر نے ناظر سے خلاصہ لکھنے لفظاً و قولہ فتنہ و برای بیت ہو یعنی بصارت حاصل
 اس حکم کو دریافت کر کے و یقینی ہو فتنہ مستحق لایم و بوضیف القضا والعلما وکان نیکی اور حکم کرتا ہے قاضی اس وقت میں جب کہ آدمی کو وصف قضا
 و علم مستحق ہو یا وہ قاضی کی تحت نظر ہو ہم یعنی اگر اوقات نے وقت کیا فلاں شہر کے قاضی پر یا ظاہر اور قاضی کو کہ جانتا ہے تو ہمیں قاضی کا حکم کرنا چاہیے
 ہو اگرچہ قاضی مستحق وقت ہو قضا یا علم کے وصف سے کذا فی لفظاً و بی ہذا مسائل ششی ای متفقہ فیہ کہنا بالقضا کے چند مسائل مقرر ہیں ہم
 ششی جمع ششیت کی جو سے متفرق و مختلف قال عالمی (و ان سکیک کتبت ششی) یعنی مختلف الجزا و جاکو ششی ای متفرق بین حرب برلوتین وہ لوگ ششی یعنی
 متفرق لئے یمنہ صاحب ششیل کلک لایم لای طبقة الاخر من ان سیدی ای یدق اللو لدی سیدقل و ہوا لبیت التختانی منع کیا جاوے ششی
 مکان والا جری دوسرے شخص کا بالا خانہ سے اس کے میں ٹھوکنے جیت تختانی میں ہم ایک مکان دوسرے کو ششی کے مکان کا ایک شخص مالک ہو اور اگر
 مکان کا دوسرا شخص مالک ہو تو ششی مکان والا اگر بیخ یا کہو ششی دیوار میں گاڑی تو حاکم منع کر دینا طوطا دینی کہا بصرہ دیوار کی قیست معلوم ہو کہ زمین نہیں
 جائز ہو تختانی میں ہے کہ اگر صاحب تختانی زمین میں کنواں دیکھو کہ وہ تو نام کے نزدیک جائز ہے اگرچہ بالا خانے والی کا ضرر ہو اور صاحبین کے نزدیک
 بجلت ضرر جائز نہیں و یقینی کو بقیہ و کذا لایالعکس دعویٰ الخبیع یا بختاریائی روزن کہو دوسرے کو منع کیا جاوے اور اس طرح لکھا کذا فی دعویٰ
 الخبیع یعنی اگر صاحب بالا خانہ چاہے کہ اوپر کچھ بنا دے یا کریان کہے یا پاخانہ بنا دے تو منع کیا جاوے کذا فی الخبیع کو بفتح و ضم کاف و شرب لانی و عبارات
 سے لایرضی الاخر و ہذا عندہ و ہوا القیاس جہا میں صاحب تختانی منع گاڑنے اور روزن کہو ششی سے بدین رضا مند ہی دوسری کے
 روکا جانے کا اور جب کہ امام کے نزدیک ہے اور یہی قیاس سے کہ لایم البصر و قال لکل فعل ما لایصح او بجاہین کہا و روزن میں ہر ایک کو یہ فعل
 درست ہے جو دوسری کو ضرر کرے ہم ظاہر قول مشایخ اس پر ولایت کرتا ہے بجاہین کا قول مستند ہو کہ وہ آخسان ہی اور آخسان مقدم ہو یا قیاس

ایک شخص نے کاربانائے کارادہ کیا تو اگر راہ بقدرم و درلوگوں کے چہرہ پر اور منی جلد اور جمالی اور میل کبھی کبھی کرنا ہو تو منہ نکلیا جائیگا اور اگر ایک شخص کی دیوار دوسرے شخص کے گہر میں سے سوا دسے اپنی دیوار میں منی لینے کا ارادہ کیا اور کوئی راہ نہیں وہاں جانے کی بدوین داخل ہونے پر دوسرے کو گھر سے باہر اور ہندم ہو گئی اور ایٹ اور منی ہمسایہ کے گہر میں پڑی سے سوا دسے اینٹ اور منی نکالنے کا ارادہ کیا تو صاحب مکان مانع ہونے سے یا دسکا نابدان سے دوسرے کو گہر میں سوا دسے کے صاف کرنے کا ارادہ کیا اور ممکن نہیں بدوین اس کے گھر کے داخل ہوئے اور منہ کرتا ہو تو اس کے ہمسایہ کو کہا جائے گا کہ یا تو اس کو داخل ہونے سے منع کرنا وہ درست کرے یا تو اپنا مال خرچ کر کے اس کا مطلب پورا کر دے ہی مروی سے محمد بن حسن اور ہی قول کہ فیئہ ابوالکلیث نے لیا ہے اگر ایک شخص نے اپنی ملک میں کنواں یا بنیاست ڈالنے کا کردہ کہو دسوا دس کے ہمسایہ کی دیوار ضعیف اور کڑور ہو گئی تو پھر زبردستی نہیں پھر اگر دیوار ہندم ہو گئی تو اس پر تادان نہیں بھیجی ظاہر مذہب حکایت جو کہ ایک شخص نے امام غزالی سے شکایت کی کہ میرے پڑوسی اب گہر میں کنواں کہو دسے سے میری دیوار کو اس پر ضرر سے امام نے کہا ناپسند گہر میں اس کے قریب میرا بلو یعنی بنیاست ڈالو گا کنواں کہو دسوا دسے ایسا ہی کیا تو اس کے پڑوسی کنواں بنیاست ہو گیا اور اس نے ناچار ہو کر کنواں بند کر ڈالا امام نے منع جاف کا فتویٰ دیا بلکہ کہو دسے تہتر تہائی جس سے مطلب حاصل کیا کہ لڑنے لڑنے کے وقت شخص من تصوفہ فی طلبہ الا اذا كانت الضرر لک یا ضرر لک یا ضرر لک من ذلک وعلیہ الفتویٰ بزایہ و آخر آدائے العبادۃ و آخری بہ قاری اھدیایہ حتی یتمہ لیسار من فیہ الطمان و لھذا جواب مشکئہ استسنا کا اور منع کیا جاوے شخص اپنی ملک میں نصرت کرتے سے مگر جب کہ اس کے پڑوسی کو ضرر ہو ضرر صریح تو اب اس نصرت سے روکا جائیگا اور ہی قول پر فتویٰ ہے کہ لڑنے بزایہ اور ہو کہ پسند کیا ہو عبادت میں اور ہمسکا فتویٰ دیا ہے قاری ہدایہ نے منع کیا جائیگا پڑوسی طاق یعنی کڑور کی اور روزن کہو دسے سے اور یہ جواب مشائخ کا بطریق استسنا کے ہم ضرر میں سے ضرر صریح وہ جو جو حسب ہم ہو اور جو عمارت کو کڑور اور دست کردی نیست ہو بلکہ خارج کردی اور جو حاجات پہلے کا اور ہمسکا روشن کا بالکل بند کرنا اور ہمسکا فتویٰ کے واسطے پسند کیا ہے اور اگر اندک نصرت ہی مانع ہو تو اپنی ملک قائمہ لینے کا باب بکل مسند وہو جاری رازی نے کتاب الاحسان میں ذکر کیا کہ ایک گہر اگر متصل ضد گہر دس کے سے اور اس گہر کا مالک یہ ارادہ کرے کہ میں تو دنیا و جسمین میریہ و دیان پکا کون دوسرے کو ماند یا پسینے کی چکی یا دہو ہوئے کے گندے کرنے کی پڑی بنا دے تو جائز نہیں کیونکہ حسین پڑوسیوں کا ضرر فاش ہے جس سے بجا و نہیں ہو سکتا ہوا سطل کے توڑ کر کسی بکثرت و شدت وہاں پہلے گیار چکی اور گندے کی پڑی سو دیوار میں بودی ہو عبادت میں کی مختلف حمام کہ وہ ضرر نہیں مگر بسب طراوت کو اور ہمسکا بجا و ممکن ہے در بیان میں دیوار اور ہمار اور بخلاف توڑ صغیر کے جو گہر دین میں ہوتا ہو جو منی نے علامہ مقدسی سے نقل کیا کہ میں نے ہندب تلاشی میں وہ قول پایا جو روزن جانے کے واسطے اس عمارت میں جو مشرف ہو کسی زمین یا گہر والاقت اختیار ہو وہ یہ ہے کہ اگر روزن وہو پشیم کو واسطے ہو تو منع کیا جائیگا اور اگر روشنی کو واسطے ہو تو روز کا بجایا لینے اگر سفل عمارت میں روزن ہو تو پہلی صورت ہو اور اگر عالی عمارت میں ہے یا اس پر شکار یعنی جالی سے تو وہ دوسری صورت ہے کہ ظاہر روشنی کو واسطے ہی کڈائے لٹاؤ و جواب ظاہر الروایۃ عدم المنع مطلقاً وہ آفتی طائفۃ کا کام ظہر الدین بن ابن الشیخ و دالہ و ترجمہ فی الفتنۃ فی الجنتی بہ یقنی داعی المصنف فہ قال و قد اختلفوا فی یقنی ان یقول علی ظاہر الروایۃ انہی قلت و حیث تعارض منہ و بشرحہ فاعمل علی الملون کا تقریر ارادفتد اور جواب ظاہر الروایۃ کا عدم منع جو طرح جو خواہ پڑوسی کا ضرر مزید ہو یا نہ ہو اور ہمسکا فتویٰ دیا جو چند عمارت امام ظہر الدین اور ابن شہینہ اور اس کے والد اور فتح القیرین نے کھو ترجیح دی ہے اور مجتہبی کی کتاب القسۃ میں ہو کہ ہمسکا فتویٰ ہے اور مصنف نے اپنی شرح میں وہاں یعنی کتاب القسۃ میں ہی پر عطا دیا جو سو یوں کہا اور البیہ فتویٰ شیعہ میں بیان اختلاف تم ہو احی اور لائق یہ ہے کہ در صورت اختلاف فتویٰ ظاہر الروایۃ پر عطا دیا جائے تھے بن کہنا ہوں اور جب کہ مصنف کے متن اور شرح میں تضارض ہوا تو عمل سنون پر لازم ہو چنانچہ یہ قاعدہ ثابت ہو چکا ہو یا ہوا شامل کہ ہم جواب ظاہر الروایۃ ہی قیاس ہے کہ انسان اپنی ملک کو نصرت میں مختار ہو کیسا ضرر ہو یا نہ ہو اور ہمسکا معلوم ہو چکا کہ اکثر متاخرین جواب احسان پر ہیں یعنی در صورت ضرر صریح یہ منع نصرت سے نہ ہر ضرر میں واقعہ حکم کذا فی المطامع

بہرہ یا فقط خرید کی تاریخ ذکر کی تو دعویٰ مقبول ہے بوسطہ امکان تو فیض کے سبب غیر خریداری یعنی جب وہ اور خرید کی تاریخ مذکور ہو تو یہاں پر کوئی حرج نہیں
 بعد یہ واقع ہوئی ہو وہاں قضا کوئی کلام میں عندک القاضی والا ثانی فقط خلاف و یعنی ترجیحہ الثانی جہاں کہ لا یتناقض اور کیا شرط ہو کہ
 و دون کلام متناقض قاضی کے سامنے صادر ہوں یا فقط کلام ثانی کا صادر ہونا مانسکے پاس شرط ہو اس میں خلاف سے اور قول ثانی کی ترجیح سزاوار ہو کہ انانی
 الباسو اسطے کہ کلام ثانی ہی کے سبب سے متناقض ثابت ہو یا یہ ہم علامہ مقدسی نے کہا کہ یہ شرط لفظ ہی واسطے کہ جو کلام مجلس قاضی سے پیشتر ہو واجب
 وہ قاضی کے نزدیک ثابت کیا جائے کہ اب تک متناقض متحقق ہو گا تو اگر یاد دون مجلس قاضی میں صادر ہوئے کہ لفظ لفظ و التناقض یرتفع بتصدیق
 الخصم و بقول المتناقض ترکہ الاولیٰ و ادعیٰ بکذا وبتکذہ لہ لحاظ و تمامہ فی الجہۃ اقول المصنف اور متناقض دفع ہو جائے جو خصم کی تصدیق
 سے اور متناقض کے یوں کہنے سے کہ میں نے کلام اول کو جو بڑا اور اب میں یہ دعویٰ کرنا ہوں اور حکم کی تکذیب اور پورا بیان اسکا جو الائن میں ہے اور
 مصنف نے پہلوانی شرح میں مسلم رکھا ہے ہم تکذیب حکم کی یہ صورت ہو کہ یہ نہ دعویٰ کیا کہ محمود اس کے دیون کا ضامن ہے سو محمود نے ضمانت کا بخار
 کیا اور یہ کہ وہ لایا اس کے ضامن بنے پر اور حکم نے ثبوت ضمانت کا اور کفول لہ کو ضامن سے مال لینے کا حکم کیا یہ ضامن نے دیون مذکور پر دعویٰ کیا کہ میں اسکا
 ضامن ہوا تھا اسکی اجازت سے اور سپر گواہ لایا تو ہمارے نزدیک مقبول ہے اور دیون سے مال ضمانت پر لینا جائز ہے یعنی دیون میں نہیں کہہ سکتا کہ
 کفیل ضمانت کا اول نہ کر تھا اور اب مدعی ضمانت ہے یہ وہی متناقض ہے واسطے کہ کفیل کے انکار کی شرعاً تکذیب ہو گئی بسبب تضاد کہ انانی اس
 بتصدیق کیا لو ادعیٰ اولیٰ الدار مثلاً وقف علیہ ثم اذاعاھا لہ نفسہ او اذاعاھا لغيرہ ثم اذاعاھا لہ نفسہ لم یقبل للتناقض چنانچہ
 اگر دعویٰ کیا اول کہ وہ یعنی مثلاً گھر وقف ہے پھر پھر اسکی ملکیت کا دعویٰ کیا اپنی ذات کے واسطے یا دعویٰ کیا کہ وہ گھر غیر شخص کا ہے پھر اسکی ملکیت کا
 اپنی واسطے دعویٰ کیا تو مقبول نہیں نسبتاً نفس کے ہم بھٹے تشریح جو نفی قبول میں جب وقف کا یہ ملکیت کا دعویٰ کیا تو اب توفیق بین الکلامین ممکن
 نہیں اس واسطے کہ وقف ملک نہیں ہوا و قبل لقبل ان وفق یا قال کان فلان ثم اشدتہ حدیثی او اخر الدعاویٰ اور مقصود ہے کہا کہ اگر
 مسئلہ ثانی میں توفیق دے مدعی اس طرح پر کہ کہے کہ اول فلا نے شخص کا تھا پھر میں نے اسکو خرید کیا تو مقبول ہے چنانچہ در کی کتاب الدعویٰ کے او آخر میں ہے
 قال و لو ادعی المملک لنفسہ او لادعی الوقف علیہ لقبل صاحب دے کہہا اور اگر اول دعویٰ ملک کا اپنی ذات کے واسطے کیا پھر دعویٰ کیا
 کہ وہ مجھ پر وقف ہے تو مقبول ہے ہم مع الشعار میں ایلج ہو اور جہاں اقلیٰ اور دعویٰ میں تصدیق بلفظ علیہ نہیں تو یہ جب عدم تصدیق مذکور کے توفیق ممکن
 اس طرح پر کہ اول مدعی کا وہ ملک ہو پھر دے اسکو وقف کر دے اور در صورت تصدیق مذکور توفیق ظاہر نہیں کیونکہ متناقض ظاہر ہے جس میں توفیق نہیں
 قبول اور بس توفیق ہو سکتی ہے کہ اس کے نزدیک اپنی ذات پر وقف کرنا صحیح ہو کہ لفظ لفظ و التناقض یرتفع بتصدیق
 چنانچہ اگر اسکا دعویٰ کیا اپنی ذات کے واسطے پھر اپنے غیے کے واسطے تو وہ مقبول ہے اس تھاں سے کہ غیے مدعی سے خرید کر لیا ہو و من قال
 لاخر اشدتہ فی ہذہ الحارۃ و انکر لاخر الشراء جاز للباۃ ان یظاہر ان ترک البائتۃ الخصم و اذاعن ترکہ بفعلی یدل علی
 الرضی بالفتنہ کا متاھا و نقلہ لہ لما تقر ان جہاں جہاں العقوق ماعد الزکاہ فتنے اور جس شخص نے دوسری کو کہا کہ تو نے مجھ سے یہ لوٹھی خرید
 کی اور دوسرے شخص نے خرید کا انکار کیا تو بائع کو اس لوٹھی سے حلال کرنا جائز ہو اگر بائع نے جہاں اگر ناچھوڑ دیا ہو اور رکن خدمت اس فعل سے معاف
 جو دفع بیع کی رضامندی پر دلالت کر چنانچہ لوٹھی کو کہہ لیا اور اسکو اپنے مکان میں بیجا اجماع اسو طے جائز ہو کہ ثابت ہو چکا ہو کہ بیع عقد و انکار
 اسو حلال کے دفع ہے یعنی جب بیع ہو گئی مشتری کے انکار سے تو لوٹھی بائع کی ملک میں داخل ہو گئی تو وطی طال ہوئی فلما تم دھا بقیہ بیع
 لہا لم یفسخ بالاذنی علی تو بائع کو لوٹھی کا پھر دینا بسبب عیب دیر کے جائز ہو باعث تمام ہو جائے جو بیع کے راضی ہو کہ انانی العینے ہم اس سے بیع
 ہو و جائز ہو جو بیع اسکو طالع ہوئی ہی قبل بیع کے والا و جائز نہیں کیونکہ یہ پراقدام کرنا بعد اطلاع عیب رضایعوب کی علت ہے عین نے شرعاً گزین نہ کر
 کہ بیع مشتری نے خریداری کا انکار کیا تو بیع بیع ہوئی مشتری کے حجاب سے پھر جب کہ بائع نے اسکی سادگی کی ترک خدمت سے توفیق بیع پورا ہو گیا کہ اس طرح

اور ایسا ہی حکم سے دعوہ دین میں اہل سادہ ہر ایک شخص کے قدم چھنے پر سواہر سے غلامی سے اٹھ کر کیا تو دعویٰ گواہ لایا اس کی حاسہ پر پھر غلام کو
 لایا کرتے تھے نہ کہ آزاد کر دیتے تھے اور ان دعا علیہ مقبول سے اگر اس کے صلح کر لیا ہو دعویٰ سے ہم سے برائے اور دوسرے مقبول سے اور گواہ لایا تو
 کیا پھر کچھ مال پر صلح کر لی پھر گواہ لایا یا ابراہیم پر تو اس کی برائے صلح نہ ہو گی اور نہ کہ اس کے صلح سے قبل برہانہ علی ایضا ہو
 اور اگر دعا علیہ سے ایسا ہی دین دعوہ ہو گیا پھر دعویٰ سے کہ جس پر صلح کر لی تو اس کے برائے صلح سے قبل برہانہ علی ایضا ہو
 نہیں اس لئے کہ دفع ضرورت کے واسطے اسے فریق نہیں آیا بلکہ اس کے واسطے اسے دفعہ و کھن ان کہ اور کبہ ماننے اور اقرار ان علیہ الیستیک
 ثلث ماننے مقطوعہ عن اللمکانہ و قبل لا و علیہ العتق و ما ملقط و کانہ لا یلزم ان المدعی علیک جاحداً ان تمسکہ بغير تسفی و ان
 و کبہ فان قطع المقاصدہ فانہ اعلم اور برائے میں سے کہ دعویٰ گواہ لایا کہ اس کے پاس وہیں پھر دعویٰ سے اور اگر کیا کہ دعا علیہ سکر کے سکر اور
 نین سو میں تو بار سو سو میں سوا قط ہو گئے اور بعضوں نے کہا کہ تین سو سوا قط نہیں اور یہی پر موقوف سے کہ نہ لے لہذا قطار سے کہ عدم مقول کی وجہ سے
 کہ جب کہ دعا علیہ سکر ہو تو اس کا نہ مقبول نہیں اس کے گمان میں پھر شافعی نے یہ فرمایا کہ برہان واقع ہو نامی و اسد علم ان داد کلمۃ لا اقول
 و حق لا یتک لا یقبل لتعذر القیق اور اگر سکر مال نے یہ لفظ زیادہ کیا اور میں جس کو نہیں کچھ ناموں اور نہ اس کے چنا ہو کر کہا کہ میں نے
 یہ نہ کہ نہیں دیکھا تو برائے ایسا ابراہیم مقبول ہے جس نے فریق کے ہم میں لیکر شخص نے دوسرے پر مال کا دعوہ کیا سو دعا علیہ سے کہ اگر کیا
 پھر یہ کہ یہ چاہا ہرگز اور میں جس کو میں چاہتا یا یوں بولا کہ میں نے کچھ کہیں دیکھا یا درمیان میں کہ اور جس کے مخالفت اور دعا علیہ نہیں اور نہ دینا اور نہ لینا
 یا میں اور تو ایک مکان میں مجھے نہیں چہرے اور نہ اس کے پھر دعا علیہ سے ایسا دین ابراہیم پر گواہ قائم کیے تو مقبول نہیں کہ نہ لے لہذا قطار سے کہ عدم مقول کی وجہ سے
 شرح دہا یہ میں کہ دعویٰ مقبول نہیں تو فریق کے سے اس واسطے کہ بعضوں کے درمیان لینا اور دینا اور معاملہ اور ابراہیم و اس کے نہیں ہونا اس کے
 و قبل یقبل لان المحض ان الخلف قد یتاثر بالاشعب علی راجح فیا قولہ ما ملقط و لا یلزم ان المدعی علیک جاحداً ان تمسکہ بغير تسفی و ان
 لا یقبل اور بعضوں نے اپنے قدرتی کہا کہ ایسا دین کی برائے باوجود عدم مشر مقبول سے اس واسطے کہ مرد و عجب یا عورت پر دین کو گواہ ہوا یا نہ ہوا
 ہو اپنے دروازہ کو کل شود کرے تو اپنی دلیل وغیرہ سو دہا کر کے غی مسکم ماضی کرے گا اور حالہ کہ خامم کو نہیں چاہتا کہ وہ کون سے پھر گواہ ہو
 کر کے تو اگر دعا علیہ ادن لو کون میں کہ جو چاہا کام نہات خود کرتے ہیں بلا واسطہ دلیل تو اس کی برائے صلح سے قولی عدم مشر مقبول نہیں کہ ہم
 متفرق ہو ماضی خان کی عجب وہ ہر مقول حال بنات خود خود اور بعضوں نے کہا کہ عجب ہر شخص عظیم الشان سے جس کو ہر شخص دیکھو کہ اسے لفظ طاری
 بعد لو اذعی افراد المدعی علیہ بالکون میں اولاً یصلح ان الخلف قد یتاثر بالاشعب علی راجح فیا قولہ ما ملقط و لا یلزم ان المدعی علیک جاحداً ان تمسکہ بغير تسفی و ان
 شخص کے اقرار و مقول ایصال کا دعوہ کر کے پھر دفع یا ایسا کا دعوہ کیا گیا تو صحیح سے کہ کافی الدرد نے انزال دعویٰ اس واسطے کہ ماقض میں ہوں سمیت
 اقرار و ان کا مانع نہیں ہم طحاوی نے کہا یہ قول مرتبہ سے اس کلام مذکور سے جو مفہوم ہوا دعویٰ مقام کی تقدیر مذکور ہے کہ جب تو فریق کی برائے
 تو ماقض متفرق ہو گا چنانچہ اسے کہا کہ میں نے اس کو کچھ نہیں دیا پھر اس نے ایسا کا دعوہ کیا تو صحیح ہو گا کیونکہ محال سے کہ کشتی و مسجد میں مانع
 یہ واقع ہو جائے اگر دعویٰ کے اقرار و مقول ایصال کا دعوہ کر کے جسے دفع دین اور قضاء دین کا دعوہ ہو چکا اس کے اقرار کا دعوہ کر کے اسے
 کہ اس نے یہ اقرار کیا کہ دین کو کچھ نہیں دیا پھر اس نے ایسا کا دعوہ کیا تو صحیح ہو گا کیونکہ محال سے کہ کشتی و مسجد میں مانع
 اطلاق کے تحت اقرار کے بعد من فلان لغو لا یصح لان افراد البیم بلا من باطل افراد ہر ذیہ اقرار کیا اپنی غلام کی بیکہ طاری متفرق
 پھر اس کا اس کا کیا تو اس کا انکار صحیح ہے اس واسطے کہ یہ کہ اقرار یہ دن میں کے بل سے چنانچہ برائے کی کہ با لاقرار میں ہو ہم سمیت انکار کا
 پھر یہ کہ کلام ماقض نہیں اور اقرار سابق کی گواہی سے عدم نہیں بلکہ علی حوائجہ باعہ آمتہ منہ فقال الاخر لم اذہا منک و کذا فہو من
 المدعی علی الشراہ منہ و جہا المدعی یا حیاً و اراہر ہا فہو من البائت انہ ای السندی یزعم الیہ من کل عیب ہا لم یقبل یشہ

اور لازم نہیں ہم شرح وہاں سے من جلال الدین ابو الہمامی سے منقول ہے کہ فقہانے کہا کہ شہدے کو کچھ مفاد یہ نہیں جو اب انہوں نے کتاب کی اہمیت سے اس لئے
کہ بعضی ہر زبان سے جوابات یا صاحب ہونے کا ہند سے لکھنا اور باوجود اسکے کہ شہادت کے معنی تاقبلی اور قال سے لیکھے اور آبر و ابدال سے محفوظ رہی
کذا فی المطالب اور اندھ متا ہے علم و دستغفر اللہ تعالیٰ ہم **کتاب شہادات** میں کتاب جو شہادات کے احکام میں ہم شہادت میں جو
شہادت کی اگر یہ شہادت اصل میں ہفتہ لیکن مصنف نے جو بعضی وجہ لایا یا بتا رہا اس کی انواع کے آخر میں اقضاء کا لفظ لایا تھا کلاویسہ و حق
المقصود مصنف نے شہادت کو سو خر کیا فقہانے اس واسطے کہ شہادت بزرگ و سید کے ہے اور فقہاء مقصود ہے اور مقصود مقدم ہو سید
جی لفظ حکم کا حکم شہادت لغت میں عبارت ہو خبر قاطع سے یعنی قطعی اور یقینی خبر حسین شاک اور تردید نہیں و نیز اقضاء کا لفظ لایا تھا
فہر قلے قاطعاً علی الذی یجاز کا طلاق البین علی التمسک اور شرح میں شہادت عبارت ہے اخبار صدق سے جن ثابت کر سکے واسطے
کذا فی الفہم میں کہتا ہوں جب شہادت اخبار صدق ہوئی تو یہی گواہی کہ شہادت بولنا مجاز ہے حقیقت سے قسم بولنا جہوٹی قسم پر مجاز ہے ہم
بزرگ جنس کے ہوا صدق کی قسم اخبار کا ذہبہ شہادت ہو کل گین اور اثبات جن کی قسم وہ قول کل کیا جو بعض عرفیات کو کوئی شخص مجلس
فقہانے بلفظ شہد کہہ کر بلفظ الشہادۃ اخبار صدق بلفظ شہادت ہو ہم یعنی شہادت میں البتہ من لفظ شہادۃ متعین ہے تو تعریف بلفظ علم
یقین کافی نہیں فی مجلس القاضی و لولہ لکون کافی علق اکاملاً اخبار صدق بلفظ شہادت مجلس قاضی میں اگر یہ بلا وجہ مدعی ہو جائے تو مدعی کی
آزادی میں ہم مجلس فقہ کی قسم شہادہ کی وہ خبر خارج ہو گئی جو غیر مجلس قضا میں واقع ہوئی کہ وہ ہر نہیں حق جاریہ اور طلاق زوجہ میں سبب شہادت
کے حکم طوع و عنہ شرط نہیں بلکہ جمیع شہادت مستحبہ کا جی کہ ہے کذا فی المطاہی و سبب وجوہ طلبی الی الخی او حق فو حق بان لک
بھاد و الخی و خاف فو کہ لک ان کیشہان بلا طلب فہم اور وجہ شہادت کا سبب طلبی صاحب جن سے یعنی جب کہ صاحب جن شہادت کی وجہ
کر یا صاحب جن کے حق فوت ہو یا خوف ہو سبب پر کہ صاحب جن بنانا ہو شہادت کی شہادت کہ اور شاید دوسرے فوت ہو جائے جن سے تو شہد کہ گواہی بنا
لازم ہو گا بلا طلب ہی کے کہ لک لک الفہم سے آدھیکے جن میں شہادت شہاد پر واجب بنین بلا طلب دہی مگر در صورت خوف فوت جن اور حق اللہ کی اداس
شہادت میں تو شاید شرط مطالب ہو شہادۃ الخک و عین شہادت کی شرطیں اکیس ہیں شی الخک کانہا واحد مکان شہادت کی شرط ایک
ہو یعنی ایک شرط یہ جو کہ مجلس قضا میں شہادت واقع ہو خطا دہی کہا بہتر یہ کہ شہادہ یوں کہنا کہ شرط کا رخا را کھ و مثلاً فی الخک ثلثۃ العقل
الکامل وقت الخک والبصر ومعاینۃ الشہود بہ الا فیما کنت بالکشف او دخل شہادت یعنی شہادہ یوں کہی شرطیں تین ہیں عقل کامل ہونا شہادہ
کے وقت اور بصارت اور معاینہ کرنا اور سن چہر کا جسکی گواہی و سبب دہی گواہ کا معاینہ شہد طہن بنین شہادہ سے جو گواہی استماع سے ہم جب عقل کامل ہوئی تو
بجھون اور معینہ لا عقل کا گواہ ہو یا صیم نہیں اور سطح اندھ کی گواہی صحیح نہیں بسبب عدم بصارت کے لیکن عقلی شہادت کے واسطے بلوغ اور حریت اور
اسلام اور عدالت شرط نہیں ہو اگر گواہ ہر شہد کے وقت معینہ عاقل ہو یا غلام یا کافر یا فانی بن جو صغیر بالغ ہو یا عاقل یا ابلہ یا آزاد یا غلام یا آزاد یا مسلمان یا کافر یا
کرم اور اشخاص مذکورہ جن کا معنی کے لئے گواہی دین تو گواہی مقبول ہوگی کذا فی البز و مثلاً فی الخک اذ سبعۃ عشر عشتراً عامۃ و سبعۃ خاکمۃ
اور ادھر شہادت کی مشترکہ شرطیں ہیں دس شرطیں عام ہیں جمیع انواع شہادت میں اور سات شرطیں بعض انواع شہادت میں خاص ہیں وہ انصاف
را حیل ضبط ہے یعنی یہ شرط یہ کہ شہادہ کو اذہن و یاد ہو بلا شک و تردد و تو امام کے نزدیک شاید کہ اسے شرط پر عہدہ کر دیا کر نہیں ہر دن مقدمہ اور
ہو سکے غلاما لافنا جین والکواکبۃ فیلسطۃ الاسلام کو المذلل علی حاکمہ مستیلاً اور جملہ شرطیں اولیٰ ہے یعنی شہادہ کو ولایت حاصل ہو شہادہ کو علم
پر شرط کہ وہ دونوں کا دین ایک ہو یا مشاہدہ دین جن ہو اور شہادہ جو بالغ ہو کذا فی المطاہی و اسلام شہادہ کا شرط یہ کہ عاقل و بالغ ہو اور اگر عاقل و بالغ
نہ ہو اور مسلم اور کافر کی گواہی مقبول ہے والقدر علی القیادۃ بالتعمیم والبصر بان المذلل علی والمذلل علیہ اور انہا ہر شہادہ کو کہ شہادہ کو قدرت ہو
رد مدعا علیہ کے مابین امتیاز کر سکی بسبب ساعت اور بصارت کے یعنی آواز مستکر اور صورت و دیگر کہ دونوں میں فرق کر سکا ہو دین الشرط علی کل

فنی ایک دوسرے
کے ساتھ ہیں

کہ نقد شہادت اگر ہے اختیار اہل حق سے کہو کہ سب سے مشاہدہ اور اقرار کے ہو بخلاف دیگر فاسق اسوہلو کہ اسد اجل اور عظم تعلیم میں بہار
اللہ اکبر کے لہذا فقہ فقہ اسد اکبر کے نقد میں مفسرین ائمہ معتزلیہ صرف وکل ما لا یشہد فیہ ہذا اللفظ کظاہر تو مایہ وروایۃ جلالیہ
اختصاصی لا شہادۃ اور میں میں کہ لفظ شہد کہ شرط نہیں جو طہارت پانی کی یا بیعت بلال برہقان کی تو وہ خبر سے شہادۃ نہیں اللہ
اوچن ائمہ براتب اربع میں عدالت شہاد کی لازم ہے وجوب قبول کے واسطے یعنی یا منی بر قبول شہادت واجب نہیں بدون عدالت شہادہ
عدالت شرط ہوئی دلیل آیت قرآنی کہ شہدۃ وادعی عدلیٰ ویکونکم فیہ شہادۃ کہ وہ شخص عدالت والوں کو ایمون کی یعنی اہل اسلام سے اور اس واسطے کہ
عدالت ہی سے صدق کی جست میں ہوتی ہو اسوہلو کہ شہادت جس میں صدق اور کذب دونوں کا احتمال برابر سے نظر نفس معلوم قرائت سے
اوسکا رہت ہو لازم نہیں آتا کہ اس پر عمل کیا جائے لکن فی الیقین الدکال من لم یطعن علیہ فی یطعن ولا فخر وسمۃ الکذب کفر وفساد
میں المظن بنا یہ میں ہے کہ مادل وہ نفس جو چہرہ ہو بیت اور شرکاء میں اور از انجملہ کذب ہے بسبب کہ کتب میں ہم علامہ عبد البر نے
کما تفسیر عدالت میں یہ قول یہ کہ مادل وہ ہے جو محتجب ہو کیا کر سے معرہ ہو صفا پر صلاح اور صواب اور سکا اکثر ہوا کے فساد اور خطائے
صدق اور کذب کے ہستمال میں ہوا اور کذب کو کفار و گنہگاروں کی روایت اور مردوں کی رائے اور یہی بیان مردی سے ابو یوسف سے روایت کرنا
چاہی کہ لفظ شہادت اور عدالت کے ساتھ تفسیری شرط بھی ضروری ہے یعنی تفسیر شہادت تو اگر شاہد ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں میں اکیلا
شہادت کے کہ مقبول نہیں اور اگر کہے کہ گواہی دیتا ہوں میں گواہی اپنے ساتھی کے تو مجبور کے نزدیک مقبول ہو اور یہ وجہ مذکور ہے
قد لکائی کہ اگر دین کہو کہ میں گواہی دیتا ہوں میں اپنے ساتھی کی گواہی کے جو اس کے دیکھ کے واسطے مدعا علیہ پر وہی قضا میں ہو کہ یہی قول کا
نقص ہے کہ انی لکھا کہ لا یطعنہ خلافاً لثانی فلو تفسیر شہادۃ وفاق فی نقد وافتقار عدالت وجوب قبول کی شرط ہے نہ صحت قبول کی
خلافت امام شافعی کے خواجہ قاضی مکر کی فاسق کی شہادت سے تو حکم اذ ہو گا اور قاضی گنہگار ہو گا کہ اسے لفتح الا ان یتم حتمہ ای میں
القضاۃ بشہادۃ الفاسق الامام فلا یقبل ما رواہ یثاقت ویتقید بزمان ومکان وحادثہ وتول معتبر حتی لا یقبل فیضادہ بالاول
ضعیفہ مگر یہ کہ امام شافعی کے روایں میں سے یعنی تفسیر شہادت فاسق سے تو اب تفسیر اذ ہو گا اور قاضی گنہگار ہو گا کہ قضا وقت اور مقید ہو سکتی
ہو زمان اور مکان اور حادثہ اور قول معتبر سے تو قاضی کی تفسیر اذ ہو گا اور قاضی گنہگار ہو گا کہ قضا وقت اور مقید ہو سکتی
فتوٰی الثانی جہد ویتقیدہ الکمال بانہ لتلیل فی مقابلاۃ النص فلا یقبل فاق المصنف اور تفسیر اور یہی میں سے صاحب ہر وقت صادق
کی شہادت قبول ہونے سے اسوہلو کہ صفت کا قول ہے کہ انی الیہ اذ اس منی کو ضعیف کہہ کر کمال الدین کے فتح القدر میں طرح کہ یہ قبول ہو نفس کے
مقابلہ میں تو مقبول نہیں اور یہ کہ مصنف نے اپنی شرح میں سلم کہہ کر ہم فتح القدر میں سے کہ ابو یوسف سے روایت ہے کہ فاسق جب کہ کو گنہگار
صاحب و بیعت پر جیسی ملاطین کے مصاب نہ اس کی گواہی مقبول ہے اسواسطے کہ بسبب اس کی رو داری اور بیعت کے جو ہو گواہی دیکے
واسطے کوئی اور کے واسطے اجور و مقرر نہیں کر سکتا اور وہ کذب ہو یا نہ بنا ہو بسبب اپنی مردوں کے اور قول اول اس سے کہ یہ تلیل
نفس کے مقابلہ میں تو مقبول نہیں اسے نفس سے مراد نفس قرآنی سے یعنی کو شہدہ وادعی عدلیٰ ویکونکم فیہ شہادۃ کی عبارت ہو آداب نفسان سے
جو ہا میں ائمہ اور جمیل عادات پر باعث ہوں وہی ان علی حاضر فی کتاب الشہادۃ الی اشارۃ الی ثلاث معنی اھم المعنی الصحاب والمشہوق
لو علیہ لا یشہد اور گواہی اگر حاضر نہیں ہو تو شہادہ کر میں مونس کے طرف اشارہ کر کے حاجت ہو یعنی مدعی اور مدعا علیہ اور شہود پر یعنی جس امر کی گواہی
دینا ہو بشرطیکہ شہود میں ہوں وہی ہم شہاد ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ تمہارا اس مدعی کی ہے اس مدعا علیہ کے پاس دل علی غائب
کان فی نقل الشہادۃ او شہد فلا یقبل لیسب الی حد فلا یقبل ذکر اسے قاسم آیت وصحاحہ الا اذا کان یتعرب عیادی
بالصناعۃ لا یصح الا ان لا یشہد کہ فی اللہ علیہ اور اگر گواہی غائب ہو چنانچہ نقل شہادت میں یا بیت پر گواہی ہو تو اس کے مقبول ہو کہ وہ اسوہلو

عادل

مرد ہر نسبت مشہور علیہ کے اسکے داد ایک تو ذکر کرنا اسکے نام اور اسکے باپ کے نام اور اسکے حرنے اور پیشے کا کافی نہیں مگر جب کہ وہ اس
 پیشہ کے ساتھ مشہور ہو بلا تردد اس طرح پر کہ شہرین و سرانہض اور شہرین اور مساکین یہ نہ ہو فاقضی بلا ذکر الحلی نقذ فاقضی بالتعریف لا کثیر
 الحرف حتی لو عرف باسمه فقط و یلقبہ و کذا لکنی جائزہ الفصلان و ملقط تو اگر قاضی بلا ذکر حکم کرے تو حکم نافذ ہو گا پس مستبر مشہور علیہ
 کی نہیں ہے نہ تکثیر نہ بیان تک اگر وہ فقط اپنے نام سے ہیست ایہ لقب سے مشہور ہو تو فقط نام ہیست لقب ذکر کرنا کافی ہے کہ اسے جامع القصور
 و الملقط ولا یسأل عن شاکلہ بلا طعن من الخصم الا فی حلال قوی اور قاضی شاہد کی عدالت اور فسق کو کون سی نہ ہو جسے بدون طعن و عارض
 کے مگر حد اور قصاص میں البتہ سوال کرے و عندہما یسأل فی الکلی ان جہل جائع و غیر متکا و علیہما بہ یفقی و ہوا اختلاف زمان لا ہما کا کافی
 الفرق الرابعہ اور صاحبین کے نزدیک سب صورتوں میں شاہد کا حال دریافت کرے اگر قاضی ادعا حال بناتا ہو کثافی البیہ سوال کرے مخفی اور علانیہ اسی قول
 فتوی ہے اور کچھ اختلاف امام اور صاحبین کا بہت بار اختلاف زمانہ کے ہے اس واسطے کہ صاحبین چوتھے قرن میں تھے ہم جمہوری نے کھا صاحبین کے
 نزدیک اس ال واجبے تو قاضی گنہگار ہو گا ترک سوال سے مگر حکم باطل نہ ہو گا نفع مخفی سوال کا یہ طریقہ ہے کہ قاضی ایک رفقہ بکے سوزہ ہی کہتے ہیں کی
 کے پاس بھیجے اور اس رقبہ میں مشہور کے نام اور نسب اور علیہ اس جس مسجد میں وہ نماز پڑھتے ہوں مرقوم ہو سوز کی شاہد کی عدالت آمین لکھی اس طرح
 کہ وہ عادل جائز الشہادہ ہو اور جسکی عدالت یا فسق نہ ہو تو یوں لکھے کہ وہ سوز ہو اور جسکا فسق مزی کی کو معلوم ہو تو اسکی تصریح کرے مگر بلکہ
 سکوت کرے تا مسلمان کی پردہ درمی ہو اور کچھ لکھو کہ واللہ علم کر جب کہ اس شاہد کو کسے عادل کہا ہو اور مزی کی ڈرنے کے اگر میں تصریح نہیں کرتا تو کسکی
 شہادت پر حکم ہو جائیگا ثواب تصریح فسق کرے چنانچہ بنایہ ہیں اور خفا میں سوال کا فائدہ ہے کہ اگر مزی کی شاہد کو مروج کرے تو قاضی شے سے کچھ کہہ دے
 اور شاہد حاضر کر اور قاضی یہ کہے کہ کچھ مروج اور مطعون ہے تا مسلم کی آبر و محفوظ ہے اور مزی کی سے عداوت اور خلش پیدا ہو اور علانیہ سوال کا یہ طریقہ
 ہے کہ مزی کی اور شاہد کو قاضی یکجا جمع کرے اور پوچھے کہ کسی شخص کو تو نے عادل کہا ہے ملقط میں ابو یوسف سوزی ہو کہ تزکیہ علانیہ مقبول نہیں مگر بعد
 تزکیہ سرزلیعی نے کہا کہ قرن رابع میں لوگوں کے احوال متغیر ہو گئے تھے اور خیانت اور کذب ظاہر ہو گیا تھا لہذا صاحبین نے تزکیہ سرشہود کو مقدم جانا
 بخلاف امام ابو حنیفہ کے کہ وہ قرن ثالث میں تھے جسکے واسطے خبر اور مصلح کی گواہی حدیث مرفوعہ میں موجود ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم تہ ہترین فزون میرا قرن چہمین میں ہوں پردہ لوگ جو انکے متصل ہیں پھر وہ لوگ جو انکی سوی متصل ہیں کہ بپہل جا بیگا یہاں تک
 ہر قسم کہانے کا دعوہ است قسم پھلے اور گواہی دیکھا گواہی طلب کرنے سے پہلے انہی اور یہ مبنی ہے اس پر کہ قرن پچاس برسکا ہو چنانچہ
 خصری نے شرح مسلم میں مذکور کیا ہے ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری میں کہا کہ قرن عبارت ہی مدت زمانے سے اور اسکی تحدید میں اختلاف ہے
 اس برس سے ایک سو بیس برس تک لیکن ستر اور سوز برس کا قول میں نہیں دیکھا اتھے طبقات عبدالقادر میں مذکور ہے کہ امام کا انتقال ڈیڑھ سوز برس میں
 اور ابو یوسف کا انتقال ایک سو بیاسی میں ہوا اور محمد کا انتقال ایک سو ستاسی میں ہوا کذا فی المطاوی و لو الکفی بالیہ رخا رجمہ و بہ یفقی
 من اجبہ اور اگر قاضی سوال مخفی پر کفایت کرے تو جائز ہے کذا فی الجمع اور ہی قول کا فتوی ہے کذا فی السراجیہ ہم فقط تزکیہ علانیہ صدر اول
 تھا اور محمد سوزی ہے کہ تزکیہ علانیہ بلا اور منتہی و لکن فی التزکیہ قول المزکی ہو عدل فی الاصحۃ لتبویہ الحریۃ بالذکر اور درستی
 لا ھل یفقی کان فی دار الاسلام لیس یہ نفی بجا کرتے جواب عن المنقض بالعبید و یدلک لک عن المنقض بلکہ حد و ابن کمال
 در تزکیہ میں مزی کی کا یہ ان کہنا کفایت کرنا ہو کہ وہ عادل ہے قول ربع میں لہبب ثابت ہونے حریت کے بحجت دار الاسلام ہو جسکے کذا فی الدرعی
 شخص کہ دار الاسلام میں رہتا ہے نہیں اصل حشر ہو تو وہ یعنی لفظ عادل اپنی عبارت اور منقول سے جواب ہو نفی عیب اور اپنی دلالت سے جواب
 حد و فی القذف کے نفی سے کذا ذکرہ ابن کمال ہم یعنی فقط لفظ عادل بلا قید جائز الشہادہ کافی ہے تزکیہ میں اس واسطے کہ اسکا غلام تھا اور
 حد و فی القذف کھو تا اس لفظ سے ثابت ہوتا ہو اتنا فرق ہے کہ نفی عبدیت ببارہ انہض و اور نفی محدود القذف بدلالہ النص سے عطا دی نے کہا یہ

مذنی جس صورت
 میں کہ گواہ
 مشہور ہو
 ۱۱۵

مذنی جس صورت
 میں کہ گواہ
 مشہور ہو
 ۱۱۵

مانندین اگر ہم بطریق قسط کے ہو تو بیع بالتعاظمی بمنزلیات اور بمنزلیات کے ہوگی اور اسناد اقرار کے اگر ہم اقرار بطریق کہنے کے ہو تو یہ اقرار
 میں جہاں بصورت اگر ہم یعنی اگر شہود و پیشواعت سے ہو تو اسکو شکر اور اگر بمنزلیات سے ہو تو کو کھل کر گواہی دینا جائز ہے اور گواہی شنی سموع
 اور مرئی و دوزن ہوتی ہے وہ ہستیا سے اور بیع کا انقضاء اگر ایجاب اور قبول سے ہو تو وہ سموعات سے ہے اور اگر تعاطی سے ہو تو بمنزلیات سے
 ہو اور تعاطی میں گواہ لینے کی گواہی دین اور اگر بیع کی گواہی دین گے تو یہی جائز ہے چنانچہ نزاریہ میں ہے اور خریداری کی شہادت میں
 بیان میں ضروری ہو اسواسطے کہ من مچول کی خریداری پر حکم کرنا صحیح نہیں اور اقرار لسانی سموعات سے ہو اور اقرار بالکتابہ بمنزلیات سے لیکن شکر
 کرنا چاہیے کہ اگر ایک شخص نے اپنا اقرار شاہدوں کے دربر و لکھا اور کو کھل کر گواہی دینا سہل ہے کہ اگر کسی اقرار کیا حلال نہیں کیونکہ کہتے
 گاہ سے آزمائش سبب ہی یقین کے واسطے ہوتا ہے اور اگر کتابت معتدرا و مرسوم ہو سہل ہے کہ شخص غائب کو بطریق رسالت اور پیام کے یوں کہی کہ یا بعد
 انک علی کذا یعنی بعد یا سلام دریافت کراوی مخاطب کہ تیری جھپٹتے درم میں اور اگر کہے اور شہود کے دربر و پر سے نوادہ کو اس کے اقرار کی گواہی
 دینا درست ہے اگر کہ کتابت نے یہ لکھا ہو کہ تم گواہ رہنا میرے اقرار کے اور اگر کتابت نہ ہو کہ دربر و لکھا اور کہا اس کے گواہ رہنا تو اگر کو اسکو نوشتہ
 معلوم ہو تو یہ اقرار ہے اور نہیں تو اقرار نہیں اور اگر کوئی کتابت تو بالفرض معتدرا و مرسوم چاہیے اگرچہ غائب کے واسطے اقرار نہ کذا فی طحاوی و
 حکم الحاکم و القصب القتل وان لم یثبت علیہ ولو خفیاً کیری وجہ المقتضی یقیناً اور جائز ہے گواہی دینا حاکم کے حکم اور غضب اور
 قتل کی اگرچہ شاہد کو اس پر گواہ کیا ہو کہ کتابت ہو اسوقت چھپا لکھا ہو سہل ہے کہ مقرر کا موندہ دیکھتا ہو اور اسکا اقرار کرتا ہو ہم غلابہ میں جو کہ
 اگر کسی نے کہا کہ میرے اقرار کی جو تونے سنا گواہی دینا تو یہی گواہی دینا جائز ہے انتھے تو در صورت سکوت متع بطریق اولیٰ گواہی جائز ہے اور اگر شاہد
 مقرر کو دیکھتے ہوں اور اس کا کلام سننے ہوں نوادہ کو گواہی اس کے اقرار کی دینا حلال نہیں مگر در صورت آئندہ من کذا فی طحاوی و لا یستہک
 علی محجب بسماعہ منہ الا اذا تبین القائل بان لم یکن فی البیت غیباً لیکن لو یستکر لا یقبل درم اور شخص دیوار وغیرہ کی آڑ میں جو اس پر
 گواہی نہ دی اور جس بات شکر کر جب کہ ظاہر ہو یا م قابل سہل ہے کہ ہو کہی کو مٹری میں سوا و اس کے لیکن اگر شاہد آڑ کی سٹا کو بیان کر چکا ہو تو گواہی قبول
 ہونگی کذا فی الدرر ہم یعنی جب کہ شاہد کو مٹری میں داخل ہوا اور وہ ایک مرد کو دیکھا پر شاہد بیکل کراہ کے دروازہ پر بیٹھا اور اس کو بڑی بڑ
 کوئی راہ نہیں سوا و دروازہ کے قریب اس مرد کے اقرار کی گواہی جائز ہے کذا فی طحاوی عن الحنفی و ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اثبتن بانہما فلا تہت فلا تہت فلا تہت و لکنی ہذا الشہادۃ قولی الاسم والنسب و علیہ الفتوی جامعہ الفصولین یا شاہد عورت
 کلام کرنا الیکاجم دیکھو و مردوں کی یوں گواہی لینے کے ساتھ کہ وہ عورت فلائی بنی فلان بنی بیٹی اور یہ یعنی دشمنوں کی خبر عورت کے
 اسم اور نسب پر گواہی کے واسطے کافی ہے اور یہی قول پر توجہ سے کذا فی جامع الفصولین ہم رویت شخص کی قید اسواسطے لکھائی کہ نقاب عورت
 کی صحت پر اسکا چہرہ دیکھنا شرط نہیں بعض مشائخ کے نزدیک چنانچہ شرط نہیں ہے اور اگر عورت کا جسم نظر آدھو اور مرد پر ہو کہیں کہ یہ
 فلائی عورت ہے نوادہ کو گواہی دینا جائز نہیں چنانچہ ابن مقابل سے مروی ہے جامع الفصولین میں ہے کہ اگر دو عادل نام اور نسب عورت مذکور
 بناویں تو عادلین کو لائق ہے کہ فرع کو اپنی شہادت پر شاہد کر میں یا شاہد عورت پر نام اور نسب اور حق کی گواہی بالاصالہ دیکھ کذا فی طحاوی و
 مسند ملحقہ شایع کافی ابی اھر عن صحیح لا یتبعی للعقبات کتب الشہادۃ ولا ینبغی الا اذا یبغیہم المدعی علیہ فیصیر جہاں میں ہے
 محمد بن حسن کہ اہل فقہ اور اہل علم کو لائق نہیں گواہی لکھنا یعنی ذائق پر اسواسطے کہ ادا شہادت کے وقت مدعا علیہ بغض پیدا کر گیا اور اسکو
 بغض اسکو ضرر کر گیا ہم دہر ضرر یہ ہے کہ یہ حاجت بغض ہے اور نہ کوئی جو شرعاً محبوب ہیں یعنی اہل علم کی محبت شرعاً لازم ہے اور تحمل شہادت
 آخر کار موجب بغض ہوگا تو اہل علم کو گواہی نہ لکھنا خوب ہے یہ اس صورت میں ہے جب کہ اہل علم میں تحمل ادا شہادت متعین ہو و ان کان
 بین الخطین بان اخرج المدعی خطاً لمرار المدعی علیہ فاذا لکوا خطاً فاستکبت نکبت و بین الخطین مشاہدہ ظاہر علی کما

[illegible]

میں جو کہ ایک مرد نے عورت سے کہا کہ تیرا شوہر مر گیا تو اس کو نکاح کر لینا درست ہے اگر مخبر عادل ہوا ہے محیط میں ہو کہ اگر انسان کی موت کی خبر
 آئی اس واسطے کہ انہوں نے وہ سامان کیا جو میت پر ہوتا ہو یا جو جائز نہیں کہ اس کی موت کی خبر دی جب تک کہ شخص معتد ہو کہ یہ خبر مرد کی ہے میں نے
 اس کی موت کا معائنہ کیا اس واسطے کہ مضامین لگا سے موت پر مقدم ہو جاتی ہیں خطا کی راہ سے یا مال کے ہائے لینے کے جیسے کے واسطے کہ اس
 فی الخطا و الاکتساب نکاح صحیح ہو اگر جماعت سے کسی لہام کے نزدیک اور دو عادل سے کسی صاحب کے نزدیک تو نکاح کی گواہی دینا جائز ہے
 عادیہ میں ہو کہ شہادت بشہرت اور تسامع نکاح میں جائز ہے مگر ایک مرد کو ایک عورت پاس آئے جانتے دیکھے اور لوگوں سے کہہ دے کہ فلا فی عورت فلا نے
 مرد کی جورو سے قوا اس کو اس کی زوجیت کی گواہی دینا جائز ہے اگرچہ اس نے عقد نکاح کا معائنہ نہیں کیا اور دین میں سے کہ اگر ایک شخص نے
 مرد اور عورت میں اختلاف اور انصاف دیکھا جیسے جورو و عادیہ میں ہو کہ وہ اس کی جورو ہے کہ اس نے اپنے لفظ و والد خلی
 بزوجتہ و حمل بزورہ یعنی یہ بھی تسلیم سے اور قبول شہادت پر احکام مرتب ہیں چنانچہ عدل اور ہر اور نسب و ولایت القاضی و ولایت
 قاضی ہم لینے جب تک کہ فلا شخص قاضی ہو فلا نے شہر کا قوا اس کو اس کی قضا کی گواہی دینا درست ہو اگرچہ اس نے تقلید سلطان کا معائنہ نہیں کیا
 بحر الرائی میں سراج سے ہے کہ امیر قاضی کے ہند سے قمارت کی شہادت کو بھی زیادہ کرنا چاہیے و اجمل القاضی ۴۴۱ ہل وقف ہم لون گواہی
 دی کہ کبہ وقف ہو فلا نے موضع یا فلا فی جماعت پر اور کیا ذکر منصف کا شرط ہو یا نہیں کافی بن مرغبانی سے مردی سے کہ بان شرط ہو اور
 خزانہ میں جو کہ شرط نہیں بقول مختار اگر وقف قائم سے تو فقیران کے طرف منصف ہو گا قیل و شہر الخطی علی المختار کا مرقی بایہ اور قول
 ضعیف میں شرط لا وقف کی بھی گواہی سماع درست ہو بقول مختار چنانچہ مذکور ہو چکا وقف کے باب میں ہم خطا دی نے کھا اس کو بصیغہ تفریق کر
 کرنا بلا وجہ ہے کہ وہ قول کی تفسیر ثابت ہو بحر الرائی بن فضول عادیہ سے ہے کہ قول مختار صحیح ہو کہ شرائط وقف پر گواہی دینا شہرت سے
 مقبول نہیں آئے اور مجتہبے میں سے قول مختار یہ ہے کہ شرائط وقف پر شہادت بشہرت مقبول ہے انہو اور اسی پر مہا دیکھا ہی سراج اور فتح القدیر
 و اصل کہ ہو کل ما تعلق بہ حق و نوص علیہ و الا فیہ شہادۃ اور مل برابر ایک و دیر سے جس صحت وقف کی شہادت ہو اور جب وقف موقوف ہو
 اور اگر ایسا نہیں تو یہ شرط لا وقف سے جو ہم لفظ صحت و وقف شرط صحت و وقف سے جو چاہے کہ وقف کا منجز ہو مانہ معلق اور مسلم ہونا اور سراج کا
 اس صحت کے واسطے مقرر کر دینا جو قطع ہو و غیر ذاک اور جس صحت موقوف نہیں جس صحت کا ذکر کرنا چاہیے امام اور مؤذن کا قافلہ الشہادۃ
 بذلک اذا ائتمرت ہا ہذا الاشیاء من بیون الشاہدین من حدیث عامۃ لا یصح فی کواظمہم علی الکتاب بلا شرط حد الادب و شہادۃ
 العدلین الا فی الموت فیکفی العدل و لو اثنی و ہذا المختار الملحق و فیہ تو ثابہ کو لبس اس کے گواہی دینا جائز ہے جب کہ ان شہادہ مذکور کی
 وہ شخص خبر دی جس پر شہادہ مہا دیکھا ہے اس جماعت کی خبر میں سے جس کا متفق ہو گا مذکور پر تصور نہیں بلا شرط عدالت مخبرین یا دو عادل کی شہادت سے
 سو اس کی موت کے کہ نہیں ایک عادل کی خبر کافی ہے اگر مخبر عورت ہو بھی قول مختار سے کہ اس نے الملتقی و الفتح ہم قنادی صغری میں مذکور ہے کہ شہرت
 کی دو صورتیں ہیں ایک شہرت یقینہ چنانچہ لو تروا مردی شہرت حکمی طرح کہ دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں بلفظ شہادت خبر دین گشت
 میں ایک عادل کی خبر کافی ہے بلا لفظ شہادت انتہی مواضع مذکورہ میں باوجود عدم معاینہ بجز و خبر اہل عہد و شہادت بطریق امتحان کو جائز ہے دفع
 صحیح کے واسطے اور تاکہ تعقل الحکم لازم نہ آوے اس واسطے کہ شہادہ مذکورہ میں ہر شخص حاضر نہیں ہوتا سو اس کی خواص کے کہ نہ نکاح میں ہر شخص
 سوجہ نہیں ہوتا اور دخول زوجہ میں کوئی واقع نہیں ہوتا اور اس طرح موت کو ہر شخص معاینہ نہیں کرتا اور نسب سبب لادت جو سوداں کو بھی ہر
 نہیں ہوتا سو اس کی جنائی کے اور نسب تسلیم سلطان سے سو اس کو کوئی معاینہ نہیں کرتا سو اس کی زبرد و غیرہ خواص کے اور اس طرح وقف سے
 اور احکام متعلق ہوتے ہیں جو علی مراد ہو جاتی رہتی ہیں تو اگر ان امور میں سے مقبول نہ ہو تو ہر اہرج لازم آوے اور احکام کمال مطیل ہو جادین کذا
 فی العموی اور ایک عادل کی خبر موت کی شہادت میں کافی ہو نہ قضا کے واسطے کہ قاضی بدون دو شخص کی گواہی کے حکم نہ لگا اور اگر موت کی بوقت

اعتبار داد کے نتیجے پر گواہی لکھنا ہی متنازع نہ کہا کہ اگر گواہی میں تو ادون پر لعنت کرنا حلال ہے کیونکہ وہ باطل پر شہادت ہو سکتا حال
 ادون کو کون کا باشر بن سلطان سب جو ضمان جہات اور اجازات منادہ پر گواہی دیتی ہیں انھیں تحاسین کا جو پھلہ جو اور بعضی کتب میں بنی ہو کر جو
 منی سے یعنی بائع دواب و رقیق کو لے لے لفظ وی و فی الوہابینہ و بکیر کا دعویٰ فقہانہ لہ عمالہ و نوایعہ و رعایا ہوا مقبول کثرت ہادہ
 المیزان کے تحت لاہر میں اور دہلی میں جو امیر کبیر دعو کی اس واسطے سے اعمال اور قایع سے اور عمل کی رعایا نے اس کے واسطے گواہی دی تو
 مقبول نہیں جس میں مزاج کی گواہی نہیں ملے کے حق میں مقبول نہیں مہ اعمال اور رعایا کی گواہی سبب جہالت کے اور سبب گواہی کے اس کے خوف
 مقبول نہیں و قبل ازاں بالکمال المحققین احدی غیر فیہ لا نفعیہ وہی صنفہ ابائہ و الجہاد و الا فلا مرقا لہ لو حیثہ فلا شہادۃ
 از مائتہ فی حد الحد الادنیہ و اقوال المصنف اور بعض نے کہا کہ حال مقبول شہادت ہو پیشہ و درمراہ میں بیٹے وہ پیشہ جو اولہ کے لائق
 ہو یعنی جو پیشہ ور کے باپ و ادون کا پیشہ ہو اور اگر اس کا پیشہ بالائیں ہے باپ و ادان کے محفلت تو اس پیشہ پر میں مروت اور جہانم مروت
 اگر اس کا پیشہ رزق اور ذلیل ہے تو اس کی گواہی ہی جائز نہیں اس واسطے کہ مروت کا داخل ہونا عدالت میں معلوم ہو چکا کہ انی فقہ اور ثابت
 کہ گواہی کو مصنف نے اپنی شریعت میں منع القدر میں ہو کہ ترک مروت مسقط عدالت ہو مروت کی تعلیم میں بعضوں نے یوں کہا کہ انسان ایسا
 فعل کرے جس کو اس کا مقام تہا میں فضل کے نزدیک گناہ کی گواہی اور بعضوں نے کہا کہ مروت عبارت ہے بدوشن نیک اور حفظ لسان اور سبکی عقل کے
 اجتناب سے اور ہر خانہ دنی کے ارتفاع سے انھیں لا تقبل میں اعمی ای لا یقضي بھا و لو قضی ص و عہد قوالہ مطلقا کما لو عی بعد ان کا کہ
 قبل الغضائہ و ما حاز بالکمال خلافتا لثانی مقبول نہیں گواہی اندہ جوئی مطلقا یعنی اندہ جوئی کی گواہی کسی قاضی حکم نہ دی اور اگر حکم دیا تو صحیح
 در مصنف کا مطلقا کہنا عام ہو اس سے روکنا نہ ہوا نہ گواہی اندہ جوئی شہادت قبل قضائے انداس مروت کو جس میں شہادت لیسایع جائز
 ہو بخلاف اگر مروت کے معنی اس کے نزدیک قضا کے شہادت جائز ہے ہم عدم سماع شہادت کی علت یہ ہے کہ آدمی شہادت میں شہاد
 غیر کی حاجت ہو مشکوہ و اور مشکوہ علیہ کے درمیان میں اور اندہ انبیاء نہیں کر سکتا مگر آواز سے نزع ہو کہ اس کو کچھ قسم تلقین کر دی اس واسطے
 کہ ایک آواز دوسری آواز سے مشابہ ہو جاتی ہے و اذاد عدم مقبول الا آخر میں مطلقا کما ولی اور مصنف نے عدم قبول شہادت
 اور میں مطلقا لہذا دیکھا بطریق اولیٰ ہم کو گنے کی گواہی مطلقا مقبول نہیں خواہ شہین شہادت جو حسین سماع کافی ہے یا اس کے غیر میں خواہ
 اشارہ ہو خواہ بکیریت او نیت افادہ کی وہ یہ ہے کہ اخس کو مہلایان کی طاقت نہیں بخلات جمعی کے کہ لے لے لفظ وی و مروت و مہلوی و
 ان سکا تبا و مہلایان اور مرتد اور غلام کی گواہی مقبول نہیں اگرچہ غلام بکارت یا اس کا نصف اہلث آزاد ہو و صلی و مقفل و مجنون و
 فی حاکم صحتہ و اور میں اور غلام اور دیوانہ کی گواہی مقبول نہیں مگر دیوانہ کی حالت صحت میں گواہی مقبول ہے ہم محیط میں ہو کہ جو ایک
 ساحت مجنون ہو یا تاہر اور دوسری ساحت ہو یا شیار ہوتا ہو سو حالت صحت میں گواہی دی تو مقبول ہے کہ یہ ہر لہر ہوشی کے ہر چہ تو معلوم
 ہو کہ شہین مجنون ہو کہ انی لفظ وی الا ان یخلف ان الرق و العتق و اذ با بعد الحرمۃ و لو لم یقفہ کما و بعد الیکون مگر یہ کہ غلام اور غیر
 ملک اور تیسری حالت میں محل شہادت کرے اور بعد از ادنی اور یوغ کے اور شہادت کرے تو گواہی مقبول ہے اگرچہ غلام آزاد ہو یا آزاد کر کے
 حق میں گواہی دی چنانچہ مذکور ہو چکا کہ بعد از اسلام و وقوع بتفسیق و طلاق زوجہ کات معتبر حال اکادہ شہرہ ستانہ اور بطریق
 گواہی اندہ سے کی مقبول ہو بعد بنیائی کے اور کافر کی بعد اسلام کے اور فاسق کی بعد توبہ کے اور زوج کی بعد طلاق زوجہ کے اس واسطے کہ غیر ادنی
 شہادت کا حال ہو کہ انی شرح لکھ ہم عطف اس کا مقتضی ہو کہ اگر محفل کے وقت اٹھے ہو اور اذ اس کے وقت بصیر ہو گواہی مقبول ہے حالانکہ اس کا
 ہو اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ بصارت شرط محفل ہے اور ابی مسائل میں کہ صحیح ہو کہ انی لفظ وی و الحرج میں حکم کو کرے کہ لہذا فیہ ذالت فقہانہ
 لا یقبل الا اربعۃ عہد و صلی و اعمی و کافر علی مسلم اور بحر الزمان میں جو کہ شہاد کی گواہی حکم قاضی مرد و ہر سببی علت کر ہر و علت

تو قبول نہیں جب تک کہ ہر زمین کا خراج میں ہوا یا شاہد کے واسطے خراج میں شہادت ہو ہم اگر خراج ہر زمین کا زمین کو گواہی بعض کی بعض پر قبول
 کرے کہ زمین شہادت اور دفعہ شہادت نہیں اور اس طرح جب کہ شاہد کو خراج میں خل نہ ہو وگرنہ اہل قرینہ شہادت واصلی شہادت آئیں انہما من فراہم کا مقول
 وگرنہ اہل سیکہ بشہادت بشی من مصداقہ لو خیر تا فذ فی النافذ لان طلب حاکم نفسہ کا مقول و لکن قال لا اخذ
 شہادۃ قبل وگرنہ انی ولفظ المکملہ انھی فلفظ اس طرح اہل قرینہ گواہی دی قطعہ زمین پر کہ وہ اس کے کالوان میں سے قبول نہیں اور
 اسی طرح اہل کو کسی چیز کی گواہی دین بعد مصالح اور سناخ کے مثلاً قطعہ زمین کو کہیں کہ ہمارے پاس ہے سو کہانی العالکیرتہ تو قبول نہیں بسبب جو
 شہادت کے اگر کوہ غیر نافذ ہو اور کوہ نافذہ میں اگر اپنے واسطے حق طلب کرنا ہو اس طرح پر کہ شاہد اس قطعہ زمین میں روز اور ہوا اچھا ہوتا
 گواہی قبول نہیں اور اگر کہے کہ میں کچھ تو لکھا تو اگر اسی مقول ہو اور اس طرح وقف مدرسہ میں گواہی قبول ہے اس کے مافی قادی النفسی تو اس کو یاد رکھنا
 ہم وقف مدرسہ کی شہادت کی قید اس واسطے لکھی کہ شہادت سخی کی غلبہ وقت میں قبول نہیں کیونکہ شاہد کا حق ہے مشہودہ میں تو وہ ہم کو
 کہانی لفظ آدمی عن الجہر سائل نہ کرہ میں عدم قبول شہادت کی وجہ یہ ہے کہ شاہد کا آدمین نافذ ہو تو محل شہادت ہو و لکن الخاف
 مساکفہ او مشاکفہ او الحاکم او السایعہ او الی لکین الخاص الذی یبطل خبر استاذہ لا ضمر نفسیہ ولفظہ لقم نفسیہ و لکن وہی
 معنی قولہ علیہ السلام لا شہادۃ للغانہ باھل البیت ای الطالب معاشہ منہم من الصغیر لامن القناعۃ اور قبول نہیں گواہی
 اجیر خاص یعنی مزدور اور چاکر کی اپنے مستاجر کے واسطے خواہ اجرت بطور سالانہ ہو یا ماہانہ یا یومیہ کہانی الخاف یا اجیر خاص سے وہاں تالیق یا شاگرد خاص اور
 جو شہادت کے ضرر کو اپنی ذات کا فرار اور اس کے نفع کو اپنی ذات کا نفع سمجھے کہ لے لے الذر اور وہی مطلب ہو اس حدیث کا کہ گواہی نہیں قسبان
 اہل بیت کی یعنی چو اپنی معاش اس سے یعنی گھر والوں کے طلب کرے فانی مشتق سے نفع انہم سے نفع سے سوال و نذر نہ قناعت سے ہم اجیر خاص کی مراد میں خلاف
 ہو بقول اکثر علما اجیر خاص سے نفع فانی مراد ہے جو شہادت کے نفع اور ضرر کو اپنا نفع اور ضرر جلتے اور شہادت کے ساتھ کہنا گواہی اور یہی مراد ہے فانی سے
 جو حدیث میں مذکور ہے اور بعضوں نے کہا کہ سالانہ یا ماہانہ یا یومیہ درسی اجیر مراد ہو اور حدیث مذکور مذکور گواہی اس حدیث کا جو ابو داؤد میں عن عمر بن شیبہ
 عن ابیہ عن عبدہ مرسی جو قال رسول اللہ علیہ وسلم لا شہادۃ الخاف و الخاف ذی القرب علی الخاف و شہادۃ القانین لاکل البیت و اجازۃ لغيرہم یعنی
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کی شہادت خیانت والے فرار اور عورت کی اور عداوت والے کی اپنے بہائی پر اور شہادت فانی کی واسطے اہل بیت کے
 اور غیر اہل بیت کی واسطے شہادت جائز کہی کہانی فی القدر خطا و نسی کہنا خدام اور تابع اور شاگرد میں بعضوں نے یون فرق بیان کیا ہو کہ خدام سے وہ شہاد
 ہو جو بلا جبر شہادت کرے اور تابع وہ جو مشہودہ کے گھر میں زندگانی بسر کرے بلانہ مت نہیں لازم بیت اور شاگرد سے اہل صنعت مراد ہیں جو اپنی زمینوں
 کے تالیق ہوں اجیر خاص کی قید اس واسطے لکھی کہ اجیر مشترک کی گواہی چنانچہ خیاط اور عدا اور سجاد اور نائی اور دہوئی کی گواہی مستاجر کے واسطے
 قبول ہے اس واسطے کہ وہ مستحب اجرت کا نہیں کر اپنے عمل سے واجب وہ اجارہ کسی چیز کا مستوجب ہوا تو بہت باقی نہیں بچان اجیر خاص کہ اس کے
 متانے مستاجر کے مستحق ہیں و لہذا وہ دوسری کی مزدوری اور چاکر کی نہیں کر سکتا مدت اجارہ میں تو اگر اس کی گواہی جائز ہو تو شہادت بالاجارہ
 اور کیونکہ اس کی شہادت بھی بچلے اس کے متانے سے جو مستاجر کی بحدت وغیرہ میں قبول نہیں ہے و مفادہ بقول شہادۃ المستاجر کا مستاذ
 وہ اور مفادہ حدیث مذکور کا یہ ہے کہ مستاجر اور شہاد کی گواہی اجیر خاص اور شاگرد کی واسطے کہ وہ اس کا محتاج نہیں بچان اجیر
 خاص کے ہم یہ مسلک فی القدر میں صریح مذکور ہے و تحقیق بالقیہ من یفعل الخفی و یقانی اور غنت کی گواہی قبول نہیں تخت بیعت فون وہ جو مالکین
 فعل کرے اور اولت کرادے ہم مالکین فعل کرے یعنی عورتوں کے انہا کرے یعنی عورتوں کا سا سنگار کرے اور قول اور فعل میں اس کے ساتھ مشابہت کرے و فی
 مشابہت یہ کہ محل اولت ہوا اور فون مشابہت یہ کہ عورت کی طرح نرم کلامی اختیار کرے بناوٹ سے کہانی المغرب اور بعضوں کے نزدیک فقط قولی یا فقط
 فعلی مشابہت کافی ہے شہادۃ ابو داؤد میں ان عباسی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا لعن اللہ المحش من الرجال و المحش من النساء یعنی

[illegible]

نہ
نہ
نہ

منہم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ وختلف بالفتن من بعدہم فی الخیر ونا السکون فی الترخیر اور نہایہ میں جو کہ در بیان سلف اور خلف کے فرق
ہم کہ سلف صالح سو مراد تابعین کا صدر اول سے اور غیر سہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ میں اور خلف بنیعی لام وہ لوگ ہیں جو تابعین کے بعد تک لوگ ہیں
اور خلف بسکون لام دیگر لوگ ہیں جو کہ عرف میں با نافع کہتے ہیں کہ انی اجزم صدر شریعت نے کہا کہ سلف سے مراد صحابہ اور علماء و تبعہ میں تابعین میں
رضوان اللہ علیہم جمیع و فیما عن النایۃ عن ابی یوسف کا اقبل شہادۃ من سب الصلۃ و اقبلہا من بذر آمنہم لانه یعتقد انہ یستأ
وان کان علی باطل فلم یظہر فیسقہ بخلاف الشائبہ اور سحر الرائن میں غایہ سے کہ ابو یوسف سے مروی ہے کہ میں قبول نہیں کرتا کہ وہی
اوسکی جو صحابہ پر کرام کی ہر گز ہی کہی اور کسی گواہی قبول کرتا ہوں جو صحابہ سے برتر اور مارا من ہے اسو اسطے کہ وہ ایک دین کا معتقد ہے کا مخرج
دار و انفس اگرچہ وہ بطل پر ہے تو میری نے اپنا نفس ظاہر کیا دین رکھا بخلاف دیگر کہ اوسکی اپنا نفس ظاہر کر دیا ہے ظاہر میں یہ متفق صحابہ پر اور
ابو یوسف کے طرف اسو اسطے منیوب ہو کہ وہ مخرج ہیں اس کے شہد ان ابی اہا اذی صلی اللہ علیہ فان اذہا صحت شہادۃ تھا اسخما تا الشہادۃ
حاشی علیہ صمد فہو فی اللہ و وصیہ لثالث علی الاقصاء و دو ہیں گواہی ہی کہ ہمارے پاس فلاں شخص کو وصی کیا ہے تو اگر شخص نہ کہے
اوسکا دعوی کرے تو وہ دین کی گواہی صحیح ہوگی بطور احسان جیسو میت کے دو دائون کی گواہی ایک شخص کے وصی ہو زمین اور میت کے دو دین
کی گواہی کسی شخص کے وصی ہونے میں اور جن دو شخصوں کے واسطے میت نے وصیت کی اذی گواہی کیسے وصی ہو زمین اور میت کے دو وصیوں
کی گواہی تیسرے شخص کے وصی کرنے میں صحیح ہو کہ انی الخطا دی وان اذہا لا ان القاضی لا یجوز ان یجوز احد علی قبول الوصیۃ یعنی اور اگر وہ شخص
قبول وصایت سے انکار کرے تو گواہی انہ میں نہ کو دین کی صحیح نہیں اسو کہ قاضی کا کہ نہیں کیونکہ یہی وصیت قبول کر دیا کہ اذی شرح لہی کا لا تقبل لوشہد ا
ان لیاہا القایۃ و لکما بقض دینانہ والذی الوکیل وانکر والفرق ان القاضی لا یجوز ان یجوز احد علی قبول الوصیۃ یعنی اور اگر وہ شخص
مقبول نہیں گواہی اگر دو تیسرے گواہی دین کہ ہمارے غائب یا غائبے کو وکیل کیا ہو پسے دیوں کے قبض کر لیا خواہ وکیل وکالت کا دعوی کرے یا انکار کرے اور
فرق وصی اور وکیل کے مسئلہ میں یہ ہے کہ قاضی مالک نہیں غائب کے طرف سے وکیل مقرر کر لیا بخلاف نصب وصی کا وہ زمین قاضی کو اختیار ہو شہد الوصی
ای وہی المیت یحیی للیتیت بعد ما عثر الہ القاضی عن الوصایۃ ونصب غیبا او بعد ما اذہرک الوصایۃ لا تقبل شہادۃ للیتیت فی طلاق
او غیرہ حکامہم الا لیلول الوصی محل المیت ولذا لک لایجوز ان یجوز احد علی قبول الوصیۃ یعنی فاقض فکان المیت نصیبہ فاستوی خصامہ قا
جل نہ گواہی ہی وصی نے یعنی میت کے وصی نے میت کے حق میں بعد اسکے کہ قاضی نے اسکو معزول کر دیا وصایت سے اور قائم کیا غیر کہ گواہی
وصی بعد بالغ ہونے ورثہ میت کے نواسکی گواہی میت کے حق میں اسکے مال اور غیر مال میں مقبول نہیں خواہ وصی نے خصوصیت کی جو یا نہ کی ہو منسب ہو یا
وصی کے بجای میت کے اور ہو اسطے وصی اپنی ذات کے معزول کر لیا مالک نہیں ہوں معزول کرنے قاضی کے تو وصی مثل ذات میت کے ہو گیا تو
اوسکی خصوصیت اور عدم خصوصیت برابر ہو گئی ہم در صورت بغای وصایت وصی کا بجای میت کے ہونا ظاہر ہے اور در صورت معزولی ظاہر نہیں مگر جہاں
ایکان پر جب بجای میت کے ہوا تو اسے اپنی ذات کے واسطے گواہی دی لہذا مقبول نہیں بخلاف الوکیل فلذا اقال ولوشہد الوکیل بعد
عن الہ لیتیت کل ان حکامہم فی مجلس القاضی شہادۃ بعد عن الہ لا تقبل انفا قاللہم بخلاف وکیل کے کہ اوسکی خصوصیت اور عدم خصوصیت
ب برابر نہیں ہوا اسو اسطے مصنف نے کہا اور اگر گواہی دی وکیل اپنے معزول ہونے کے بعد تو کل کے حق میں اگر اوش خصوصیت کی ہو مجلس قاضی میں ہر
گواہی دی بعد ان معزول ہونے کے تو گواہی بالاتفاق مقبول نہیں بسبب جہت کے ہم جہت سے مراد جہت تصدیق ہو یعنی وکیل صاحب خصوصیت کر چکا
ہو اس میں اپنی صداقت ظاہر کرنا ہے گواہی دیکر ولا فیکت بعدہ بخلاف اللثانی فجعلہ کالوصی بکراہ اور اگر خصوصیت نہیں کی تو گواہی وکیل
کی موکل کے حق میں بعد معزولی کے مقبول ہے بسبب جہت نہ کہ کہ بخلاف ابو یوسف کے کہ اوشے نزدیک در صورت عدم خصوصیت بھی مقبول نہیں
تو ابو یوسف نے وکیل کو وصی کے مانند نہیں رکھنا کہ لانی اسراج فی قسامۃ الیہ بل علی کل من صاخصا فی حادۃ لا تقبل شہادۃ فیہا ومن کان

من حیث ان یغیر حکما و کرمی بصب حکما بعد مقبول و هذا ان الکتاب فی متعین علیها و کتاب فیہ اشد شرح زیدی کی کتاب لہذا میں جو کہ جو
 شخص کہ منہم ہو گیا کسی مقدمہ میں جو اس مقدمہ میں گواہی اس کی مقبول نہیں اور جس کا منہم ہوا در پیش ہے اور مالانکہ ہنوز وہ منہم نہیں ہوا اور اس کی
 گواہی مقبول ہے اور یہ دونوں کا مدعی بالاتفاق ہیں اور پورا بیان اس کا اوستی شرح میں سے ہے شیعہ نے اپنی شرح میں کہا تو پہلے اول کی جہت سے
 اوکیل نہیں ہوتا جو جب کہ اس شخص کا کہ اس شخص کی ہر دو معزول کی ہر گواہی مقبول نہیں اور شیعہ نے جب مقدمہ طلب کیا یعنی کسی
 پاس اور شیعہ سے خصوصیت کی ہر دو معزول کی گواہی مقبول نہیں اور پہلے تالی کی جنس ہو وکیل سے جب کہ اس شخص کی خصوصیت ملے اور
 شیعہ جو جب کہ اس شخص کی خصوصیت طلب کیا اور گواہی دی تو دونوں کی گواہی مقبول ہے کہ ان کے احوال میں قیاس نا جائز ہے القاضی لافہ لہذا حکما
 فی غیرہم عرہ فیکت حدیثا کما فی تہمت فی خیر ما و علیہ جاکم الفتاویٰ فیہ لہذا ہی ہنوز مجلس قاضی کی ہر اس کے کہ اگر کوئی
 غیر مجلس قاضی میں خصوصیت کی ہر پھر موکل نے اسکو دکات سے معزول کیا ہر طرفین کے نزدیک گواہی مقبول ہے چنانچہ اگر وکیل نے گواہی دی
 اس مقدمہ کے ساتھ میں جس میں وہ وکیل مقرر ہوا یا موکل کی نصیحت کی گواہی دی تو مقبول ہے کہ ان کے جامع لہذا میں کافی البرازہ و حکما
 بالخصوص عند القاضی فخاصہم المطلوب بالکاف درہم عند القاضی مقررہ کہ فیہ ان لم یطلب علی المطلوب مائتہ دینار مقبول
 بخلاف ما لو دیکلہ عند غیر القاضی فخاصہم دہا و برانہ میں جو کہ ایک شخص کو خصوصیت کے واسطے وکیل کیا قاضی کے نزدیک ہر
 اس کے جملہ دیکلہ ما علیہ ہزار و دہم کا ہر موکل نے وکیل کو معزول کیا سو وکیل نے گواہی دی کہ اس کے موکل کے نہ ما علیہ ہر دو دینار میں تو گواہی
 مقبول ہے شیعہ اس واسطے کہ یہ دوسرا مقدمہ سے غیر متعلق ہو کالت بخلاف اس صورت کے کہ اسکو غیر قاضی کے نزدیک وکیل کیا اور اس کی
 خصوصیت کی تو گواہی مقبول نہیں اور پورا بیان اس کی اس کتاب میں ہے ہم باقی بیان برانہ اور کافی بن دین سے کہ اگر قاضی کو دکات معزول ہو
 اور ما علیہ دکات کا منکر ہو اور وکیل اپنی دکات گواہوں کو ثابت کرے ہر موکل کہ معزول کرے اور وکیل موکل کے واسطے گواہی دے تو گواہی
 اس کی مردود ہو ہر ایک اس میں جو وقت وکیل قائم ہے مگر جب کہ اس میں کی گواہی دی جو تاہنا ہر تارینج دکات کے بعد ثواب گواہی
 مقبول ہو کہ ان کے احوال میں کما فیکت عندہا خلافا لثانی شہادۃ انہی یدعی علی الملیت لرجلین مقررہ کہ لستہم فیہ لہذا لکھتہا
 بدائی علی الملیت ان کل فریق یشہد بالکاف فی الذلۃ ہی قبل حق فاستثنیٰ فلم یقر بالشہادۃ فی ذلک خلاف الوصلۃ بصرہ
 کما فی وصایا الجہم و شرحہ و سیبھی ثمانہ سے طرفین کے نزدیک بخلاف اور من کے گواہی مقبول ہو و دشمنوں کی گواہی و مردوں کے دین
 کی میت پر ہر شہد ہما نے گواہی دی کہ میں کا دین میت مذکور پر ہر سو واسطے کہ ہر فریق گواہی دینا سے کہ دین ثابت ہو نہ پر اور و دشمنوں
 متفرق کر مقبول کر سکتا ہو و شاید کہ شرکت نہ مانع ہوئی اور میں بخلاف اس وصیت کے جو غیر میں میں ہو چنانچہ مجلس اور اس کی شرح میں ہو اور اس کا
 ذکر کتاب الوصایا میں آدھام دین کی شہادت شاید کہ شرکت ثابت فی الذلہ میں ثابت نہیں بلکہ شرکت مقبوض میں ہر قبض ثابت ہو اور وہ مانع
 شہادت نہیں بخلاف وصیت غیر میں لینے اگر ہر فریق و دوسرے فریق کی گواہی دے کہ میت نے اس کے واسطے ثمت میں وصیت کی ہے تو بالاحاق
 گواہی مقبول نہیں سو واسطے کہ اوٹ کا من ترکہ میں سے یعنی ثمت میں اور وہ دونوں فریق میں مقسوم سے تو یکہ گواہی ہر حق سہمیں جو وکیل
 میں مشترک ہو اور اگر وہ دونوں شخصوں نے گواہی دی کہ میت نے ان دو شخصوں کے ہر سو اس چیز میں کی وصیت کی ہر شہد و حکما شہد کے واسطے دوسرا
 چیز میں کی گواہی دی تو مقبول ہے کہ نہ کہ میں شرکت نہیں و کما ہذا و وصیت لہ او دیکر علی آجین فی غیر مال المیت فاذا مقبول لہ
 فی ظاہر الروایۃ لہذا لہذا الوصلۃ علی لاف الملیت بشی متعین تو ادیت بالکاف تعالیٰ برادۃ اور بیس گواہی و دوسروں کی وارث
 کے واسطے شخص اجنبی برالہ میت کے ہوا چن کہ وہ مقبول ہے ظاہر الروایۃ میں چنانچہ اگر وہ وصیت نے اقرار میت پر گواہی دی کسی میں نہیں
 وارث مانع کی واسطے وہ مقبول ہو کہ ان کے البرازہ ہم وارث بالغ کی قیادہ ہوا بخلاف کہ مقبوض کے واسطے گواہی مقبول نہیں و شیعہ کہ ان کے احوال میں و کما

ہر گز وہ مدعی کا بیانیہ یا دوسرے کا بیانیہ یا کہ شاید قاضی نے اور ملائکہ مفذوف اور مدعی ہوا اور انہم ذکر اوقاص صغیر اور سب تو اسی لفظ
 و بقیہ اور شہادہ الحکمہ و لم یبقا من العہد کما یفہم بابہ یا گواہی دی کہ شہود مدعی نے نہ کیا اور نہ کی حقیقت کو نہیں بیان کیا شاید لفظ مال چرایا
 اور مال مسروق کی اور اسے تصدیق کی پیشبرد شراب پی اور حالانکہ زمانہ شرب متعادم نہیں ہوا چنانچہ مذکور ہو چکا کہ شرب کے باب میں ہم حد شرب میں مذکور
 ہو چکا کہ شرب کا متعادم زمانہ رنج یعنی بدبو جانے سے ہوتا ہے اور غیر شرب کا متعادم ایک مہینہ گذر جانی سے اذقلوا النفس عمدا یعنی یا گواہی دی کہ شہادہ
 نے آدمی کو ارادہ الا جان بوجہ کہ اذانی العینی او شرب کا الملتحی والمذنی مال یا گواہی دی کہ شہود شرب میں مدعی کے اور حالانکہ جس میں وہ ہو
 مال جو ہم مراد یہ ہے کہ شاید شرب کا متعادم سے مدعی کا تو جو اس دعویٰ باطل سے مدعی کو حاصل ہو گا تو شاید کہ کو اس میں فائدہ ہو گا اور یہ کہ شہادہ
 مدعی کا شرب ہر مدعا میں والا اس کا اقرار ہو گا کہ مدعا یہ مدعی اور شاہد کا ملوک ہو کہ اذانی فتح القدر اذ انہ استأجروہم بکلمۃ اللہ اللہ اللہ اللہ
 اعطائکم ذلک ما کان فی عندنا من المال لولم یقلہ کو تقبل لدعواہ الا سیجما الفیذہ ولا ولا یہ لہ حکمہ یا گواہی دی مدعا علیہ کہ مال پر گواہی
 نے شاید دن کی اتنی اجرت مقرر کی گواہی کے واسطے اور ادانہ اجرت دی اور مال میں جو میرا تھا مدعی کے پاس اور اگر میرا نہ ہو تو گواہی قبول نہ ہوگی
 بسبب عوی کر نے استجار کے غیر شخص کو واسطے اور حالانکہ اس کی ولایت نہیں غیر تحقیق یعنی تو وہ معاملہ نہیں ہے کہ اگر اجرت میری مال سے
 مدعی اس وقت شہود مدعی کی گواہی مردہ ہو گی اور شہود و جمع کی گواہی مقبول ہو گی اور فقط دعویٰ استجار بلا قید کو مرجع خبر ہو جو مقبول نہیں
 اذانی صراحتہم علی کذا اذ فحتمہ البصم ای رشوع والا فلا حسم بالمعنی الشریعہ و لو قال لم اذ فحتمہ یقبل علی ان لا یشہدوا علی
 نہ ذرا وقد شہدوا وراوانا اطلب ما اعطیکم یا گواہی دی مدعا علیہ کہ اس مال پر کہ شہود مدعی سو بیٹھ صلح کی تھی بوض اتوا مال کے اور وہ
 مال اور کو بطور رشوت کے بیٹھ دیا تھا اس شرط پر کہ جو میرا ہے کہ گواہی میں نہ ہوں اس کے اور میں نے جہوٹ گواہی دی اور میں اس کے طلب کرنا ہوں مال
 اور کو میرا یا شارح کہہ گا کہ اگر دینا مال کا بطور رشوت کے ظاہر ہو کر تو صلح معنی شرعی ثابت ہو گی اور اگر کہو کہ صلح کر کے میں نے مال نہیں دیا تو گواہی
 مقبول نہیں و اما قبلت فی ہذا القصر لانہ حق اللہ العبد فحتمہ الحیاۃ لاحیائہا اور ان صورتوں میں تو گواہی اس واسطے مقبول ہے
 کہ امور مذکورہ و یا حق اللہ العبد میں خود و زون حقون کے زندہ کرنے کے واسطے حاجت واقع ہوئی شہد عدل قلم یکر عن مجلس القاضی و یقبل
 المجلس و لم یکن ذلک المشہور لہ حتی قال اذ ہبت اخطات بعض شہادتی و لا مناقضہ قلت شہادۃہ بجمیع ما شہد بہ لہ و عدل
 و لی بعد القضاۃ و حکمہ الفلانی خانینہ و جی گواہی دی شاید مدعا علیہ سو ہزار سوہ مجلس قاضی سے جدا نہیں ہوا اور مجلس ہی و درانہ میں ہی
 اور مدعی نے اس کی گواہی نہیں کی بیان کیا کہ میں نے کہا کہ میں نے خطا کی بعض شہادت میں اور حالانکہ وہ زون قولوں میں مناقضہ نہیں تو اس کی گواہی
 مقبول ہو سبب خبر میں جسکی اس نے شہادت دی بشرطیکہ شاید عادل ہو اگرچہ اظہار خطا بعد حکم قاضی کے جو اور اسی پر یعنی قبول بعد قضا پر تو ہے کہ اذانی
 الامانیۃ والبرہم خطا بعض شہادت خواہ بزیادت جو خواہ نقصان زیادت طرح کہ ہزار درم کی گواہی دی میرا ملا کہ میں چونک گیا حقیقت میں پان سو درم
 ہیں اور کے کی کہ یہ مثال ہو کہ پانسو کی گواہی دی میرا ملا کہ میں بھول گیا وہ تو ہزار درم میں تو گواہی بشرط عدالت شاید وہ زون صورتوں میں
 مقبول ہو اس واسطے کہ رجب مجلس قضا ہو گا سے ایسا ہو جائے کہ اذانی الفتح عدم مناقضہ کی قید اس واسطے لگا دی کہ در صورت تناقض شہادت چنانچہ اول تو
 گواہی دی کہ وہ چیز زید کی ہو میرا ملا کہ میں نے خطا کی بلکہ وہ خالد کی ہے تو گواہی مقبول ہو گی قلت لکن عبارۃ الملتحق لتتقصی فتعال فی لہ
 اذ ہبت و انہ یقضی بالبقی و هو تحت ازالہ شخصی و غیرہ و ظاہر کلام الا کمل و سعیدی ترجیحہ قنبہ و تبعہ میں کہتا ہوں کہ میں
 عبارت ملحق الاجر اسکی مقتضی ہے کہ شاید کہ یوں کہنا کہ میں نے خطا کی مقبول ہے اور اسکی کہ باقی کا حکم ہو گا اور یہ قول مرخصی و غیرہ مذکور کہ مختار ہو اور
 اکمل اور سعیدی کا ظاہر کلام فعل کی ترجیح پر دلالت کرتا ہے تو خبر دار اور ہوشیار ہو جاہم شارح کا یہ ہے کہ مدعی کی گواہی میں صریح خلاف ہو
 باین اہل مذہب کہ اذانی لفظ دی فتح القدر میں ہے کہ دعویٰ کیا چنانچہ سو گواہ تو شاید نے ہزار کی گواہی دی میرا ملا کہ میں چونک گیا اور اس کی تو ہزار

گواہی قائم کی کہ وہ مجنون بہانے کے وقت اور زور دینے کو اپنی قائم کی کہ وہ حامل تھا یا دلی مستحرف نے گواہی قائم کی کہ وہ مجنون تھا حضرت کبریت
اور عورت نے گواہی قائم کی کہ وہ حامل تھا تو وہ دونوں صورتوں میں عورت کی گواہی مقدم سے کذب نے الدرر کو قال الشہد کلائی ری کان فی
حکمتہ او مرض فھو علی المرقی اور اگر گواہوں کے ہمارے کہ جو معاہدہ میں کہ طلاق یا عناق صحت میں تھا یا مرض میں تو وہ مرض پر محمول ہوگا یعنی جب کہ مدعی
صحت کا دعویٰ کرتا ہو اور مدعا علیہ مرض کا کہ انی بطلان و لو قال الوارث کان یحذی فی حدی حتی یشہد اللہ کان صحیح العقل بیزایہ و در اگر
وارث نے کہا کہ مورث بہ حواس ہریان گویا تو اس کو قول کی تصدیق ہوگی بیان تک کہ وہ شاہد گواہی دین کہ وہ صحیح عقل تھا کہ انی البرازین و بقیہ
الاکراوی لافراہ اولی من بینہما لظہور ان اتخاذا احد تارہما کان اختلافاً و لکن یؤتیہما فبیدۃ الظہور اولی بالمعقود وغیرہ و ہم
المصنف و ابنتہ و عن می زادہ اور اترار مترین اگر اہ کی گواہی مقدم ہو طوع اور رضا مندی کی گواہی سوا شاہدین تاریخ نہ کوئی اور دونوں کی تاریخ
مقدم ہوئی اور اگر وہ دونوں کی تاریخ مختلف ہوئی یا دونوں نے تاریخ نہ کوئی اور رضا مندی کی گواہی مقدم سے کذا فی الباقی و غیرہ اور اسی قول پر مصنف
نے اور اس کے فرزند شیخ صالح اور عمر می زادہ نے کہا کہ ہر قسم سائل لمحہ شائع بینہ الفساد اولی من بینہما الصحتہ شرح و حکایتہ
فساد عقد کی گواہی مقدم سے صحت عقد کی گواہی سے کذا فی شرح الوہابیہ ہم مخطوطی نے کہا یہ مسئلہ مکرر ہو گیا مسئلہ غبن کے ساتھ وہی الاشباہ
اختلف المتباہیان فی الصحتہ والبطلان فالقول بالمدعی البطلان فی الصحتہ والفساد للمدعی الصحتہ الا فی مسئلہ الا کلا قال
اور شہادہ میں کہ بائع اور مشتری نے اختلاف کیا صحت اور بطلان میں تو مدعی بطلان کا قول معتبر ہے اور اگر صحت اور فساد میں اختلاف کیا تو مدعی
صحت کا قول معتبر ہے اگر مسئلہ اقالہ میں مدعی غبن کا قول معتبر ہے ہم مسئلہ اقالہ کی یہ صورت ہو کہ مشتری نے دعویٰ کیا کہ بیو بیکی بیکی بائع کے ساتھ
کتر مش سے قبل او اگر نے مش کے اور بائع نے اقالہ بیکا دعویٰ کیا تو مشتری کا قول معتبر ہے باوجودیکہ وہ فساد عقد کا مدعی ہو اور اگر کے کہیں
ہو یا تو وہ دونوں قسم کہاتے کذا فی المخطوطی و فی المملکت اختلاف فی البیوع والہین فالبیوع اولی اور فقط میں ہے کہ وہ خصوصاً اختلاف کیا
ہم اور ہین میں تو بیکا قول مقدم ہو مختلف فی البیعات والوکاء فالوکاء اولی استحقاقاً و خصوصاً اختلاف کیا جسکے لازم ہونے میں اور ہین الوفا میں
تو ہین الوفا کا قول اولے اور اقدم ہو باعتبار حسنات شہادہ قاضی بینہما غیر ہم تقبل کن شہد ابانل او بلا ذکر انکافی ید الخصم فشیہد
یہ آخر ان شہادت قاصر کو پورا کر دیا اور شہدین تو مقبول ہوگی چنانچہ و شاہد وک گہر کی گواہی دے کہ وہ عیقا پر بدون اس بیان کہ وہ گواہ ہے
قبضہ میں ہو سوا اور شاہد وک نے اس کی گواہی دے کہ وہ دونوں گواہیان مکر مقبول ہیں اس واسطے کہ اثبات قبضہ مدعا علیہ کی حاجت ہو کہ مدعا علیہ
مخامسہ ہر ہو ملک مدعی کے اثبات میں کذا فی الدرر او شہد ابانلک فی الحد و آخر ان بالحد ید یا و خصوصاً ملک محدود کی گواہی دے یعنی بلا ذکر حد
اور اس کے سوا اور و شاہد وک نے مدعو کی گواہی دے کہ مقبول ہے او شہد علی الاعم والنسب ولم یبق فالرجل بعینہ فشیہد آخر ان
المسحی بہ دہر یا و شاہد وک نے نام اور نسب کی گواہی دے اور حالانکہ وہ دونوں شاہد اس مرد کو بیسہ نہیں جانتے ہیں تو وہ اور شاہد وک گواہی دے کہ
انما شمس سمر باسم و نسب مذکور ہو کذا فی الدرر یعنی یہ نام اور نسب فلا نے شخص کا ہو کہ گواہی مقبول ہے شہد واحد فقال الباقی فشیہد کذا فی
لو تقبل حتی یحکم کل شہادۃ بشہادۃ و علیہ الفتویٰ ایک گواہ نے گواہی دے کہ وہ شاہد وک نے کہا کہ ہم بھی گواہی دے ہیں اور شاہد کی
گواہی کے مانند تو مقبول ہوگی تا وقتیکہ کہ پر شاہد اس کی سی گواہی کو نہ لو لے اور اسی قول پر فتوہ ہے شہادۃ الباقی المتواترہ مقبول لکن متواتر
کی گواہی مقبول ہو ہم بھی اگر نے متواتر ہو لوگوں کے نزدیک اس طرح پر کہ سب جانتے ہوں کہ مدعا علیہ اس مکان اور زمان میں تھا تو اس شخص کو بھی دعویٰ
مستحق مکان یا زمان نہ کر سکیں ہر گاہ اور اس کے ذراغ ذمہ کا حکم ہوگا تا وہ اس کی کذب نہ لازم آوے جو ضروری الثبوت ہو کہ نہ ضروریات میں شک نہ
ہیں ہوتا اور اگر نے متواتر ہو تو مقبول نہیں مگر مسائل میں جو شہادہ کی کتاب القضا میں مذکور ہیں اور نوادر میں ابو یوسف سے مروی ہو کہ وہ خصوصاً قول
فصل کی گواہی دے کہ اس گواہی مدعا علیہ پر اجارہ یا کتابت یا طلاق عناق قبل یا فساد زمان اور مکان اور صفات میں لازم ہوگا اور اگر شہد مدعا علیہ

اذا قام کرہو کہ شخص دامن شدن موجوہ و تہا تو مقبول نہیں مگر جب کہ فنی مترادف ہو اور شہادت علی التفریق کی وجہ مقدم قبول یہ ہو کہ شہادت متضمر
 مشاہیرہ کو اور مشاہیرہ اور علم حاصل نہیں ہوتا ہے اسکا حاشی شہادہ میں ہو کہ ان فی الخطا ہی الشہادۃ اذا بطلت شہادۃ
 بطلت کل الا فی عیدین مسلمہ و نصرا فی قبیلت علیہما بالعلق قبیلت فی حق المنہرانی فقط اشباہ جب کہ گواہی باطل ہو ہی بعض
 میں توکل میں باطل ہو جانی ہو کہ اس عظام میں ہر مشترک ہو مسلم اور نصرا فی حق سود و نصرا فی حق و ذوق لکون پر آزاد کرنے کی گواہی دی تو فقط
 نصرا فی حق میں مقبول ہوگی کہ ان فی الاشباہ ہم بطلان بعض سے بطلان کل کی مثال یہ ہو کہ باکی پہنچ ایک میں کا دعویٰ کیا تو بہن کے زوج اور
 اس کے شمس گواہی دی تو بہن اور باہمی و دون کے حق میں مقبول ہوگی اور یہ قول مستند محمد کا ہو اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہو کہ بعض ہر
 شہادت جلی ہر اور بعض میں باقی رہی کہ ان فی الخطا ہی عن الطبرین قلت و اذا عشتہا خستہ اخری مغزیۃ للبراذیہ میں کہتا ہوں اور شہادہ
 عشتہا پہنچ سورہ میں اور زیادہ کی میں بخلاف یہ ہو کہ لفظ ہو کہ انفرادی مسلم کے قبض میں سو صاحب اقطبہ دو شہادہ کا فراہم
 قائم ہو تو فقط کا فرسے حق شہادت صحیح ہوگی اور ان بحدہ یہ کہ کا فر گیا اور اس کے دو بیرون اسکا ترکہ بانٹ لیا نہایت پیشا مسلمان ہو گیا
 ہر دو کا فردی باپ پر دین کی گواہی دی تو فقط کا فرسے حق میں ہوگی اور ان بحدہ یہ کہ کا فر ہو کر چوری کی چوری کی گواہی دی
 تو در حق قطع مقبول نہیں اور کا فر پر نصف کرہ کا حکم ہوگا کہ ان فی الخطا ہی **باب الاختلاف فی الشہادۃ** یہ باب جو شہادت
 اختلاف کا ہم اختلاف شہادت و طرح جو شہادت و دعویٰ کے مخالف ہو یا شاید میں میں اختلاف ہر جلی الباب علی اصول مقررہ اس باب کے مسائل
 کی بنا و احکام چند قواعد مقررہ ہر سے ہم ہر مصدر میں ہو نہ اسم مکان اس واسطے کہ مکان تو خود باب ہر منہا اثبات الشہادۃ علی حقوق العباد کا مقبول
 بلا معنی بخلاف متعلقہ تعالیٰ ہر تہا واعدہ ذکر یہ قاعدہ ہو کہ حقوق العباد پر شہادت مقبول نہیں ہر دعویٰ کے بخلاف اللہ تعالیٰ کے حقوق
 کہ وہ دعویٰ پر موقوف نہیں ہم یہ قاعدہ اس باب میں کہیں کہ یہ باب اختلاف شہادت کا نہ قبول شہادت اور عدم قبول کا کہ ان فی الخطا و منہا ان
الشہادۃ بالکفر من اللہ علی باطلہ بخلاف الا فی الاتفاق فیہ اور ان بحدہ یہ قاعدہ ہو کہ شہادت دعائے زیادہ جلی ہر خلاف و شہادت
 کہ چند عام ہو کہ جو کہ وہ مقبول ہو سبب بت ہرے اتفاق کے کمتر میں ہم جب شہادت زیادہ ہو ہی رہا ہے تو دعائے کذب ہر الہد شہادت
 باطل ہے بخلاف اقل کہ اس میں شہادت اور دعائے اتفاق ہو و منہا ان الملك المطلق ازید من المتین المتینہ لشجاعتہ من الاصل الملك للہب
 مستقر علی وقت الشب اور ان بحدہ یہ ہو کہ ملک مطلق یعنی حسین ملک کا سبب اند فریم ایہ مذکور ہو و زیادہ ہر جلی ملک مفید سبب ثابت
 ہر سے مطلق کے ہر سے ان کے لئے سبب قوت سبب پر مقصور ہو ہم ملک مطلق اسو اکثر اور ازید ہو ملک مفید سبب ہو کہ مطلق اولیت کو مفید ہو
 اور ملک سبب مفید مدہ ہو کہ ان فی الفع یعنی اب پید ہو ہی اول سے ہی بخلاف مطلق خطا ہی کے کہا کہ یہ قاعدہ ہر مستقل نہیں بلکہ مدہ ہر باطل
 کی فروع میں ہو و منہا موافقۃ الشہادۃ یک لفظا و معنی و موافقۃ الشہادۃ الذعویۃ معنی فقط و مستقیم اور ان بحدہ موافق شہادین
 یعنی ایک شاہد کی گواہی و دوسرے شاہد کی گواہی کے ساتھ مطابق ہو لفظ میں اور معنی میں اور مطابق ہو شہادت کا دعویٰ سو فقط حسی میں ضرور ہو
 اور یہ کے واضح ہو کہ ہم شہادت اور دعویٰ کی مطابقت میں فقط سے کیا اعتبار ہو نہ لفظ کا بخلاف تطابق شہادین کہ اس میں تطابق لفظی اور معنی
 و در فروع میں تو اس کو معنی ہر اک و بیاب کی عبارت کا معنی نہیں کہ اس میں موافقت شہادہ کی دعویٰ کے ساتھ اتفاق شاہدین کے اند لفظا اور معنی
 شرط ہو کہ ان فی الدرر لفظا علی حقن العباد شرط قبولہا لفظا علی متعالبہ و لکن بالانکیل بخلاف حقوق اللہ لوجبی باطلہا
 علی کل احد فکل احد یحکم کفان اللہ عنی منی جوی نہ مقدم ہو دعویٰ کا حقوق عباد میں قبول شہادت کی شرط ہو سبب توف ہر سے حقوق کے
 عباد کے مطالبہ پر اگر یہ مطالبہ امتداد نہ ہو بلکہ ذکا نہ ہو بخلاف حقوق اللہ کے کہ اس میں مقدم دعویٰ شرط نہیں سبب ایہ ہر سے امانت حقوق مذکور
 ہر شخص پر جو مسلمان صاحب خصوصیت ہو تو گواہ دعویٰ ہو و ہر ہم جب امانت حق شرع ہر مسلم ہر واجب ہر اوستا ہر ہی حسین و اقل ہو تو شاہد گواہی ہر

اعتبار وجوب اقامت کے اور شاہد ہوا اعتبار محل شہادت کے فاقد اور فقہاء اسی واقفیت الشہادۃ الذی علی قبلیت ولا یؤا فیہا لا تقبل و
 هذا الحد الاصول المتقدمة سوجب کہ شہادت دعوی کے مطابق ہوگی تو مقبول ہے اور اگر مطابق دعوی نہ ہوگی تو مقبول نہیں اور یہ ایک
 قاعدہ ہے تو اہل مقدمہ سے ہم شارح نے مقدمہ دعوی کو بیان قاعدہ دیکھا مالا کہ اول اسکو قاعدہ اعتبار کر چکا ہے اتباع صاحب در اسو اسطے کہ مذکور
 ہو چکا کہ مقدمہ دعوی کہ پس ب میں غل نہیں فلاذی علی ملکاً مطلقاً فاشہد ابیہ فیسبب کثیراً اور ایت قبلت لکونہا بالاقول ما اذنی قلاً بقا
 معنی کا کہ تو اگر دعوی نے ملک مطلق کا دعوی کیا سو تیار ہونے ملک پسبب کی گواہی دی چنانچہ خرید یا رت میں مثلاً دعوی نے دعوی کیا کہ میں اس گھر کا مالک
 ہوں اور ملک کا بیان کیا اور مثلاً دے گواہی دی کہ دعوی نے ملک خرید کیا یا رت میں پائے ہو تو کو اسی مقبول ہے فیسبب شہادت کے کثر دعوی
 دعوی سے تو دعوی اور شہادت مطابق ہوگی باعتبار اسنے کے چنانچہ مذکور ہو چکا قاعدہ مقدمہ میں ہم شارح نے ایت کو ملک مفید کی مثال میں مذکور کیا
 اتباع صاحب کثر اور مالا کہ قول مشہور ہے کہ ایت ملک مطلق کے مانند ہے چنانچہ بحر الرائق میں فریخ القدر بھی اور خود شارح ہکو عنقریب کر
 کر گا تو اگر بیان ایت کو ذکر کرنا تو خوب ہوتا کہ نہ ملے کہی و عکسہ بآی اذنی بسبب و شہد ا مطلق لا تقبل لکونہا بالاقول ما اذنی قلاً بقا اور یہاں
 ہن طرح کہ دعوی کیا ملک مفید کا اور مثلاً دے گواہی دی کہ مطلق کی گواہی دی تو کو اسی مقبول نہیں فیسبب شہادت کے کثر دعوی سے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ
 جیسے شہادت اکثر دعوی سے تو مقبول نہیں قلت و هذا فی غیر دعوی ایت و نیکی و شراعت میں محمول کا بسطہ الکمال میں کہتا ہوں
 اور یہ یعنی ملک پسبب کے دعوی میں ملک مطلق کی شہادت کا مقبول ہونا دعوی ایت اور نیکی اور باطن مجہول سے خرید کر نیکی سوا ہی میں چنانچہ اسکو
 شرح بیان کیا ہے کمال الیقین فریخ القدر میں ہم اگر دعوی کیا ملک بالارث کا اور شاہد نے ملک مطلق کی گواہی دی تو مقبول ہے اسو اسطے کہ ایت ملک
 مطلق کے سوا ہی ہے بقول مشہور مذکور اور اگر نیکی کا دعوی کیا یعنی یون دعوی سے کیا کہ ہمیں غلام میرا ملوک ہو کہ میری لڑکی سے پیدا ہوا اور گرائے
 ملک مطلق کی گواہی دی تو مقبول ہے اسو اسطے کہ مطلق اقل سے نیکی سے اسو اسطے کہ مطلق مفید اولیت پر بطریق احتمال اور نیکی بطریق یقین مفید
 اولیت ہو اور اگر دعوی کیا کہ منو کو خرید کیا اور بائع کا ذکر کیا یا یون کہا کہ میں نے ہکو ایک مرد سے خرید کیا اور شاہد نے ملک مطلق کی گواہی دی تو
 مقبول ہے مگر اس اختلاف پر کہ ملے لفظ والعلی تصدیق استثنی فی الجبر ثلثہ و عشرون اور بحر الرائق میں ہمیں صورتوں کو ہتھ ناکا ہے ہم
 اس قاعدہ سے کہ شہادت مقبول ہے اگر دعوی سے جو ایت ہو اور اگر موافق ہو تو مقبول نہیں بحر الرائق میں ہمیں صورتیں سننے کی ہیں طحاوی نے کہا
 حق عبارت یہ تھا کہ شارح ہکو میں کے اسئل کے بعد فاذا واقفتنا قبلت والا لاندکور کر چنانچہ مناسب ہوئے ذکر کیا ہے جملہ صورتوں مذکورہ ہمارے
 وہ ہیں جو شارح فی کل قول مع فعل کے تحت میں مذکور کر چکا اور بائیسویں صورت شر اس المجہول ہے جو مذکور ہو چکی انھنے مختصر و کذا ایچہ صلیا
 الشہادۃ ین لفظاً ومعنی اور یہی مطابقت شہادتین کی لفظاً اور معنی واجب ہے ہم امام اعظم کے نزدیک مطابق شہادتین لفظاً اور معنی شرط
 اور مطابق لفظی سے مراد یہ ہے کہ دونوں شاہدوں کے لفظاً قاعدہ سے میں برابر ہوں عوام دعوی لفظ ہو بعینہ یا اس لفظ کا مراد ہو تو اگر ایک شاہد پسبب
 گواہی دی اور دوسرا علیہ کی گواہی تو مقبول ہے کہ ملے لفظ الا فی التین داربعین مستثنیٰ منہ فی الجبر و زاد ابن المصنف فی حاشیہ
 علی کتابہ ثلاثہ عشر آخر تک کہ حاشیہ النطو الی گویا پسببوں میں بحر الرائق میں شرح مذکور میں مطابقت شرط نہیں اور مصنف کو فرزند
 شیخ صاحب نے اپنے حاشیہ میں جو شاہد پر ہر ہر سے اور ہر ہر میں میں ادن مسائل کو بخوف مطویل ترک کیا ہم سے اس مقام میں بخوف مطویل
 مذکورہ کو ذکر نہیں کیا والا مسائل مذکورہ تو کنا بالوقوف کے اخیر میں شارح ذکر کر چکا ہے بطریق الوضوح لا التضمن واکتفا بالموافقة المعنویۃ و ہا
 فالتی الثلاثہ مطابق مذکور بطریق وضع واجب ہونہ بطریق تضمن اور صاحبین نے موافقت معنوی پر بلا موافقت لفظی کے کفایت کی جو اور یہی مذہب ہے
 اخیر شمس قاعدہ کا ہم وضع کی قید سے وہ صورت محل گئی کہ ایک شاہد نے یہ گواہی دی کہ زید نے زید کو کہا کہ تو خلیفہ ہو اور دوسرے گواہی دی کہ زید کہا
 یہ گواہی مقبول نہیں ہے بلکہ کہ وہ دونوں لفظ بیان میں ہیں اگرچہ لازم واحد یعنی بیعت میں مشترک ہیں اسو اسطے کہ غیبت میں غیبت کر سنے غیر متبرہ میں کذا فی

[illegible]

نہیں پہنچا تو قاضی مکتوب الیہ مدعی کو تکلیف دہی سہاوت کی اثبات کی کہ یہ مرد وہی مدعا علیہ سے جو قاضی کا تب کی مراد ہو اگرچہ مرد حاضر قرار کرنا ہو
 بسبب تحمل ہونے تر ویران بناوٹ کے کذا فی البر و لیکن ہم مدعی کا شہدائے البیان گنا بسطہ القاضینان اور شہدائے مدعی کو جان کرنا
 لازم ہو چنانچہ ایک شرح بیان کیا ہے قاضی خان نے ہم قاضی خان نے کہا کہ جب قاضی نے دوسرے قاضی کو خط لکھا اور اس میں مدعا علیہ کا نام
 اور نسب علی وجہ الگ الگ لکھا تو مدعا علیہ نے کہا کہ فلاں بن فلاں فلاں نسب والا نہیں ہوں اور قاضی مکتوب الیہ اس کو نہیں جانتا تو مدعی کو سمجھے کہ
 تو کہ ہوں سہو ثابت کر کہ یہ فلاں بن فلاں ہے ہر اگر مدعا علیہ کہے کہ میں فلاں بن فلاں ہوں اور اس محلہ ایس قبیلہ خاصہ یا شہرین
 میری سوا ایک اور شخص ہے اس نام کا تو قاضی کہے کہ ثابت کر اگر وہ ثابت کرے تو خصوصاً اس سے منفعہ ہوگی انتہی خصوصاً کذا فی الخطا و لو قال
 فیہا القیمۃ لہو بخیر حتی یلیسبنا ہاکی فی حدیث ہاکی اگر شہادین نے مسند مذکورہ میں حورت مدعا علیہ کو قیمتہ کہا تو جائز نہیں یہاں تک کہ
 اگر اس کے قبیلہ خاصہ کے طرف نسبت کرین چنانچہ اس کے دادا کے طرف ہو تو میر میں بکثرت قبائل میں لہذا دوسری معرفت حاصل نہیں ہوتی جب تک
 قبیلہ خاصہ کے طرف نسبت نہ ہو یہ بن مخد بکسر خاکی تفسیر قبیلہ خاصہ کی ہے اور اسی نے جملہ علی کی جو خلاصہ میں جو حاصل اعتبار تو حصول
 معرفت کا ہو اور ارتفاع شہدائے البیان کا البیان میں ہے کہ جو یعنی غیر عرب میں ذکر پیشہ منزلہ قبیلہ خاصہ کے جو اس واسطے کہ مجھ میں انساب ضائع ہیں
 زخمی نے ذکر کیا کہ عرب کے چھ طبقات ہیں شعب بفتح اور قبیلہ اور عمارہ اور بطن اور مخد اور نصیلہ تو منفر اور ربیعہ اور حمیر اور مدح شعب ہیں اس واسطے
 کہ قبائل ان سو شعبہ بنتے ہیں اور کنا بن قبیلہ ہے اور قریش عمارہ ہو اور قبی بطن ہے اور ہاشم مخد ہو اور عباس نصیلہ کذا فی الخطا و لی و لی
 نسبتنا لزوجہا و المقصود الا علامہ اور کفایت کرتی ہو عورت کی نسبت اس کے زوج کے طرف اور مقصود علامہ ہے یعنی جس طرح سو کہ حاصل ہو
 اشہد علی شہادۃ تم نہا عنہا لہو بخیر ای غیبہ فلا ان یشک علی ذلک درل و اقوال المصنف ہذا لکنہ قد قدم ترجمہ خلافہ عن
 الخراجہ ہل شہدے فرکو شہدائے اپنی شہادت پر پھر اس کو شہد کیا گواہی دینے سے تو صحیح نہیں یعنی منکرنا صحیح نہیں تو فرکو جائز ہو کہ اس پر گواہی
 دے کہ ان فی الدنیا ثابت رکھتا ہے اس کو مصنف نے اپنی شرح میں بیان کیا لیکن اس کی خلاف کی ترجمہ پہلے ذکر کی سے خلاصہ کہ چنانچہ شہادہ اس کو عنقریب کر
 کر چکا کا فران شہد اعلی شہادۃ مسلمین کا قری علی کافی لہو بخیر کذا اشہد انہما علی القضاء لکافی علی کفر و دو کا فردن گواہی دی دو
 مسلمانوں کی شہادت پر ایک کافر کے حق میں دوسرے کافر پر تو مقبول نہیں اس طرح دو کافر و ن کی گواہی قاضی کے حکم پر ایک کافر کے حق میں دوسرے
 کافر پر مقبول نہیں و مقبول شہادۃ رجل علی شہادۃ یتیم و علی قضاء یتیم فی الخصم درل خلاف القائلہ لہو بخیر اور مقبول ہے گواہی ایک
 کی لیتے باپ کی گواہی پر اور باپ کی کتا پر قول صحیح میں کذا فی الدرر بطلان استقطیعہ اوسین عدم قبول مذکور ہے من ظہر انہ شہد بقرہ
 بان آتہ علی نفسہ و لم یکن شہادۃ او لا غلطاً کما حرر ابن مالک جرح ہا حال ظاہر ہوا کہ اس نے جوئی گواہی ہی اس طرح ظاہر ہوا کہ اس نے
 اپنی ذات پر جرح کر گواہی دینے کا قرار کیا اور سہو کا دعویٰ کیا اور نہ غلط کا چنانچہ ابن کمال نے اس کی تحریر کی ہے من شہادت زور کی ظہور کی یہ
 صورت ہو کہ شہدے قتل ہونے ایک مرد یا اس کی موت کی گواہی ہی پھر وہ شخص زندہ موجود ہوا یا ویت ہلال کی گواہی دی اور قیس ان گذر گئی اور
 آسمان پر کچھ ابرا اور غبار کی علت نہیں اور پاندہ و کہلائی دیا اور ماہند کے کہنے نے الدرر فقہاء کے نزدیک شہادت زور عبارت ہو شہادت بلکہ
 عدا کذا فی الخطا و لا یکن اثباتہ بالکینۃ لآلہ من بابل لقی اور ممکن نہیں شہادت زور کا اثبات گواہوں کو اس واسطے کہ وہ متبیل نفی ہوا
 اس واسطے کہ گواہ یہ کہیں گے کہ شہدے نافرمان گواہی دی اور اس کے طرف التفات ہو گا کذا فی الخطا و لی عن الشہی عن الشہی و علیہ الفلوقی
 سراجیہ جسکی گواہی جوٹ ظاہر ہو وہ تو مزید و یا ناجی شہر ہو اور اسی پر قوی ہے کذا فی لہجہ ہم تہذیب کا یہ طریقہ جو کہ اگر شہد شخص ازرا
 ہو تو قاضی اس کو بازا میں بھیجے اور اگر ازرا ہی نہیں تو اس کی قوم کے طرف عصر کے بعد جیسٹ لوگ خوب جمع ہوتے ہوں ہیجو اور قاضی کا آدمی کہو کہ
 ہنر ہو شہد زور پایا ہم اس کو پھو اور لوگوں کو اس کو پچاؤ قاضی شہر صما یہ کے وقت میں یہی کیا کرتے تھے لہذا نام عظیم اس کو پسند کیا و زاد

میں مذکور ہو چکی یعنی تشہیر انام کے نزدیک اور ضرب اور حبس صاحب کے نزدیک اور بعض شہادت سو رجوع چنانچہ زمین اور اسکی عمارت کی اور گہوڑے اور اس کے بچے کی گواہی دی پر عمارت اور بچے میں رجوع کیا و بعداً اگر تعین حکم مطلقاً لڑے مجھوہ بالقضاء اور بعد قضا حکم فسخ ہو گا کسی طرح خواہ وہ شہاد کا مال عدالت میں رجوع کے وقت برابر ہو اس حال کے جو شہادت کے وقت ہٹا یا دے یا اٹھے ہو کہ انی الخ بسبب راجع ہو جائی خبر اول کے قضا سے ہم اگر شایع تو ضیح کرتا لڑے الخ لاول من الشاہد لہ قضاء تو بہتر ہو اس واسطے کہ ترجمہ کی ظاہر ضمیر حکم کے طرف راجع ہے اور وہ قضا مقصود ہو حکم اس واسطے فسخ ہو گا کہ شہادوں کی خبر ثانی مناقض سے خبر اول کے حکم متوفی نہیں ہو سکتا بسبب تضاد کے اور اس واسطے کہ خبر ثانی صدق پر دلالت کرنے میں خبر اول کے مانند ہو اور حالانکہ خبر اول مرجع اور غالب ہو چکی اتصال قضا سے بخلاف خبر ثانی کہ انی الخ لاول من الشاہد لہ قضاء و اذانی قد فی قات القضاء بطل و ہما کا اخذ و لکن المدیة کو قضا صا و لا یفمن الشہود لما قرآن الحاکم اذا اخطا فالعزم علی المقضی لہ شرح تکمیلہ بخلاف ظاہر ہونے شہاد کے غلام محمد و فی القذف اس واسطے کہ قضا اس صورت میں ہل ہو چکا ہو اور مقضی نے یہودی جو اس نے لیا اور ولی مقول کے واسطے دیت لازم ہو اگر قضا صا کا حکم ہو گیا ہر اور شہود مذکورین پر ضمان نہیں اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ حاکم جب خطا کرے حکم میں تو نادان مقضی لہ پر جو کہ انی شرح التکمیلہ صورت مذکورہ میں خطای حاکم یہ ہو کہ اس سے حال شہود کا شخصین نامعلوم ہو تاکہ وہ غلام بن محمد و فی القذف و ضمینا ما نکلنا لک الشہود علیہ لتسبب جہا تعذیرا لکم تعذیر و فقہین المباشر لہ کا لفظ الی القضاء اور شاہدین راجعین نادان و بین شہود علیہ اس مال کا جس مال کو ادھون نے تلف کر دیا اس واسطے کہ شاہدین تلف مال کے سبب افس ہو جو نقدی کے راہ و شاہد معذور ہونے تقضین ہمیشہ یعنی قاضی کے اس واسطے کہ قاضی بزرگ مضطر کے ہے حکم دینے میں ہم امام شافعی کے نزدیک شہود پر ضمان نہیں جب کہ وہ رجوع کرے اس واسطے کہ شہود سبب بن تلف مال کے اور قاضی ہمیشہ ہو اور سبب کا اعتبار نہیں شہاد کے ہونے اس کا جواب یہ ہے کہ شہود اپنی ذات پر شبہان کا اقرار کیا یعنی شہادت باطلہ سے اور قاضی ہمیشہ پر قضا متعذر ہو اس واسطے کہ قاضی حکم دینے میں مضطر ہو کیوں کہ قاضی پر حکم دینا واجب ہو جب کہ شہود کی عدالت ظاہر ہو تاکہ اگر حکم نہ ہو تو گنہ گار اور سخت غزل اور لائق تعزیر ہو قضا الملک علی المال کم لا یجوز یعنی جبر بزازیہ و خلاصہ و خزانة المقلیدین شاہدین ضمان دین مذبی نے مال کو قبض کیا یا کیا ہو سیکھا فتویٰ ہے کہ انی الخ و البزازیہ و الخلاصہ و خزانة المقلیدین و قبلا فی الوقایہ و الذکر و الدلہ و الملتحق مما اذا قبض المال کعدم الا تلاخ قبلاہ اور مفید کیا ہو ضمان کو وقایہ اور کفر اور درر اور ملحقہ الاجریکین ہند اس قس کے کہ جی بی مال کو قبض کرے اس واسطے کہ قبل قبض کے اتلاف نہیں وقیل ان المال عینا کما لاول وان دیتا نکالنا فی واقع القضا ستانی اور بعضوں نے کیا کہ اگر مال عین ہو یعنی غیر دین سے تو اول قول کے مانند ہو یعنی قبض اور عدم قبض دونوں صورتوں میں ضمان ہو اور اگر مال دین ہے تو قول ثانی کے مانند ہو یعنی بشرط قبض ضمان ہے اور اس مال مفصل کو ثابت رکھا ہو ہستانی نے ہم وجہ تفصیل مذکور یہ ہے کہ ضمان مفید ضمانت ہو سو میں میں تو مشہور و علیہ کی ملک نائل ہو گئی قضا ہو لہذا مقضی علیہ کو اس میں تصرف جائز نہیں اور مقضی لہ کو جائز ہے اور دین میں ملک اسکی زائل نہیں ہوتی جب تک مقضی لہ قبض نہ کرے تو اگر شاہد پر ضمان ہو قبض سے پہلے تو ماملت متحقق ہو کہ انی الخ علیہ و الذکر و قبلاہ ملک بقی قرین الشہود لکن رجوع اور ضمان میں اس کا اعتبار ہے جو شاہد کہ باقی رہا اور شاہد کہ جس نے شہادت سو رجوع کیا ہم یہ قاعدہ کہیہ جو ضمان کے حساب کان رجوع احدہما ضمن النصف تو اگر ایک شاہد پہر گیا شہادت سو تو نصف مال کا نادان ہے ہم اس واسطے کہ دوسروں کی شہادت میں ہر شاہد کی شہادت سے نصف حجت قائم ہے تو جب ایک شاہد اپنی شہادت پر باقی رہا تو نصف مال میں حجت باقی رہی تو راجع پر اس کا ضمان ہے جس میں حجت باقی رہے وہ نصف ہو کہ لے الدرر و لان رجوع احدہما تلافی فیض و اگر تیس شاہد دن میں سے ایک شاہد راجع ہو تو وہ ضمان مذکور ہم اس واسطے کہ دوسرا باقی بن چکی شہادت سے کل حق باقی ہے لان رجوع اخرضنا النصف اور اگر تین شاہد دن میں دوسرا ہی پہر گیا تو دونوں شاہدین راجعین نصف مال کا ضمان دین ہم اس واسطے کہ شہادت پر وہ شخص باقی ہے جس کی نصف مال باقی ہو یعنی ایک شاہد دان رجوع

میں ہو کہ اگر موکل کا کوئی پیشہ مشہور ہو تو وکالت چلے ہے ہم یہ قول کہ جو تجھ کو وکیل کیا ہے جسے امور میں اور قائم کیا تجھ کو بجای اپنی ذات کے تو کس
 عام نہیں ہے تو اگر موکل کا کوئی پیشہ سب سے چنانچہ تجارت مثلاً تو وہ تجارت کا وکیل ہو گا اور اگر اس کا کوئی پیشہ مقرر نہیں اور معاملات اس کے مختلف ہیں
 تو وکالت چلے گئے نفع القدر وہو إقامة الغير مقام نفسه برقبا او غيرها فی تصرف جاکر معلوم اور اس کی شخصیت میں تو کس قائم کرنا ہو تو شخص کو
 اپنی ذات کے مقام پر آسائش یا عاجزی کی جہت سے اس تصرف میں جو جائز اور معلوم ہے ہم جائز کی قید سے یہ خارج ہو گیا کہ منیر غیر شخص کہ اپنی زوجہ
 کی مطلق اپنے غلام کے علق یا مال کے بہرہ کرنے میں وکیل کرے اور معلوم کی قید سے تصرف مجہول کی تو کس خارج ہو گئی اگر کوئی کہے کہ تو کس عام جائز کہ
 اور میں تصرف معلوم میں اس کا جواب یہ ہے کہ تو کس عام نے الجملہ معلوم نہ اگر معلوم ہو چنانچہ وہ شخص جس کے معاملات بکثرت ہیں تو تو کس چلے ہے
 کہ انی اطلی ای فانی جمل ثبت الاذن وهو الحفظ تو اگر تصرف مجہول ہو تو اسے ثابت ہو گا اور وہ نگہبانی سے ہم تصرف مجہول چنانچہ موکل نے وکیل
 کہا کہ میں نے تجھ کو وکیل کیا ہے مال کا کہ ملے نفع القدر میں سے کہ اگر تصرف معلوم ہو تو اسے تصرفات وکیل ثبت ہو گا وہ فقط حفظ سے اہم مجہول نے کہا
 کہ جب غیر سے کہا کہ تو میرا وکیل ہے ہر شے میں تو فقط حفظ کا وکیل ہو گا اتھے در میں ہے کہ قول مذکور میں فقط حفظ اس واسطے مراد ہوا کہ لغت میں وکالت
 حفظ کے جو معنی ہیں لکھا ہے ای التصرف نظر الی اصل التصرف وان اختلفت فی بعض الاشیاء بعد ارض النقصان اب تکمال تو کس غیر کو قائم کرنا ہے
 ای مقام پر اس شخص کی جگہ پر جو تصرف کا اس کی نظر میں تصرف کے اگرچہ تصرف موکل کو متع ہو لیکن مشایا میں بسبب عارضہ نہیں شارع کے کہ اس کے کہ اس
 کمال ہم اس تصرف کی ملک و مراد یہ ہے کہ تصرف کا کوئی شخص مانع اور معارض نہ ہو تصرف میں قطع نظر حکم شرعی کے تو اس میں داخل ہو گیا وکیل کو قائم
 آدمی کو خدا و خیر کی زمین اور محرم کا غیر محرم کو شکار کی زمین اور یہ قول میں ہے اس پر کہ مہل شیا میں اباحت ہر ملک تصرف موکل اس شرط پر ہوتی ہے کہ وکیل
 تو وکالت تصرف کی موکل سے حاصل کرے کہ انی اطلی ای فانی جمل ثبت الاذن ولا یصلح تو کس مجنون و مہلک یقبل مطلقا و مہلک یقبل بتبصیر ضابطہ طلاق
 بعتای و ہبہ و صدقہ تو صحیح نہیں وکیل کرنا مجنون اور منیر غیر عاقل کا مطلقا خواہ تصرف عمار ہو یا نفع یا نفع اور ضرر دونوں کا محض مواد صحیح نہیں
 کرنا منیر عاقل کا تصرف ضرر میں چنانچہ طلاق اور عناق اور حبہ اور صدقہ میں ہم تو کس مجنون اور منیر اس واسطے صحیح نہیں کہ وہ تصرف کو ایک نہیں اور معلوم
 ہو چکا کہ تو کس میں موکل کا تصرف ہر شرط پر و جہت بکافقہ بالاذن و لیس قبول ہبہ اور صحیح و منیر عاقل کا وکیل کرنا بدون اذن او سکوت کی
 اس تصرف میں جو منیر کو مانع ہے چنانچہ یہ قبول کرنا و صحیح ہوتا کہ وہ بکف و نفع کبیع و اجازت انک ما ذوا و الا انی قلت علی اجازت و لیس
 کما لو بائنا بفسیہ اور صحیح ہو منیر عاقل کا وکیل کرنا اس تصرف میں جو ضرر اور نفع کا محض ہو چنانچہ ہم اور اجازت پر منیر علیکہ منیر مذکور ما ذون ہو تصرف
 مسطور میں اور اگر اس کو اس کے ولی نے اذن دیا ہو تصرف کا تو وکالت بر موقوف رہی اس کے ولی کی اجازت پر چنانچہ اگر منیر عاقل بنیاد تصدیق یا بیا
 کا منیر ہو تو اذن تو وہ تصرف بھی ولی کی اجازت پر موقوف رہیگا ولا یصلح تو کس مجنون و مہلک یقبل مطلقا و مہلک یقبل بتبصیر ضابطہ طلاق
 او مکاتبہ اور صحیح ہے وکیل کرنا غلام ما ذون یا مکاتب کا و نفع تو کس حرید فان اسلم نفعنا فلان مات او لیق او قتل لا خلا لہا اور
 موقوف رہیگا وکیل کرنا مرد کا سو اگر وہ مسلمان ہو گیا تو تو کس نافذ ہو اور اگر حالت ارتداد میں مر گیا معاذ اللہ یا دار الحرب میں جا ملا مہتول ہوا تو تو کس
 نافذ نہیں بخلاف عاصی کے و صحیح تو کس مسلم ذمی یا بیع غیر اخذ ہر و شرائعہا کما فی البیع الفاسد و صحیح ہوا کہ لا یبیع صبیہ وان ائتمعت
 الموکل کما فی الضابطہ کما قد متنا نکتہ اور صحیح ہو وکیل کرنا مسلم کا ذمی کو شراب اور سور کے پیچھے اور اس کے خرید کرنے میں چنانچہ مذکور ہو چکا ہے
 نما میں اور صحیح ہے وکیل کرنا محرم کا غیر محرم کو شکار کی زمین اگرچہ فعل مذکور سے موکل متع ہو بسبب عارضہ نہیں شارع کے چنانچہ ہم مقدم ذکر کر دیا تو کس کی زمین
 میں سو آگاہ ہو جائے کہ شرط الوکیل فقال اذا کان الوکیل یقبل للعقد پر مصنف نے موکل کی شرط کے بعد وکیل کی شرط کو ذکر کیا سو بدین
 کہا کہ جب وکیل عقد کو سمجھا دے جسنا ہو ہم یہی وکیل میں اتنی عقل شرط ہو کہ جاسا ہو کہ خرید کرنا یا بیع کرنا اور عینا یا بیل میں اور سالیب ہم
 اور عین فاشیہ کہ عین سے نفوذ کرنا ہو اور ظاہر منیر عاقل میں بھی عقل کی یہی تفسیر ہے کہ انی اطلی ای فانی جمل ثبت الاذن و لیس قبول ہبہ اور صحیح و مہلک یقبل بتبصیر ضابطہ طلاق

[illegible]

سبتر ہے اس واسطے کہ پیام رسائی مقدم ہونے میں واسطیاً صحۃ التوکیل بھی اور مستقلاً اور معلوم ہوئی تو کیل صرف اور سلم کی صحت یعنی سلم
درم مخرات وکیل سے معلوم ہوا کہ حشر اور سلم میں وکیل کرنا صحیح ہے بہتر یہ تھا کہ شایع ہو کہ قبل سلم رسول ذکر کرنا وکلاً بشرائے عثمان اطال
لحمہ بدرہم فاشتری صحیفۃ بدرہم ماہیاء بہ عشرۃ بکدرہم لکم کل منہ عشرۃ نصف درہم وخرایا کما و الثلثۃ قلنا لا نک
کامی یا ابطال مقلد فی قیظ الزائد علی الوکیل وکیل کیا دس طل گوشت کے خرید کرنے کا ایک درہم سو وکیل نے دیکھ کر گوشت اور سکا خرید کیا
یعنی بیس طل الیکدرم سے اور جس قسم کا گوشت جو دس طل ایک درہم کو بکنا ہے تو لازم ہوگا موکل کو بیس طل سے دس طل بوض نصف درہم کے بمقابل
صاحبین اور ائمہ ثلثہ کے یعنی اونے نزدیک بیس طل موکل کو لازم ہے اس واسطے کہ وکیل نے اس کے حق میں بہتر کیا ہم کہتے ہیں جواب میں امام کے
طرف سے کہ وکیل نامور ہے اور طال معینہ کا یعنی دس طل کا تو اس سے زائد کی ہم وکیل پر نافذ ہوگی ہم خلاصہ جواب یہ ہے کہ وہ دس طل
کی خرید کا نامور ہے نہ زیادہ کا تو زیادہ کی ہم وکیل کو لازم ہوگی نہ موکل کو و لو شری فی مال لا یساوی ذلک وقیمہ التوکیل اجماعاً کذا یقولون
اور اگر وہ گوشت خرید کیا جو اس کے برابر نہیں لیکن مثلاً جو گوشت کہ بیس طل الیکدرم کو بکنا ہے اس کو دوسرے خرید کیا تو یہ ہم وکیل کے واسطے
واقع ہوگی بالاتفاق امام اور صاحبین کے جیسے غیر موزون کی ہم غیر موزون کی یہ صورت ہو کہ موکل نے وکیل کیا ایک غلام کی خرید کا بیس
سو درہم تو اس نے ایسے دو غلام خرید کیے سو درہم کو موکل کے واسطے کہ ہر ایک غلام سو درہم کا ہے تو یہ ہم وکیل کو لازم نہ ہوگی اس واسطے کہ ہر ایک
کا من مجہول ہے اس واسطے کہ من معلوم نہیں ہو سکتا مگر اصل سے بخلاف گوشت کے کہ وہ موزون مقدار سے تو من اس کے اجزاء پر منقسم ہو جائیگا کذا
فی لفظہ بفتنہ ولو کله بشرائے بعدیہ خلاف الوکیل بالیکسار اذا تفرق جراً لنفسہ صحۃ منہ والفرق فی الوانی علی التوکیل
لا یشترکہ لنفسہ ولا لموکل انحر بالاولی عند غیبتہ حیث لم یکن مخالفاً ذقاً للفرق اور اگر سکو وکیل کیا اس میں جن کی خرید کا جو موکل
کی غیر جو تو وکیل اس چیز کو اپنے واسطے نہ خرید کرے اور نہ دوسرے موکل کے واسطے بطریق اولیٰ خرید کرے موکل کی غیبت میں جبکہ وکیل نے
اس موکل کی مخالفت کی ہو لیکن واسطے نہ خرید کرنا موقع قریب کی جہت سے ہے بخلاف وکیل کسے کہ جب عورت مسینہ سے وہ اپنا کساح کر لیا تو یہ ہم وکیل کا کذا
المسبہ اور فرق خرید اور کساح کی توکیل کا علامہ والی کے ماشیہ درین مذکور ہے ہم غیر موکل کی قید ہو واسطے گامی تا وہ مشورہ نکل باجو مسینہ غیر مسینہ
نفس موکل ہو چنانچہ ایک غلام نے کسی شخص کو اپنی خرید کرنے کا اپنے مالک سے وکیل کیا سو وکیل نے سکو اپنے واسطے خرید کیا تو یہ خرید وکیل ہی کے
واسطے واقع ہوگی چنانچہ آئندہ مذکور ہوگا اور غیبت موکل کی قید سے حضور موکل نکل گیا تو اگر شیہ مسینہ کو موکل کے سامنے وکیل اپنے واسطے خرید
کر لیا تو یہ ہم وکیل کے واسطے کہ وکیل کو جائز ہے کہ موکل کے حضور میں اپنی ذات کو کالت سے معزول کرے اور خلاصہ فرق خرید اور کساح کا یہ ہے کہ
کساح اور عورت سے ہے جبکی اضافت موکل کے طرف ضروری ہے اور اس کا ثبوت نہیں ہوتا موکل کے واسطے مگر جب کہ اس کے طرف منسوب اور
مضاف ہو بخلاف خرید کے کہ وہ بہر صورت موکل کے واسطے ثابت ہے اگرچہ وکیل اس کی نسبت اجزائے طرف کر چنانچہ مذکور ہو چکا کہ لفظ لفظی
مختصراً فلو اشترایا بنیر القعود او بخلاف ما ستمی الموکل لاه من العن وقیمہ الشرائع التوکیل بخلافہ امرہ و یشترک فی ضمن الشرائع
یعنی تو اگر وکیل نے شے مسینہ کو خرید کیا بغیر نفقہ او بخلاف اس من کے جس کا موکل نے نام لیا وکیل سے تو یہ خرید وکیل ہی کے واسطے واقع ہوگی
اس واسطے کہ وکیل نے اس موکل کی مخالفت کی اور وکیل معزول ہو گا کالت سے در ضمن مخالفت امرہ لفظی ہم بہ نفقہ جو حیث لم یکن مخالفاً
وان لیسوا شیئ بنیر عینہ فالشرایع التوکیل الا لا لا للموکل وقت الشرائع وشرایع بالکالا ای بالاموال اور اگر اس کو وکیل کیا
غیر مسینہ چیز کی خرید کا تو خرید وکیل کے واسطے ہو کہ جب کہ موکل کے واسطے اس کی نیت کر لیا خرید کرنے کی وقت یا اس کو موکل کے مال سے خرید کر لیا
ولو نکاد بانی الذیہ حکم بالنقذ اجماعاً اور اگر ماہن وکیل اور موکل ایک نے دوسرے کو کاذب کہا نیت میں تو نقد پر حکم ہوگا بالاتفاق یعنی
اگر نقد سے خرید کیا تو موکل کے واسطے ہے اور نہیں تو وکیل کے واسطے ولو انما ائتمام تخم من قوایات اور اگر دونوں میں اتفاق ہو

اس بات پر کہ نزدیک کے وقت نیت موجود تھی تو اس میں اور دوا میں اس مسئلہ کی تین اور برائیاں ہیں پہلی یہ کہ اگر دیکھنے والے نے عقد کی نہایت اور
نسبت ایک شخص کے مال کے طرف کی خواہ دیکھنے والے کی طاعت کے مال کی طرف تو وہ چیز اسی شخص کی ہوگی اور اگر مطلق مال کی طاعت نسبت کی تو اگر
دیکھنے والے اور مال ایک شخص کی نیت پر متفق ہوئے تو وہ چیز اسی شخص کی ہوگی اور اگر نیت میں اختلاف واقع ہوا تو مقدمہ پر حکم ہوگا اور اگر عدم نیت ہو تو دونوں کا
اتفاق ہوا تو مقدمہ کے نزدیک وہ چیز مانتی کی ہے اور اگر بوجہ کے نزدیک مقدمہ پر حکم ہوگا اتنے جب یہ معلوم ہوا تو مصنف کے اس قول کو الا اذا توا
لموکل واجب کہ اس صورت پر محمول کیجئے جب کہ دیکھنے والا مال کی طاعت نسبت ہو تو وہ مال ہوگا موکل کے مال کے طرف نسبت کرے مطلق مال کی طاعت
خواہ مطلق مال سے اور اگر سے یا موکل کے مال سے اور یہ جو مصنف نے کہا کہ یا موکل کے مال سے خرید کرے مراد یہ ہے کہ موکل کو مال کے طرف سے
نسبت کر دینا کہ دیا و غیر میں صریح سے خواہ وجود نیت اور عدم نیت پر اتفاق ہو یا اختلاف خواہ اسے مطلق مال سے یا موکل کے مال سے
اور نیت میں کیا وہ اور توافق ہو تو لا مراد ہے جب کہ عقد مطلق مال کے طرف مضاف ہو اور دور و اقرب سے صاحبین کا قول مراد ہے
کہ انی المبیع راعی انہ اشترى عبدًا لم يملكه فملك وقال معاوية بن ابي سفيان انك فان كانت العبد مملوكًا فملك قالوا فلو
للمامون لاجتماع مطلقا نقد النش اولاً لا يشاء و عن ابي مالك استقينا انه دیکھنے والا کہ اس نے غلام اپنے موکل کے واسطے خرید لیا سو مال
برگیا اور اس کے موکل نے کہا کہ تم نے وہ غلام اپنی ذات کے واسطے خرید لیا تو اگر غلام میں ہو اور وہ زندہ موجود رہی ہو تو بلا اتفاق ناموکل کا قول
معتبر ہے مطلقاً خواہ اس شخص میں او کیا ہو یا نہ او کیا ہو اس واسطے کہ دیکھنے والا اسے خرید کر لیا ہو لیکن اس کو مادہ اور استیانت کا اختیار ہے اس واسطے کہ اس نے اس کو موکل کے
عقد پر خرید کر لیا ہے اگر وہ دیکھنے والا اسے خرید لیا ہو لیکن اس کو مادہ اور استیانت کا اختیار ہے اس واسطے کہ اس نے اس کو موکل کے
واسطے خرید لیا سو اس واسطے کہ اس نے اس کو اختیار نہیں کہ اپنے واسطے خرید کرے بلکہ وہ اسے خرید کرے اور اسے خرید کرے اور اسے خرید کرے اور اسے خرید کرے
الحال اور اگر غلام میں ہو اور مال کا نقد منہ سے تو اس طرح حکم ہے یعنی ناموکل کا قول معتبر ہے والا لیکن منقولاً قالوا فلو لم يملك لانه
الرجحان حکم ہے اور اگر منہ سے نقد ہو تو موکل کا قول معتبر ہے اس واسطے کہ وہ اپنے اور سے رجوع نہیں کر سکتا ہے اور اعتبار کے لئے منکر کا قول ہوگا
ان العبد غیر مملوک و من سجد او شتم فلکذا ای لکن للمامون ان الشئ منقولاً لانه ای لکن اور اگر غلام غیر میں ہے خواہ وہ زندہ ہو یا نہ
تو ایسا ہی حکم ہے یعنی ناموکل کا قول معتبر ہوگا اگر منہ سے نقد ہو اس واسطے کہ ناموکل میں ہے والا فلا خلاف ان الشئ منقولاً لانه ای لکن اور اگر منہ سے نقد ہو تو موکل کا قول
معتبر ہے بسبب نیت کے بخلاف صاحبین کے کہ نیت یہ ہے کہ شاید ناموکل نے اپنے واسطے خرید لیا ہو لیکن اس کو مادہ اور استیانت کا اختیار ہے اس واسطے کہ اس نے اس کو موکل کے
هذا القول فباعه فاعاد لکذا ای لکن الشئ منقولاً لانه ای لکن اور اگر منہ سے نقد ہو تو موکل کا قول معتبر ہے والا فلا خلاف ان الشئ منقولاً لانه ای لکن اور اگر منہ سے نقد ہو تو موکل کا قول
یعنی لغوی ایک شخص نے کہا کہ یہ کوئی چیز ہے جو اس کے واسطے خرید کر لیا ہو لیکن اس کو مادہ اور استیانت کا اختیار ہے اس واسطے کہ اس نے اس کو موکل کے
امر کیا تو غرض اس میں کہ دیکھنے والا اس کا مال کے لئے خرید کر لیا ہو لیکن اس کو مادہ اور استیانت کا اختیار ہے اس واسطے کہ اس نے اس کو موکل کے
جمع عمر کے واسطے یعنی جب اس نے اس کو خرید کر لیا ہو لیکن اس کو مادہ اور استیانت کا اختیار ہے اس واسطے کہ اس نے اس کو موکل کے
ایا تو اب یہاں تک کہ دیکھنے والا اس کا مال کے لئے خرید کر لیا ہو لیکن اس کو مادہ اور استیانت کا اختیار ہے اس واسطے کہ اس نے اس کو موکل کے
الشئ ان لکذا ای لکن الشئ منقولاً لانه ای لکن اور اگر منہ سے نقد ہو تو موکل کا قول معتبر ہے والا فلا خلاف ان الشئ منقولاً لانه ای لکن اور اگر منہ سے نقد ہو تو موکل کا قول
سوال ان یسأله الشئ الی الی ص ۵۷۹ التسلیم علی وجه البیہم بہم بالتعاطی وان لم یوجد نقد الشئ للشئ منقولاً لانه ای لکن اور اگر منہ سے نقد ہو تو موکل کا قول
مرد کو خرید کر لیا ہو لیکن اس کو مادہ اور استیانت کا اختیار ہے اس واسطے کہ اس نے اس کو موکل کے
اس کے لئے خرید کر لیا ہو لیکن اس کو مادہ اور استیانت کا اختیار ہے اس واسطے کہ اس نے اس کو موکل کے
ای خرید کر لیا ہو لیکن اس کو مادہ اور استیانت کا اختیار ہے اس واسطے کہ اس نے اس کو موکل کے

وکیل کی تودہ خرید وکیل کے واسطے ہے مگر جب کہ موکل کے واسطے نیت کرے تو خرید موکل کے واسطے ہوگی و لکن انہ لم یستحقوا فاشدایا
 احمد بن ابی بکر قیسیتہ او زیاد تو یسید یثقبان الناس فیہا صحیحین الاثر والاکلا اذ لیس لوکیل الشراء الشراء بقین فاحشرا جماعا
 بخلاف وکیل البیع کما سبجی معین دو چیزوں کی خرید کا امر کیا اور حالانکہ اسکا من مذکور کیا سو وکیل نے موکل کے واسطے دو چیزیں جو ایک
 چیز خرید کی ہند اسکی قیمت کے باہمی قلیل زیادتی کے ساتھ جسقدر میں دوگون کو خسارہ ہو جانا ہے تودہ خرید صحیح ہے موکل کے طرف سے وہ
 اگر ایسا نہیں یعنی کثیر زیادتی سے خرید کیا تودہ خرید موکل کے طرف سے صحیح نہیں اسواسطے کہ خرید کے وکیل کو بین فاحش کے ساتھ خرید کرنا
 بالاتفاق جائز نہیں بخلاف وکیل بیع کہ اسکو بین فاحش کے ساتھ بیچنا پڑے چنانچہ مذکور ہوگا و لکن البیعا علیما بالیقین و قیما معا و انما فاشد
 احدہما بنصفہ او اقل حصہ اسطرح امر کیا دوسرے کو دو چیز کے خرید کرنے کا بعض ہزار کے اور دونوں کی قیمت برابر سے سو وکیل نے
 اون دو چیزیں ایک چیز خرید کی پس کثیر سے تو صحیح ہے ہم کہ قیمت کی خرید میں اگرچہ مخالفت امر سے لیکن اس میں موکل کا فائدہ ہے ہذا صحیح ہے
 و لو بالاکثر و لو بکثیر الا یلزم الاثر الا ان یشتد فی الثانی من المعینین مثلاً باقی من الا لیت قبل الخصم من الخصم من الخصم من الخصم
 اور ایک چیز اس سے زیادہ کو خرید کی اگرچہ زیادتی قلیل ہو تو موکل کو وہ لازم نہیں مگر یہ کہ وکیل دوسری چیز کو مثلاً دونوں میں خرید
 سے ہزار کی بلقیع سے قبل خصومت کے خرید کرے تو اب موکل کو خرید لازم ہوگی بسبب حاصل ہونے کے مطالبے ہم مثلاً دغلام کے خرید کرنے کا
 بعض ہزار درم کے امر کیا سو اس نے ایک غلام پھر اور وہ درم کو خرید کیا تو یہ خرید موکل کو لازم نہیں مان اگر دوسرے غلام کو دو کم پڑے
 خرید کرے گا خصومت سے پہلے تو موکل کو خرید لازم ہوگی بسبب حصول مقصود کے یعنی حاصل ہونا دونوں غلاموں کا ہزار درم و بیع و بیع
 ان یقیناً فاشدایا جماعا الاخر اور صاحبین نے شک کیا ہے اگر انی رہی اتنی قیمت جتنی قیمت سے دو غلام خرید ہو سکے و لو امر بیک
 مدعی نہ یبشرا شیئ معین بدین الہ علیہ و علیہ و علیہ البائع و جیل البائع و لیکر البائع دلالۃ فی الذل الغرر فی التسليم الیہ
 اگر ایک شخص مدعی بدین کو پزیر معین کی خرید کا امر کیا بعد از اس دین بواہر اسکا اور سپر ہو اور میگو اس شخص معین کر دیا یا بانک معین کر دیا تو خرید صحیح ہو
 اور بائع صاحبین کا وکیل ہوا جائے گا قبض دین میں ہمارے دالالت حال کے تود یوں بری الذمہ ہو جائیگا بانک مدعی سے بخلاف غیر العین
 لان توکیل المجهول یا حاکم و لکن اقال ولا یعین فلا یلزم الامر و نقد علی المأمور فحلالہ علیہ و خلافاً لہم بخلاف غیر معین میں یا بانک
 اسواسطے کہ وکیل کو شخص مجهول کا بطل ہے اور سپر اسطے مصنف نے کہا اور اگر میں یا بانک مدعی نہ کرے تو خرید موکل کو لازم نہوگی اور ماور
 نافذ ہوگی تو اسکی ہلاکی کا نقصان ماور ہی پر پڑیگا بخلاف صاحبین کے کہ ان کے نزدیک امر پر خرید لازم ہے ماور کے قبض کرنے سے گذرے
 الطحاوی و لکن الخلاف لو امر ان یسلم ما علیہ او یقر بہ بناء علی تعین النقود فی الوکالات عند عدم تعین فی المتاع و وض
 عند ہما اور اسطرح امام اور صاحبین کا خلاف ثابت ہو اگر صاحب دین اپنے دیون کو بہ امر کیا کہ عقد سلم یا عقد شتر کرے بعض اس میں کہ جو سپر سے
 بنامی خلاف ہو نقد کے متعین ہونے پر دالالت میں امام کے نزدیک اور نہ متعین ہونے پر نقد کے مساویات میں صاحبین کے نزدیک ہم چونکہ صاحبین کے نزدیک
 درہم اور دنانیر مساویات میں متعین نہیں خواہ دین ہوں یا حین تو توکیل صحیح ہے اور امر کو لازم ہے اسواسطے کہ نصف ماور کا امر کے تصرف کے
 مانند ہے اور امام کے نزدیک چونکہ درہم اور دنانیر دالالت میں متعین تو دالالت بطل نہیں تو در صورت تعین نقد و غیر دیون کو بہ ملک دین نہیں
 بدین سہات کے کہ اس غیر کو قبض دین کا وکیل قرار دیکھو اور یہ جائز نہیں کہ انہ الطحاوی و لکن انہ ای امر رجل مدعی بالانصاف فی
 ما علیہ و لکن انہ لا یجوز الیہ الماکل لہ و لکن انہ لا یجوز الیہ الماکل لہ و لکن انہ لا یجوز الیہ الماکل لہ و لکن انہ لا یجوز الیہ الماکل لہ
 قصے پر ثابت ہو تو اس کا امر صحیح ہے بسبب پھر لے صاحبین کے مال کو اللہ تعالیٰ کے واسطے اور جو ہر ہم ہے نہ مجهول کہ توکیل قبض دین صحیح نہیں
 جب دیون کہہ کہ دین کو تصدق کر دی تو گویا اس نے حق تعالیٰ کو قبض دین کا وکیل پھر لیا اور فقیر باب تصدق میں نائب ہو خدا کا جلال شانہ کما حقہ

امرتک بشرا به بامو وقال المامو بالیف فالقول لاخر یجذبه فان برحنا قلم برحان المامو لانها اکثر ثبوتا اور اگر دونوں نے خلاف کیا
مقدار میں یعنی تسبیہ مقدار میں تو موکل نے کہا کہ میں نے تم کو اس کے خرید کرنے کا امر کیا سو درم سے اور وکیل نے کہا کہ تو نے ہزار درم
خرید کر لیا تو موکل کا قول معتبر ہے اس کی قسم ساتھ ہر گرد و زون گواہ لاویں تو وکیل کے گواہ مقدم ہیں جہاں اکثر ثبوت کے وگواہ
بشرا و آخیه فاشد فی الوکیل فقال الامیر لیس هذا المشتري باخی فالقول لاخر یجذبه ویكون الوکیل مشددا لنفسه ولا فصل ان
الشراعتی لحد یقتل علی الامیر یقتل علی المامو بخلاف البیعة کما مرقی خیال الشراعتی اور اگر موکل نے اس کو امر کیا اپنے بہائی کو خرید کر لیا
سو وکیل نے خرید کیا تو موکل نے کہا کہ جیسے جو خرید کیا میرا بہائی نہیں تو موکل کا قول اس کی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور وکیل اس کا مشتری نہیں ہوگا
اپنی ذات کے واسطے اور قاعدہ کلیہ یہ کہ خریداری جب کہ موکل پر نافذ ہوئی تو وکیل پر نافذ ہوتی ہے بخلاف بیع کے چنانچہ کتاب البیع خیال شراعتی
کے باب میں مذکور ہو چکا ہے در صورت بطلان بیع ملک موکل باقی رہیگی وعلق العبد علیہ ای علی الوکیل لریعہ علقہ علی مولاه فیو اخذہ
خانیہ اور غلام آزاد ہوگا وکیل پر بسبب گمان کرنے وکیل کے اس کا آزاد ہونا اپنے موکل پر نود و ماخوذ ہوگا اس گمان پر کذا فی الخانیہ و لقی
اسی عبد بشره نفس الامر من موکلا بلکذا ودفع المبتاع فقال الوکیل لسیده اشتريته لنفسه فباعه علی هذا الوجه علق
علی المال وکذا فی لسیده وکان الوکیل متفیدا اور اگر غلام نے ایک شخص کو وکیل کیا اپنی ذات کے خرید کر لیا اپنے مالک سے بوجہ اپنے
مال کے اور مبلغ اس کو یا سو وکیل نے اس کے مالک سے کہا کہ میں اس غلام کو خرید کیا اس کی ذات کے واسطے سو مالک نے اس کو بیچا اسی
طریق پر نود و آزاد ہوگا مال مذکور پر اور حق آزادی اس کے مالک کا ہو اور وکیل درمیان سے ہے جب وکیل سفیر محض ہو تو حقوق عقدا اس کے
طرف راجع ہوں گے اور مطالبہ الف تانی کا غلام پر ہے نہ وکیل پر یہی اصل معیم ہوا آزاد اس واسطے ہو کہ غلام کا بیچنا غلام سے اتفاق ہو اور
غلام کا خرید کرنا قبول اتفاق بوجہ مال ہے کذا فی المطاوع وان قال الوکیل اشتريته و لریقل لنفسه فالعبد جازک للمشتري و
الالف للسید فیہما لانه نسب عبده وعلی العبد الف آخری فی الصلوة الاولى بدل الاعتاق کما علی المشتري الف
مثلا فی الثانية لان الاول مال المولی فلا یصح بطلان اور اگر وکیل نے کہا کہ میں اس غلام کو خرید کیا اور یہ نہ کہا کہ غلام کو غلام کے واسطے
خرید کیا تو غلام مشتری کا مملوک ہوگا اور ہزار دو زون صورتوں میں مالک کا مال ہے اس واسطے کہ وہ اس کے غلام کی گمانی ہے اور غلام پر درم
ہزار درم پہلی صورت میں واجب ہیں عوض اتفاق کے جیسے مشتری پر ہزار ہن مانند اس کے دوسری صورت میں اس واسطے کہ دل ہزار مال ہو مگر
تو وہ لیاقت عوض ہونے کی نہیں رکھتا وشرای العبد من سیده لا عتاق فتعلقوا بالحکام الشراء فلذا قال فلو شری العبد لنفسه لم یل
العطای صح الشراء صحا اور خرید کرنا غلام کا اپنی ذات کو اپنے مالک سے اتفاق ہے نہ بیع تو احکام خریداری کے لغو ہو جائیں گے تو یہ واسطے صنف
کہا سو اگر غلام نے اپنی ذات کو خرید کیا عطا تاک تو خرید معیم ہے کذا فی البحر ہم اور اگر خرید حقیقی ہوتی تو فاسد ہوتی بسبب مجہول شہودت کے
کذا فی المطاوع کما علی فی حصصہ اذ اشتري لنفسه من مولاه و معہ رجل اخذ بطل الشراء فی حصصہ شرکاء جیسے صحیح جو خرید
غلام کے ہے میں جب کہ غلام نے اپنے ذات کو مول لیا اپنے مولے سے اور حالانکہ غلام کے ساتھ دوسرا در مشتری ہے اور پہل ہوگی خریداری غلام
ساتھی کے ہے میں ہم مراد یہ ہے کہ غلام اور اس کے شریک نے بصفہ واحدہ خریداری کی چنانچہ تعلیل لاحق اس پر مال ہے بخلاف مالک شری
الاب وکذا مع رجل اخر فانه یصح فیہما بیوع الخانیة من حیث الاستحقاق والفرق ان عقادة البیعة فی الثاني لا الاول لان الشراء
بجملہ اعتاقا ولذا بطل فی حصصہ شرکاء لکن دم الجتم بین الحقیقۃ والمجاز بخلاف اوس صورت کے کہ اگر باپ نے اپنا بیٹا خرید کیا ایک
مرد کے ساتھ شریک ہو کر کہ یہ خریداری دونوں شریکوں کے حق میں صحیح ہے چنانچہ خانیہ کی کتاب البیوع میں ہے استحقاق کی بحث سے اور
دونوں صورتوں میں دہم فرق یہ ہے کہ بیع صفہ ہو جاتی ہے دوسری صورت میں بیع باپ کی شرکت میں نہ پہلی صورت میں یعنی غلام کی شرکت

خصوصت کرنے ہوگی کہ وکیل نے نصبت بائی کو خرید کر لیا تو میم سے اور نہیں تو میم نہیں دلی کہ ببعیم بعیم علی وکیلہ بالبعیم بعیمہ او نکولہ
 او اقرارہ فیما لا یجوز مثلاً فی هذا المدعى انکذا الوکیل علی الآخر اور اگر بیع پیر دیا گیا بسبب عیب کے وکیل پر بطلان ہوگا
 کے یا اگر نہ کہانے وکیل کے یا اگر اسے وکیل کے اوس عیب میں کہ دوسرا عیب اتنی مدت میں پیدا نہیں ہوتا تو وکیل اس کو پیر دیا ہوگا وکیل پر تو کو اقرار
 فیما یجوز مثلاً اگر وہ وکیل اور اگر وہ بیع ہو وکیل کے ہمدار سے اوس عیب میں کہ پیدا ہو سکتا ہو اتنی مدت میں تو موکل پر پیر ہوگا اور وکیل
 و اذم به الاصل فی النکاح الخیوہ فی لفظہ اذ بہ العیوم قاعدہ کلیہ وکالت میں خصوص سے اور مضاربت میں عموم سے ہم دلیہا
 وکالت بیان جسک میم نہیں بلکہ بیان نوع بائن فرد سے بخلاف مضاربت و لہذا مضارب ایداع کا مالک ہو و فرم علیہ بقولہ فان بائع
 الوکیل نسبتہ فقال امرناک بتقید وقال اطلقت صدق الاثر اور مصنف نے قاعدہ مذکور پر تفریع کی اپنے اس قول سے سوا وکیل نے
 بیع کی اور امار اور موکل نے کہا کہ بیع نقد کے ساتھ بیچنے کا امر کیا تھا اور وکیل نے کہا تو نے مطلق کہا تھا تو موکل کی تصدیق ہوگی میں نے ہوا
 کہ وکالت میں خصوص میں سے و فی الاختلاف فی المضاربات صدق المضارب عملک بالاصل اور مضاربت کے اختلاف میں مضارب کی
 تصدیق ہوگی اصل پر عمل کرنے سے یعنی مضارب نے اور دیکھا اور رب المال نے کہا کہ میں نے نقد سے بیچنے کو کہا تھا اور مضارب نے کہا
 کہ تو نے مطلق کہا تھا تو مضارب ہی کی تصدیق ہوگی کیونکہ اصل مضارب میں عموم سے لایق نقد تصدیق احدا الوکیلین معاً فی کل کلمۃ
 یکنان و کذا و لو الآخر عبدنا او مہبتنا او مات او بیع نافذ نہیں تصرف فقط ایک وکیل کا ادن دو وکیلوں میں جنگو موکل نے سانبی
 وکیل یا چنانچہ یوں کہا ہو کہ بیع میں تم دونوں کو وکیل کیا فلا سے کام کا اگرچہ دوسرا وکیل غلام یا سفیر ہو یا مریا یا دیوانہ ہو گیا ہو ہم ہوا
 ایک وکیل کا تصرف نافذ نہیں کہ موکل دونوں وکیلوں کی واسی ہو اسے نہ فقط ایک کی واسی سے اور سبب اس تصرف میں جو چیز
 اجتماع سے کوئی مانع نہیں اور اس میں واسی کی حاجت ہو اور لوکیل بلغظ و حد نہ ہو کہ لفظ فیما اذا و کلمہ علی التعاقب بخلاف
 الوکیلین کما سجد فی بابہ مگر احد الوکیلین کا تصرف اس صورت میں نافذ ہے جب کہ موکل نے دو شخصوں کو وکیل کیا ہے لہذا نہ کما
 بلفظ و حد بخلاف و درمی کے کہ باوجود وصایت علی التعاقب ایک وصی کا تصرف بدون دوسرے کے نافذ نہ ہوگا چنانچہ باب الوصایا میں آو گیا و
 فی خصوصہ بشرط ان لا یخیر احد الوکیلین نافذ نہیں مگر خصوصت میں نافذ ہے بشرط شرکت واسی وکیل ثانی کے
 نہ ماضی ہوا و دوسرے وکیل کا بنا بر قول میم کے ہم خصوصت میں تصرف ایک وکیل کا اس واسطے نافذ ہو کہ وہ ان اجتماع متعذر ہو کہ شور و شغب کا جب
 ہوگا مجلس قضائین کے لئے الدرر من العفارب میں عینی سے مذکور ہے کہ خصوصت میں وکیل ثانی کی واسی مشروط ہو تو اگر دون واسی ثانی وہ مباح
 ہوگا تو ہمارے نزدیک جائز نہیں الا اذا انتہی الی القبض فحق یجوز عا جواہر خصوصت میں احد الوکیلین کا تصرف نافذ ہے مگر جب دون وکیل
 متفق ہوں قبض کے طرف یعنی جب خصوصت شخصی بقبض ہو تو جائز نہیں یہاں تک کہ دون وکیل مجتمع ہوں کہ لفظ الجوہر و علق معین
 و کلا فی معینہ لم یعلق فیما بخلاف نہ مؤوض و غیر معین اور تصرف احد الوکیلین نافذ نہیں مگر غلام معین کے عین اور زوجہ معینہ کی غلام
 میں جو عین اور طلاق کہ بلا بدل سے بخلاف مؤوض اور غیر معین کے ہم عین اور طلاق معینہ بلا عوض میں واسی کی حاجت نہیں لہذا فقط ایک کی واسی
 تصرف کافی ہے بخلاف مؤوض اور غیر معین کے کہ اوس میں ایک وکیل کا تصرف بدون دوسرے کے کافی نہیں و تعلیق بعینہما ای الوکیلین
 قائم بلزم اجتماعهما عملک بالتعلیق قالہ المصنف اور تعلیق بشیخیہ میں اسطے کہ اجتماع وکیلین لازم سے تعلیق پر عمل کرنے سے ایسا کچھ کہا جو
 مصنف نے ہم چنانچہ موکل نے کہا : دونوں وکیلوں کو کہ ہم اس کو طلاق دو اگر تم چاہو تو وقوع طلاق میں دونوں کا فعل شرط ہو اس واسطے
 کہ جو چیز دوسرے کے ساتھ معلق ہوئی وہ متفق نہیں ہوتی ایک شے کے وجود کے ساتھ اور یہی حکم ہے عین معلق کا قلت و طاقا
 عطفہ علی لم یعواضاً کما یکلم من تعینی والذی یفوق العبادۃ ولا یلحقا ہشتیمہما فدلبر میں کہتا ہوں اور ظاہر اعطف تعلیق

لم یؤثر من جانی یعنی اور نہ اسے معلوم ہو کہ اسے تو حق عیادت میں تھا و لا یؤثر من جانی یعنی اور نہ اسے معلوم ہو کہ اسے تو حق عیادت میں تھا
 انہیں مگر حق عیادت میں نہیں تھا اور غلطی میں چکا ہوا نہیں لایا گیا اور نہ دیکھیں کی نسبت پر و دونوں سفین کے مجھے وہی تبدیلی و رد و غیر کی تھی
 و مادۃ و معصوم و مبیع فاسد خلاصہ اور حضرت امداد کیلین انہیں مگر بر کرنے اور و میں میں چنانچہ و ولایت اور عاریت اور مستر
 اور بیع فاسد کے پیر میں کہنے کے لئے خلاصہ بخلاف اس وقت آدھا فلو قبض احدہما ضمن کلمہ لعنہ امیرہ بقضی میں منہ و تحلل کا
 سہل بخلاف اس وقت اور عاریت اور عاریت اور مقصوب اور بیع فاسد کو پیر لیا فلو قبض احدہما ضمن کلمہ لعنہ امیرہ بقضی میں منہ و تحلل کا
 ملا کی ہے مستر و بیع ہوئے اور موکل کے او میں سے کچھ قبضہ کرنے کا چاہئے موکل نے یہ کہا تھا کہ ایک وکیل تھا بیضی ہے پیر قبضہ کرنے سے
 کہنا ہے اس لئے ہم پیر جواب سے سوال مقدار کا خلاصہ سوال یہ ہے کہ شے مستر کے بعد مزادان ہونے کی کیا وجہ جو لائق قریب ہونا کہ
 پر نصف شان ہوتا اس واسطے کہ ہر وکیل نصف ہے اس کے قبضہ کا موثر تھا خلاصہ جواب یہ ہے کہ اس کو نصف پر قبضہ کرنے کا نہیں اثر تھا بلکہ جماع
 وکیلین امر تھا ہر جب اس نے خلاف امر کیا اور وہ چیز تلف ہو گئی تو ہر افسان اس پر لازم آیا وہی تسلیم ہے بخلاف قبضہ کا وکیل و لوجہ اور
 تسلیم یہ یعنی ہر جب میں جس وکیلین کا شے سے بخلاف قبض ہو چکا کہ اس میں اجتماع وکیلین ضرور ہے کہ ان کے اولیاء و لوجہ و قضاء دین
 بخلاف اقتضائہ عینی اور دین کے ادا کرنے میں ایک وکیل کا شے سے بخلاف دین کے تقاضے سے کہ اس میں انفرادی کافی نہیں کہنا ہے اس لئے
 ہم مستر و دین میں اور قبضہ میں اور تقاضی دین میں ایک وکیل کا تصرف اس واسطے کافی نہیں کہ اجتماع وکیلین ممکن ہے اور اس میں موکل کی
 مقرر صیغہ اس واسطے کہ حفظ و دشمنوں کا ایک شخص کے حفظ کی برابر نہیں و بخلاف الو حیا یہ لائنیں و لکن المتصاریق و الفقیہ
 و الفقیہ و التولیٰ علی الوقف فان هذا لا یستلزم کالو کالہ و لیس لحدیثہا الا انفرادی و بخلاف و دشمنوں کے دوسرے ہونے اور
 طرح و دشمنوں کی مضاربت اور قضا اور تحکیم اور وقف پر متولی ہونے کو تو یہ سپر چیز دین و کالات کے مانند ہیں تو ایک شخص کو و دشمنوں میں سے
 انفرادی و دشمنی جائز نہیں کہ لئے البوم شہداء مذکورہ پانچ میں نہ چہ تو شاید کہ شائع بن و صیابت میں و دوسرے میں ہر افسان ایک صورت یہ کہ وکیل
 سہنی وصی مقرر کیا اور دوسری صورت یہ کہ شے التائب کی چونکہ شہداء مذکورہ میں راعی اور تجویز کی حاجت سے لہذا انفرادی کافی نہیں مثلاً
 بادشاہے ایک شخص یا ایک مادہ میں و دھانے مقرر کیے تو ایک قاضی کا فیصلہ کرنا کافی ہو گا کہ اسے اطمینان و محض ہر صورت اہل کی مسئلہ متا
 ادا شرط الوقف النظر کہ ادا الاستدلال مع فلاں فان الوقف لا یفراد و فلاں اشباہا مگر اس میں جب کہ وقف کرنے والے نے
 وقف کی نظارت بہت ادا کی ہے واسطے شرط کیا ملانے شخص کے ساتھ تو وقف کو نظارت بہت ادا کی ہے انفرادی جائز ہے نہ خانے شخص کو کہ ملانے
 اس لئے و الوکیل یفصحہ و اللہ یمن ماله او من مال من کلہ لا یجوز علیہ اذ العین لیوکل علی الوکیل و ہن و افعالہ اللہ
 کہما جسطہ العیادی و اعتمد المصنف اور اسی دین کا وکیل خواہ ادا ہی دین وکیل کے مال سے ہو یا موکل کے مال سے ہو اور سپر و بر و
 یکو ملکی ادا ہی دین میں بشرطیکہ موکل کا وکیل پر دین ہو اور یہ کہ ادا کہیں فو و طلب تھا چنانچہ اس کو عادی نے شرح بیان کیا ہو اور مصنف نے
 اور سپر تھا و کیا ہم شہادہ کی عبارت اس سے عام تر ہو چنانچہ اس میں دین سے کہ وکیل ہر چیز میں اگر دوا زار سے اس فعل سے جہیں وکیل
 ہر اگر تین مسئلوں میں اتھے اور مملکت میں علت اس کی یہ نہ کہدے کہ اس کا کرا اور سپر واجب نہیں لیکن تویر البصائر میں ہے کہ وکیل ہر چیز
 ہو گا دفع و تیر جب کہ اس کے پاس موکل کا مال ہو کہ انے اطمینان و اطمینان ان الوکیل یفصحہ علی من مال الموکل لوفاء دینہ لا یجوز
 علیہ کما لا یجوز علی الوکیل بنی طلاق و لو یطکبھا علی المعتد و علی و ہبہ من فلاں و بیع منہ لکونہ مستیقماً مصنف نے کہا اور
 ہر وکیل کا مٹا دیا ہو کہ موکل کے مال سے ایک چیز کے بیچنے کا ایک شخص وکیل سے موکل کے ادا ہی دین کے واسطے تو اس پر ہر ہو گا بیچنے پر چنانچہ
 وکیل ہر چیز میں قبل طلاق اگر کہ وکیل طلاق عودت کی خواہش ہو یا بر قول مستر کے اور چیز میں متن ہر اور ملائے شخص کے سپر کہ

فرض ہو کہ ایک راسی وکیلین سے زیادہ من اور تیار شتری میں کذا فی الہدایہ والتوفیق یعنی الی رانیہ کا محل کرنا ایک کا لاذن فی التوفیق
 الا فی طلاق وعتاق لا یجوز لهما ما یختلف بہ ولا یقین مایؤدھ مقامہ قبیہ اور سپرد کرنا وکیل کی راسی کے طرف چنانچہ موکل کا وکیل سے
 ہوں کہنا کہ مل کر اپنی راسی اور جو بڑے سے اذن کے مانند سے وکیل کرنے میں مگر طلاق اور عتاق میں اذن کے مانند نہیں اس واسطے کہ طلاق
 اور عتاق بجز اذن اور کے سے کہ اذن سے قسم کھائی جاتی ہے تو غیر وکیل بجای وکیل نہیں ہو سکتا کذا فی القیہ ہم یہ حکم نقل تو ہیں کہ ہر
 اور اگر وکیل کو مرخص اذن پر طلاق اور عتاق کی وکیل میں تو بلاشبہ صحیح ہے کہ لے لفظ ہی قات وکل الوکیل حیدرہ بلا وہ بدقی
 اذن و قیہ میں فاعل التناک جھڑپہ اول علیستہ فاجازہ الوکیل الاول جو وعتاق حقیقہ بالکذا فی التوفیق علی الصحیح ہر وکیل اپنے
 غیر کہ وکیل کیا ہوں اذن اور تنوین موکل کے ہر وکیل ثانی نے وکیل اول کے سامنے یہ بھیجے وہ کام کیا سو وکیل اول نے دیکھو یا رکھا
 تو صحیح ہے اور حق عقد عاقہ سے بننے وکیل ثانی سے متعلق ہو گئے بقول صحیح اس واسطے کہ مقصور حصول راسی وکیل اول جو سو بیان حاصل ہے
 الا فی ما لبس تعقی حی طلاق وعتاق لتعلقہما بالشروط کما فی التوفیق حلقہ بالفظ اول وک التناک مگر دس نصرت میں ہر عقد
 نہیں مگر طلاق اور عتاق وکیل ثانی کا فعل باوجود اجازت وکیل اول صحیح ہیں سبب متعلق بننے طلاق اور عتاق کے شرط سے یعنی وہ دون
 نہیں بشرط کی قابل ہیں تو گو اسوکل نے طلاق یا عتاق کو مسلم کیا وکیل اول کے لفظ سے نہ وکیل ثانی کے لفظ سے وکتبہ فی التناک فی
 وخصم و قضاہ دین فلا یکنفی الخصم بین مالک خلا لالتحانیہ اور دین سے برا کرنے میں کہ لے لقیہ اور عصمت اور برای دین
 میں تو کافی نہیں مگر ہونا وکیل اول کا کذا ذکرہ ابن کب بر خلاف غانیہ کے ہم خلاف غانیہ فقط عصمت میں ہے اس میں دین ہو کہ اگر کیا
 ثانی نے عصمت کی اور موکل حاضر سے تو جائز ہے اس واسطے کہ جب وکیل اول حاضر ہو تو کو یا اس نے عصمت کی بذات خود مانند وکیل
 سے کہ لے لفظ وک فاعل احب فاجازہ الوکیل الاول جازا الا فی شراہ قاتہ یقتل علیہ ولا یتقی قف متی وجہ نفاذہ اور
 اگر یہی شخص نے کام کیا سو اسکو وکیل اول نے جائز کیا تو جائز ہے مگر فرما کرتے ہیں کہ وہ اجنبی برافہ ہو گا اور موقوف نہ ہو گا جب کہ وہ
 نفاذ اور وک وکل بہ ای بالامر والتوفیق یعنی تعوی التناک وکیل الامر وجہ فی فلا یجوز لک بکل موکلہ او موکلہ ویکین کان یجوز
 الا ذلک کما مر فی القضاء اور اگر وکیل نے دوسرے کو وکیل کیا موکل اول کے امر یا تنوین سے تو وکیل ثانی اگر عین موکل اول کا وکیل ہے اور
 اس وقت میں تو وہ سزا دل نہیں ہو گا پہلے موکل پہلے وکیل اول کے معزول کرنے اور مر جائے سے اور وہ فون وکیل معزول ہو گئے موکل اول
 کی موت سو چنانچہ نہ کو ہر چکا کتاب الفقہاء میں قوی البیہ عن الخلافۃ والتمانیہ لا عزالہ فی قولہ لا یجوز ما شئت لریضاً لا یستیعہ وکذا
 من صلیہ خلاف اعلیٰ بآیات قال المصنف فعلیکہ لو قیل للعاصی لا یجوز ما شئت فلا عزالہ غرض تاشیہ بلا تعلق یعنی العزل
 صریحاً لکان الذائب کی وکیل الوکیل اور بمرالرائی میں غلامہ اور غانیہ سے نہ کرے کہ وکیل اول کو وکیل ثانی کا معزول کرنا جائز ہو موکل
 اس فعل میں کہ جو تیرا ہی پاس رہے جس نے موکل کے وکیل اول کی صفت سے اور اسکا معزول کرنا بھی اسکی صفت سے ہے بخلاف اس فعل
 کہ عمل کر اپنی راسی پر صفت نے اپنی شریح میں کہا تو بموجب اس فعل کے گرفتار سے کہا جاسی کہ جو تیرا ہی پاس ہے تو اسکو اپنے نائب معزول
 کرنا جائز ہے بدون بہات کے کہ اسکو معزول کرنا صریحاً منصوص ہوا اس واسطے کہ اب تاشیہ وکیل وکیل کے مانند سے واعلم ان الوکیل
 وکالہ عاقہ مطلقہ متوقفہ انما یمکن التناک وعتاق وکالہ عاقہ بہ تعقی زوال اصل الجواہر توفیر البیان
 اور درایت کہ وکیل بوکالت عامہ مطلقہ متوقفہ ایک نہیں مگر سادہ ذات کا نہ طلاق اور عتاق اور تبرعات کا سہی کا فرض سے کذا فی زواہر
 الجواہر و توفیر البیان قال لو یجوز فقیہت الیک امر امرائی صہاد وکیلا بالطلاق و تقید طلاقہ بالجلوس بخلاف قیہ وکالت
 فی امر امرائی فلا یقتید یہ صریحاً ایک مرد سے کہ جو تنوین کیا تیرے وطن اپنی عورت کا امر تو وہ وکیل ہو گیا طلاق کا اور مقبہ ہو گیا وکالت

اور جس مجلس میں بیٹھے اگر اسی مجلس میں طلاق دیا تو صحیح ہے نہیں تو صحیح نہیں بخلاف اس قول کے کہ میں تجھ کو وکیل کیا اپنی عورت کے امر میں
 تو طلاق مفید نہ ہوگی اسی مجلس کے ساتھ کہ اس نے اگر بعد ازاں اس مجلس کے طلاق دیا تو صحیح ہوگا مگر لا ولایت کہ علی خیار لا یجوز تفویض
 فی حقہ وحیثین فاذا اباع عبداً او مکاتباً او ذویاً او عتق فی عینی مال صغیراً او شری واحداً منہ صغیراً او ذویاً صغیراً
 کذلک ای حرۃ مسلمة لم یجز لہم الولاية بشئ من کذلک ثابت نہیں اپنے غیر نوادس کا تصرف جائز نہیں اس غیر کے حق میں اور اس
 وقت تو اگرچہ غلام یا مکاتب یا ذوی یا عتق کے لئے ایسی اپنے طفل صغیر ازاد مسلمان کا مال یا کوئی شخص اور عین سے برون اس مال کے کچھ خریدا
 کرے یا نکاح کر دے یا طبع کی صغیر کا یعنی آزاد مسلمان کا تو جائز نہ ہوگا بشیئ دلائل کے یعنی غلام کی ولایت آزاد پر نہیں اور ذمی اور حر کی
 ولایت مسلمان پر ثابت نہیں تو تصرفات مذکورہ بھی جائز نہیں والولاية فی مال الصغیر الی الا ب ثم وصیہ تہر وصی وصیہ اذالو
 یملک الایصاۃ تہر الی الجذاب الالب البقر والوصیہ ثم وصی وصیہ ثم الی القاضی ثم وصیہ القاضی ثم وصی وصیہ
 اور صغیر کے مال میں اس کے باپ کی ولایت ہے پیر باپ کے وصی کی پھر اس کے وصی کی اس واسطے کہ وصی مالک ہو دوسرے کو وصی کرے یا
 پیر ولایت دادا کی ہے جواب کا باپ ہے یعنی عداوند مراد نہیں پھر اس کے وصی کی پیر اس کے وصی کے وصی کی پیر ولایت قاضی کی ہے پیر
 اس کی جسکو قاضی نے وصی مقرر کیا پھر اس کے وصی کے وصی کی ولیس کو حی الایم وصی الایم ولایۃ التصریف فی ترکۃ الایم مع حضور
 الالب الایم وصیہ او وصی وصیہ او الجذاب الالب اور باپ کے وصی اور بہائی کے وصی کو ولایت تصرف کرنے کی نہیں باپ کے متروک
 اور طبع بہائی کے متروک میں باوجود ما ضرر ہونے باپ کے یا اس کے وصی کے یا اس کے وصی کی یا باوجود چھنے دادا کے جواب کا باپ ہے
 ولان لو یکن واحد فما ذکر لہ فی الوصی الایم الحفظ اور اگر کوئی جو بیخلاف رہے مذکورہ سے تو اس کو بیٹے کے وصی کو مانے متروک میں تصرف
 کی ولایت ہو وہ بیع المنقول لا التنازل اور اس کے وصی کو بیع منقول کی جائز ہے ذرین وغیرہ غیر منقول کی ہم بیع منقول اس واسطے جائز ہے
 کہ وہ بیع حفاظت کے ہے ولای شری الا العظام والکسوف لانہما من جملة حفظ الصغیر خانہ اور مال کا وصی کوئی چیز خرید کر مگر سوا
 طعام اور لباس صغیر کے اس واسطے کہ وہ دونوں منجملہ حفظ صغیر کے ہیں کذلک فی النبیہ فروع مسائل لمحمد شارح کے وصی القاضی کو وصی
 الالب الا اذا فیک القاضی بوجہ تقيده فی الالب یصل الکل عماد یہ قاضی کا وصی باپ کے وصی کے مانند ہے مگر جب کہ قاضی وصی کو
 ایک قسم تصرف کے ساتھ مفید کرے نوادس کا وصی ہونا اسی قسم ساتھ مفید ہوگا اور باپ کے وصی میں جمیع انواع تصرفات کا عموم ہے کذلک فی
 العما ویہ یعنی اگر چہ باپ نے ایک نوع میں وصی کیا ہو تو یہی وہ جمیع انواع میں وصی ہوگا و فی منقرات البحر القاضی او آئینہ لا یرجم حقوق
 عقد باشر الالب الیہم الیہما بخلاف وکیل و وصی و اب فلو ھین القاضی او امیتہ عن ما باعہ للیتیم بعد بلوغہ صحیح ہے
 اور بحر الرائق کی منقرات میں ہے کہ قاضی یا اس کے امین کے طرف اور امین عقد کے حقوق راجع نہیں ہوتے جس کے وہ فاعل اور شری ہو جو غلام
 وکیل اور وصی اور باپ کے تو اگر قاضی یا اس کا امین یا اس کے بعد بالغ ہونے یتیم کے اور چیز کو بشیئ کا جسکو قاضی یا اس کے امین نے یتیم کو با
 بیع تو صحیح ہے بخلاف ان لوگوں سے وکیل اور وصی اور باپ کے ہم قاضی اور امین کا تاوان اس واسطے صحیح ہوگا کہ وہ دونوں حقوق عقد سے
 یعنی امین بخلاف وکیل وغیرہ کے کہ ان کے واسطے حق ایضا ثابت ہو تاوان کا ضمان دینا اپنی ذاتوں کے واسطے صحیح ہوگا کذلک فی الخطاوی
 و فی الاشبہا جازا التوکیل بکل ما یقعد لا التوکیل لمقبضہ الا الوصی فلا ینشئ مال الیتیم لنفسہ لا لغیرہ ولا کالذی ارشاد
 میں ہو کہ وکیل کرنا جائز ہے ہر ایک اور چیز میں جسکو وکیل عقد کر سکتا ہے اپنی ذات کے واسطے سوامی وصی کے کہ اس کو مال یتیم کا خریدا جائز
 اس واسطے جائز ہے نہ اپنے غیر کے واسطے بطریق دکالت کے ہم خطاوی نے کہا شہاد کے جس لئے نہ ہو خطاوی نے کہا شہاد کے جس لئے نہ ہو خطاوی نے کہا شہاد کے جس لئے نہ ہو
 کیل کے متوکل کا لفظ ہے اور یہی ہوا ان سے مقدم سے انہی و جازا التوکیل بالذی کیل اور وکیل کر کے واسطے وکیل کرنا جائز ہے ہم

و دعوی ثابت نہوا تو اس کے حق میں تاخیر نہوگی و لہ تخلف الاموکل لا الوکیل لان النیابة لا تجری فی الیمن خلافاً لفرقہ اور مدیون کو جائز
ہو قسم لینا مثلاً ادای دین کے انکار میں موکل سے نہ وکیل سے اس واسطے کہ نیابت جاری نہیں ہوتی قسم میں بخلاف زفسر کو وکالت ہے
فی امتی و ادعی البائت ان المشتري رضی بالعیب کفری علی حتی یخلف المشتري والفرق ان القضاء هنا فی لا یقبل
المفتق بخلاف ما مر خلافاً لہا اور اگر ایک شخص کو خریدی لوٹدی کسی عیب میں وکیل کیا اور بائع نے دعوی کیا کہ مشتری رضی کے عیب سے
راضی ہو گیا ہوتا تو وکیل بائع پر دہیم مگر جو عیب مشتری قسم کھائی اور فرق اس مسئلہ میں اور مسئلہ سابقہ میں یہ ہے کہ قضا بیان دہن
جو کہ نقص کو قبول نہیں کرتا بخلاف اس کے جو مذکور ہو چکا بخلاف نہ سب صاحبین کہ اس کے نزدیک رد بیع ہو گا ہم مینے اگر رد بیع کے ہم قائل ہوں
تو قضا فی غیر بیعی کیوں کہ رد سے عیب اور طرح کار و نسخ عقد جو اور قضا بقعود و لغو جاری ہے صحبت پر اگرچہ خطا ظاہر ہو کہ تک امام کے
نزدیک قضا نافذ ہے ظاہر اور باطن دونوں میں بخلاف مسئلہ دین کے کہ اس میں تدارک ممکن ہے معفو نہ وکیل کے ستر دوسرے اگر خطا
ظاہر ہو قسم کھانے کے وقت اس واسطے کہ قضا بیان باطن میں نافذ نہیں کیوں کہ حکم نفی مگر مجتہد تسلیم تو قضا بقعود و لغو میں نہ پھیری
کہ لے الیہی فلورڈ ہا الوکیل علی البائت بالعیب شخص الاموکل و صدقہ علی الرضی کانت لہ لا للبائت اتفاقاً فی الاصل
القضاء لا عن دلیل بل للرجحان بالرضی لہذا بخلافہ فلا یقصد باطناً یا ظہراً یہ پر اگر وکیل نے لوٹدی پیر دی یا لیکو یعنی مجھ کا رضی پھر
موکل آیا اور اس بائع کی تقدیر کی اپنے راضی ہو جانے پر تو وہ لوٹدی موکل مشتری کی ہوگی نہ بائع کی باتفاق امام اور صاحبین قول صحیح
میں اس واسطے کہ قاضی کا حکم دلیل سے نہیں بلکہ نادرہ الشکی رضامندی سے ہو پیر اس کے خلاف ظاہر ہوا تو حکم نافذ نہوگا باطن میں کہ انی لہا
والماتونہ بالانفاق علی اصل ویناء او القضاء لدین او الشراء و التصدیق فی عین زکوۃ اذا اشک ما دفع الیہ و نقدان
ما لہ ناویا الرجوع کذا فیکذا الحائز منہ فی الاشباہ حال خیابہ لہرین متبرعاً بل یقیم النفاق اصل مستحسناً ناویا امام یمیز فی الغیر
اور جو شخص نامور ہو خرج کرنے کا موکل کے اہل یا بنی عمارت پر یا نامور ہو اس کی ادائی دین کا یا خریداری کا یا زکوۃ کے تصدیق کرنے کا جب کہ وہ رکہ چور
وہ مال جو اس کو موکل نے دیا اور وہ اپنے مال سے مال موکل کے موجود ہو جس کے وقت رجوع کی نیت کر کے اس طرح نیت رجوع کی قید لگائی ہے مسئلہ
خاصہ یعنی زکوۃ میں شہادہ کے اندر نہ نامور متبرع ہو گا بلکہ مقاصد واقع ہو گا یعنی طرح پر جانے کا بطریق استحسان جب کہ نامور نے اس مال کو غیر موکل کے
طرف نسبت کیا ہو یعنی مشتری کو تب بون کہا ہو کہ بہہ میں اپنے مال سے دیا ہوں بلکہ موکل کے طرف نسبت کیا ہو یا اسطفا دیا ہو رجوع کی نیت
یون ہوگی کہ جو مال کہ موکل نے دیا اس کو عرض شہادہ پر اس مال کا جو اس سے صدقہ و اپنے مال سے طوطا دی اور علی نے کہا کہ زکوۃ کی قید ظاہر ہوا
اتفاق سے فلو کانت وقت انفاقہ مستطفاً و لو بصر فی الدین لنفسہ او اخبات العقد الی دہر اھم نفسیہ ضمن و صلا مشرک
لنفسہ متبرعاً بالانفاق لان الدار اھم متعین فی الوکالت نہایہ و نہا زیدہ پر اگر نامور کے خرج کرنے کے وقت موکل کے درہم مستطفا ہوں
اگرچہ اون کا سہن مال نامور کے دین ذاتی کے طرف صرف کرنے سے ہو یا نامور نے عقد کو اپنے درہم ذاتی کی طبع نسبت کیا ہو یعنی یون کہا ہو
کے وقت مثلاً کہ میں سہو انچو درہم سے مول لیا ہوں تو نامور پر تادان لازم ہو گا اور نامور اپنے واسطے خریدار شہر جائے گا اور اہل و عیال کے
خرج کرنے میں مستبرع اور مستطفا ہو جائیگا مینے موکل کے مال سے بھر اگر کے گا اس واسطے کہ سہو درہم و کالت میں متعین ہو جائے میں کہ انی البتہ
و الزاویہ ہم اتفاق کے مانند شر اور صدقہ ہو چنانچہ بجز الزاویہ میں صحیح ہے جب کہ کالت میں درہم متعین شہری اور قبل انفاق یا قبل شہر مالک
ہو مگر نہ کالت چل رہی ہو اگر نامور مشتری کر گیا اپنے مال سے تو متبرع ہو گا تو سہو موکل سے نہیں لیکے گا نہ اپنے لفظا دی بصر فی الملتفی لوامرہ
ان یعیض من مدیون الفادیتھن فقصدت بالف لیجہ علی المدیون جائزاً مستحسناً فان یستعین بہ کہ اگر موکل نے وکیل کو اگر کیا
کر مینے مدیون کو ہزار درہم اور صدقہ کر دیا سو اس نے ہزار صدقہ کیے اپنے مال سے تاکہ ہرنے اس کے مدیون کو تاجز سے بطریق استحسان کے

ام کو اراکین میں یہ روایت مستفیضہ بالقرن کیطرت منسوب ہو اور اسطرح در المعار کے منصفہ لشون میں سے اور اسطرح منصف الغمار میں سے بلا استدلال اس
 اور اسکی یہ کہ جو درایم کہ بدون خبر میں ہو یا قاعہ موجود میں تو کیل تبرع ہوگا کہ نہ اسطرح دسی و صیغ اتفق من کالہ و الحال
 ان مال الیتیم فایجب نقی الی الوصی کا لایق منطلق الا ان کثیرین انہ فرمیں علیہ ادا نہ میریج علیک بما مع العفو و این وغیرہ
 و علیہ فی الخلاصۃ بان قول الوصی و ان اعتدین ان لا نقان یکن لا یصل فی الرجوع فی مال الیتیم الا بالیثینہ ایک دوسرے فرم کیا
 اپنی مال سے اور حال کہ مال میرا و سوت جو در زمین تو سے باپ کے مانند منطبع او شیع ہو کر یہ کہ دوسری معرفت کے وقت گواہ کرے اسکو کہ وہ
 من کرنا بطریق زمین کے ہے اگر وہ پہلے کا یتیم سے کہ نہ اسطرح جامع لغیرین وغیرہ اور علت اسکی معاہدہ میں ہون بیان کی ہے کہ دوسری
 قول اگر یہ فرم کرے میں ہے لیکن مال یتیم سے پہلے میں مقبول نہیں ہا شہادت ہم غائب ہونے کی قید اسطرح لگائی تو اگر یتیم کا مال حاضر
 ہو گا تو بطریق اسے شیع ہو گا فرق ہم مسائل لغت شایع کہ الوکالۃ المخرجة لا تدخل تحت الحکم و بیانہ فی الدررہ و کالت جو دینی
 جو و کالت حقوق العباد سے غالی ہے وہ تحت حکم حاکم داخل نہیں اور بیان اسکا در زمین سے ہم در زمین منصرف سے منقول ہے کہ قبض و یرک
 و کیل نے جب کہ مدعا علیہ کو حاضر کیا سوا دوسرے تو کیل کا اقرار کیا اور دین کا منکر ہوا تو و کالت ثابت ہونکی تو اگر و کیل اثبات دین کے واسطے گواہ
 لا انا ہا سے مقبول نہیں یعنی خاصہ سے کہ سماعت کر گیا اتنے بعد الضرر و دے الحق کیل بالکلیہ اور میریج سے تو کیل پہلے کرنے میں ہم مشر
 اور اسکی یہ کہ جو کہ میریج سے کسی آدمی کو دسی تاکہ پیش لایکھوں پر عقد مسلم کر دے تو کیل کرنا جائز ہے مانند ہم اور شریک کے کہ نہ اسطرح لا یقنع علی
 عقد الشارح بھی نہیں کیل کرنا عقد مسلم کے مقبول کرتے ہیں ہم صورت اسکی یہ کہ جو کہ کسی و کیل کیا کہ روپیہ لے طعام سو میں سو و کیل نے روپیہ
 لے اور مولیٰ کو دے تو طعام وکیل پر سے نہ مولیٰ پر اور روپیہ وکیل کے مولیٰ کے دوہر پر فرض نہیں اسطرح کہ وکیل باطل سے کہ نہ اسطرح
 پہر تاج نے قاعدہ نہ گورہ پر تحصیل کی فلاناظر ان یتسلم من تبعہ فی ذبہ تخصیصا تو وقف کے مقرر کرنا جائز ہے کہ عقد مسلم کر دے وقف کو محاکم
 مسجد یا مدرسہ کیل اور چاروں میں ہم یعنی اگر وقف سے دہم یا دایرہ حاصل ہے اور اسے مسجد کے چراغ روشن کرنے کے واسطے عقد مسلم کیا کیل
 بن یا زکریا کیل یا چاروں میں ہم کیل کرنا صحیح ہے اسطرح کہ مقرر وکیل سے وقف کا اور تو کیل یتسلم میریج سے دلالت لے آں مولیٰ کل بہ من حقہ
 یحکم علی الفریض فیما تروہ بعقد الشارح و یتسلم منہ علی ما تروہ لہ بالنا لا بہ و کیل الواقف والوکالۃ اما نہ لا یتسلم بیکہ و اما نہ
 فی صحاح الوصایا نہ اور جائز نہیں مقرر کر کہ وکیل کرے عقد مسلم کا و شش شخص کو جسکو اسے اپنی مقرر کیا ہے قرعہ وقف پر کہہ مال حسین کر کے کہ لفظ
 ابن کو عقد مسلم کا اگر کرے اسطرح میں جو وقف کی زمین میں پیدا ہوا اور اس المال مسلم کا اس میں سے بے باطن میں موضع اس میں سے بے باطن میں
 واسطے مال وقف سے مقرر ہوا یہ اسطرح جائز نہیں کہ مقرر وکیل سے وقف کا اور و کالت امانت ہو جسکی یہ بھی نہیں اور ہوا بیان اسکا شرح
 بہانہ میں ہم میں کو جو بادر وقف میں عقد مسلم اسطرح جائز نہیں کہ تو کیل مقبول عقد مسلم میریج نہیں اور مقرر کو امین سے مال لینا اسطرح جائز
 نہیں کہ مقرر وقف کا وکیل سے معاملہ قرعہ کے قبض کرنے کا موجب مقرر ہے اس سے کہہ مال لیا بلو فرض ہے و عیدہ میں سے تو اس نے و کالت کر
 بجا حالانکہ یہ و کالت کی میریج نہیں کہ نہ اسطرح الخطای محض باب عزال تو کیل یہ باب سے معزولی وکیل کے حکام میں الوکالۃ
 من العفو و الغیر الا لامر کا تعاریف فلا یلزم الخ یا خیار شرط و کالت اولن عفو میں سے ہے جو لازم نہیں چنانچہ عاریت و و کالت
 میں خیار شرط داخل نہیں جو لازم عقد لازم میں خیار شرط کی حاجت سے نا صاحب خیار شرط عقد کر کے اور و کالت جو عقد غیر لازم سے تو اگر
 خیار شرط کی کچھ حاجت نہیں و لایصح الخلفہ ما مقصود ادا نہما یعنی صمن و علی صحیحہ علی غیر لہ و بیانہ فی اللامع اور مقرر کہ
 و کالت پر تصور و بالذات حکم کرنا صحیح نہیں ثبوت و کالت کا تو حکم صحیح نہیں جو ناگر زمین دعویٰ صحیح کے مدیون پر اور بیان اسکا در میں محرم
 قبل ہا نہ کے صغیر گزرا در سے کہ اگر مدعا علیہ و کالت کا مقرر ہوا اور دین کا منکر تو و کالت ثابت نہیں ہوتی عدم حکم کی وجہ یہ کہ

مستند

منصف الغمار میں سے اور اسطرح منصف الغمار میں سے بلا استدلال اس
 اور اسکی یہ کہ جو درایم کہ بدون خبر میں ہو یا قاعہ موجود میں تو کیل تبرع ہوگا کہ نہ اسطرح دسی و صیغ اتفق من کالہ و الحال

بکلیہ
 نقی

حکم سے وکالت لازم ہو جاتی ہے اور حالانکہ وکالت شرعاً غیر لازم ہے پر مصنف نے عدم لزوم وکالت پر تنزیع کی آئندہ قول میں فللمثل علی
الغیر منی شائع کمالہ تعلقی بہ حق الغیر کو کلیل خصوصاً بطلان خصم کو کیا سمجھی تو موکل کو اختیار ہے وکیل کے معزل کرنے کا جب
چاہے تاہم کہ اس سو حق غیر متعلق ہو جیسے خصوصاً وکیل مدعی کی طلب سے چنانچہ آگے آدھکا ہم یعنی اگر مدعی کی خواہش سے مدعا علیہ غائب کیا
کوئی وکیل مقرر ہو اور مدعا علیہ کو معزل نہ کریں کر سکتا اس واسطے کہ اگر مدعا علیہ چپ سے تو اس کی حق قوت ہو جائے اور اگر مدعا علیہ موجود
ہو یا وکالت بلا طلب مدعی ہو تو وکالت لازم نہیں ہوگی کہ اس کے معزل کرنے کا اختیار ہے و لو الوکالۃ ودیۃ فی ثلاثی وحقاً فی غلی
ما صحیحاً البزازی و سیحی عن العینی خلافاً فتنبہ معزل کرنا وکیل کا صحیح نہیں اگرچہ وکالت دوسری ہو طلاق یا عتاق یا بنابر
قول کے جسکی تصحیح کی ہے بزازسی نے اور عنقریب اسکے مخالف آویگا عینی سے تو جہ دار رہنا ہم وکالت دوسری ہے کہ موکل کو وکیل سے کہ
ہیں نے مجھ کو لانے کام کا وکیل کیا جب کہ میں تجھ کو معزل کروں تو تو میرا وکیل ہو کہ انے الدرد بشرط علی الوکیل ای فی القصد ای اما المحکم فی ثبوت
وینعزل قبل التعلل کا رسولی موکل کو معزولی کا اختیار بشرط معلوم ہونے وکیل یعنی عزل قصدی میں علم وکیل بشرط ہر اور عزل حکمی چنانچہ موکل
کی موت میں تو عزل ثابت ہوگا اور وکیل معزل ہو جائیگا قبل علم کے چنانچہ رسول معزل ہو جاتا ہے رسالت میں قبل علم کے و لو عزت لک
قبل وجوب الشرط فی المعلق بہ آقی بالشرط بہ یعنی شرح و ہجانبہ اگرچہ اسکا معزل کرنا قبل وجوب شرط کے ہوا دس وکالت میں جہ
معلق بشرط ہر ای قول کا فتویٰ ہے کہ لے شرح الوہابیہ و یثبت ذلک ای الغیر بمشأ فہ فیہ و بکتاہ مکتوب بغیرہ و اسلایہ
صیلاً علیہ او غیری التفاق صحتاً او عیلاً اصغیراً او کبیراً صحتاً و کذا ذکرا المصنف فی منفرقات القضاء اور وہ معزل
کرنا ہر چاہے معزل کرنے سے ثابت ہوتا ہو اور معزولی کے خط لکھنے سے اور رسول عیز کی پیام رسائی سے خواہ رسول عادل ہو یا غیر عادل یا مالک
آزاد ہو یا غلام سفیر ہو یا کیر وکیل اسکی تصدیق کرے رسالت میں یا لکھتے ہو کر یا ہے اسکو مصنف نے اپنی شرح میں منفرقات قضائے کسائل
ہم مز کی قیسے مجنون اور بیہوش اور سفیر غیر مز خارج ہو گیا اذا قال الرسول الموکل ارسلتی الیک لا یلتزم عن لہ ایاک عن وکالۃ
عزل ثابت ہونا ہو جب کہ پیام رسان یوں کہے کہ موکل نے مجھ کو تیرا پیس بھیجا ہے تاکہ میں تجھ کو تیری معزولی کر دینے کی وکالت سے خبر ہو جائوں و لو
تخبرہ ففعل بالغیر فلا یجوز الا من اذن بشرط الشہادۃ عدداً و عدلاً کا خواہ المبتدئۃ فی المنفرقات اور اگر وکیل کو فضولی
معزولی کی خبر کرے تو ضرور ہے ثبوت عزل میں شہادت کے و جزو میں ایک جہ خواہ باعتبار شمار کے یا عدالت کی چنانچہ اسکے مانند اس مسائل میں
جراول مذکور ہو چکے ہیں ابواب منفرقات میں ایک جہ شہادت کا شرط ہر علم خواہ متقدمہ آجبار مولیٰ بجناب عبد اور شفیع کو یہی خبر ہو چکا اور اگرچہ
نکاح کی اور رسم غیر مہاجر کہ مہاجر شریعہ کی خبر اور عیب کی خبر فاصیدہ کو اور سحر اذون اور نسخ شرکت اور عزل فاضلہ اور متولی وقف کی خبر
ان سب امور مذکورہ کی اخبار میں شرط ہو کہ یاد شخص خبر کریں یا ایک عادل و قد تناہ انہ منی صحتاً و قبل و لو فایعاً اتفاقاً ابین طاک اور ہے
مقدم ذکر کیا کہ جب وہ خبر کی تصدیق کرے تو اسکی خبر مقبول ہے اگرچہ مخبر فاسق ہو یا لاتفاق کذا صرح ابن ملک و فتر علی حکم لزوم حکامین
المکاتبین بقولہ اور مصنف نے عدم لزوم وکالت پر دونوں طرف موکل اور وکیل سے تفریع کی اپنے قول آئندہ سے فللموکیل ای بالخصم
و بشرط المعین لا الوکیل بتکلیف و طلاق و عتاق و بیع بالہ و بشرط عینی بغیر عینیہ کما فی الاشباہ عتزل نفسہ بشرط جہ
معطلہ خصوصاً کے وکیل اور شیئے معین کی خرید کے وکیل کو اپنا معزل کرنا جائز ہے بشرط دلہنت اپنے موکل کے نہ نکاح اور طلاق اور عتاق
اور مال موکل کی بیع اور شیئے غیر معین کی خرید کے وکیل کو کہ لے لے الاشباہ یعنی نکاح وغیرہ کے وکیل کو اپنا معزل کرنا صحیح ہو اگرچہ اسکی موکل
معزولی کو بنمانے و لکذا ایشا شرط علیہ السلطان بغیر فایض دامیم فتمہ ما و الا کما بسطہ فی الجواہر اسطرح دلہنت یا وکالۃ
قاضی اور امام مسجد کے اپنی ذات کی معزولی کر نیکی شرط ہوا اور نہیں تو معزولی ثابت نہیں چنانچہ جواہر الفنا و میں اسکو شرح بیان کیا ہو یعنی اگر قاضی نے

ہو اور سب سے پہلے شہادہ اور علم خط پہنچے سے ہی وہ مکمل ثابت ہو جائے کہ قبل قبولہ سے بعد ہلا دیکل کیا شخص غائب کو سپرد اسکو معزول کیا
قبل اس کے قبول کرنے کے تو صحیح نہیں ہے قبل قبول بلا علم دیکل عزل صحیح ہو اور بعد قبول صحیح نہیں بدین علم کے درمیان
عزل نفسی کرنے لفظ و کلام الیہ دفعۃً لیکر قہراً الی انسانیت تصحیحاً فہم قہراً و قہراً لا یضہم الوکیل بالکافیہ دیا دیکل کو آفتابہ تاویس
آدمی کو دست جو اسکو درست کرے سو دیکل نے اسکو دیا اور قبول کیا کہ کس کو دیا تو دیکل نے دینے سے ناوا ان نہیں اس واسطے کہ اس سے موافق
اس کے کہنے کے عمل کیا اور انسانیت سے نفی اس کی ثابت نہیں ہوا بلکہ علیہ ہر جہت من اکل قضاء و آفا فی الاخراج فلا یلحق بالقبول
انکہ علیہ صاحب نے بدین کو بری الذمہ کر دیا اور اس میں سے جو اس پر ہے تو وہ بری الذمہ ہو گا مکمل دین سے ظاہر حکم میں اور حشر میں تو بری
الذمہ ہو گا بلکہ بدین سے جتنا صاحب بن گمان رکھتا ہے کہ اسکا اتنا ہے اس پر ہم منہ مجاہد اس دین معاف کر دیا لیکن اس کا گمان یہ ہے کہ میرے دین
دین پر ظاہر ہوا کہ اس کے سوا دین میں تو باعتبار قضا سب دین بری ہو گیا بنظر اطلاق برات اور عند اللہ نقطہ دین بری ہو گا کذا فی لفظ
وفی الاشباہ قال لمدیونہ من جہاک بعلاقہ کذا او من اخذ اصبحتک او قال لک کذا فاذا دفع الیہ لہ یحیی لا یتہ فیکل جہول
فلا یکر بالکافیہ الیہ اور شہادہ میں ہے کہ اپنے مدیون کے کہا کہ جو تیرے پاس آدمی فلا فی ثانی لیکر یا جو تیری اونٹنی پکڑو یا جو تیرے فلا فی بات کہنے
اسکو دیکھو تو صحیح نہیں اس واسطے کہ یہ توکیل مجہول ہے تو مدیون بری الذمہ ہو گا اس کے شے سے وفی الوہبانیۃ ومن قال اعط المکمل
قابض یختص بہ فاعطاک لہ ید او بالمال یختص بہ اور وہاں یہ ہے اور جس کے دائرے نے کہا کہ وہ مال چھپکی کے پکڑنے والے کو سوا دیا دیکل تو مدیون
بری الذمہ ہو گا اور مال میں کو حصار ہو گا یعنی دوبارہ اسکو دینا پڑے گا و یقہ و یقہ بالکفایہ او یقہ لکالی فحقا کہہ قالو ایجو التغیر اور جس کے
کہا ہے اسکو اور جو یقہ مدیون کہا کہ بیچ اسکو اور بیچو خالہ کے ہاتھ سو دیکل نے اس کے خلاف کیا یعنی او دینا بیچا یا زید کے ہاتھ بیچا تو علما نے کہا
کہ اتنا غیر کرنا دیکل کو جائز ہے ہم یہ دفع بالیقہ یہ ایک ہی صورت ہے و یقہ دفع لکالی یہ دوسری صورت ہے دیکل کو مخالفت مذکورہ اس واسطے جائز
ہو کہ یہ کلام مشورہ پر محمول ہے چنانچہ مضارب سے کہا کہ یہ مال بطور مضارب کے لے اور اس سے گھون خرید کر تاوا اسکو جو خرید کرنا جائز ہے
کیونکہ یہ کلام مشورہ ہے اسکا خلاف اس قول کے کہ یقہ لہقہ مدیون کہا کہ یقہ من فلا فی ثانی تو اب اسکو مخالفت کرنا جائز نہیں کذا فی لفظ
شرح الوہبانیۃ ومن دفع الیہ قل قول الوکیل مقدم کذا قولی لکالین فالخصم یجوز اور مال کے دینے میں کیل کا قول مقدم ہے اسی
طرح صاحب بن کا قول مقدم ہے اور خصم یعنی موکل پر جبر کیا جائے گا ہم صورت اسکی یہ ہے کہ موکل نے دیکل کو مال دیا اور کہا کہ اس سے میز بن ادا کر سو
دیکل نے کہا کہ میں نے ادا کیا اور صاحب بن نے کہا کہچہ اس نے نہیں دیا تو دیکل کا قول معزز ہے بری الذمہ ہونے میں یعنی دیکل پر تاوان دینا لازم ہو گا
اور دیکل کا قول مقدم ہے موکل کے اس قول پر کہ اس نے صاحب بن کو نہیں دیا اور صاحب بن کے اس قول پر کہ میں کچھ نہیں دیا لیکن یہ فقط در حق ہوتا
تو در حق سقوط حق دائرہ اپنا دین موکل سے لگا اور دائرہ کا قول موکل اور دیکل کے قول پر مقدم ہو گا عدم سقوط حق میں اور موکل سے غرض
من اسکا دلا باجائے لگا بعد اس کے کہ موکل طالب کا مکتبہ اور دیکل کا مصدق ہو تو طالب سے قسم لیا سو اگر اس نے قسم کہا میں تو قبض دین ثابت
ہوا اور اگر قسم کہا میں تو حق اسکا سقوط ہو گیا اور اگر لیس یعنی موکل طالب کا مصدق اور دیکل کا مکتبہ ہو تو دیکل سے قسم لیا کہ ذی لفظ
و لو قبض الدال قال لمدیونہ کی کیستلہ منہ وضاع کیستلہ اور اگر دال نے مال بیع یعنی مشتتری سے تا بائع کو تسلیم کر دیا اور
بائع ہو گیا تو دال اور بائع میں ضمانت کیا جائے گی ہم سے مضارب ہو گا در بیان دال اور بائع کے قسم کہا یون تفصیل کرنا لائق ہے کہ اگر
نے دال کو قبض ثمن کا اذن یا ہر نو دال پر تاوان لائق نہیں اور نہیں تو بائع چاہو مشتتری سے تاوان لے چاہے دال سے اگر مشتتری سے
تو وہ دال سے بہرے اذنی کہ دال اسکا فرستادہ ہو بائع کے طرف میں ہو چکا ہے میں کذا فی لفظ و اللہ اعلم و اللہ اعلم کتاب
الدعو یہ کتاب ہی دعوی کے حکام میں لایخص مناسبتہا لالو کذا لایخص مناسبت دعوی کی خصوصیت کی ہو کا بت سے پوشیدہ نہیں

کہ انہی ہادیہ و لہذا اکلہ فی دعوی العین لا الذین فلوا ذی قیمة شیئ مستہلک اشہد علی بیان جنسہ و نوعہ فی الدعوی والشہادۃ
فیعلم القاضی بماذا یقضی اور یہ سب یعنی کتبہ بر قیمت عین کے دعوی میں نہ دین کے دعوی میں تو اگر عین نے شے مستہلک کا دعوی کیا تو
اوسکی جنس اور نوع کا بیان شرط ہے دعوی اور شہادت میں تا فاضی جانے کہ کیا حکم کرے وقد اختلف فی بیان الذکوۃ والا نوافی
الذاتہ فشرطہ ابو اللیث ایضا واختارہ فی الاختیار و شرط الشہید بیان المسئ ایضا و قماۃ فی العادیۃ اور فقہاء کے اندر خلاف
جانور کی نرمی اور نادانگی کے بیان میں تو فقیر ابو اللیث نے بیان قیمت کے ساتھ کہو بھی شرط کیا ہے اور اس قول کو فقیر شرح مختار میں پسند
کیا ہے اور حاکم شہید نے نرمی اور نادانگی کے ساتھ جانور کی عمر کا بیان بھی شرط کیا ہے اور پورا بیان اسکا عادیہ میں سے دینی
دعوی الابداع کا بدلہ میں بیان مکان اے مکان لا حمل لہ لہ محل اولاد و ولایت رکھنے کے دعوی میں مکان ابداع کا
بیان کرنا ضرور ہے خواہ وہ چیز باربر داری کے لائق ہو یا جوہر بیان مکان اسواسطے شرط ہے کہ ولایت رکھنے والے پر تنجب لانہ نہیں لگائی
مکان میں جہان ولایت رکھی گئی اور اس میں بیان قیمت کا اعتبار نہیں کیونکہ مطلوب عین و ولایت ہے نہ اوسکی قیمت دینی الغصب لان لہ
حل و مؤنۃ فلا بد لصلحہ الدعوی من بیان مکانہ والا حمل لہ لا اور غصب کے دعوی میں اگر غصب لائق باربر داری اور مشقت کے ہو تو ضرور
ہو اوسکے صحت دعوی کے واسطے بیان مکان غصب اور اگر باربر داری کے لائق نہ ہو تو بیان مکان ضرور نہیں دینی غصب غیر المثلث بیان قیمت کا
یوم غصبہ علی لظاهر عادیہ اور غیر مشکی کے غصب میں روز غصب کی اوسکی قیمت بیان کرے یا بر قول ظاہر کہ لافہ العادیہ و یکشد شرط التحدید فی دعوی
التعاقب لکما یکشد فی الشہادۃ علیہ ولو کان العقد مشہور اکفا لہما اور اگر در باغ وغیرہ غیر منقول کے دعوی میں حدود کا بیان کرنا شرط ہے
جیسو اوسکی اگر اہی میں تحدید شرط ہو اگر یہ غیر منقول مشہور ہو بخلاف متاجین کے کہ اوسکے نزدیک در صورت مشہرت تحدید شرط نہیں ہم عقاربہ روزانہ سکون
میں عبارت ہو ہر ملک ثابت الاصل سے چنانچہ اگر در کجور کا درخت اور گلے سے تاک بھی عقاربہ لوتو بن اہو اور شاخ نے تصریح کی ہو کہ عارت اور محل منقول
ہو اور اس میں شفعہ نہیں جب کہ اوسکی بلا عصبہ ہم ہو کہ لافہ لخطا و عن ابر الا اذ اعرف الشہود الدار بعینہا فلا یجوز الی ذکر حد ذکرھا غیر
منقول کی تحدید ضرور ہو اگر جب کہ شہود گھر کا مخصوص ملے تبون تو اوسکی حدود کے بیان کی حاجت نہیں ہم اس میں گفتگو ہو اسواسطے کہ تحدید سے
مقصود عظام فاضی ہے اور شہود کی معرفت سو یہ حاصل نہیں ہو تا کہ لافہ لخطا و لکما لو ادعی من العقد لہ نہ دعوی الذین حقیقۃ بجز چنانچہ اگر
زمین وغیرہ کو زمین کا دعوی کیا تو تحدید شرط نہیں اسواسطے کہ وہ فی الحقیقہ زمین کا دعوی ہے نہ زمین کا کہ فی الجہر ولا بد من ذکر بلد فی قول الدائم
الحلۃ لہ الشیئۃ فیکد اباءہم لہا لخص فلا یخص کما فی التنبیہ اور ضرور ہو اور شہر کے بیان سے جس میں دو گھر ہو ہر محلہ ہر کوپہ کی بیان سے
تو جسے عام ترکہ بیان کرے ہر خاص ترکہ خاص ترکہ چنانچہ نسب میں ہم یعنی یون کہو کہ دو گھر فلا تے شہر ملائے محلہ فلا کوپہ میں ہر کوپہ دو بیان کرے اور
نسب کی یہ صورت ہو کہ اگر ایک شخص پر دعوی کیا جس کا نام مثلا جعفر ہے تو اگر معلوم اور مشہور ہو تو بہتر اور نہیں تو خاص ترکہ طرف ترمی کرے تو یون کہو کہ
جعفر بن محمد سوار معلوم ہو جائے تو بہتر نہیں تو داد اسکے طرف ترمی کرے سطح کہ جعفر بن محمد بن عبد اللہ و لکفی بذکر ثلثہ قلو تمنا لہ للروبع حصہ وان
ذکرہ دخلک فیہ لا ملتی لان المذعی یختلف بہ لہا ثابثہ التکلیف باذرا الشاہد فصولین اور عین حدود کے ذکر میں کفایت ہے تو اگر زمین
بزرگ کرے تو صحیح ہو اور اگر چوتھی حد بیان کرے تو اگر اس میں غلطی کرے تو صحیح نہیں اسواسطے کہ مدعا اس مختلف ہو جائے ہر غلطی کی تو شہاد کو اگر اس سے
ثابت ہو تو نہ ہو کہ اسنے لہصولین ہم نہ فرے نزدیک حدود و دار ابو کا ذکر ضرور ہو اسواسطے کہ متعرف ہو رہی نہیں جوتی مگر حدود و دار ابوبکر و ولید احد ابو
کی غلطی مقبول نہیں اور یہی قول ہے لہ ثلثہ کا اور یہی قول پر نرمی سے کہ لافہ لخطا و لکما ای احد و د و اسما و اسما و اسما و اسما
لا بد من ذکر البلد لکل منہم لان لہم کل الرجل مشہور و الا لکفی باسیہ لہصول المقصود اور ضرور ہو بل حدود کو نام ذکر کرنا اور ابو
یون کے نام ذکر کرنا اور ضرور ہے او میں سے ہر ایک شخص کے دادا کا ذکر کرنا اگر مرد صاحب مشہور ہو تو فقط او کے نام کافی ہو

[illegible]

ہم یہ اور خبر کی صورت یہ ہے کہ اگر ایک مرد نے دوسرے کو غلام یہ کیا اور اس نے اس پر قبضہ کیا یا ایک نے دوسرے سے غلام نہ یہ یا ایک
 مرد یا ایک اور اس نے دعوی کیا کہ وہ اس کا غلام ہے اور اس کے پاس گواہ نہیں تو مدعا علیہ یقین پر قسم کہا جائے کہ غلام نہ ہے کہ اس نے کہا کہ وہ نہیں کا
 اور اس سے اس نے کہا لا تخف و یحلف بجا کمال القواک اجاعا اور قسم کہا جائے قصاص کا منکر باقفاق امام اور صاحبین کے ہم غائب ہیں جو کہ قتل کی
 تکلیف کی کیفیت میں دور وایتین میں ایک روایت یہ ہے کہ حاصل پر قسم کہا جائے کہ وہ اندھ چھوٹا ہے کا خون نہیں اور چھوٹا ہے کوئی حق ہے اس
 خون کا جس کا مدعی ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ سبب پر قسم کہا جائے یعنی میں نے والد فلان بن فلان کو عدا قتل نہیں کیا اور سوا سے
 قتل کے نفع اور جراحات میں حاصل پر قسم کہا جائے نہ سبب پر اتھے فان کحل فان کان فی النفس مجلس حتی یقترأ و یحلف سو اگر منکر
 قصاص میں کہا جائے تو اگر قتل نفس میں دعوی ہو تو قید کیا جائے بیان تک کہ اگر اراد کرے قسم کہا جائے وقفا کد و کہ یقتضی لان الاطراف حلیفت وقایہ
 فلا نفس کا مال فی غیر ذلک لا یبدل خلافا لکھا اور قتل نفس کے ماسوا یعنی قطع اور جراحات میں در صورت نکول قصاص لیا جائے اس واسطے
 کہ طراف آدمی کے ہوتے مثلاً ماہہ یا نون حفاظت نفس کے واسطے پیدا ہوئے ہیں مال کے مانند تو اس میں ابتدال جاری ہے بر خلاف صاحبین
 ہم ایک نسخہ میں بدل سے بجای ابتدال کے اور بدل اور نفع سے ابتدال سے صاحبین نے کہا ماؤ دن نفس میں نکول سے قصاص لازم نہیں اس
 واسطے کہ نکول از ارادہ حسین شہید ہو تو قصاص اس سے ثابت نہوگا اور مال واجب ہوگا کہ لافہ البحر قال المذنی لی بینہ حاضرہ کافی
 المصبر و طلب یمن خیر ہے کہ یحلف خلافا لکھا مدعی نے کہا میں نے گواہ حاضر ہیں شہر میں اور اس نے اپنے مدعا علیہ قسم جاری تو
 وہ قسم نکھائی بر خلاف صاحبین کے ہم امام کی دلیل یہ ہے کہ ثبوت حق قسم میں مرتب ہو جائے پر اقامت برٹان سے تو تا امکان برٹان
 کیونکہ قسم لیا جائے اور صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ میں مدعی کا حق سے توبہ اس کی وہ طلب کرے تو قبول ہوگی و تو حاضرہ کافی مجلس
 کہ یحلف اتفاقا و لو غائبہ عن المصبر حلف اتفاقا فان ملک و قد رقی المجتبی الغیبة بحدائق السیف اور اگر گواہ مجلس میں حاضر ہو
 تو قسم نکھائی بالاتفاق اور اگر غائبان شہر ہو تو قسم کہا جائے بالاتفاق کہ حاضر ہیں ملک اور مجتبی میں غائب ہو تو مکودت سفر کو ساتھ میں کیا یعنی اگر تین منزل گواہ دور ہو تو
 مدعا علیہ پر قسم گواہوں کا وہاں سے بلانا ضرور نہیں و یاخذ القاضی فی مسئلۃ المات فیما لا یستقرب بشہادۃ لقیلا لقیلا یوم من ہر و بک
 بحر فاحفظ من خصوصہ و لو وجہا و المال حقیقۃ انی ظاہر المذہب جینی بنفسیہ ثلاثۃ ایام فی الصحیح سہل میں نے جب کہ مدعی
 کہو کہ میں نے گواہ شہر میں حاضر ہیں اس مدعی میں جو شہید سے ساقط نہیں ہوتا یعنی غیر خود و دین قاضی معتد ضامن ہے کہ اس کے ہاں جائز ہو
 اطمینان حاصل ہو کہ لافہ البحر تو سکو یاد رکھنا چاہیے قاضی مدعا علیہ حاضر ضامن ہے تین دن کا قول صحیح میں اگر چہ مدعا علیہ صاحب اعتبار ہو
 اور مال بے حقیقت ظاہر مذہب میں کہ لافہ الینی وعن الثانی الی المجلیسۃ الثانی و صحیح اور ابو یوسف سے روایت یہ ہے کہ قاضی کی مجلس
 تک حاضر ضامن ہے اور یہ قول بھی صحیح ہے فان امتنع من اعطاء ذلک الکفیل لازمۃ بنفسیہ اذ آمینہ مقداد ملة التکفیل
 لثلاثین سوا اگر مدعا علیہ ضامن دینے سے سرتابی کرے تو خود مدعی یا امین اس کا اس کے ساتھ بنا ہے بمقدار مدت تکفیل یعنی تین دن مجلس
 تالی تک تاکہ مدعا علیہ غائب نہ ہو جائے الا ان یتکون المصبر غریبا ای مسافرا فیلزم الی انتہای مجلس لقاضی دفعا لکضرر
 حتی لو علیہ وقت سفر لیکفله الیہ و یتطرق فی ریلہ او یستخبر و رفقاہ تو انکر المذنی بزاز یہ مگر یہ کہ مدعا علیہ غریب یعنی
 مسافر ہو تو مدعی اس کے ساتھ یہ کہ یا حاضر ضامن ہے تا انتہای مجلس قاضی دفع ضرر کے واسطے بیان تک کہ اگر مدعا علیہ کا وقت سفر مقرر
 ہو تو اس وقت تک ضامن ہے اور مدعا علیہ کی ہیئت اور لباس کو دیکھو کہ یقیناً یہ مسافر نہ یا اس کے سفر کے رفیق سفر کے وقت کو دریافت
 کرے اگر مدعی اس کی مسافری کا منکر ہو کہ لافہ الزاریہ ہم شارح نے غریب کی تفسیر اس واسطے کی یہ معلوم ہو کہ مقیم یہ سفر کا بھی حکم غریب کے
 مانند ہو قال لا یبینه لی و طلب حلیفت فحلف القاضی فیراھن علی دعواہ بعد الیمن قبل ذلک الذہان عند الامام وینہ

اس کی دلیل
 صاحبین
 بن اور ابتدال
 سے غریب ہیں
 اور صاحبین
 کی دلیل

ہی سے کہا کہ جسکے پاس گواہ نہیں اور مدعی علی سے قسم چاہی سو تادمی نے اس سے قسم لی یہ مدعی گواہ لایا اپنے مدعی بزرگ کے بعد تو یہ بزرگ
مدعی کے صاحب کو امام کے نزدیک مقبول ہو گیا و لکن اذ قال المدعی علی یتیمہ آتی بیا قتی تہیروا و ذور کا قال ادا حلفت فانت بری من المال
لخلف تہیروا علی الحق قبل خاکیہ و بہ جزم فی التہیروا اما طرح اگر مدعی سے کہا کہ جو گواہ میں لاؤں تو وہ کاؤب گواہ ہیں یا بولا
کہ جب تو قسم کیا تو تو بری لادبہ ہر حال سے پہر اس نے قسم کہا کہ میں گواہ لایا اپنے من پر تو مقبول ہو کر لئے الخ یہ اور بھی پر تہیروا
ہو سدا میں چنانچہ مذکور ہو چکا و تقبل البینۃ لولا قایما بعد میں کی شرح میں و قبل لا یقبل قائلہ محمد کما فی العادیۃ و عکسہ ابن کلاب
اور قول مصنف یہ کہ گواہ بعد حلف کے مقبول نہیں قائل اس حال کے محمد بن حسن میں چنانچہ عادیہ میں ہے اور یہ کہ کہ جس کا جو ابن کلاب
یعنی قول کو جسکے طرف نسبت کیا ہو اور عدم قبول کو امام کے طرف و لکن الخلاف لوقال لا دقم کی حوائذ لدیہ و قال التامہ لک
شیخہ اذ قال محمد بن عبد اللہ و لا یقبل القبول لکوار الیسیان تم التذکر لکما فی الدرر و اقرق المصنف اور اس طرح اختلاف ہے کہ مدعی سے
کہا کہ جسکے پاس دفع مدعی کی دہر ہے یہ دفع مدعی کی دہر لایا یا ہونے کہا کہ جسکے پاس دفع نہیں ہر اس دفع گواہی مدعی اور قول صحیح تر یہ ہے کہ
مقبول ہو سب جائز ہے لیسان کے اور یہ مدعی پر نے سو کہ لئے المدعی اور مصنف نے یہ گواہی شرح میں ثابت رکھا ہوا مدعی المدعیوں لایا

قال المدعی خلت ولا یتیمہ لہ علی و ذل سالا فطلب یتیمہ فقال المدعی لاجعل حق فی الخلف من استحقاقی لہ ذلک فذہ
ریون نے ایصال میں کا مدعی کیا سو مدعی کا مکروا اور دیون کے پاس گواہ نہیں اس کے مدعی پر سو دیون کے اسکو قسم کی درخواست
کی مدعی نے کہا کہ میرا حق حق میں کرتے حاضر کر یہ مدعی سے قسم تو یہ کہو سپین خستہ بار جو کذا فی القیہ ہم طحاوی نے کہا کہ فی الحکمہ مراد
واللہ ہم شہد سے اسو اسے کہ قاسم میں سے کہ محمد بن یونس و مراد وہ جو جس پر کہو بن اور مقصود ہمارا حق ہوا ہے اور ہم سے کہ حاکم
سنی کا یہ مطلب ہو کہ میرا حق قبل میں سر یہ کر کے حاضر کر پر قسم واللہ ہم و البین باللہ فقال لحدیث میں کان حاکمنا بالحق و لا یقبل
فقال اولیہ کہ وہی قول و اللہ حرانہ و ظاہر اللہ لو حلفہ بنیدہ لم یکن یبکا و لعدا لا حرجک جو اور قسم ہوتی جو اللہ تبارک کے
نام پاک سے جل و علے دلیل اس حدیث کے کہ جو قسم کیا وہ لا ہو تو جہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کہا تو یا نہ قسم کہا تو اور میں ذہب یہ قول
کہ واللہ کہ انی الخواتہ اور ظاہر اس کلام کا اس برولت کرنا ہے کہ اگر میں اس نام پاک کے قسم کہا تو تو میں جو گواہی اور میں نے اسکو نہیں کیا
و کہا کہ اس نے جسکے لا یقبل و عتاق و اب اس کے الخصم و علیہ الفتوی تمار خانہ لکان التخلیف عجا حرام و خاکیہ قسم نہیں طلاق
اور عتاق جو گواہ مدعی اس پر الحاکم کرے اور یہی قول پر فتویٰ ہے کہ لئے التمار خانہ اسواسطے کہ طلاق اور عتاق کی قسم دینا حرام ہو کہ انی فی الزہر
وقل ان مشیت الضرر و فی حق من الی القاضی ثبانا للبعض اور بعضوں کا قول ضیف یہ کہ اگر طلاق اور عتاق کی قسم کی مراد

الکے نہ یہ قسم فاسد کے اعتبار میں ہے باجماع بعض فقہاء فلو حلفہ القاضی بہ فدخل نقضی علیہ بالکمال لم یقتد قضاہ علی قول
الا لکذا فی حرانہ المفتین و طاکرہ اللہ مقدر علی قولی الا لکذا فی القول بالتخلیف بوجہاً فیعتبر لکولہ و یقصر بہ واکلا
فلا فائدہ تجدد و اعتقاد المصنف سے اگر تادمی نے اسکو طلاق یا عتاق کی قسم مدعی پر اس نے قسم کہا تو تادمی مال کا حکم کیا تو حکم
ہو گا اکثر علما کے قول پر کہ انی حرانہ المفتین اور ظاہر یہ کہ کلام میں ہر کثر کے قول پر اور طلاق اور عتاق کے جواز تخفیف پر مذکور مستبر ہو گا
اور یہی پر عتاد کیا جو مصنف نے اپنی شرح میں ہم علامہ مقدسی نے کہا گھڑے فائدہ تخفیف یہ ہر تادمی تا خاطر مدعی مطمئن ہو جائے جب کہ مدعی پر
و مدعی شہید ہو لیسبب ان ذہر کے ہر جب مدعی علیہ نے طلاق یا عتاق کی قسم کہا تو مدعی اسکی نفی میں کر گیا یعنی تو تخفیف بطلاق مدعی
باجوہ عدم نقض بل سبب فائدہ نہیں قلت و لو حلف بالطلاق اللہ لکال علیہ تم زہن المدعی علی المال ان شہد و اعط
السبب کا لکھنا میں لا یفرق و ان شہد و اعط قیام اللہ یفرق لان الشب لا یستلزم قیام اللہ میں کہنا ہوں اور اگر طلاق

کی قسم کھائی کہ اس پر مال نہیں پر مدعی گواہ لایا مال پر اگر شہادہ دین سبیل پر گواہی سی چنانچہ اقرار فرمایا تو فرق کیا جائیگا اور اگر قیام دین پر
گواہی دی تو فرق کیا جائیگا اس واسطے کہ سبب ترم نہیں قیام دین کا ہم اس واسطے کہ شہادت دین کو اور اگر چکا ہو یا مدعی نے اس کو مستحق قرار
ہو یا یہ کر دیا ہو اور یہی تفصیل معنی یہ ہو کہ اس نے اخطا و عن شح العیوبانہ للعلامہ عبدالبر و قال محمد بنی ان شہادۃ علی قیام المال لا یختص لاحتمال
صہد قہ خلافاً لکی یوسف کذا فی شرح الوہبانیۃ للشرعیلابی وقد تقدم اور محمد نے کہا کہ قیام مال کی گواہی میں حالت نہ ہوگا
سبب جمال صدق مدعی علیہ بخلاف ابو یوسف کے کہ ان کے نزدیک حالت ہوگا چنانچہ شریعیلابی کی شرح وہبانیہ میں جو اور البتہ یہ مسئلہ مقدم
ہو چکا و فی الغلط بذکر اوصافہ نقالی اور سخت اور شدید ہو باقی سے قسم حق نقالی کے اوصاف مقدم ہے ذکر کرنے سے ہم اذاجملہ ایک مثال
ہو کہ قاضی نے کہا مدعی علیہ کہ مجھے قسم اس اللہ پاک کی جسے سوا کوئی معبود و حق نہیں جو عالم سے غیب اور شہادت کا کہ تیری اور پر اس شخص کا
مال نہیں ہے و قیداً بعضہم بفاسق و مال خطیر اور بعضہ فقہاء نے تعلیل اور تشدید کو مدعی علیہ فاسق اور مال کثیر کو ساتھ مقید کیا ہے
یعنی تو معروف و معلوم اور مال حقیر پر قید نہیں و لا اختیار فیہ و فی صفیہ الی القاضی اور قسم میں اور قسم کی صفت یعنی شہادت قاضی
اختیار جو ہم بنی قیام میں قاضی کو اختیار ہو جیسے اس کو معلومت معلوم ہو وہ اختیار کرے چنانچہ یون کہ مدعی علیہ سے کہ کہہ اللہ یا اللہ
یا رخص کی قسم یا قمار کی قسم و جتنی لعلطف لکھلا بتکرار الیہین اور برہیز کر و عطف سو تاکہ قسم مکرر نہ ہو جاوے ہم یعنی یون کہ قاضی کہ
باللہ الرحمن والقادر ہو اس واسطے کہ مستحق تو ایک ہی قسم اور عطف میں تکرار قسم ہوگی فلو حلف بالکذۃ و نکلی عن التعلیل لا یقضی
علیک بہ ای بالکمال لان المقصود الحلف بالکذۃ و قد حصل ذیلہی سو اگر قاضی نے مدعی علیہ کو اللہ کی قسم دی اور اس نے تعلیل
یہیں سوا نکلیا تو قاضی اس پر نکول سے حکم کرے سو اس واسطے کہ مطلب تو اللہ کی قسم ہو اور وہ تو حاصل ہو چکا کہ لئے الزمہ لا یشک الخ
التعلیل علی المسلم بن فاک ولا یحکم کذا فی الحاوی فقط ھو اللہ مباحک مستحب نہیں سلمان پر تشدید قسم کی زمان سے اور نہ مکان سے
کذا فی الحاوی تو ظاہر اس کلام کا یہ ہے کہ تشدید زمانی اور مکانی مباح ہے یعنی اس واسطے کہ نئے استجاب معنی اباحت کو مستلزم نہیں تعلیل زمان سے
کہ رمضان شریف یا جو کہ وقت قسم اور تعلیل مکان یہ کہ مسجد یا بیت اللہ میں قسم لے و یستحب الیہودی باللہ الذی انزل التورۃ علی
موسیٰ و انصرانی باللہ الذی انزل الانجیل علی عیسیٰ و المجوسی باللہ الذی خلق النار فیغلیظ علی کل معقید لا فلو اکتفی باللہ
کا مسلمہ کافی اختیار اور قسم لے یہودی سے اہل حق کہ قسم اس اللہ کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت اور ناری اور نصاریٰ سے اہل حق کہ قسم
اس اللہ کی جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور مجوسی سے اہل حق کہ قسم اس اللہ کی جس نے آگ پیدا کی تو قسم میں تشدید کو ہر دین والے پر شک
اعتقاد کے موافق ہو اگر گناہ مذکورین فقط اللہ کی قسم پر اکتفا کرے تو کافی ہے کہ انہی الاختیار ہم مجوسی سے آگ کی قسم اس واسطے کہ غیر خدا کی
قسم جائز نہیں بلکہ آگ کے خالق کی قسم تو اہل حق ہندو سے لگا کی قسم بلکہ اللہ کی جس نے گناہ پیدا کی و التوحید باللہ تعالیٰ لا یتقرب بہ وان عتبد
غیرہ اور بت پرست سے قسم اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی اس واسطے کہ بت پرست خدا کا اقرار کرنا ہو اگرچہ غیر خدا کی عبادت اور پوجا کرنا ہم
معیار العلوم میں ہے کہ وہ حق قسم ہے لکھنی سے ہو یا پتر سے یا سوا اسکے و جزم ابن الکمال بان الدھرانیۃ لا یعتقد و نہ تعالیٰ قالت
و علیہ فیما اذا یحلفون اور یقین کیا ہے ابن کمال نے اس کا کہ ہر یہ آدمی حق نقالی کا اعتقاد نہیں کہتے میں کہتا ہوں اور بموجب کے توبہ لوگ
کسی قسم کھاتے ہیں و یقین تخلیف الاخر میں ان یقولون لا الفاضی علیک عہد اللہ و میثاقہ ان کان کذا و کذا فاذا اذی ہو آئینہ
ای نصیب و احالہا اور باقی رہا گوئی کو قسم دینا اس کا طریقہ یہ ہے کہ قاضی اس سے کہے کہ تجھے عہد ہو خدا کا اور اس کا میثاق اگر ایسا اور
ایسا ہو پر جب وہ اپنے سکر اشارہ کرے کہ مان تو وہ حلف ہو جائے گا ہم اور اگر انکار کا اشارہ کرے گا تو نکول ہوگا اور دعویٰ ثابت ہوگا کذا فی لغتہ
اور قاضی کو گئے سو دین کو کہ خدا کی قسم کھاکہ تیری اور پر اس کا حق نہیں کہ یہ قسم نہ ہوگی اگرچہ وہ اپنے سکر اشارہ کرے کہ مان اس واسطے کہ اس کا

اشارہ کو برون ہو جائے گا کہ میں قسم کیا نہیں اور حالانکہ یہ قسم نہیں کہ لطف ہلکا سے من الاتقانی و فی احوالکم ایضا کتب لہ لیحبیب جلیلہ
 علیہ السلام و الا باسناد تہ اور جو غلط برابری پر وہ قسم کو کہے تاکہ وہ اس کو جواب دے کہ اپنے خط سے اگر وہ کہتا جانتا ہو اور نہیں تو اس کے ہاں اس سے
 قسم و لو اتمی ایضا فاقبول اور وہ صلیہ او من نصیبہ القاضی بشرح و بمیانہ اور اگر کوئی بخدا اور پروردگار ہاں ہو تو اس کا باپ قسم کیا ہو یا تو
 وہ جسے کو قاضی نے منسوب کیا کہ لطف شیعہ الہیانیہ ہم شارح کو یوں کہتا لازم نہ تھا کہ من نصیبہ القاضی اس واسطے کہ قاضی اس کے طرف سے
 ثابت کرادے مگر کجا جب کہ باپ یا اس کا دے ہو چنانچہ شرح و بیان میں سے اور قسم کیا علم ہر ہر کی اس واسطے کہ متعلقین سے بغیر
 اس کو تحریر کرنا چاہیے ہر مسلم کہ کہ یہ قول مقدم کے مخالف سے کرنا بات سے اختلاف میں جاری ہوتی سے نہ مطلق میں کذا لطف لطف و لا
 یحکمون فی بین عباد انفسہم لکراۃ دخی لکاجی اور یہ اور نصاری اور بہت ہستون سے قسم نہ لیا ہو ان کے مبادت خاتون میں
 جاننے کی کرہت سے کہ لطف الہیہ یعنی قاضی وغیرہ کو کہ اس کے مبادین جانا کر وہ سے اس واسطے کہ وہ مجمع شیعہ میں اور ظاہر کر کہ است
 تحریر ہے اس واسطے کہ عند الاطلاق کرہت تحریر ہی راہ ہوتی سے اور یہ نے مستور دیکھے اس قسم کی تحریر کا بدو لازم نہ ہے جو دیکھے کے ساتھ
 کذا فی البراۃ و یحکمون فی دعوی سبب پر وقوع علی الحاصل ای علی صولۃ انکار التکذیب اور اس میں کہ وہ جو یہ چیز اصل اور اوہ
 سکنا سے قاضی قسم دی حاصل یعنی انکار منکر کی صورت پر ہم حاصل کی تفسیر ہستون سے اس سے دعوی حاصل کیا یہ جو ہر چیز سے باقی رہی
 اور ثابت سے اور اس واسطے کہ جانا سے چنانچہ قاضی میں سے انکار منکر کی صورت پر اس واسطے قسم ہوئی کہ منکر یوں کہتا ہے کہ ہمارا جو میں
 میں یہ اور طلاق اور نصب واقع نہیں کہ لطف لطف و قاضی بقولہ ای یا لکھتے مابین کما قسم کا قاضی و ما یستلزم ایضا قاضی جلیلہ
 و کذا یو تاتر او بدالہ لو ہا لک و ما حی باق ملک و قولہ الا ان متعلق بالجدید مسکین فی دعوی سبب و بعد و نصب و طلاق
 دیدہ گفت و شریعت و عند من حاصل کی تفسیر کی ہے ان میں سے کہ جبکہ اس کی قسم کہ تم و دون کے مابین میں نکاح قائم نہیں اور تم دونوں
 در میان ہم قائم نہیں اور جبکہ پراد سکا پیر دینا واجب نہیں اگر وہ قائم ہو یا اس کے عوض کا پیر دینا اگر وہ ضائع ہو گیا ہو اور وہ عورت مجہور
 بائن نہیں سبب نکاح اور بیع اور نصب اور طلاق اس کلام میں لطف و شرح مرتب ہو گیا ہے کہ لطف لطف و قاضی جلیلہ
 جو لطف نکاح اور بیع اور نصب اور طلاق اس قسم ثابت نہیں لکھتے علی السبب ای باللہ ما لکھتے و ما بایک خلافا لکھتے فی نظر اللہ
 علیہ ایضا الاحتمال خلاقیہ و اقلیت و قسم سبب قطع پر طرح کہ جبکہ اس کی قسم کہ تم و نکاح نہیں کیا اور نہ تو قطع کی بھلائی اور نہ
 سبب پر قسم نظر دیا علیہ کے ہی اس احوال سے کہ شاید اس نے بعد نکاح کے طلاق دی ہو اور بعد بیع کے اقالہ بیع کیا ہو مگر اس سے
 نزدیک میں تو مستغنی عن دیکھے واسطے جو تو میں کی مطابقت و عمومی سے واجب ہو اور دعوی تو سبب کا سے طریق کی دلیل
 لکھتے علیہ نے بعد کہ اس کے طلاق دی تو وہ اس قسم میں صادق ہو گا کہ وائیدائمت اور سبب بعد اقالہ بیع وائیدائمت اور بعد
 نصب وائیدائمت اور بعد باینت بعد نکاح سے وائیدائمت کہنے میں صادق ہو گا الا اذا اکریم میں الحکف علی الحاصل
 النظر المدعی یحکف بالاجماع علی السبب ای علی صولۃ دعوی المدعی کدعوی شفقتہ بالحوار و تفقہ مکتب تہ و القہم
 لا یراہا لک تو شائیکہ لکھتے و حلقہ علی الحاصل فی تعلق و فی تعلق المدعی اگر جب کہ حاصل پر قسم کہانے سے مدعی کے جانب
 ترک نظر لازم آوی تو بالاتفاق سبب پر قسم کیا دعوی مدعی کی صورت پر چنانچہ شفقتہ جوار اور عقد مکتب کے دعوی میں اور حالانکہ مدعی
 وہ دون کو واجب نہیں کہنا سبب مدعی نے سبب پر قسم کیا دعوی مدعی کے حاصل ہوا اس کے اعتقاد میں دعوی کا ضرر ہو گا ہم شام
 نہ سبب میں شفقتہ جوار اور عقد مکتب و واجب ہو گا اگر مدعی علیہ شافعی غریب یوں قسم کہ دے کہ واللہ مجہور پر شفقتہ جوار اور عقد مکتب و نہیں آوی
 میری مدعی کا ضرر سے تو میں سبب پر سبب قسم کہانے کہ وائیدائمت میں اس کو نہیں خرید کیا اور یہ عورت میری مطلقہ بطلاق بائن مدت

مدعی مدعی
 مدعی مدعی
 مدعی مدعی

یہ مقایض اور سرف میں اس واسطے اختیار ہوا کہ ہر واحد قبا یلین سے مشتری سے من و بیہ و یقین علی التثنی فی الاصل اور نقطہ فی قبا
 کر تو بقول اصح ہم یہ بیان سے کیفیت میں کا ان مسائل میں نزاع یوں قسم کہا ہو کہ واللہ میں نے بعض بزار نہیں بجا اور مشتری قسم کہا ہو
 کہ واللہ میں نے بعض و ہزار کے نہیں خرید کیا اور قول غیر اصح وہ سے جو زیادات میں سے کہ حق کے ساتھ اثبات کو بھی منہ کر سے
 اکید کے واسطے و فسخ القاضی البیہ بطلب محکم ہما و طلبہما اور فسخ بیع کر مایک کی طلب شری یا و نون کی طلب سے ق
 لایستقیم بالتحالف ولا یفسخ احدہما بل یفسخہما بحدود بیع نہیں ہو جاتی و نون کے قسم کہانے سے اور نہ احد القبا یلین
 کے فسخ کرنے سے بلکہ بائع اور مشتری دونوں کے فسخ کرنے سے فسخ ہوتی ہے کہ انے البحر یعنی در صورت فسخ متاقدین قاضی کے فسخ
 کر نیکی حاجت نہیں ومن کل منهما لزمہ دعوی الآخر بالقضاء واصلہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اختلف المتبايعان
 والیسئلہ تائمہ بعینہما کما لکوا و اگر دو نون میں سے قسم کہا ہو او سکود و سری قسم کہانے والی کا دعوی لازم ہو جائے گا فسخ
 کے حکم کر دینے سے اور تحالف قبا یلین کے مسائل کی یہ حدیث اصل ہے کہ جب بائع اور مشتری اختلاف کریں اور جنس بیہ ہو ہو موجود ہو تو دو
 قسم کہانے اور بیہم رویم کریں و هذا کلاہ لو اختلفا فی البکال مقصود افلا فی ضمن شیء کا اختلاف فہما فی السرق
 فالقول للشدی فی آئہ الزی ولا یستألف اور یہ سب لینے متخالف اور بیع اور شرط پر ہو جب کہ اختلاف بدل میں مقصود بالذات
 تو اگر اختلاف کسی چیز کے ضمن میں ہو جس میں متبا یلین کا اختلاف مشک میں تو مشتری ہی کا قول معتبر ہو گا اس میں کہ یہ وہی مشک ہے اور تحالف ہو گا
 ہم صورت او کی یہ ہو کہ مشتری نے گوی خرید کیا مشک میں جب کا وزن سو رطل ہے مثلاً سو مشتری مشک لایا پیر دیو کو جسکی قون میں رطل
 ہو تو بائع نے کہا کہ یہ میری مشک نہیں اور او س نے کہا کہ میری مشک کی قون میں رطل ہے تو مشتری نے کہا کہ تو یہاں مشتری ہی کا قول معتبر ہو گا اور اس کے ضمن میں
 اختلاف میں لازم ہے تو بائع او سکود ہو رہا ہے اور مشتری اس کی کڑا لے لے ہو کہ ان کو اختلاف فی وصف المبیع کہ قولہ استدرتہ علی
 انہ کایتبک او خیار کو قال البائع کہ اشتراط القول للبايع ولا یستألف ظہیر یہ چنانچہ اگر دو نون نے وصف بیہ میں اختلاف کیا
 چنانچہ مشتری کا یوں کہنا کہ میں نے اس سلام کو خرید کیا اس شرط پر کہ وہ کاتب یا ان پر ہے اور بائع کہتا ہو کہ میں نے یہ شرط نہیں کی تو
 بائع ہی کا قول معتبر ہو گا اور قسم نہیں و نون پر کڑا لے ظہیر یہ ہم خلافہ یہ ہے کہ اگر وصف میں اختلاف ہو تو تحالف ہو چنانچہ عرفہ
 نہ کوڑ ہو چکا اور اگر وصف بیہ میں اختلاف ہو تو بائع کا قول معتبر ہے اور تحالف نہیں و قید کا اختلاف فی ضمن و قلیہ لانه لا یستألف
 فی غیرہا کتونی لا یستألف بہ فقام العقد خصی اجل و شرط رہن او خیار او ضمنا و قبض بعض میں اور تحالف مقید ہوا اس میں اور
 مبیع کا خلاف کے ساتھ اس واسطے کہ ان دو نون کے سوا میں تحالف نہیں اس واسطے کہ غیر میں اور مبیع کے اختلاف سے توام عقد محل نہیں تا
 چنانچہ اختلاف مدت اور شرط رہن شرط خیار شرط ضمان میں اور قبض بعض میں کے خلاف سے ہم شرط رہن لینے بائع کہے کہ میں نے مشتری سے
 یہ شرط کر لی ہو کہ وہ تا ادائی میں کوئی چیز میرے پاس گرو سکے اور مشتری ہکا منکر ہو اور ضمان میں کی یہ صورت کہ بائع کہے کہ میں نے اس شرط
 بیع کی ہے کہ مشتری میں کا کیکو نہا میں سے اور قبض بعض میں کی قید اتفاقی ہے اس واسطے کہ کل میں کے قبض کے اختلاف کا بھی حکم ہو لینے
 بقول بائع والقول للمکرہ یحییہ وقال زفر و الشافعی یحالفان اور خلاف مدت وغیرہ میں شکر کا قول مقبول ہے او کی قسم ساتھ
 اور زفر اور شافعی نے کہا ان میں بھی دو نون قسم کہانے ولا یستألف اذا اختلفا بعد ہلال المبیع او حرجہ عن ملکہ او تعیلہ
 ہما لا یؤد بہ اور قسم و نون پر نہیں جب کہ متاقدین اختلاف کریں بعد تلف ہو جانے بیع کے مشتری کے پاس یا اسکے خارج ہو جانے سے
 اس کی ملک سے یا عیب اہ ہو جانے سے اس کے سبب بیہ نہیں ہوتا چنانچہ حاملہ ہو نا لونڈی کا مشتری سے ہم بلا
 بیہ میں مشتری کے پاس ہو نیکی قید اس واسطے لگائی کہ قبل قبض اس کے پاس ہلاک ہو جانے سے بیع فسخ ہو جائیگا کہ انے الطحاوی

مختلف للمشتري اذا استعمله في بيع البائعه عند الشراء ودرستم کہا کہ فقط مشتری مگر جب کہ میگوید الباعہ اس غیر مشتری سے
 منع کیا ہو تو بائع اور مشتری دونوں قسم کہا دیں ہم اور اگر مشتری مہیکو تلف کرے بائع کے پاس تو وہ فایس نہیں ہے اور مخالف نہیں جبکہ
 اختلاف میں یہ بعد قین کے وقال محمد والشاکی یخالفان ویستحق علی قیۃ الحاکم اور محمد اور شافعی نے کہا کہ بعد ہاک سے بائع اور مشتری
 دونوں قسم کہا دیں اور منہج بیع ہر وہ مال کی قیمت پر دھندلوا المثل دینا فلو متقا بضرۃ مخالفا جاعلا لک المبیع کل منہجاً ویرد
 مثل الحاکم او قیۃ اور یہ اپنے فقط مشتری پر قسم جب ہو کہ متن دین یعنی درم یا دینار ہو اور اگر بیع متقا یعنی ہو تو دونوں قسم کہا دیں
 بالاتفاق اس واسطے کہ مومنین سے ہر ایک بیعت اور مثل ایک ہیر و یا جای اگر ہاک مثلی ہو یا اسکی قیمت ہیر می جای اگر ہاک قیمت والی چیز
 ہر مالو اختلافی جنس النش یکدہ لای التسلع بان قال احمد ما دراهم و الاخر دنا و یخالفان و لکن المشتري من القیۃ
 ہیر اجمہ چاہے اگر متا قین نے اختلاف کیا متن کی جنس میں بعد ہاک ہونے میں کہ ایک نے کہا کہ متن دینا ہیر ہے اور دوسرے نے کہا دینا ہیر
 ہیر تو دونوں قسم کہا دیں اور مشتری کو رویت لازم ہو گا کہ اسے تسلع ولا تخالف بعد خلاف بعضہ او خیر وجہ عن ولک کہ بعد ہیر
 مات احدہما عند المشتري بعد قبضہ کا نفر اختلافی قدیم اللین لوی خالفنا عندنا الی حلیۃ لرحمہ اللہ اور مخالف میں
 بعد ہاک ہونے میں ہیش ہیش یا مانع ہر ایک ملک مشتری سے چنانچہ دو غلام کہ ایک اونہیں سے مر گیا مشتری کے پس بعد مقبوض ہونے دو تو
 ہیر بائع اور مشتری نے اختلاف کیا متن کے مقدار میں تو دونوں قسم نہیں ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک الا ان یراعی البائع بقول یحییٰ
 الرکاک اصلاً فیلزم یخالفان لحد علی تخذیر الجمہور و صحت متناہی بلہ الاستثناء الی ہین المشتري بعض میگوید ہاک
 ہونے کے بعد مخالف نہیں مگر یہ کہ بائع رخصے ہوا و ترک حصہ ہاک بر صلا نواب و دونوں قسم آویگی ہیر لیے استثنا کہ مخالف کے طرف ہیر
 اگر ہاک کی خرید پر ہے اور متناہج بائع نے ہتھا کو میں مشتری کے طرف ہیر اسے ہم اس ہتھان میں ہتھا مختلف ہیں اکثر علماء کے نزدیک ہیر
 ہتھان مخالف کے طرف منصرف ہو اس واسطے کہ قدوری کے کلام میں یون ہی مذکور ہے تو مقدم کلام ہیر ہو کہ تم خالفنا بعد ہاک بعض المشتري
 ترک البائع مقۃ البائع فیسخا لکان اور بعض علماء کے نزدیک ہتھان میں مشتری کے طرف منصرف ہے جو مقدم ہے کلام میں کہ کو مقدم
 کلام یون ہے کہ لا تخالف بعد ہاک بعضہ بل البین علی مشتری و ان یرکض البائع الی تو اس صورت میں قسم نہ ہوگی مشتری پر کہ نہ لے لطمہ و
 مختار و لانی قدر بل لکنا بیکہ لعدم رد و ہیر اور مخالف نہیں بدل کتابت کے مقدار کی مختلف ہیں بسبب لازم ہونے کتابت کے و قد
 سرائیں مکی بعد لا قالہ عقد السلم بل القول للعید و السلم الیہ ولا یصح السلم اور مخالف نہیں خلاف رأس المال میں
 زائل کرنے عقد سلم کے بدلہ علم کا محل معتزل سے بدل کتابت میں اور سلم الیہ کا قول مقبول ہے رأس المال میں اور عقد سلم کا مود ہو کہ ق
 ان اختلفا ای المتقا قد ان فی مقدار التمس بعة الا قالہ ولا یثبت مخالفا و عادی البیع اور اگر متا قین نے اختلاف کیا مقدم
 متن میں بعد اتا راہیم اور حالانکہ اگر او موجود نہیں تو دونوں قسم کہا دیں اور بیع ہیر ثابت ہو جائیگی ہم جب بیع مود کرگی تو بائع کا حق متن میں ہوگا
 اور مشتری کا حق بیع میں چنانچہ قبل اقالہ ہتھا بخلاف سلم اس واسطے کہ اقالہ مقدم میں نفس کا احتمال نہیں کہبت اس واسطے کہ وہ
 عبارت سے ہفاظ سے تو عقد سلم کا و نہ ہو گا کہ نہ لے لطمہ و ہی تو کان کل من المبیع والشین مقبوض ہوا و ام یثا کہ المشتري
 الی بائعہ حکم الا قالہ فان سکا الیہ حکم الا قالہ لا تخالف خلا کا محمد مخالف متا قین بعد اقالہ اس شرط پر کہ ہر ایک ہیر
 اور متن مقبوض ہو اور مشتری نے اس کو اس کے بلکہ طرف ہیر نہ دیا ہر اقالہ کی وجہ سے ہر ایک ہیر دیا ہو ہر اقالہ تو مخالف نہیں ہیر
 قول محمد وان اختلفا ای الزوجان فی قدر المهر و جنسہ فحق لمن اقام البرهان وان ہر ہتھا کذا لمرأۃ اذا کان مہراً لمثل
 شاہد الزوج بان کان کما لیتہ او اقل وان کان شاہداً لہا بان کان کما لیتہا و الا لزم قبینتہ او لی الا بایہا خلا لک

درستم کہا کہ فقط مشتری مگر جب کہ میگوید الباعہ اس غیر مشتری سے منع کیا ہو تو بائع اور مشتری دونوں قسم کہا دیں ہم اور اگر مشتری مہیکو تلف کرے بائع کے پاس تو وہ فایس نہیں ہے اور مخالف نہیں جبکہ اختلاف میں یہ بعد قین کے وقال محمد والشاکی یخالفان ویستحق علی قیۃ الحاکم اور محمد اور شافعی نے کہا کہ بعد ہاک سے بائع اور مشتری دونوں قسم کہا دیں اور منہج بیع ہر وہ مال کی قیمت پر دھندلوا المثل دینا فلو متقا بضرۃ مخالفا جاعلا لک المبیع کل منہجاً ویرد مثل الحاکم او قیۃ اور یہ اپنے فقط مشتری پر قسم جب ہو کہ متن دین یعنی درم یا دینار ہو اور اگر بیع متقا یعنی ہو تو دونوں قسم کہا دیں بالاتفاق اس واسطے کہ مومنین سے ہر ایک بیعت اور مثل ایک ہیر و یا جای اگر ہاک مثلی ہو یا اسکی قیمت ہیر می جای اگر ہاک قیمت والی چیز ہر مالو اختلافی جنس النش یکدہ لای التسلع بان قال احمد ما دراهم و الاخر دنا و یخالفان و لکن المشتري من القیۃ ہیر اجمہ چاہے اگر متا قین نے اختلاف کیا متن کی جنس میں بعد ہاک ہونے میں کہ ایک نے کہا کہ متن دینا ہیر ہے اور دوسرے نے کہا دینا ہیر ہیر تو دونوں قسم کہا دیں اور مشتری کو رویت لازم ہو گا کہ اسے تسلع ولا تخالف بعد خلاف بعضہ او خیر وجہ عن ولک کہ بعد ہیر مات احدہما عند المشتري بعد قبضہ کا نفر اختلافی قدیم اللین لوی خالفنا عندنا الی حلیۃ لرحمہ اللہ اور مخالف میں بعد ہاک ہونے میں ہیش ہیش یا مانع ہر ایک ملک مشتری سے چنانچہ دو غلام کہ ایک اونہیں سے مر گیا مشتری کے پس بعد مقبوض ہونے دو تو ہیر بائع اور مشتری نے اختلاف کیا متن کے مقدار میں تو دونوں قسم نہیں ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک الا ان یراعی البائع بقول یحییٰ الرکاک اصلاً فیلزم یخالفان لحد علی تخذیر الجمہور و صحت متناہی بلہ الاستثناء الی ہین المشتري بعض میگوید ہاک ہونے کے بعد مخالف نہیں مگر یہ کہ بائع رخصے ہوا و ترک حصہ ہاک بر صلا نواب و دونوں قسم آویگی ہیر لیے استثنا کہ مخالف کے طرف ہیر اگر ہاک کی خرید پر ہے اور متناہج بائع نے ہتھا کو میں مشتری کے طرف ہیر اسے ہم اس ہتھان میں ہتھا مختلف ہیں اکثر علماء کے نزدیک ہیر ہتھان مخالف کے طرف منصرف ہو اس واسطے کہ قدوری کے کلام میں یون ہی مذکور ہے تو مقدم کلام ہیر ہو کہ تم خالفنا بعد ہاک بعض المشتري ترک البائع مقۃ البائع فیسخا لکان اور بعض علماء کے نزدیک ہتھان میں مشتری کے طرف منصرف ہے جو مقدم ہے کلام میں کہ کو مقدم کلام یون ہے کہ لا تخالف بعد ہاک بعضہ بل البین علی مشتری و ان یرکض البائع الی تو اس صورت میں قسم نہ ہوگی مشتری پر کہ نہ لے لطمہ و مختار و لانی قدر بل لکنا بیکہ لعدم رد و ہیر اور مخالف نہیں بدل کتابت کے مقدار کی مختلف ہیں بسبب لازم ہونے کتابت کے و قد سرائیں مکی بعد لا قالہ عقد السلم بل القول للعید و السلم الیہ ولا یصح السلم اور مخالف نہیں خلاف رأس المال میں زائل کرنے عقد سلم کے بدلہ علم کا محل معتزل سے بدل کتابت میں اور سلم الیہ کا قول مقبول ہے رأس المال میں اور عقد سلم کا مود ہو کہ ق ان اختلفا ای المتقا قد ان فی مقدار التمس بعة الا قالہ ولا یثبت مخالفا و عادی البیع اور اگر متا قین نے اختلاف کیا مقدم متن میں بعد اتا راہیم اور حالانکہ اگر او موجود نہیں تو دونوں قسم کہا دیں اور بیع ہیر ثابت ہو جائیگی ہم جب بیع مود کرگی تو بائع کا حق متن میں ہوگا اور مشتری کا حق بیع میں چنانچہ قبل اقالہ ہتھا بخلاف سلم اس واسطے کہ اقالہ مقدم میں نفس کا احتمال نہیں کہبت اس واسطے کہ وہ عبارت سے ہفاظ سے تو عقد سلم کا و نہ ہو گا کہ نہ لے لطمہ و ہی تو کان کل من المبیع والشین مقبوض ہوا و ام یثا کہ المشتري الی بائعہ حکم الا قالہ فان سکا الیہ حکم الا قالہ لا تخالف خلا کا محمد مخالف متا قین بعد اقالہ اس شرط پر کہ ہر ایک ہیر اور متن مقبوض ہو اور مشتری نے اس کو اس کے بلکہ طرف ہیر نہ دیا ہر اقالہ کی وجہ سے ہر ایک ہیر دیا ہو ہر اقالہ تو مخالف نہیں ہیر قول محمد وان اختلفا ای الزوجان فی قدر المهر و جنسہ فحق لمن اقام البرهان وان ہر ہتھا کذا لمرأۃ اذا کان مہراً لمثل شاہد الزوج بان کان کما لیتہ او اقل وان کان شاہداً لہا بان کان کما لیتہا و الا لزم قبینتہ او لی الا بایہا خلا لک

اور اگر زوجین نے اختلاف کیا پھر کسی شخص میں یا اس کی جنس میں تو اس کے واسطے حکم ہو گا جو گواہ لادینے والا اور اگر دونوں گواہ لادینے والوں میں تو عورت کے گواہ اس میں جب کہ اس کا ہر مثل زوج کا شاہد ہو اس طرح پر کہ ہر مثل زوج کے قول کے برابر ہو یا اس سے کتر اور اگر ہر مثل زوج کے قول کا شاہد اس طرح پر کہ اس کے دعوی کے برابر ہو یا زیادہ تر تو زوج کے گواہ اس کے لیے قبول ہیں اس واسطے کہ گواہ خلاف ظاہر کے مثبت ہو تو
ولان کان فیکر شاحدا کلا منھما بان کان بدینھما فالتمتھما ولا استواء ویجب مھو المثل علی الصیححہ اور اگر ہر مثل زوج میں سے کسی کا شاہد نہ ہو اس طرح پر کہ قول زوج میں کے باہر میں ہو تو وہ دونوں کے گواہ سا قضا الاعتبار ہیں بسبب برابر ہونے کے اثبات میں اور اس صورت میں ہر مثل واجب ہو گا بقول صحیح ہم باہر میں قول زوج میں کے معنی سے یہ مراد نہیں کہ ہر مثل دونوں قولوں کے درمیان متوسط ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر مثل زوج کے دعوی سے کتر سے اور زوج کو دعوی سے کتر ہو کذا فی الدرر وان شجر اعن الدرھان تحالفا ولو یقتضی النکاح التبتیۃ المتخلف بخلاف البیہم اور اگر زوجین گواہ لائے سے عاجز ہوں تو وہ دونوں قسم کیا دیں اور نکاح منسوخ ہو گا بسبب باہر ہونے کے ہر کے خلاف
بمخلاف بیع ہم لینے ہر ایک کی قسم دوسرے کے دعوی کو توڑا تو عقد بالسیبہ مہر باقی رہا اور عدم ستمیہ نکاح نہیں اس واسطے کہ مہر تابع ہوتا ہے نکاح
بمخلاف بیع کہ اس میں عدم ستمیہ شرط مفید ہو کذا فی الدرر ویجب ان یؤیدہ لان اول التسلیمین علیہ فیکون اول الیمینین علیہ ظہر
اور زوج کی قسم ابتدا کی جائے اس واسطے کہ دو تسلیمین میں سے پہلی تسلیم زوج پر ہے تو قسموں میں سے پہلی قسم اس پر ہوگی کذا فی الظہیرۃ قسم
سو مراد تسلیم مہر اور تسلیم نہیں زوج ہے اور وہ دونوں میں تسلیم مہر سبیل مقدم اور سابق ہے اور سیمہ تحالف عند العجز کراچی کی تخریج سے خواہ ہر مثل
زوج کے موافق ہو یا اقل یا زوج کے موافق ہو یا اکثر یا باہر میں قولین ہو اور رازی کی تخریج پر تحالف نہیں اگر ایک وجہ میں وجہ مذکور ہو وہ مشور
ہو کہ ہر مثل کسی قول کا شاہد نہ ہو اور باقی صورتوں میں زوج کا قول مقبول ہے قسم ساتھ اگر ہر مثل اس کو موافق ہو یا اقل اور زوج کا قول قسم ساتھ مقبول ہے اگر ہر مثل اس کو موافق ہو یا اکثر اور اگر ہر مثل
ترجیح قولین میں مختلف ہیں کذا فی الخطا و یحکم بالشدائد ای یجوز حد منھا حکما لاسقوط اعتبار التسمیۃ یا لکالف فیقتضی بقولہ
لو کان کذا قالہ او اقل و بقولہ لو تمنا لکھا او اکثر و بہ لو بدینھما ای بین ما نداد عیہ و یدعیہ اور زوج کا ہر مثل حکم مہر یا نکاح
بسبب قضا ہو جائے سیمہ ہر کے خلاف سے تزدوج کے قول پر حکم ہو گا اگر ہر مثل اس کے قول کے موافق ہو یا کتر اور زوج کے قول پر حکم ہو گا اگر ہر مثل
اس کے قول کا شاہد ہو یا اکثر اور ہر مثل پر حکم ہو گا اگر ہر مثل باہر میں دعوی زوجہ اور دعوی زوج ہو و لاختلاف ای التواجد المستاجر فی بیکار
ادنی قدر المدۃ قبل الاستیفاء لا یستفاد بخلاف ما اذا و یکون یجوز المستاجر لو اختلاف فی البذل والموجہ لو فی المدۃ
ولو بکھنا کالبیتۃ للموجہ فی البذل وللمستاجر فی المدۃ اور اگر اختلاف کی سویر اور مستاجر نے بدل اجارہ میں یا مدت اجارہ کی مقدار
میں منفعت حاصل کرنے سے پہلے تو وہ دونوں قسم کیا دیں اور اجارہ کو نائل کریں اور مستاجر کی قسم شروع کی جائے اگر وہ دونوں بدل اجارہ
میں مختلف ہوں اور مستاجر کی قسم ابتدا کی جائے اگر مدت میں مختلف ہوں اور اگر وہ دونوں گواہ لادینے والوں میں تو زوج کے گواہ بدل میں مقبول ہیں اور
مستاجر کے گواہ مدت میں مقبول ہیں ہم استیفائی منفعت سے مراد یہ ہے کہ اس استیفائی منفعت پر قاعدت کے اثر اور عدم استیفائی عدم
قدرت استیفاء سے اس واسطے کہ قدرت علی الاستیفاء باجماعی استیفاء ہے وجہ سہرت میں لینے دو صورت صحت عقد کذا فی البیروا
لا والحق ان المستاجر لا یتصور ان یزید بعد استیفائی منفعت بخلاف نہیں اور مستاجر کا قول مقبول ہے اس واسطے کہ وہ زیادت اجرت کا
منکر ہے ہم بعد استیفائی منفعت بخلاف اس واسطے نہیں کہ خلاف تو قسح کے واسطے ہوتا ہو اور بعد استیفائی منافع فتح عقد مستحضر نہیں کذا فی الدرر
در اگر مدت میں خلاف ہو تو مستاجر کا قول مقبول ہو گا علیا سے یہ مسئلہ مذکور نہیں کیا اس واسطے کہ ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ مطلق عن بی استیفاء
لو اختلاف فی البذل والتمکین من استیفاء البعض من المنفعة بخلاف فی البذل والتمکین فی البذل المستاجر لا یستفاد
ساکت فساداً فعل جزوی کتفید بخلاف البیہم اور اگر مستاجر نے خلاف کیا استیفائی بعض منفعت کی تکمیل کے بعد تو وہ دونوں قسم

زندہ کے ساتھ مشکل میں ہے اور اس متاع میں جو دونوں کی لائق ہوتی ہیں کیا تو اس میں زندہ کا قول مقبول ہے اگرچہ وہ مملوک ہو اور شافعی اور مالک
 کہاں کی مال و دونوں کا برابر ہے اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا سب مال زوج کا ہے اور حسن بصری نے کہا تمام متاع زوجہ کی ہے اور اس مسئلہ پر
 سات قول ہیں سات مجتہدین کے اور حسانہ میں قول شمار کیے ہیں ہم افعال تسبیح میں سب سے پہلا قول امام کاہن جو جن میں مذکور ہو چکا یعنی متاع
 مشکل میں زندہ کا قول مقبول ہے ۴ ابو یوسف کا قول کہ زوجہ کے واسطے بقدر چیز مثل زوجہ سے اور یاقنی زہد کا جو ۳ ابن ابی لیلیٰ کا قول
 کہ متاع زوجہ جو ہم قول ابن معین اور بشریہ کا کہ دونوں میں مال برابر ہے ۵ حسن بصری کا قول کہ سب مال زوجہ کا ہے ۶ قول شریک
 کہ گھر عورت کا ہے ۷ قول محمد کا کہ متاع مشکل طلاق اور موت میں زوجہ کی ہے ۸ قول زفر کا کہ متاع مشکل دونوں میں برابر ہے ۹ قول
 مالک کا کہ کل مال دونوں میں برابر ہے کہ لے لے البع عن خزانة الاكمل ثمنا ولو احدثا مملوگا ولو اذونا او مكاتبنا وقالا والشافعي محمدا
 كالحق قال قول للحرف في الخلوة والحق في الموت لان يد الحرة اقوى ولا يد للميت اور اگر احد الزوجین مملوک ہو اگرچہ وہ مازون یا متکاتب
 ہو تو حر کا قول زندگی میں سبتر ہے اور زندہ کا قول خواہ وہ سبتر ہو یا مملوک موت میں مقبول ہے حر کا قول زندگی میں اس واسطے معتبر ہو کہ تصرف
 حر کا قوی تر ہو مملوک کے تصرف سے اور زندگی کا قول موت میں اس واسطے مقبول ہو کہ میت کے واسطے تصرف نہیں اور صاحبین اور شافعی نے
 کہا کہ زوجین مملوک اور سبتر مگر میں جس کے برابر ہیں اعتقت اکامہ واما مكاتبه او المذنب واختار في نفسه افاض في البیت قبل العین
 فهو للوجلی واما بعدة قبل ان تختار نفسها فهو علی ما وصفتنا في الطلاق جو آزاد ہو گئی تو نہی یا مکاتبہ یا مدبرہ اور اس نے
 اپنی ذات کو اختیار کیا یعنی زوجت سابقہ سے راضی نہ رہی تو جو سبب گھر میں سے قبل آزاد ہو نیکی سے وہ مرد کا ہو اور جو سبب بک بعد
 آزاد دی کے ہوا قبل اختیار کرنے اپنی ذات کے سو ہر طرح پر ہے جس کو چاہے کتاب الطلاق میں مذکور کیا ہم یعنی دونوں میں جس کے برابر ہیں حکم کر
 کہ ان فی المتع ذیہ طلقنا و متعت العدة فالتشکیل للزوج قبل کتبت بعدہ لہ نكاحا کتبت اجنبیہ لایذہا اور جو اراقرق میں ہے
 کہ زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر گئی تو متاع مشکل زوجہ کی ہے اور اس کے وارثوں کی زوجہ کی بعد اس واسطے کہ زوجہ غیر متع ہو گئی جس کا کچھ تصرف تھا
 نہیں واما ذوات المشکل للزوج فی الطلاق فکذا الواو اذین اور جب کہ جو متاع مشکل کا طلاق میں ذکر کیا کہ وہ زوج کی جو قواسمی طرح
 زوجہ کے وارث کی جو ہم طلاق دی نے کہا لہا مشرطیہ ہو اور ادب کا جواب نکذا کیونکہ لو ادرہ سے اور اس عبارت کے ذکر کرنے کا کچھ فائدہ نہیں
 اور جو اراقرق کی عبارت اس سے خالی ہے امالو مات وہی فی العدة فالتشکیل لہا کا کہ لہم یطلقها بدلیل اذینا اور اگر زوج مر گیا
 اور زوجہ عدت میں ہے تو متاع مشکل زوجہ کی ہو گو با دس سال تک طلاق ہی نہیں دی کے وارث ہونے کی دلیل سے ولو اختلفت
 الموتیر والمستاجر فی متاع البیت فالقول للمستاجر بیئہ و لیس للزوج الا ما علیہ من ثیاب بدایہ اور اگر مہر اور متاع
 اختلاف کیا ابارہ والے گھر کے سبب میں تو مستاجر ہی کا قول مقبول ہے اس کو کہیں کے ساتھ اور مہر کا کچھ نہیں مگر جو اس کے بدن پر
 کپڑے ہیں ولو اختلفت اسکا فی وعظا کفی الاکسافہ والآلات العطارین وہی فی اید یحما فنی بلینہما بلا نظر بلینہما
 لعل منہما وقا فی الشراج اور اگر کفش اور عطر اور جگر دیا کفش گرون اور عطارون کے ہتھیارون میں اور حالانکہ دونوں طرح کے
 ہتھیار دونوں شخصوں کے قبض اور تصرف میں ہیں تو وہ دونوں کے ہیں بلا نظر صلاحیت ہر واحد یعنی یہ رعایت نہ ہو گی کہ کفش گرون کے
 ہتھیار کفش گرون کے ہتھیار ہیں اور عطارون کے آلات عطار کے ہوں اور پورا بیان اسکا سراج میں سے ہم آلات مذکورہ دونوں میں اس واسطے
 برابر ہو گی کہ گاہ ایک پیشہ ور دوسرے پیشہ کے ہتھیار رکھتے ہیں اپنی ذات کے واسطے یا بیچنے کے واسطے تو ترجیح نہیں ہو سکتی چلا
 معرفت بالقدر والحاجۃ صار بیک فلازم علی حلقہ بدایہ و ذلک بدایہ فادعہا رجل عرف بالیسار
 اذ حاله صاحب الدار فهو للمعر ف بالیسار ایک مرد مغربی اور عجمی میں مشہور ہے اس کے ساتھ ایک غلام لگ گیا جس کی گردن

لکھا جی شہید کے
 اور اس کا شمار ۱۱۶
 میں
 ترجمہ دل خلافت
 میں زلفی کو حق
 پرست خان پہما
 اور آخر میں علی
 غالباً عقدا مارا
 عرف ہوا کہ
 کوہ از میں شہادت
 کو اجادہ کے ساتھ
 جی کیا و زہر تھا

لا تبتدئ بغير دعوى اليه ابداع ذلك الغائب اسبغاً فابز اذية اور اگر بجای دعوی غصب دعوی سر نہ ہو تو خصوصت مندرجہ ذیل
 ذی الید کے یوں زعم کرنے سے کہ اس غائب نے میرے پاس سہو و دیت رکھا ہو از روحو اخصان کے کڈانے البرانیہ و فی شرح اہل بیت
 للنشر نیلانی لواء التقی علی الملک لوزید و کل یذاعی الاجارۃ منہ لہ لیکن الثانی خصم کا لاول علی الصحیح اور شریانی کی شرح
 و بیانیہ میں ہے کہ اگر دشمن متفق ہوئے زید کی ملک پر اور ہر شخص اس سے اجارہ لیتے کا دعوی ہے تو مدعی ثانی مدعی اول کا خصم نہ ہوگا
 بقول صحیح ہم باک کے آنے تک اس واسطے خصم نہ ہوگا کہ دعوی اجارہ ہزارہ دعوی استعارہ کے ہے کیونکہ ہر جہد ملک عین کا دعوی نہیں
 اور یہی علت ہے مسئلہ لاحقہ کی و لا مدعی دہن او شرا اندازہ مدعی ثانی رہن اور شرا کے مدعی کا خصم ہوگا اما المشترا فی خصم
 الکلی اور شریانی تو سب کا خصم ہیں جو خرید کا دعوی کرتا ہے و گواہ لانی کے بعد مستاجر اور مدعی رہن اور عے خرید کا خصم ہوگا کذا
 فی الخطایہ ذی **فروع** مسائل لمحۃ شراح کے قال المدعی علیہ لی ذلک فیصل الی المجلس الثانی صفحہ ۱۰۰ ما ملکیہ کہا کہ میرے
 پاس دعوی مدعی کے دفع کرنے کی وجہ سے تو اس کو فاسد کے جلوس ثانی تک فرصت دی جائیگی لہذا مدعی تخلیف مدعی اول کا
 علی البتات دمر مدعی کو قسم لینا مدعی ایداع سے یقین پر جائز ہے کڈانے الدریعے اگر عیسے گواہ ہوں تو دعوی الید سے یقین پر تہ علم پر
 قسم لینا جائز ہے اس واسطے کہ ایداع اگرچہ غیر کافل ہے لیکن اس کا تمام ہونا یعنی قبول ایداع اس سے متعلق ہے اور ذخیرہ میں ہی کڈی الید
 پر قسم نہیں اس واسطے کہ وہ ایداع کا مدعی ہے اور حالانکہ مدعی پر قسم نہیں لیتے تو یہ کلام وقوع خلاف پر محمول ہے کڈانے لوطادی و لا
 تخلیف المدعی علی الصلح و تمکات فی البرانیہ اور شکوینی مدعا علیہ کو اختیار ہے کہ مدعی سو علم پر قسم اور پورا بیان اس کا
 برازیہ میں ہے ہم جب کہ مدعا علیہ ذی الید نے دعوی کا باظہار ایداع وغیرہ دفع کیا اور اثبات سے عاجز ہو گیا اور مدعی نے
 دفع میں اپنی مقصدین نکلی اور ذی الید نے مدعی سے قسم چاہی تو مدعی علم پر قسم کہا کی سطح کہ والد میں نہیں جانتا کہ شخص غائب نے
 ذی الید کے پاس دیت رکھی ہے اس واسطے کہ ایداع غیر کافل ہے اور مدعی سے متعلق نہیں کڈانے لجر و کل بنقل آیتہ فیہ
 الله اختلفوا فی الید فی الملک المولی ابن مالک مولے نے کی کو اپنی لونڈی کے کہیں لیجانے کا وکیل کیا سو لونڈی
 گواہ لائی سپر کہ مولے نے اس کو آزاد کر دیا تو دعوی نقل کے واسطے دفع مقبول ہو گا نہ آزاد ہو جانے پر جب تک مولے دعوی کرنا ذکرہ
 ابن مالک باب **دعوی الرجلین** بہ باب سے دوم دون کے دعوی کرنے میں یعنی تیسرے شخص پر دعوی کرنے
 یا ایک شخص دوسری پر دعوی کرے تو مقدم جتنے خارج فی مالک مطلق ای لمریدنا لہ سندک کما مر علی حجتہ ذی الید مقدم ہوگی شخص خارج
 کی حجت ملک مطلق میں ذی الید کی حجت پر ملک مطلق وہ ہے جس میں سبب ملک کا مذکور نہ ہو چنانچہ مذکور ہو چکا کہ خارج وہ شخص ہے جو ذی الید
 اور قابض نہ ہو اور وجہ تقدیم یہ ہے کہ خارج ہی مدعی ہے اور حدیث میں برآن مقبول نہیں مگر مدعی کا برآن وان وقت احدھا فقط
 حجت خارج مقدم ہے اگرچہ دون میں سے ایک ہی شخص وقت ملک بیان کرے یعنی خواہ دونوں تاریخ ملک بیان کریں یا دونوں ایک ہی
 تاریخ کو ذکر کریں یا مختلط ایک ہی شخص تاریخ ذکر کرے ہر صورت حجت خارج مقدم ہے اور اگر دونوں تاریخ کو بیان کریں اور ایک کی تاریخ
 سابق ہو تو اب ادسیکی حجت مقدم ہوگی کڈانے لیلی و قال ابو یوسف ذوالوقت احی اور ابو یوسف نے کہا کہ صاحب وقت یعنی جبر
 تاریخ اور وقت ملک بیان کیا و احی سے مقدم حجت میں و من تہ فیما لو قال فی دعوی ہذا العبد لى غائب عنى منذ شہر
 وقال ذوالی لى منذ سنۃ قضی للبدعی لان ما ذکرنا تاریخ غیبی لا مالک فلو وجدنا تاریخ من الطریق فی قضی
 الخا ریم اور مرثہ خلاف المام در ابو یوسف اس صورت میں ہے کہ خارج نے کہا کہ میں غلام میرا ہے میری پاس سے غائب ہو گیا ہے
 ہر سے اور ذی الید نے کہا کہ میرا غلام ہے سال پہلے تو مدعی خارج کے واسطے حکم ہو گا اس واسطے کہ جو تاریخ خارج نے ذکر کی وہ آگے

غائب ہونے کی تاریخ ہو سکتی ہو مگر کسی طرف سے تاریخ گئی ہو دعوۃ الیہ کے طرف سے تاریخ گئی ہو اور امام کے نزدیک تاریخ حالت انفرادی میں نہیں تو اس پر اسطے حجت خارج ہو گا و قال ابو یوسف یقضي للمعتز ولن حاکم الا انفرادی اور ابو یوسف نے کہا کہ تاریخ بیان کرنے والے کے واسطے حکم ہو گا اگرچہ ذکر تاریخ بحالت انفرادی ہو مگر مع الغفار میں جامع الفوائد سے یوں منقول ہے کہ ابو یوسف کے نزدیک مورخ کے واسطے حکم ہو گا اس واسطے کہ ان کے نزدیک حالت انفرادی میں مورخ کی ترجیح دینی انتہی تر شاعر کو سبب نہیں کہ لفظ لو ساقط کر اس واسطے کہ کلام قراءات انفرادی میں ہے اور شراح کے کلام سے ملتا ہے کہ قضا مورخ کی واسطے ہی خواہ دونوں سے تاریخ صادر ہو یا ایک سے اور حالانکہ اس صورت میں تاریخ طرفین قضا کے کچھ نہیں اس واسطے کہ تاریخ تو دونوں سے ثابت ہو چکی ہے قضا لیسابین ہوگی کہ لفظ لفظ و یضی آن یقضي بقولہ لآلہ اذ فی قضا ظہر لک انی جامع الفوائد میں واقف المصنف اور لائق یوں ہو کہ بقول ابو یوسف حکم کیا جائیگا اس واسطے کہ وہ قول بقوا مد فہ موافق تر اور طایر تر ہو چنانچہ جامع الفوائد میں ہے اور ثابت دیکھا ہے کہ مصنف نے اپنی شیخ میں ہم مع الغفار میں بجای بیٹھے یقینی سے وہو الا ظہر لک انی یوہن خادجان علی شیخ یقضي بل لیسابین اور اگر گواہ لاہین و شخص خارج ایک چیز جو تیسری شخص کے قبض میں ہے تو دونوں کے واسطے اس چیز کا حکم ہو گا مگر دلیل اس کی وہ حدیث ہے جو حسن البرادہ میں ابو موسیٰ سے شری سے روایت ہو کہ وہ شخصوں نے کہا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور ہر شخص دو گواہ لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انہوں کو دونوں میں نقصان نہ دیا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ بیانات صحیح شرعیہ سے ہیں تو حق الامکان اس پر عمل واجب ہو اور یہاں عمل میں ہے اس واسطے کہ متحمل انہی شے و حسد پر اوقات مختلفہ میں ہو کر اسے تو گواہی دینے کے واسطے ہر فریق اس پر تہا کرنا ہو چکا اس نے سبب لگایا کہ لفظ فی الزبیر فان برہانی دعویٰ کا کچھ معقولات بعد الجملہ لو حجتہ پر اگر وہ شخص کہ گواہ نکاح کے دعویٰ میں تو دونوں کی حجت مافظ الاعتبار ہوگی بسبب تعدد جوئے میں کے اگر عورت زندہ ہے ہم یعنی اگر عورت زندہ کے نکاح کا دعویٰ سہمی ہو گیا اور ہر شخص گواہ لایا تو کسی کا دعویٰ ثابت ہو گا اس واسطے کہ محل قابل اشتراک کے نہیں نسبت برائے کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر ایک دعویٰ گواہ لایا ایک عورت کے نکاح برادر اسکے واسطے حکم ہو گیا نہ نکاح کا پھر دوسرا شخص اسکے نکاح پر گواہ لایا تو اگر اس کے مقبول نہ ہون گے چنانچہ خوداری کے دعویٰ میں برائے اول کے بعد برائے ثانی مقبول نہیں کہ اس نے لفظ و لہو عینہ یقینی فیہما و علی علی نصیحت المکھر و یناں میدات نہ و یم و ایل و لو و لہ و ثبیت النسب منہما و تسامہ فی الخلاصہ اور اگر عورت میت ہو تو دونوں مدعیوں کے واسطے نکاح کا حکم ہو گا اور ہر شخص نصف نصف میراث لازم آجگا اور دونوں شخص ایک زوجہ کی میراث کے وارث ہوں گے اور اگر عورت جانی یعنی بے ادس کے مرگئی تو ولد کا نسب دونوں شخصوں سے ثابت ہو گا اور یورایان اس کا قلم میں ہر ہم خلاصہ میں باقی بیان یوں ہو کہ ولد مذکور و دونوں شخصوں سے میراث ابن کا ملی کا وارث ہو گا اور دونوں ولد کے مترکہ سے اس وارث کی میراث پادینکے کو لے لے البر وہی لہن حصۃ قتله و العورۃ فی یکل من کذا متہ و لم یکن دخل من کذا متہ تہا اور عورت اس کی زوجہ جو جس دیکھ عورت نے تصدین کی بشرطیکہ عورت اسکے پاس نہ جو جس عورت کی اس سے نکاح اور جسکی اس سے نکاح کی عورت کی دینی نکاحی ہو مگر خلاصہ یہ ہو کہ جب دو شخصوں نے ایک عورت چننا شروع کیا اور دونوں گواہ لائے تو اگر تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ مقدم ہو تو وہ اسے ہوا اگر تاریخ بیان کی یا دونوں کی تاریخ برابر ہے تو اگر ایک کا قبض ثابت ہو چنانچہ شرط یا انجو کا کارکنش تو وہی شخص اسے ہوا اگر سبب کچھ نہ ہو تو عورت کی تصدین کا ہوتا ہو اگر اصل سبب تاریخ راجع ہے سبب دیر قبضہ بشرطی اگر ہر شہادہ صاحب تاریخ مقدم ہے چہرہ میں ہے کہ اگر ایک کی دینی اپنی گئی اور عورت دوسرے کے گھر میں ہو تو صاحبانہ اولیٰ ہے کہ

انہی

اٹھا دی۔ ہذا اذا لم یؤثر بخلاف ان اٹھا نا اٹھا بنی احوال اور یہ یعنی اعتبار تقدیر عورت اور وقت سے جب کہ دونوں نے تاریخ بیان
 کی سوا کہ تاریخ بیان کی نہ مناسب تاریخ سابق اور عورت کا حق سے یعنی سبقت تاریخ کے ساتھ قبض اور دخول کا کچھ اعتبار نہیں اور اسلئے
 کہ وہ یہ دلائل برزائے سے فلما ائتخر احدہما فی لمن صدق قنہ اولی الذی الید بنازیہ قلت و علی ما مر عن الثانی یعنی اعتبار تاریخ
 احدیہما و لہذا آراء من نبیہ علیہ فتاویٰ سوا کہ ایک مدعی نے تاریخ بیان کی تو عورت اسکی زوجہ سے جسکی اس نے تقدیر کی یا ذی الید کی
 کفانی البرازیہ میں کہتا ہوں اور بموجب اس قبل کے جواب دہوسف سے منقول ہو چکا ایک شخص کی تاریخ کا اعتبار کرنا لائق ہے اور میں نے نہیں دیکھا
 اور اسکو جس شخص اور سوا کا دیکھا ہو تو فوراً کہ اس میں ہم لحاظ آدمی کہا صاحب برزائے نے اس پر فرمایا آگاہ کر دیا ہے کہ ایک شخص کی بھی تاریخ موجبات
 رجحان سے ہے ولان آخرت لمن لا یحی لہ فحی لہ ولان برہن الاخر قضی لہ اور اگر عورت نے ازاد کیا اس مدعی کے واسطے جس کے
 پاس گواہ نہیں تو وہ اس مدعی کی زوجہ سے اور اگر دوسرا مدعی برہان لایا یعنی جب کہ اول مدعی کے واسطے بموجب اقرار عورت کے حکم ہو گیا
 اس کے بعد دوسرا مدعی گواہ لایا تو صاحب برہان کے واسطے حکم ہو گا اس واسطے کہ برہان قومی سے تصادق سے کذا فی النسخ و لہذا برہن اکل
 وقضی لہ فہو برہن الاخر لہ یقضی لہ الا اذا ثبت سبقہ لان البرہان مع التاريخ اقری اسنہ مدویہ اور اگر گواہ لایا ایک مدعی
 اور اس کے واسطے حکم ہو گیا پھر دوسرا مدعی گواہ لایا تو اس کے واسطے حکم نہ ہو گا مگر اس صورت میں جب کہ مدعی ثانی کی سبقت تاریخ ثابت ہو اس
 واسطے کہ برہان مع التاريخ قویتر ہے اور برہان سوا کہ بدون تاریخ کے ہوصحیح پر چند بیان دونوں دعویٰ میں تاریخ ثابت ہو اس واسطے
 کہ سبقت نہیں ہو سکتی بدون تاریخ کے لیکن جب کہ مدعی ثانی کی تاریخ سابق ہو تو مدعی اول کی تاریخ سے تو گواہ اسنو صلا تاریخ
 مذکور کی یا مع التاريخ تو تاریخ سابق ہوا تو کذا فی لفظ آدمی لہذا لہ یقضی بیدہا خالی علی ذی ید ظہر کا حصہ الا اذا ثبت سبقہ
 ای ان مکاحہ اسبقی جیسے حکم نہ ہو گا شخص تاریخ کی برہان سے اور ذی الید کی برہان پر جس کا نکاح ظاہر ہو چکا مگر اس صورت میں برہان
 خارج سے حکم ہو گا جب کہ تاریخ کی سبقت ثابت ہو یعنی یہ ثابت ہو کہ خارج کا نکاح سابق تر ہے ذی الید کے نکاح سے ولان ذلذا سبب
 المکاح بان برہنا علی شرا ایشین ذی الید فلکی لہ صرفہ بنصف النش ان نشاء او تر لہ انما یحلی لتفویق التصفیۃ علیہ
 اور اگر دونوں مدعیوں نے سبب لکھ کا ذکر کیا اسلئے کہ دونوں گواہ لائے ایک چیز کی خرید پر ذی الید سے تو ہر مدعی کے واسطے
 نصف نصف نشاء کا حکم ہو گا بوجہ نصف نصف نشاء کے اگر مدعی چاہو یا اسکو چھوڑ دو مدعی کو اس واسطے اختیار دیا جائیے یعنی میں کہ اس پر
 حقیقہ متفق ہو گیا یعنی پوری چیز اس کے واسطے باقی نہ رہی اور شاید اسکی رغبت پوری چیز پر ہو نہ اور ہوسکی پر ولان ترک احدہما
 بعد ما قضی لہما کو یا احدہما الاخر لہ لا ینفسا خضہ بالقتضاء فلکی قبلہ فلاہ اور اگر ایک مدعی نے نصف لینے کو چھوڑا دونوں کی واسطے
 حکم ہو جائے گا کہ بعد تو دوسرا مدعی اسکو پورا نہیں سکتا بسبب منہ ہو جانے بیع کے نصف باقی میں فاضلے کے حکم سے سوا کہ قبل حکم کے
 ایک مدعی ترک کر دے اور دوسرا پورے نوادہ اسکو جائز ہے وہی ای ما اذ عیا بشر ابدال السابق تادینا ان اکتفا فیکون لہا ثلث ما
 قبضہ من الاخر الیہ سرانجام اور وہ یعنی جسکی خرید کا دونوں نے دعویٰ کیا اور مدعی کی ہے جسکی تاریخ سابق ہے اگر دونوں نے
 تاریخ خرید بیان کی تو باقی پیر سے جو من اس نے دوسرے سے لیا کذا فی لتراج ہم سبقت تاریخ کا اور وقت اعتبار ہو جب کہ تاریخ ایک
 ہوا اور اگر دونوں کے باقی مختلف ہوں تو اسبق کے واسطے کچھ ترجیح نہیں اور نہ فقط سونچ کے واسطے کذا فی لفظ آدمی وہی لہذا یل ان بود
 او آخر احدہما واسلوی تاریخہما اور وہ یعنی ستانغ فیہ ذی الید کی ہے اگر دونوں مدعیوں نے تاریخ خرید کی بیان کی یا ایک
 نے قبضہ تاریخ مذکور کی یا دونوں کی تاریخ برابر ہے وہو لہذا وقی ان وقت احدہما فقط والحال انہ لاید لہما وان یوقنا
 فقد ترائن لکل نصفہ بنصفہ اور وہ چیز وقت بیان کرنے والے کی ہو اگر دونوں میں سے ایک نے وقت کی اور حالانکہ دونوں کا
 وقت بیان کیا

یہ ہو کہ خرید اور کچا میں منافات نہیں یہ بحث ہو صاحب جامع الفصولین کی کذا فی البحر دکن مع قبض احق من حبس بالاعراض مع شمسنا
 اور برہن مع قبض احق سے یہ بلا عوض مع قبض سے بطریق استحسان ہم وجہ استحسان یہ ہو کہ قبض بلکہ برہن منہوں ہو اور قبض بلکہ حبس منہوں
 برہن حالانکہ عقد ضمان ادا ہو اور قیاس یہ ہے کہ یہ ادا ہو رہی ہو اس واسطے کہ یہ بہت ملک ہے بکثرت رہن و لو بلا فسخی احق کذا
 بقرہ انحصار و البیع و لو بلا جہد اقوی من الزہن اور اگر یہ بیع ہو تو ادنی سے وہ برہن ہو اس واسطے کہ یہ بیع ہو آخر کار کو یہ ہے اور یہ اگر
 کسی وجہ سے ہو تو یہ برہن ہو رہی ہو اس واسطے کہ یہ بیع ہو اس واسطے کہ یہ بیع ہو اس واسطے کہ یہ بیع ہو اس واسطے کہ یہ بیع ہو اس واسطے کہ یہ بیع ہو
 قبض برہن ہو تو برہن اور یہ دو دون برابر ہیں لہذا کہ دونوں کی تاریخ مذکور نہ ہو اور ایک کی تاریخ سابق تر ہو یعنی در صورت ذکر تاریخ صاحب
 اسبق ادا ہو اور ہندم ہو وان برہن خارجا علی ملک متوکل ہو اور شراعت میں واحد غیری یلدا اور کھن جاکر علی
 ملک متوکل ہو و ذہد علی ملک متوکل ہو فالتساقب احق اور اگر گواہ لائے و شخص خارج ملک متوکل ہو پر یا خرید موخر پر یا ایک ہی
 بائے سے جو ذی الید نہیں یا گواہ لایا خارج ملک متوکل ہو پر اور ذی الید گواہ لایا اوکس مطلق موخر پر جو اقدم ہے تاریخ خارج ہو تو سابق
 احق اور ادا ہو ہم بائے میں غیر ذی الید کی تفسیح کے اس واسطے کہ ذی الید خرید کرنا چاہتا ہو کہ اس کے لئے مذکور ہو چکا تو کچھ فائدہ نہ رہتا
 تبیم میں وان برہن علی شراعت متفق تاریخ متفقہ او مختلف عینی و کل یدعی الشراعت من رجل اخراد وقت احدہما فقط
 استویا ان تعدد البائع وان اتحد فذل والوقت احق لکن لا بد من ذکر المدعی و شہود حرا ما یفید ملک بالکف ان لم یلزم
 البیع فی یلدا البائع و لو شہد ایدہ ففولان ہزادیہ اور اگر حصار برہن گواہ لائے اور جس سے یہ برہن کی دونوں تاریخیں متفق ہیں یا مختلف ہیں
 کذا فی التبیان اور ہر مدعی خرید کا دعوی کرتا ہے و دوسرے مدعی بیع کا وقت بیان کیا تو دونوں برابر ہیں اگر بائے متعدد ہیں
 اور اگر ایک ہی بائے ہے تو صاحب وقت احق اور ادا ہو ہم پر یہ ضرور ہے کہ مدعی اور ادا ہو گواہ وہ چیز ذکر کریں جو مفید ملک ہو اس کے بائے کی
 در صورت ہے کہ یہ بائے کے ہاتھ میں نہ ہو اور اگر گواہوں نے گواہی دی ہاں کے قبض کی ہے در صورتیکہ بالفعل بائے کا قبض نہیں قبض سابق کی
 گواہی دی ہاں ذکر اس کی ملک کے تو اس میں و قول ہن کہ انہ البرازیہ ہم ہزادیہ میں ہو کہ گواہوں نے گواہی دی خرید اور نقد پر اور قبض کو ذکر
 کیا اور نہ تبیم کو اور نہ ملک بائے کو اور نہ مشتری کی ملک کو تو دعوی اور شہادت مقبول نہیں اور اگر قبض بائے کی گواہی دی نہ اس کی ملک
 کی تو اس میں فقہاء مختلف ہیں کہ انہ لخطا دی فان برہن خارجا علی المملک و ذہد والید علی الشراعت منہ او برہن علی سبب ملک
 لا یتکرم کالتساج و ما فی معنایہ لکن لا یکنایہ و غیر لی فطن و حلب لکن و جہد صوف و بخیر ہا و لو عندک بآئوہ درہم فذل و البیع
 احق من الخاسر اجامک سوا اگر گواہ لایا خارج ملک پر اور ذی الید گواہ لایا خارج اور ذی الید گواہ لائی ایسے
 سبب ملک پر جو ایک ہی بار ہوا ہو نہ مکرر چاہئے تاج یعنی پیش بچہ جیوان اور جو چیز کے مناج کے مانند غیر مکرر ہو چاہئے شیخ غیر متعا و سیلے
 شایب قطیف کی بنا وجود و بارہ نہیں ہوتی اور مدعی کا کتا اور دودہ کا دوشنا اور صوف کا ترشنا اور ہندوان سباب غیر مکرر کے
 اگر یہ سباب مذکور ہوں ادا ہو گواہ کے بائے کے پاس واقع ہو تو ذی الید احق ہو خارج سے بالاتفاق ہم تاج سے ہزادیہ ہو کہ مدعی کی ملک تاج
 تاج ہو اور ادا ہو گواہ کے بائے کی ملک میں یا ادا ہو گواہ کے مورث کی ملک میں جامع الفصولین میں ہے کہ حصار گواہ لایا یا مثلاً یہ اذنی میری بائے کو پاس
 جی اور ذی الید بھی اس طرح گواہ لایا تو ذی الید کے واسطے حکم ہو گا اس واسطے کہ ہر مدعی اپنی بائے کے طرف سے مخلص ہے تو گواہ یا دونوں کے
 بائے حاضر ہو تو اور ہر واسطہ متاج ملک کے مدعی ہوئے کہ انہ لخطا دی الا اذا ادعی الخادج علیہ فذل البیع او و دیعہ او
 زحاکہ و بخیر ہا فی ردایتہ درادگان سبباً یتکرم کتبا و غیر میں و کتبہ خضر و زرع ہر و خور او اشکل علی اہل لخطا
 فہو الخارج لآئہ الاصل و انما عدلنا عنہ جہد بیشہ النتائج و عوی متاجین ذی الید احق ہو مگر جب کہ خارج ذی الید پر صل کا

مدعی ہو جائے تو غرض ہی الیہ کو یا دولت یا اجارہ کا اور مانند اسکے وغیرہ کی روایت میں کذا فی الدرر یا ایسے سبب ملک کا دعویٰ ہو جو کر جو سکنا
 ہو یا جو خارج ہو یا جو مال اور دولت جہاننا اور ریشم کی بنا واث اور گیموں وغیرہ کا کہیت ہو یا سبب ملک کا کر یا غیر کر معلوم ہو یا سکنا
 ہو یا نہ ہو اور وقت کاروں پر تو چنانچہ اسکے واسطے جو نہ ذی الیہ کی اس واسطے کہ مدعی خارج ہو یا جو اسکے میں ہو یا جو اسکے مخالف
 مدد دل کیا اصلی مذکور سے سوئسٹ کی حدیث کے سبب ہم فی ردایہ اس واسطے کہ مدعیہ میں بعد قتل کلام وغیرہ اسکے مخالف
 بموسوس نقل کیا کہ ان کے الیہ کر کر عمارت کی یہ صورت ہو کہ ذی الیہ سے دعویٰ کیا کہ یہ میری اینٹ ہو جن نے اس سے دیوار بنائی
 اور چنانچہ اس نے یہی اس طرح دعویٰ کیا تو دعویٰ خارج مقدم ہے بسبب امکان نکرانہ اور گیموں کا ہونا پس کر جو سکنا جو اس واسطے کہ
 انشائیہ کا جو سکنا ایک زمین میں ہوتا ہے پر سکنا کو چلتی سے جہان لیا ہے اور دوسرے کہیت میں ہوتا ہے تو اگر خارج اور ذی الیہ سے دعویٰ
 کیا کہ یہ گیموں میں سے ہوئے ہیں اور دونوں گواہ تھے تو خارج مقدم ہے اور حدیث بتایا جابر بن عبد اللہ سے مروی ہو کہ ایک
 مرد نے ایک اونٹنی کا دعویٰ کیا ایک شخص کے قبضہ میں اور گواہ لایا کہ یہ اونٹنی اس کے پاس جی ہو اور قالے کہ گواہ لایا کہ قبضہ کی
 ہو اور قالے کہ اس جن سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دواؤں ذی الیہ کر وادی اور یہ حدیث مشہور ہے لہذا مسئلہ
 بتایا مخصوص ہو یا چنانچہ محط میں ہو کہ ذی الیہ لفظ ذی فلان میں کل من الخار حین او ذی الیہ کی ادخال خارج و ذی الیہ
 میں علی المیشرا من الآخر لا دھتہ قطعاً و من لا مال المذی بہ فی بدلیہ من مکتہ اور اگر شخص گواہ لا دی تو وہ شخصوں میں
 سے خواہ دونوں شخص چار ہوں یا ذی الیہ یا ایک خارج ہو اور دوسرے ذی الیہ کذا فی العینی خرید کر نے پر دوسرے مدعی سے مذکور وقت خرید
 تو دونوں زمان ساقط الاعتبار ہوں گے درجس مال کا دعویٰ ہو وہ اسکے قبضہ میں ہو یا جاوے گا جسکے پاس وہ ہر قسم وقت کی یہ
 اس واسطے کہ ذی الیہ مدعی وقت کو ذکر کر بن گئے تو صاحب وقت خیر کے واسطے حکم ہو گا کہ ان سے قرآن الاکل و قالی خیر
 یقفوا للمنازع قلنا الا قد اقم علی المیشرا ما فارقا منہ بالمال کہ اور کہا ٹھہرے کہ در صورت مذکورہ خارج کے واسطے حکم ہو گا ہم جواب
 میں کہتے ہیں شیخین کے طرف سے کہ خرید پر بیس ذی کرنا اور اس سے اسکے طرف سے دوسرے کی گواہی ہو تو اگر باہر شخص سے گواہ دوسرے
 شخص کے اقرار پر قائم ہو جو اور حسین بالا خارج اس واسطے معتبر جمع دلوا ثبنا قبضاً تھا تو اتفاقاً یا در لہ اور اگر زمین کے گواہ خرید
 کے ساتھ قبضہ ہی ثابت کریں گے تو اتفاق شیخین اور مختار کے ساقط الاعتبار ہوں گے و لا یتم خبر بیا دقہ حدیث التبع و فان الذی یخبر حدیث
 لقولہ اللیل لا یلزم تو اور ترجیح نہیں دی جاتی نہ یہ ہو کہ زیادتی سے اس واسطے کہ ہم منفعیہ کے نزدیک ترجیح ہوئی ہو دلیل کی قوت سے
 نہ اس کی کثرت سے ہم قوت دلیل کی یہ صورت ہو کہ ایک دلیل مترادف ہو اور دوسری از قسم آحاد یا ایک دلیل مستتر ہو اور دوسری مجمل
 نہ منفسر کی ترجیح ہوگی مجمل پر اور متواتر کی احاذیر بواسطہ قوی ہوئے منفسر کے مجمل سے اور متواتر کے آحاد سے اور چونکہ کثرت دلیل کی
 سوچنا ترجیح سے نہیں لہذا ایک حدیث کی ترجیح دوسری آیت سے نہیں ہوئی اور نہ ایک حدیث کی دوسری حدیث سے اور نہ ایک حدیث
 کی دوسری حدیث سے کذا فی لفظا مدعی تو ذکر ہم علی هذا الاصل نقول فیہ فلی اقام احد المذی عین شاکلہ و لا الاخر ایتہ فلی
 سوا فی ذلک پر مصنف نے اس قاعدہ مذکورہ پر تفریع کی ایسے اس قول سے اگر ایک مدعی نے دو گواہ قائم کئے اور دوسرے مدعی نے
 بار گواہ قائم کئے تو دونوں برابر ہیں اس میں سنی اقامت مشہدات یا خود بین اس واسطے کہ کثرت دلیل موجب ترجیح نہیں و لکن الا ترجیح
 میر یا دقہ العیۃ الثلاث المعتبرہ اصل العداۃ و لا یحکم للاخذ لکثیرہ اور اس طرح ترجیح نہیں عدالت کے زیادہ ہونے سے اس واسطے
 کہ شہادتیں اصل عدالت معتبر ہوں اور زیادہ تر عادل ہونے کی کچھ حد نہیں ہم نہیں اگر ایک مدعی کے گواہ عادل ہوں اور دوسرے مدعی
 کے گواہ عادل ہوں تو ترجیح واقع ہوگی زیادات عدالت سے بسبب اس احتمال کے کہ شاید کوئی شخص ان سے بھی زیادہ تر عدالت رکھتا

تو حکم مستقر ہو سکے گا ایک مال پر کذا فی الخطا و می داری بید اخرا دعی رجل نصفها و آخر کلها و برحنا فالاولیٰ ربعها و الباقی
 للاخر بطریق المنازعة و هو ان النصف سائر کل دعی الکل بلا منازعة و اخر استوف منازعتهم ما فی النصف الاخر فیه نصف
 ایک گہر جو ایک شخص کے قبض میں ہو ایک مرد نے اس کے نصف کا دعویٰ کیا اور دوسری مرد نے تمام گہر کا اور دونوں مدعی خارج گواہی
 تو اول مدعی کا چارہم گہر ثابت ہوگا اور باقی گہر یعنی تین چوتھائی دوسرے مدعی کی بطریق منازعت کے اور منازعت کا طریقہ یہ ہے کہ نصف مال
 مدعی کل کے واسطے سالم ہو بلا منازعت اس واسطے کہ مدعی اول نصف کا دعویٰ کرتا ہو تو نصف باقی مدعی کل کا ہو چکا اس کے اقارب سے پہلے
 و دون کی منازعت دوسرے نصف میں برابر قائم رہی تو وہ نصف و دون میں نصف نصف ہوگا یعنی تو ایک ربع مدعی اول کا ہوا اور تین ربع
 مدعی ثانی کے و قال الثلث لہ و الباقی للثانی بطریق العول لانی فی المسئلة و لای نصفاً فالمسئلة من اثنين و تعول الی ثلث
 اور صاحبین نے کہا کہ تہائی گہر اول مدعی کا اور باقی دو تہائی بیان مدعی ثانی کی ہیں بطریق عول کے اس واسطے کہ مسئلہ مذکورہ میں کل اور نصف
 مجتمع ہو کر تو مسئلہ دسے ہوگا یعنی اس واسطے کہ نصف کا مخرج دو ہیں اور د و عول کرتے ہیں تین کے طرف یعنی تو مدعی کل کے دسہم
 ہوئے اور مدعی نصف کا ایک سہم باعتبار نسبت اثبات ہم حول یہ کہ مخرج میں سہام کی گنجائش نہو بسبب کثرت کے تو سہم سہم کم کر ڈالا
 جائے چنانچہ اسکا شرح بیان کتاب الفرائض میں آویگا و اعلم ان انواع القسمة اربعة و اقسام بطریق العول اقسام ثمانية
 منیرات و دیون و وصیة و مباحا و ذراہم و مسئلہ و سبکایہ و جنایہ و دقیق اور معلوم کر کہ انقسام قسمت کی چار ہیں ایک قسم و
 جنہیں بطریق عول قسمت ہوتی ہے اتفاق امام اور صاحبین کے اور اسکی آٹھ صورتیں ہیں قسمت میراث اور دیون اور وصیت اور محابات
 اور ذراہم مسئلہ اور سبکایہ اور جنایت رقیق ہم میراث کی یہ صورت ہے کہ جب فرائض کے سہام اتو جمع ہوں کہ مترکہ ہیں او بکریور
 ہوئے کی گنجائش نہو تو بطریق حول کے تقسیم ہوگی مثلاً ایک عورت مرگئی اور ایک زوج اور ایک سگی بہن اور ایک ماورسی بہن جو مرگئی تو
 مسئلہ چہ ہو اور بطریق عول کے ساتھ سو اور دیون کی صورت یہ ہے کہ دیون مختلفہ جمع ہو کر کہ مترکہ سے ادا نہیں ہو سکتی تو زار باب دیون
 میں بطریق عول مترکہ تقسیم ہوگا مثلاً ایک شخص کے میت پر سو درہم ہیں اور دوسرے کے پچاس درہم اور کل مترکہ سو درہم ہے اور وصیت کی یہ
 صورت ہے کہ میت نے ایک شخص کے واسطے ثلث مال کی وصیت کی اور دوسری کے واسطے ربع مال کی اور تیسری کے واسطے سدس مال کی
 اور وارثوں نے یہ وصیت جائز نہ رکھی تاہم کہ مرچ وصیت ثلث مترکہ ہریر اتو قیون شخصوں پر ثلث مال بطریق عول تقسیم ہوگا اور محابات یعنی
 محابات کی وصیت کی یہ صورت ہے کہ میت نے وصیت کی کہ جس غلام کی تین ہزار قیمت ہو وہ اس مرد کے ہاتھ ہزار درہم کو بیچا جائے اور جس
 غلام کی قیمت دو ہزار درہم ہے وہ دوسری مرد کے ہاتھ ایک ہزار درہم کو بیچا جائے سو دونوں شخصوں کے واسطے تین ہزار کی محابات
 ہوئی تو ثلث مال دونوں میں بطریق عول کے تقسیم ہوگا اور ذراہم مسئلہ کی قسمت کی یہ صورت ہے کہ مثلاً ایک مرد کے واسطے ہزار کی وصیت
 کی اور دوسرے کی واسطے دو ہزار کی تو دونوں کے فیما بین ثلث بطریق حول کے ہوگا اور سبکایہ کی یہ صورت ہے کہ یہ وصیت کی کہ یہ
 غلام نصف آزاد کیا جائے اور دوسرا غلام سب آزاد کیا جائے اور ثلث مترکہ اس وصیت کو کفایت نہیں کرتا تو ثلث مال و دون کے باقی
 بطریق عول کے قسمت ہوگا اور ہر غلام سب بقدر اس کے حصہ کے سبکایہ سبکایہ اور جنایت رقیق شایع ہے سب میں دو صورتیں
 داخل کر دیں ایک صورت جنایت عبد رقیق غیر مذہبی کی دوسری صورت جنایت عبد رقیق مذہبی کی پہلی صورت یہ ہے کہ ایک غلام نے ایک
 مرد کی آنکھ پھوڑ ڈالی اور دوسرے کو بطریق خطایہ کے مار ڈالا سو دونوں جنایموں میں غلام دس ڈالا گیا تو عبد جانی کی و دون میں
 بطریق عول کے تقسیم ہوگی تو ثلث مقتول کے وارث کے اور ایک ثلث دوسرے شخص کا اور دوسری صورت یہ ہے کہ غلام مذہب نے
 جنایت کی غلام غیر مذہب کے مانند اور قیمت اسکی اولیاء میں جنایت کو مدعی گئی تو دونوں میں قیمت بطریق عول کے قسمت ہوگی کذا فی الخطا

ملک ہوا کی قیمت
 سہم و دیون اور
 عین کا من کے اور
 ایک مسئلہ شایع
 ہیں کا ۱۱
 ملکہ
 قیمت میں ثابت کی
 ملکہ
 بشرطیکہ میت کا مال
 اور یہ ہوا اور وہ
 وصیت کو جائز
 نہ دیکھیں ۱۲

[illegible]

تیز کے یا ایک کا حق بعض میں شائع ہو اور دوسرے کا حق کل میں تو وہاں قسمت بطریق منازعت کے جو ہم بہترین ہوا کہ شائع ہوں کہ تانی ذمہ
 اذین شائع اس واسطے کہ ذمہ میں تبضیع معقول نہیں اور یوں کہنا بہتر تھا شائع فی البضیع دون الکل چنانچہ بحر الرائق میں صریح ہو کہ انی اطحا
 و شند ہاشی ثبت معا علی الشیوع ففعل لایۃ والا فشا کدۃ فلفظ اور صاحبین کے نزدیک جب کہ دعوٰی سہا ہی بطریق شیوع کے ثابت
 ہوں تو قسمت بطریق مول کے ہو اور نہیں تو بطریق منازعت کے یعنی اگر دونوں حق دو وقت مختلف میں یا علی وجہ التیز ثابت ہوں تو قسمت
 بطریق منازعت کے ہے تو سہو یا در کہت چاہیو کہ یہی دونوں قاعدے موجب اتفاق اور خلاف امام اور صاحبین کے ہیں سائل مذکورہ ہیں
 و لو الدار فی ایل یصتا فحی للثانی نصف لا بالقضا و نصف لا بالکفر و اگر اگر دعوٰی و شخصوں کے قبض میں ہو یعنی ایک شخص
 نصف کا مدعی ہو اور دوسرا کل کا تو وہ گہر مدعی ثانی کا ہو نصف بلا قضا اور نصف باقی بواسطہ قضا اس واسطے کہ وجہ ساری جو مدعی ثانی کو
 نصف بلا قضا اس واسطے ملا کہ مدعی اول کا دعویٰ فقط نصف میں ہو تو مدعی ثانی کے واسطے نصف دار سلم ہو چکا بلا منازعت تو اس کو نصف
 ملا بلا قضا اس واسطے کہ قاضی کا حکم نہیں ہوتا بدون دعویٰ اور منازعت کے اور جو نصف کا مدعی اول کے قبض میں ہے اس میں خارج اور ذمی الی
 اگر جامع ہو تو چنانچہ یعنی مدعی کل کے گواہوں کی تقدیم ہوگی ذمی البیع یعنی مدعی نصف کے گواہوں پر کہ انی اطحا و لوفی ید ثلثتہ ف
 ادعی احدہم کلہا و اخر نصفہا و اخر ثلثتہا و یزید فلو ان شیمت عند لا یلمنا زعد و عند ہا بالکفر و ہیا نہ فی الکافی اور اگر
 گہر میں شخصوں کے قبضہ میں ہو اور ایک شخص او نہیں سوا کل دار کا دعویٰ کرتا ہو اور دوسرا نصف کا اور تیسرا ثلث کا اور تینوں گواہ قائم کریں تو
 وہ گہر امام کے نزدیک بطریق منازعت کے قسمت ہوگا اور صاحبین کے نزدیک بطریق مول کے اور بیان سہا کافی میں جو ہم امام کے نزدیک
 قسمت اس مسئلہ کی جو بیس سہم سے پندرہ سہم مدعی کل کے اور چہ سہم مدعی ثانی کے اور تین سہم مدعی ثالث کے اور صاحبین کے نزدیک اس
 تہی سہم قسمت ہو ایک سو تین سہم مدعی اول کے اور مدعی ثانی کے پچاس سہم اور چہ سہم مدعی ثالث کے اور اسکا بیان شرح طحا
 میں شرح مجمع سے منقول سے خوف نقول سے مترجم ہو کر ترک کر دیا و لو بکھنا علی نتائج د ابغی ید یجھا و احدہا و غیر ہما
 و آخر خافعی بین وافی سہا نا دیکھہ بشیقا کذۃ الظاہر اور اگر مدعی گواہ لاؤ ایک جب نور کے نتائج پر دونوں کے قبضہ میں یا
 ایک مدعی کے قبضہ میں یا مدعیوں کے سوا اور شخص کے قبضہ میں اور دونوں مدعیوں نے نتائج یعنی جانور کی پیدائش کی تاریخ بیان کی تو
 اوس مدعی کے واسطے حکم ہوگا جسکی تاریخ اوس جانور کی حشر موافق ہوگی بواسطہ شہادت ظاہر حال ہم سینے جسکی تاریخ جانور کی عمر
 کے موافق ہو اوس کے صدق کی علامت ظاہر ہے اور دوسرے کے کذب کا نشان صریح ہے فلو بکھنا خافعی ہا لای الیہ سوا گروں
 مدعیوں نے تاریخ نتائج بیان کی تو اوس جانور کا حکم ذمی البیع کے واسطے ہوگا و فلو سار ان فی اید یصتا وافی ید ثلثتہ اور دونوں
 مدعیوں کے واسطے حکم ہوگا اگر جانور دونوں کے پاس ہو یا تیسری شخص کے پاس ہو و ان لم یوا فقضا بان خالفت او اشکل فلو ہما
 ان کانت فی اید یصتا واد کا ناخار جائی فان ید احدہما قوی بالکھ ہوا لہم قلت و لہذا اذلی ہا وقع فی الکفر و
 الیہ و الملتقی فتکبر اور اگر تاریخ دونوں مدعیوں کی موافق ہو سہو طرح پر کہ جانور کی عمر کے ساتھ مخالف ہو یا موافقت اور مخالفت
 کچھ معلوم نہ ہوتی ہو تو وجہا نور دونوں مدعیوں کا ہے اگر ان کے قبضہ میں ہو یا دونوں خارج ہوں سوا اگر ایک مدعی کے قبضہ میں
 ہو تو فقط ذمی البیع کے واسطے حکم ہوگا یہی قول اصح ہے میں کہت ہوں اور یہہ یعنی معنف کی یہہ تعبیر دان لم یوا فقضا بہتر ہو
 اوس تعبیر سے جو کنز اور در را در ملتقی میں واقع ہے کتب ثلثہ کی یوں تعبیر ہے و ان اشکل سو سہو دیکھ لے ہم وجہ اولیت یہہ جو
 کہ معنف کی تعبیر عام ہے مخالفت اور اشکال دونوں کو شامل ہے بخلاف تعبیر کتب ثلثہ کہ سہم فقط اشکال مذکور ہے مخالفت
 برہن احد الخار جائی علی الغصب من زید و الا حو علی الوعد منہ استحق یا لہا یا لہا نصیر غصبا گواہ

بیشمار فرش کا قبض نہیں بلکہ قبض اور سونپا ہوتا ہے فرش اور کے گہر میں ہوتا ہے تاکہ انی اہل درختوں کے نوبت و طرفہ
 ہم الاخر لا ھد بئہ ای طریقۃ الذکر منصوص جلی لا یتھالیست بقایا بالسر اور متعلق برابر ہیں مانند اون دو شخصوں کے کہ ایک کے
 پاس کپڑا ہے اور دوسری کے پاس کپڑے کا دوسرا طرف ہے نہ وہ شخص برابر ہے جسکے ہاتھ میں کپڑے کا ہر پہننے چیرے ہم ہر پہننے کپڑے کا طرف
 ہے یا اس واسطے کہ طرف غیر منسوب کپڑا نہیں ہے بخلاف جائے کسی ذرا تازہ عافیت کا حیث لا یقطنی لھا لاحتمال اتریا فی بید غیر ہما
 وھما علیہما لیس فی بید غیر ہما عینی بخلاف اون دو شخصوں کے جو ایک گہر میں بالسر ہیں اور گہر میں جگہ دار کرتے ہیں کہ یہاں دونوں
 کے واسطے گہر کا مکمل نفسا نصف ہوگا کیونکہ جلوس دار ملک کی دلیل نہیں اسل حال سے کہ شاید وہ گہر ان دو شخصوں کے سوا کسی اور کے
 قبضے میں ہو اور وہاں یعنی سلسلہ جلوس فرش میں معلوم ہو چکا ہے کہ فرش دونوں شخص کے سوا اور کسی کے قبضے میں نہیں ہے کذا فی العینی
 والحق ان یکن یجد وھما علیہ او متصل بہ اتصال مرتبہ بان تتد اھل انشاء فی لبتاۃ فی لبتاۃ الاخر ولوں من خشب
 فبان تلو الخشب مرتبہ فی الاخری لدلالۃ علی اتھما بیامعا ولذا اُستحی بذالک لاثہ حیث شد یثنی مرتبہ دیوار اور
 شخص کی جو جسکی کڑیاں دیوار پر رکھی ہوں یا کہ ایک دیوار متصل ہو دوسری دیوار سے بطریق اتصال تریج سطح پر کہ ایک دیوار کی آدھی
 آدھی انہیں دوسری دیوار کی اینٹوں میں داخل ہوں اور اگر دیوار چوبی ہو تو اتصال تریج سطح ہوگا کہ ایک دیوار کی کڑیاں دوسری دیوار
 میں مرکب اور چوبی ہوں بسبب لالت کرتے اتصال تربیم کے اس پر کہ دونوں دیواریں مساتہتی جہی ہیں اور سبب اس کا نام تریج رکھا
 گیا کیونکہ اس وقت میں دیوار مربع بنائی جاتی ہے ہم اتصال دو طرح ہے ایک اتصال ملازقت وہ یہ ہے کہ ایک دیوار کا کنارہ دوسری
 دیوار کے کنارہ سے ملا ہو یعنی دونوں دیواروں کا جوڑ معلوم ہوتا ہو اور دوسرے اتصال تربیم وہ یہ ہے کہ دیوار متنازع فیہ کی ٹیٹیں
 آدھی آدھی دوسری دیوار غیر متنازع فیہ کی اینٹوں میں مست داخل ہوں اور اگر لکڑی کی دیوار ہو تو ایک دیوار کی کڑیاں دوسری میں مرکب
 ہوں کذا فی الدرر مظاہر کہ اتصال تربیم کی حقیقت میں اختلاف ہو اور قول ظاہر کرخی کا یہ قول ہے کہ اتصال تربیم یہ کہ متنازع فیہ دیوار متصل ہو
 اعد المدعین کی دو دیواروں سے دونوں طرف سے اور دونوں دیواریں متصل ہوں اسکی دیوار سے مقابلہ دیوار متنازع فیہ تاکہ دیوار تربیم
 ہو جائے کہ مانند نوا سوقت میں کل شے وہ حکم میں ہوگی انتہی لا یتھالیست اتھما ملازقتہ او تقب وادھ خیال او کھادی لقصہ
 و طبعی یوقضم علی الجند دیم اسکی دیوار نہیں کی دیوار میں اتصال ملازقت ہی یعنی لگا دہی بلا داخل لبتا یا چوبی دیوار میں تقب او داخل
 ہی یعنی سوراخ کر کے لکڑی او سینہ داخل کرنا یا اسکی دیوار نہیں جسکے ہاتھ میں مانند بالسر اور طبعی کے جو کڑیوں پر رکھی جا دیں ہم ہر آدھی
 جمع ہو کر دیکھیں کہ کس طرح التفار اور درمیں سے کہ ہر آدھی وہ کڑیاں ہیں جو دہنیوں پر رکھی جاسا دیں اور اذن پر مٹی ڈالی جا دے مٹی انتھے
 اہل ہند او کو بنگا یا برگر یا تختہ یا چھاپ بولتے ہیں جنہاں یہ ہے کہ دہنیان رکھنا دیوار پر وسیل ملک سے نہ بنے رکھنا بل یکو
 بین الجادین کو تونا زعا ولا یخص بہ صاحب الھکادی بل صاحب الجند ع الواحد اھو منہ خانہ بلا بیگے والی دیوار دونوں
 پر سیون میں شرک ہو اگر دونوں اوسمیں جگہ کریں اور وہ دیوار بیگے والے کی مخصوص ہوگی بلکہ ایک دہنی کا دیوار پر رکھنے والا اس سے
 زیادہ تر حقدار ہے دیوار کا کذا فی النانیہ وکولاحد ہما جند وحم ولا اخر اتصال فلدی الاتصال ولا اخر حتی الوضو و قیل
 لدی الجند دیم ملتقی و متاکم فی العینی وغیرہ اور اگر ایک شخص کی دہنیان ہوں دیوار پر اور دوسرے شخص کی دیوار کے واسطے اتصال
 ہو یعنی اتصال تربیم تو وہ دیوار صاحب اتصال کی ہے اور دوسرے شخص کو دہنی رکھنے کو حق ہو اور بعضوں نے کہا کہ وہ دیوار دہنیوں کا
 کی ہو کذا فی السلفیہ اور پورا بیان اسکا عینی وغیرہ میں ہے ہم محیط میں ہو کہ دیوار کا قبضہ تین طرح ہے جو اتصال تربیم اتصال ملازقت و
 مجاورت اور وضع جند و محاذات بنا تو سب سوا حق صاحب تربیم ہی پر اگر وہ ہو تو صاحب جند ہی پر اگر وہ ہو تو صاحب مجاورت ہی پر

کذا فی المطاوی و اما حق المطالب بمرقم جند و وضع تعدد فلا یسقط با بر او ولا یصلح و عقیق و ابرار و اشیاک و سن
 احکام الساقط لا یمنع من قطع او بر و ہنیاں خلم سے رکھی گئیں اوتنے آہٹا لینے کا حق مطالبہ ہوتا اگر کریت سے اوتے
 و غوازیہ اور اجارہ کو کہانے الاشباہ من احکام الساقط لیس و تراکب و رکبنا چاہے ہم یعنی اگر دہنوں کا مالک او کھاڑا لے کے مطالبہ
 ابراہیم و حق مطالبہ ساقط نہیں ہوتا اس واسطے کہ ابراہیم ان میں نہیں ہوتا بلکہ اوس حق سے جو کیے گئے پر ثابت ہو اور اگر دہنیاں رکھنے والا
 یا جسکی دیوار پر دہنیاں ہیں وہ مکان کو چھڑانے تو مشتری کو مطالبہ حق کا حق ثابت ہو اور اگر صاحب دیوار دہنیاں رکھنے والے کے ہر
 وہ مکان اجارہ رکھی تو حق نہ کہ ساقط نہیں ہوتا کہانے المطاوی و ذ و بیت فی دار فیہا بیت گنبدہ گئی ہو یا منہا فی حق حشا
 فقی یلحقھا نصفین کا لفظ بیت اور ایک کو ہنری اور والان والا بعد اوس گھر کے جس میں بیت کو ہنریاں اور والان ہیں اوس شخص کے ہند
 ہو جسکی بیت کو ہنریاں اور والان ہیں اوس گھر میں سے اوسکے حق کے حق میں تو حق گھر کا دونوں میں نصف نصف ہو راہ کے اخذ ہر حق
 صاحب بیت اور صاحب بیوت حق کے استعمال میں برابر ہیں چنے پہرے میں اور سبب نہ کہنے میں اور لکھریاں چہرے میں و فی غیر ذلک پوچھ
 صاحب بیت اور صاحب منزل اور صاحب دار اور صاحب بیت و ہمد اور صاحب بیوت کیلئے ہر ور میں برابر ہیں بخلاف الشرب اذا
 تنازعنا فیہ فانہ یقتل بالامراض نقد و سقیھا بماء پانی لینے کی باری کے جب کہ دو شخص اوس میں جگر و اکرن تو اسکا اندازہ ہو
 زمین سے ہند اوسکے کیسے کے ہم میں آپاشی میں تھوڑی زمین والا بہت زمین والے کے برابر نہیں اس واسطے کہ پانی کی حاجت ہر کس کو
 ہو تو جتنی زمین زیادہ پانی لینے کی حاجت زیادہ و تو اوس کا اندازہ بقدر راضی کرے و گھٹنا ای الخنا جکان علی یکل منہما فی
 ارضی قضی بینہما فاختصم و دو شخص غیر تابع گواہ لائے اسیر کہ دونوں کا قبض زمین میں ہوتا تو دونوں کے ثبوت قبض کا حکم ہو گا
 تو وہ زمین و دونوں میں نصف نصف ہوگی و لو برهن حلیہ ای علی الید احدھما او کان نصرت فیہا مان لک او جی قضی بیکہ
 لو جی نصرت و اگر زمین کے قبض پر دو دعویوں میں سے ایک شخص گواہ لایا یا دو شخص اوس میں تصرف کرنا بہت اس طرح ہو کہ اوسرا و زمین
 پاتھیں یا عمارت بنائی تو اوسکے واسطے قبض کا حکم ہو گا بسبب پائے جانے اوسکے تصرف کے ہم یعنی ممکن ہستی ہی مذکورہ اوسکے قبض
 کی دلیل ہے ادعی المالك فی الحاکم و شھدنا الشھو کہ ان ہذا العین کان غلک القبل لان کانت فی دھان یحکو متاکہ
 عالم ہی جلی المزیل در یک ایک دعوی نے نے الحال ملک کا دعوی کیا اور گواہوں نے گواہی دی کہ یہ چیز دعوی کی ملک تھی یعنی نام
 ماضی میں تو گواہی مقبول ہے یعنی نے الحال کی ملک دعوی ثابت ہوگی اس واسطے کہ جو چیز ثابت ہوگئی ایک زمانہ میں تو اسکے بانی زمین کا حکم
 رہتا ہے جب تک وہ چیز باقی بجا ہو اوسکے ثبوت کو دور کر دے کہانے الدرر صہب یغیر عن نفسه ای یغیر لکما یقول قال المحدث
 قال قولہ لانه فی یک نفسہ کالیکم ایک لڑکا کہ اپنا مال بیان کر سکتا ہی یعنی جو کہتا ہو اسکو سہتا ہے وہ بولا کہ میں آزاد ہوں
 تو اس کا قول مقبول ہے اس واسطے کہ صبی عاقل اپنی ذات کے تصرف میں اپنے کے مانند ہو یعنی اگر اوسکی مبدیت کا کوئی دعوی کرے تو
 در صورت اوسکے انکار کے بدون شبہا و ت مستبر نہیں کہلئے الدرر فان قال اما عبدة لعلان لغیر ذی الید قضی بہ لای لید
 کہن لا یغیر عن نفسه کا قراۃ بعد م یکنہ سہ اگر صغیر عاقل نے کہا کہ میں فلا نے کا غلام ہوں جیسی اسکا جو ذی الید نہیں تو ذی الید
 کہ وہ یا پاد یگیا چنانچہ وہ مستبر ذی الید کہ دایا جاوے گا جو عاقل نہیں کہ اپنا مال بیان کرے بسبب قرا کر نے مستبر کے لیے عدم تصرف پر
 ہم یعنی جب کہ اوس کو کہا کہ میں فلا نے کا غلام ہوں تو اپنے ملک ہوئے کا اقرار کیا اور اوسکی ملکیت ذی الید کے اوس دعوی سے
 ثابت ہوئی جو غالی سے ماضی سے مستبر کے اقرار سے قرا ب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اقرار مستبر کے حق میں مستبر نہیں علی الفور کہ
 اسکا تدارک بدعوی حریت ممکن ہے کہانے المطاوی فلو لک و ادعی الحرۃ کلمہ مع البرھان لما تقررت الناقض فی دعوی

کتاب المدعو
 جلد سوم
 صفحہ ۲۰۴

الخیر لکھ لایتم صحۃ الد علی ہر اگر سنیہ نہ کر بائع ہوا اور اسے آزادی کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے ہوگا اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہو کہ دعویٰ حرت
 میں تناقض صحت دعویٰ کا بائع نہیں ہم سے انقص کے پہلے اقرار عدم تکلیف کی حالت میں ہوا ہر باب **دعویٰ النسب**
 یہ باب ہر نسب کے دعویٰ میں اللہ عو کے نوعان دعویٰ استیلا و دعویٰ ان یکن اصل العلوق فی ملک المدعی دعوت و قسم
 ایک استیلا کی دعوت و دوسرے ہر کہ اصل علوق لینے لفظ رہنا مدعی کی ملک میں ہو ہم اگر عرب طعام میں دعوت بفتح وال بولے
 میں اور نسب میں بکسرال کہتے ہیں و دعویٰ مختار و وہی بخلافہ دوسری منہم تحریر کی یعنی آزاد کرنے کی دعوت اور دعوت
 استیلا کے مخالف ہو یعنی مدعی کی ملک میں لفظ نہ ہو والا اول اقوالی لیسبقہ و استنادا ہا لواقب العلوق و اقتصار
 دعویٰ المختار علی الحال و سلیقہ از اول یعنی دعوت استیلا قوی تر ہر بسبب اس کے سابق ہونے اور اس کے مستند ہونے کے
 وقت علوق ہو اور مقصور ہونے دعوت تحریر کے بالفعل پر اور عقرب یہ بیان واضح ہوگا قبیلہ و لکھ لاقل من سبۃ اشہر
 منذ بیعت فادعہ البائع ثبت نسبہ منہ استیلا لعلو قہا فی ملک و مبنی النسب علی الخفاء فیعنی فیہ التناقص
 یعنی لونڈی جنی چہہ مینے سے کثرت میں جس وقت نہ کہ اس کی بیہ ہوئی ہر اس ولد کا بائع نے دعویٰ کیا تو ولد کا نسب بائع سے ثابت
 ہوگا اور ہر استیلا کے بلربیکے علوق رہنے کے بائع کی ملک میں اور نسب کی بنا پوشیدگی پر ہے تو اس میں تناقض صاف ہوگا
 یہاں تیس پہلے کہ بائع سے نسب ثابت نہوا دوسری قول ہے ز فرار امام شافعی کا واسطے کہ بائع کا بیچنا یہ اقرار ہو اس کے جائز
 کہ وہ لونڈی ہے ام ولد نہیں تو اب دعویٰ نسب صریح تناقض ہو بیان استیلا یہ ہے کہ بنا ہی نسب پوشیدگی پر ہے تو اس میں تناقض
 صاف ہے جب کہ متیقن ہوا ولادت سے کہ حاصل ہو رہا تھا بائع کی ملک میں اور نسب کی بنا پوشیدگی پر اس واسطے ہوئی کہ آدمی کا ہر گوار
 کرتا ہے کہ میرا مظہ نہیں ہر ظاہر ہوتا ہو کہ لفظ اس کی ہو تو یہ عذر ہو سکتا ہو اعتبار متاقت کے متواترین و اذا احتسب استیلا
 فضبارت ام ولد لا فیفسخ البیع و ہر المشتق اور جب کہ دعویٰ مشک صحیح ہو تو علوق مستند ہوگا ملک بائع کے زمانہ کے طرف تو لونڈی بائع کی
 ام ولد ہوگی تو بیع لونڈی کی منسوخ کیا جائیگی اور من اس کا مشتری کو پہر دیا جائیگا و لکن اذا ادعای المشتی قبلہ ثبت نسبہ منہ لوجود و لکھ
 و لکھ با قرارہ و قبل یجمل علی ائہ لکھ کام اسلوا لکھ اثر اشتراکھا و لیکن جب کہ ولد کا دعویٰ کیا مشتری نے بائع کے دعویٰ سے پہلے تو
 ولد کا نسب مشتری سے ثابت ہوگا بسبب پاؤ جانے مشتری کی ملک کے اور لونڈی کا ام ولد ہونا اس کے اقرار سے ثابت ہوگا اور بیہوں نے پہا مشتری کا
 دعویٰ سیر محمول ہوگا کہ مشتری نے اس لونڈی سے نکاح کر لیا تھا بائع کی ملک میں پہر استیلا دیا پہر شو خرید کر لیا و لکھ عا قعہ ای عم اذ عا
 البائع و بعد لا لان دعویٰ نہ ستر ہو و البائع استیلا لکھ کان اقویٰ کما مراد اگر مشتری نے بائع کے دعویٰ کے ساتھ دعویٰ کیا
 یا بعد اس کے دعویٰ کے دعویٰ کیا تو اس کا دعویٰ سب سے نہیں اس واسطے کہ وہ دعوت تحریر ہو اور بائع کی دعوت استیلا ہو تو دعوت استیلا
 ہی قوی تر ہر کی چنانچہ مذکور ہو چکا شروع باب میں و لکھ ایثبت من البائع لواء عا بعد سب اکم بخلاف موت الولد لقواست
 الا کجیل اور بطرح ثابت ہوگا نسب لکھ بائع سے بعد مر جانے اس کی مائے بخلاف موت ولد کے بسبب فوت ہو جانے اصل کے ہم یعنی حرت
 میں اصل دلہر اور لونڈی کی آزادی تو ولد سے مستفاد ہوئی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ولد موت سے مستغنی ہو گیا نسب و یاخذ
 البائع بعد موت ائہ و یسرد المشتی کل الثمن و قالہ حصہ و اور بائع ولد کو لکھا اس کی مائی موت کے بعد اور مشتری پر اس
 پہر لے اور صاحب نے کہا بعد حصہ ولد کے نہیں پہر و اعنا قہما ای اعتنا المشتی اکم و الولد لکھ قہما فی الحکمر اور دونوں کثرت
 یعنی مشتری کا آزاد کرنا یا ام ولد کو ان دونوں کی موت کے نامزد ہو حکم میں ہم اولہ والولد و انھنے اسے جس میں جمع بین لم یطوف و یاخذ
 یا نرے جب اعتنا موت سے اسند ہوا تو اگر مشتری نے ان کو آزاد کیا نہ ولد کو پہر بائع نے دعویٰ کیا کہ وہ میرا بیٹا ہے تو دعویٰ سیر ہو اور

اوسکے نسب اور سبب ثابت ہو اور اگر ولد کو آزاد کیا نہ مانکر خود دعویٰ بیچ نہیں جن ولہ جن اس واسطے کہ اگر بیچ ہو تو اقرار باطل ہو اور حق بعد و قریب کے
 بطلان کا اتناال نہیں کہتا اور نہ اس کے حق میں دعویٰ بیچ ہے اس واسطے کہ ماؤں کی تابع ہی پر جب اصل میں صحیح ہو تو تامل کے حق میں لغو اور
 صحیح ہو کر کہ انی الطلاق من المبع ذلالتہ بیکر کا لا عتاق لانه ایضا لا یجوز الا بطلان ذمہ جہتہ اتفاقاً ملاتی وغیرہ ولذا صحیح تھا کہ ایضا
 حل الصبیح من مذہبہ لا مام لثما فی القسستان والبرہان اور دیگر کثرتی کا اقرار کے مانند ہے اس واسطے کہ تدبیر ہی اقرار کو
 مانند محمل ابطال نہیں ہے اور بائع ولد کا حصہ شتری کو پہر سے باتفاق امام اور صاحبین کے لینے جب کہ مشتری ما کو قسط آزاد کرے یا دیگر کو
 بدون ولد کے کڈنے اقلتی وغیرہ اور اس طرح مال کا بھی حصہ پہر دی ہو چھٹل بیچ کے امام کے مذہب کو چنانچہ قسستانی اور برہان میں ہو و نقلہ
 فی الدررۃ المصنوع عن الہیڈایۃ حل خیلان ما فی الکافی عن المبتسوطہ اور نقل کیا ہو سیکر درر اور مع الفقار میں ہدایہ سے برہان
 اور قول کے جو کافی ہیں بسوط سے مقول ہے ہم دریں ہدایہ سے یہ مقول ہے کہ جب شتری ما کو آزاد کرے یا دیگر کو بائع حصہ شری ولہ
 شتری کو پہر دی صاحبین کے نزدیک اور امام کے نزدیک بقول صحیح تمام شریں پچھلے چنانچہ موت میں نہ ہو اور کافی میں بسوط سے یہ مقول ہے
 کہ حصہ ولد پہر دی نہ اوسکی مال کا حصہ باتفاق امام اور صاحبین کے کڈنے اور در خطا دی نے کہا اتفاقاً نے ہدایہ میں اعتراض کیا ہے کہ عمر شری
 امام سے جامع صغیر اور اصل لینے بسوط میں تصریح کی ہے کہ حصہ شری ولد پہر جاوے گا اور اس طرح کرخی اور خطا دی نے اپنے مختصر میں اور بیچ شری
 الامہ بیچنے نے شامل اور کفایہ میں اور ابو الیث نے شرح جامع صغیر میں تو ظاہر ہو کہ حدایم کا قول مرجح ہو اگر حصہ اوس نے اوسکی بیچ
 کی ہے چنانچہ سبزی زادہ نے اوسکو بیان کیا ہے انتہی و عبادۃ الموعوبین وان الذکا لا یعد علقہا و موتہا کتبت منہ و حلیہ
 دگہ المشی والکفایۃ اور حصہ و قیل لا یعد حصہ ہا فی الاعنایۃ بالاعنایۃ استغنی فلیحفظ اور مواہب الرحمن کی یہ روایت ہو اور اگر
 بائع نے ولد کا دعویٰ کیا بعد آزاد کرینے اوسکی مال کے یا اوسکی موت کے بعد تو ولد کا نسب بائع سے ثابت ہوگا اور پہر شریں پہر دینا لازم آوے گا اور
 صاحبین نے حصہ ولد کے پہر لینے پر اتفاق اور قول ضعیف یہ ہے کہ مال کا حصہ شریں اقرار بائع پر انہماج انتہی کے ساتھ تو اس اختلاف کو بائع پر
 ہدایہ میں جس قول کو مواہب میں ضعیف کہا ہے وہی قول مستحب ہے چنانچہ مذکور ہو چکا کڈنے اطمینان دی ولو ولدت الامۃ المذکورۃ لا کثر من حلالہ
 من وقت المبیع و صحت قالہ المشتدۃ ثبت بالنسب بمقتدایہ وھی ام ولد علی المعنی اللغوی لیکما حکم الامام علی الصلح لہم
 اگر لونڈی نہ کرے جنی و در بر سر جو زیادہ مدت میں بیچے وقت سے اور بائع نے اوسکے ولد کا دعویٰ کیا اور مشتری نے بائع کی تصدیق کی تو ولد کا
 نسب ثابت ہوگا بائع سے مشتری کی تصدیق سے اور لونڈی بائع کی ام ولد ہوگی جسے لغوی نکاح کی ماہ سے بائع کا مال صلح اور تقویٰ پر محمول کرے کہ ہم
 بتو نسب شریں تصدیق کو اس واسطے حاجت ہوئی کہ مملوک ولد کا بائع کی ملک میں بالیقین واقع نہیں ہوا اس واسطے کہ مدت محل و در بر سر زیادہ نہیں
 ہوتی بائع کی ام ولد بیٹے اصطلاحی اس واسطے وہ لونڈی نہ ہوئی کہ سہیلہ بائع کی ملک میں نہیں ہوا بلکہ باعتبار حسن ظن نکاح سے ہوا یعنی مشتری نے
 لونڈی کا نکاح کر دیا ہوگا بائع سے بعد اپنے خرید کر نیکی تو ولد مشتری کا مملوک نہیں ہوگا اور سب اس کا بائع سے ثابت ہوگا اور اگر بعد بیع پوریے
 و سال میں لونڈی جسے لے کر بھی بھی حکم ہے کذا فی الطحاوی لغتاً بقی لو ولدت فیما بایں الاکل والاکلیران صمدۃ فہکلمہ لا وال
 الاحتمال العلوق قبل بیعہ والا لا باقی رہا یہ حال کہ لونڈی جنی اقل اور اکثر مدت محل کے مابین میں یعنی سات مہینوں سے تیس مہینوں تک اگر
 مشتری نے بائع کی تصدیق کی تو اس کا حکم اول کے مانند ہو لینے ولد کا نسب ثابت اور لونڈی بائع کی ام ولد بیٹے اصطلاح سے ہوگی اس احتمال سے
 کہ مملوک رہا ہوگا بائع کی بیعت سے پہلے اور اگر مشتری نے بائع کی تصدیق کی اس طرح کہ اوسکی مذہب کی خواہ ولد کا دعویٰ کیا گیا ہو کہوت کیا
 نہ تصدیق کی نہ مذہب تو اول کا حکم نہیں ہوتا تو تاذافا لفقوال للمشتدۃ اتفاقاً ولذا الیئینۃ لہ عند الثانی خلا فاللثالث
 شدتہا لہ و شری صحیح اور اگر بائع اور مشتری نے جھگڑا کیا مثلاً بائع نے کہا کہ میں نے اوس لونڈی کو بیچا ایک مہینے سے اور ولد پہر

اور مشتری نے کہا چہ پہنوں سے زیادہ مدت ہو چکی ہے کی اور ولد تیرا نہیں ہے تو مشتری کا قول در صورت عدم بینہ مقبول ہوگا بالاتفاق اور پہلے
گواہ ہی کیے مقبول ہیں ابو یوسف کے نزدیک برخلاف مذہب محمد کذلک لیسر بن ابیہ شمس الجمع و فیہ کو ذلالت عند المشتري ولد یکن
احدہما لدن سیتہ اشہد والاخر لا لیسر اذعی البائع الاول ثبت نسبہما بالا تصدیق المشتري اور شرح مجمع میں ہے
اگر کوئی دینی جن مشتری کے پاس دو لڑکے ایک لڑکا چہ بیٹے سے کثرت میں اور دوسرا لڑکا دو برس سے زیادہ مدت میں پہر بائع نے اول ولد کو
دعوی کیا تو دونوں کا نسب بائع سے ثابت ہوگا بدون تصدیق کرنے مشتری کے ہم اور صورت میں نسب و دونوں کا ثابت ہوگا چہ
دونوں کی ولادت میں چہ بیٹے کی مدت نہ گذر گئی ہو اس واسطے کہ وہ دونوں تو آئین میں کہ ایک نطفے سے پیدا ہوئی ہو چہ اول میں دعوی
بائع کا بلا تصدیق محقق ہوگی تو دوسرے میں ہی مشتری کی تصدیق کی کہ یہ حاجت ہوگی اور بیع منسوخ ہوگی اور شن پہر دیا جائیگا بائع من و لا عند
واذ حال بعد بیع مشتریہ ثبت نسبہ لکن العلوق فی ملکہ و فرقیعہ لان البیعة یحتمل النقص بائع نے اس ولد کو بیجا جواد کے
پاس لٹائی سے پیدا ہوا اور مشتری نے اس کو تیسری شخص سے بیجا پہر بائع نے اس کی فرزند کی دعوی کیا تو اس کا نسب ثابت ہوگا بسبب
علوق کے بائع کی ملک میں اور ہم اس کی پر جیائی اس واسطے کہ بیع تو فریقین کا احتمال رکھتی ہے یعنی اور حق دعوت تحمل نقض نہیں لہذا یہ ملحوظ حق
دعوت منقوض ہوگی و لکن اہل کھو کو کاتب الاولاد و ہرہنہ ادا جرحا و کاتب لائم او ہرہنہ ادا جرحا او ہرہنہ ادا جرحا ثم اذ حال فیست
نسبہ و ہرہنہ القصر فاک بخلاف الاعناق لکما تر اور پہلے بیع کے مانند حکم کے اگر بائع نے ولد کو کاتب کیا یا اس کو رہن رکھا یا
اجارہ دیا یا اس کی کو کاتب کیا یا اس کو رہن کیا یا اجارہ دیا یا اس کی کسی طرح کر دیا پہر بائع اس کی فرزند کی دعوی کیا تو اس کا نسب بائع سے ثابت ہوگا اور یہ تصرفات مذکورہ
کتابت اور رہن اور اجارہ اور بیکل پہر دے جاوینگے بخلاف اعناق چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی اگر مشتری نے کو آزاد کر دیا تو وہ ہوگا اس واسطے
کہ عناق محتمل ابطال نہیں بائع احد التوابع المولودین یعنی علیقا و ولدا عندہ و آعلقہ المشتري تہ اذعی البائع الاولاد
الاخر ثبت نسبہما و بطل علق المشتري بایرفوقہ و ہو محویۃ الاصل لا تھما علیقا فی ملکہ حتی لو اشتراھا کجلی المبیع
علقہ لکن اذ علق حقہ فیمقتصر علی غیریہ و حرام بہ المصنف بیجا ایک توام کو تو آئین مولودین سے یعنی وہ تو آئین جن کا علق امر
تولد بائع کے پاس ہوا اور مشتری نے اس کو بیچ دیا پہر بائع علق دوسرے ولد کو جس کی بیع واقع نہیں ہوئی دعوی کیا تو دونوں کا نسب بائع سے ثابت
ہوگا اور آزاد کرنا مشتری کا باطل ہو جائیگا اس امر کے سبب جو زیادہ اور انچاسے علق سے وہ امر فاق حریۃ اصلی ہے یعنی اور علق حریۃ
عارضی ہے و وزن کا نسب ایک کے دعوی سے اس واسطے ثابت ہو گیا کہ دونوں کا علق بائع کی ملک میں رہا تھا تو اگر کوئی دعوی کو حاملہ خرید کیا اور
بعد اس کے وہ دو توام جنی اور مشتری نے ان میں سے ایک لے کر بیچ دیا اور مشتری ثانی نے اس کو آزاد کر دیا پہر مشتری اول نے ولد ثانی کا دعوی
کیا تو مشتری ثانی کا علق باطل ہوگا اس واسطے کہ یہ دعوت تحریر سے نہ دعوت استیلا اس واسطے کہ علق اس کی ملک میں نہ تھا تو دعوت
تحریر فقط ولد ثانی پر مقصور ہوگی کذلک العینے وغیرہ اور کسی پر جزم کیا ہے مصنف نے اپنی شرح میں تم قال وحیلۃ اسقاط دعوی البائع
ان یقر البائع لہ ابن عبدہ لا فلان فلا یقضی دعوی الابدان اجنبی پر مصنف نے اپنی شرح میں کہا اور دعوی بائع کے اسقاط کا حیلہ یہ
ہو کہ بائع اقرار کرے کہ کینز بیع کرے و لیسر فلا نے غلام کا بیٹا سے تولد اس اقرار کے بائع کا دعوی صحیح ہوگا کہ بی کذلک المجتبئین اس واسطے کہ غیر
نسب کا اقرار تحمل نقض نہیں و قد افاذہ لفق لہ قال عمر و لصہبۃ فہ اوقع غیلہ عینی ہوا ابن لید الغائب ثم قال ہوا ابی ام لیکن
ابنہ ابدان و صلیہ لہ تجد زید یفق تہ خلافا لہ لان النسب لا یحتمل النقص بعد ثبوتہ حق لو صدقہ بعد تکذیبہ
صحہ و البیہ مصنف نے اشارہ کیا احتیاط مذکور پر اپنے امر فل سے کہ عمر و نے مثلاً کہا اس صغیر کو جو اس کے ساتھ ہے کسی اور شخص کے ساتھ ہے
کہ کوئی زید غائب کا بیٹا ہے پر وہ بولے کہ وہ میرا بیٹا ہے تو اس کا بیٹا کہی ہوگا اگرچہ زید مذکور اس کی فرزند کی مانند ہو بخلاف صاحبین اس واسطے کہ

الابن لیس فی ذلک و تاکه فی جماعه الفصولین من الفصول الشایع و العشاء و اورا کر مرع علیہ مدعی کی فرزند می کا منکر ہو تو فرزند
 کہا جائے کہ گواہ تو مکرر پیش باب کی میراث پر اور اس پر کہ تو اس کی بیٹا ہے اور در صورت عدم شہادت مدعا علیہ پر قسم نہیں اور قول صحیح یہ ہے
 کہ اس کی تعلیف جو علم پر اس طرح کہ وہ فرزند کا بیٹا ہو اور وہ مرگیا یعنی مرع علیہ یون قسم کہا کی کہ میں نہیں جانتا کہ تو فرزند کا بیٹا ہے
 اور وہ مرگیا ہو تو قسم بعد فرزند مکلف ہو گا اور سپر گواہ لائیکے لئے یعنی جب فرزند مال لینے کا ارادہ کرے تو اس پر اقامت بیٹہ اپنے و مرد
 پر لازم ہوگی اور پر ابیان اس کا جماع الفصولین میں ہے سنا سیون فصل سے ہم جامع الفصولین میں باقی بیان یہ ہے کہ اگر مدعا علیہ قسم سے
 انکار کرے تو نسب اور موت کا معرطہ ہو گا اور مال کا منکر تو اب مدعا علیہ سی مال پر یعنی قسم بیجا کی نہ علم کی انتہی مختصا اور یہ بیان نہایت
 فصل میں ہے سنا سیون کذا فی المطاوی و لو کان الصبی حرم مسلیم و کافر فحقا لم یسئل و یسئل و قال لکافر هو ابی فقول
 محرم ابی انک فرزند لہ الحریۃ حاکم و الا سلام ما لا اور اگر ایک لڑکا جو مسلمان اور کافر کے ساتھ مسلمان کہتا ہو کہ وہ میر غلام ہے
 اور کہ فر کہتا ہو کہ وہ میرا بیٹا ہے تو وہ از او سے کافر کا بیٹا باب کے حاصل کر نیکیے از او سی کو لفضل اور حصول اسلام انجام کار کہ ہم بیٹے
 و اول توحید پر محافل پر ظاہر ہیں تو بعد بنوع اسلام مغیر متوقع ہے اور اگر ایک پس ہوتا یعنی مسلمان کا غلام تھا تو اسلام تو اس کو باقیع حاصل
 ہوتا لیکن اس کو از او سے حاصل ہوتی و جزم ابی الکمال یا کہ یکن مسلما لان حکمہ حکم دار الاسلام و غیر اہل الخلفۃ
 فی الحفظ اور ابن کمال نے یقین کیا ہے اس پر کہ طفل نہ کہ مسلمان ہو گا اس واسطے کہ اس کا حکم دار الاسلام کا حکم ہے اور نسبت کیا ہو اس قول کو
 تنجید کے طرف تو اس خصلت کو مادر کتب چاہیے قال زوج امرأتی لصلبتی معهما ہون ابی من غیرہا و قالک ہو ابی من غیرہ
 تنجید ابی معہا ان اذ عیامتا و الا فقیہ تفصیل ابی الکمال عورت کے شوہر نے کہا اس لڑکے کو جو زوجین کے ساتھ ہو کہ وہ
 میرا بیٹا ہو اس عورت کے سوا اور عورت سے اور زوجہ کہتی ہے کہ وہ میرا بیٹا ہو کے سوا اور زوج سے تو وہ دونوں کا بیٹا ہو اگر دونوں نے ساتھی
 دعوی کیا اور اگر ساتھی دعوی نہیں کیا تو اس میں تفصیل ہے کہ ان کو کہ ابی الکمال ہم تفصیل مذکور یہ ہے کہ اگر زوج نے اول دعوی کیا تو وہ لڑکا
 بیٹا ہو گا اور عورت سے تو اگر اس کی زوجہ بعد اسکے دعوی کرے تو اس سے نسبت ثابت نہو گا اور اگر عورت نے اول دعوی کیا پھر زوج نے کہا
 کہ وہ میرا بیٹا ہو اور عورت سے تو اگر وہ دونوں میں نکاح ظاہر ہے تو عورت کا قول مقبول نہیں اور وہ دونوں کا بیٹا ہو اور اگر وہ دونوں کا نکاح
 ظاہر نہیں تو عورت کا قول مہتر ہے اور اس کا نسب رت سے ثابت ہو گا بشرط تصدیق مرد یہ اس صورت میں ہے جب کہ لڑکا اپنا حال بیان
 نہ کر سکتا ہو اور اگر بیان کر سکتا ہو اور وہ ان رقیب ظاہر نہو تو لڑکے کا قول مقبول ہے مرد یا عورت جسکی وہ تصدیق کر لیا اسی سے اس کا
 نسبت ثابت ہو گا کذا فی المطاوی عن السراج مختصا و هذا فی غیر فقیہ و الا بان کان معیدا فھو لیکن صدق کہ اور یہ یعنی دونوں کا ولد
 ہوتا اس وقت جب کہ طفل اپنا حال بیان نہ کر سکتا ہو اور اگر ابی ہو یعنی بیان کر سکتا ہو تو وہ لڑکا اس کا جو کہ وہ سچا کہی لان قیام یدیکما
 و غیر شھما یفید انہ مقصدا اس واسطے کہ زوجین کا تصرف طفل پر اور وہ دونوں کا قیام فراش یعنی زوجیت اسکی مفید ہے کہ وہ لڑکا دونوں
 کا ہے ہم مطاوی کہتا ہے علت جو مصنف کے اس قول کی فوجا ہوا اور بہر نسبت کہ غلت مذکورہ اس قول کے پاس نہ کو زوجی و لول لدت آیت
 اشترکھا فامسخت غلام الالب قیام الاولاد یوم الخصم خلاۃ یوم الماتم اور اگر وہ لڑکی ہو جس کو مشتری نے خرید کیا مشتری سوچتی
 پر وہ لڑکی مستحق ملک غیر مالکی کی نکلی تو اب یعنی مشتری ولد کی قیمت تاوان سے وہ قیمت جو اسکی خصوصیت کے دن بہرے اس واسطے کہ یہ
 خصوصیت منہ کا دن ہے یعنی مشتری بدعو فرزند سی وہ لڑکا لڑکی کے مالک کو نیک و ہونے والا ہے مگر ذکا و المخر و لمن یطأ امراۃ
 معتدۃ علی ملکین و نکاح فتلک منہ فتلک حق اور لڑکا آزاد ہے اس واسطے کہ مشتری مفرد یعنی فریب خوردہ ہو مفرد وہ
 شخص ہے جو ایک عورت سے صحبت کرے اسکی ملک یمن یا ملک نکاح کے اٹھا پر ہر وہ عورت اس کو جو ہر وہ شخص غیر شکے فلذا اقال و

[illegible]

۱۱ ایک نیشنل سروس کے بہت قائل ہوں

اسبباً فذہونہ اقرار کے اپنی ذات پر اور اگر اقرار انشہوتو صحیح نہوتا بسبب جو دہونے ملک کے تعلق اقرار کے وقت مقرر اس مال کا مالک
تھا کہ اقرار صحیح ہوتا مگر مثلاً زید نے اقرار کیا کہ میرا غلام خالد کا ہو پھر زید اس کا مالک ہوا کیسے تین نوادہ سپر لازم ہو گا کہ غلام خالد کو تسلیم کرے
نفی ابوہود نے کہا کہ اس مسئلہ سے نکلتا ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک چیز کا دعویٰ کیا خیر کے قبضے میں ہر ایک شخص نے اس کی گواہی دی اور کسی
وجہ سے مقبول نہ ہو پھر شاہداد اس چیز کا مالک ہوا تو اس کو تسلیم الے المدعی کا حکم ہو گا وہی الاشبہاء آفریقہ عین حکم نثر شرا لا علق علیہ
ولا یرحم بالکفری اوبو افضیۃ دارثم شراھا اوقیر فقاصادت دقفا معاخذ لا یرحمہ اور شبہا دین ہو کہ ایک غلام کی آزاد کی اقرار
کیا پھر اس کو خرید کیا تو وہ غلام اد سپر آزاد ہو جائیگا اور اس کا من بائع سے نہ پھر لے لیا گیا ایک گھر وقف ہونے کا اقرار کیا پھر اس کو خرید لیا
یا اس کا وارث ہوا تو وہ گھر وقف ہو جائے گا اس کے زعم پر مؤخذہ کر کے ہم جمع من اس واسطے نہ ہو گا کہ اقرار فقط مقرب رجح ہوتا نہ غیر
ولا یصح اقرار لا بطلاق وعناق مگرھا ولو کان انشاء کعدم التخلیف اور صحیح نہیں اس کا اقرار طلاق اور عناق کا زبردستی
ہو اور اگر ہنسا رانشہوتو صحیح ہوتا بہت عدم تخلیف ہم طلاق اور عناق کا اقرار ازراہ زبردستی اس واسطے صحیح نہیں کہ دلیل کذب یعنی اگر اد
سوجو ہو اور ازراہ اخبار سے احتمال رکھتا ہے صدق اور کذب کا نزاد کے مدلول لفظ وضعی کا مختلف لفظ سے جائز ہو اور اگر انشہوتو مختلف
صحیح نہوتا اس واسطے کہ انشامین مدلول لفظ وضعی کا مختلف متع ہے وحق اقرار العبد الماذون بعین فی یدہ والمسلم یجزم بضعف
دالہ مشاعاً والمرأۃ بالزوجۃ من غیر شہود ولو کان انشاء کعدم التخلیف اور صحیح ہے اقرار عبد اذن کا اس عین بن جو اس کے
پاس ہو اور مسلم کا اقرار صحیح ہے شراب میں اور اپنے گھر میں سے نصف مشاع کا اقرار صحیح ہو اور نہ وجہ کا اقرار عورت کے جانب سے بلا شہود
صحیح ہو اور اگر اقرار انشہوتو نمائی مذکورہ میں صحیح نہوتا مگر حدیث انشہوتو کے عبد اذن کا اقرار اس واسطے صحیح نہوتا کہ اس کا اقرار
شرع ہوتا اس کے جانب سے اور عبد لاتی تبرع کے نہیں اور جب سلم نے شراب کا اقرار کیا تو اس کو حکم ہو گا کہ مقرر لکھتیم کرے اور اگر انشہوتو اقرار
تو لازم آتی تھیک شراب کی مسلم کے جانب سے اور جب سلم نے شراب کا مالک ہو سکتا ہو نہ غیر کو مالک کر سکتا ہو اور نصف دار مشاع کا اقرار
صحیح ہو البسبب اخبار ہونیکے اور اگر انشہوتو نمیشاع ہوتا اور نمیشاع قابل مست نام نہیں ہوتا باوجود قبض کے بھی اور بیطرح زوجیت کا
اقرار اخبار ہونے کی جہت سے صحیح ہوتا نہ بلا شہود صحیح نہوتا ولا تسمع دعواہ علیہ بانہ اقرہ بشئ معین بناء علی الاقرار لہ
بذلک بہ یقنی لانہ ایجا کرجل الیکذب حتی لو اقرہ کا ذیالم یحیل لہ لان الاقرار لیس سلباً للیمالک نعم لو سلمہ بیضا
کان ابتدا عہبہ وہو الا کجہ منازیۃ اور سمع نہیں دعویٰ مقرر کا طرح کہ اسنو اس کے واسطے شئ معین کا اقرار کیا بنا براس
اقرار کے اسی قول کا فتویٰ ہے اس واسطے کہ اقرار محمل کذب کا بیان نہا کہ اگر چہ اقرار کرے مقرر کہ وہ چیز حلال نہیں یعنی اس کو
زبردستی لینا باعتبار دیانت کے جائز نہیں اس واسطے کہ اقرار مالک ہونے کا سبب نہیں ہاں اگر مقرر اپنی خوشی مقرر کہ وہ چیز تسلیم کرے
تو اب یہ ابتدا عہبہ نہیں ہو گا اور یہی قول اوجہ اور مدلل تر ہے کہ نے البرازیۃ الا ان یقول فی دعواہ ہو علی ذاقولی بہ اویقول
لی علیہ کذا وھکذا اقرہ فہنسم اجماعاً لانہ لو یجعل الاقرار سبباً للوجوب مگر یہ کہ مدعی اپنے دعویٰ میں یون کہو وہ شے
سیری ملک ہو اور مدعا علیہ اس کا اقرار یہی کیا ہو میری واسطے یا یون کہے کہ میرا دسبر اتنا ہے اور بیطرح اس نے اقرار یہی کیا ہو تو اب پھر
سمع ہو گا بالاتفاق اس واسطے کہ مدعی نے اقرار کو وجوب ملک کا سبب نہیں پھر یا نفرو انکو الا قرار اهل یختلف الفوقی انہ لا یختلف
علی الا قرار بل علی المال پھر بعد دعویٰ ملک اور اقرار کے اگر مدعا علیہ اپنے اقرار کرنے کا منکر ہو تو کیا اس کو قسم لیجاگی یا نہیں تو یہ ہے
کہ اس کے اقرار پر قسم لیجاگی بلکہ مال مدعا علیہ پر قسم لیجاو اما دعویٰ الاقرار فی الذم فہنسم عند العاقلۃ اور اقرار کا دعویٰ
تو دفع میں جمہور فقہاء کے نزدیک سنی ہو یعنی اگر مدعا علیہ گواہ قائم کیے کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ اس کا حق جانب مدعا علیہ ہے نہیں یا میں

ماہر مدعا علیہ کی گواہی تو خود موسوم اور گواہ مقبول ہیں دلوجہ التامی وہی الاشارة لودک المقرله اقوالہم قبل لا یقنعوا لیس کان
 اشکارا لہذا اور با تدار و جہانی ہی اقوالہ کے انشا ہونی کے اگر مقر کا اقرار کیا لے ادا اسکے قبول کیا تو صحیح نہیں اور اگر اقرار حصار ہوا
 تو صحیح ہوتا م اقرار بعد روکے وہاں صحیح نہیں جہاں نہ ہوا وہ جہاں ہوا وہ کرینے سے چاہے ہو وغیرہ اور جو چیز دکر دینے سے رو نہیں
 جوتی چاہے ہوتی اور نسب تو اس میں اگر اقرار کر گیا اور بعد روکے کرینے کے مقربہ اس کا دعوی کر گیا تو مقبول ہے اور عقود کا نہیں ہند کلاخ رو
 نہیں ہوتے روکے سے اگر مرد نے عورت سے کہا کہ میں تجھ سے کل نکاح کیا عورت نے کہا کہ نہیں یہ بولی کہ مان اور مرد کہ نہیں
 نہ مرد کو نکاح لازم ہوگا اس واسطے کہ مرد کا اقرار طہل میں ہوتا ہے کہ نکاح عقد لازم ہے کہ بجز داکار احمد الزوجین کے باطل نہیں ہوتا عورت
 کی تصدیق بعد کذب کے صحیح ہو تو نکاح ثابت ہوگا اور مرد کا انکار بعد اقرار کے معتبر نہیں کہ کذا نے لکھا ہی واما بکذا القبول فلا یثبت مالوڈ
 اور بعد قبول کر لینے کے تو اقرار رو نہیں ہوتا روکے سے ولوا عاد المقر اقرارہ نصہ قہ کریمہ لاثہ اقرار آخر اور اگر مقر نے دوبارہ اقرار
 کیا بعد روکے کے سو مقر نے اس کی تصدیق کی تو اس کو لازم ہوگا اس واسطے کہ یہ دہا اقرار ہے جس کی تصدیق ہوئی اور اقرار مرد و عورت
 ثم لا انکرا اقرارہ التامی لا یختلف ولا تقبل علیہ بیثبہ قال البیہدہ والاشیہ قیو کما واعتدلا ان الشیخہ واقبح الشریعہ لالی یہ
 متر سے اپنے اقرار تانی کا انکار کیا تو اس کو قسم نیما لگی اور مقر کے گواہ اس پر مقبول ہوں گے قاصی بیع ہندا و صاحب قیہ نے کہا اور شہید
 بقواعذہ قبول یہ ہو اور ان شہدہ سارج و جہانہ سے اس پر اعتما کیا ہو اور شہدہ لالی نے اس نل کو ثابت رکھا ہو واما بکذا القبول فلا یثبت مالوڈ
 لا یقنعون حق الرد والید المستصلاک فلا یثبت مالوڈ ولو اشکارا المملکات اور جو ملک کا اقرار سے ثابت ہو ظاہر نہیں ہوتی زو اد مستصلاک
 حق میں نو زو اد مذکورہ کا مقر ملک ہوگا اور اگر شہاد چار ہوتا تو اد کا مالک ہوتا م مثلا زید نے کہا کہ یہ باغ خالد کا ہو اور پہل اس نے فر
 کے ظاہر ہو اس سے تو زید اور یسے تصرف میں لیا تو زید پر اس کا ضمان لازم ہو گا کیونکہ اس صورت میں اقرار انشا ہو گیا اور جس نے المال خالی
 مالک کیا ان کو مکلف یقطن طاعتا وعبدا و صلی او معنوں ماذون لہم ان اقوالہم بخلاف اقرار صحیح یستحب و قیوڈ والا
 قعدہ علق واما تم و معنی علیہ شحان و سبج الشکران و مملکات بخلاف معنوں معلوم اور مجہول ہے صمن معلوم یا مجہول کا اقرار کیا آزاد
 مانے عاقل میدار نے ہی خوشی سے یا عدا دوں میںیرادوں یا منوہ ماذون نے اقرار کیا بشرطی کہ ماذون کا اقرار متعلق بمسود گری ہو تو
 صحیح ہو جیسے مجبور غیر ماذون کا اقرار عدا و نقصان میں صحیح ہو اور اگر مجبور کا اقرار مال کا ہو عدا و نقصان کی توجہ متعلق کے صحیح ہوگا
 یعنی اس کا مجتہد بعد اس کی آزادی کے ہوگا اور سوا آدمی اور سہمی علیہ یمنوں کے مانند جو جس کا اقرار صحیح ہیں اور مست کا اقرار اس کے مذکور
 ہوگا اور کمرہ کا اقرار عنقریب مذکور ہو چکا کہ طلاق اور عناق میں بھی زبردستی کا اقرار صحیح نہیں ہم عدا و سیر اور منوہ ماذون کا اقرار بالی ہر
 صحیح سے اس واسطے کہ یہ ضروریات تجارت میں ہو اور اگر انکا اقرار صحیح ہو تو کوئی شخص اس سے معاملہ نہ کری تو عاقل متعلق تجارت جو د اذان میں
 داخل ہو چاہے دین اور عمارتی اور مفسار بات اور ضروریات اور جہاں متعلق تجارت نہیں چاہے بہر در خیانت اور ضمانت اور میں مال کا اقرار
 صحیح نہیں کرانی لکھا ہی کان جہالہ المقربہ لا تقصر الا اذ یقن سببا فصرح الجوالہ کسید و اجارہ اقرار حق مجہول کا اس واسطے صحیح ہو کہ یہاں
 مقر کی معرفت ہیں کرتی مگر جب کہ مقر ایسا سبب بیان کرے جو جسکو جہالت ضرر کرتی ہو چاہے یہاں اجارہ ہم اقرار مجہول اس واسطے صحیح ہو کہ اگر
 مقر جو حق مجہول لازم آجاتا ہو اس طرح کہ اس کو کہہ مال تلف کر ڈالا جسکی قیمت اس کو معلوم نہیں مان یہاں اجارہ کی جہالت البتہ مضر ہو مثلا اقرار
 کیا کہ اس نے فلا نے سے کوئی چیز میری بل اجارہ رکھی یا کوئی چیز میری تو اقرار صحیح نہیں اور مقر پر جو خبر گاتیم کا واما جہالہ المقربہ
 لقولہ علی احدی ناکت الف در احوال المقضی علیہ الا اذ یجمع بین عبدا و نفسیہ فیصم اور افراد کرے واسطے کی جہالت
 نو مضر ہو چاہے مقر کا یمن کہنا کہ ہم لوگوں میں سے ایک شخص کو ہزار رویم تیری یمن لیسٹ معلوم ہونے اس شخص کے جس پر ہزار رویم حکم کیا جائی مگر جب کہ

بکذا القبول فلا یثبت مالوڈ

مقرعین غلام در اپنی ذات کو جمع کر کے تو ایسی جہالت مفر کی صیغ سے ہم مثلاً ایک شخص نے یوں اقرار کیا کہ میری پانچ سو روپے میں مجھے میری غلامی
 تو صیغہ جو اس واسطے کہ بہر صورت سولے پر مطالبہ متوجہ ہو گا نہ غلام ہو گا لکن انقضایا جہالتہ المتقران فحسبہ علی احد من الناس علی الذی
 اور اس طرح مقرع کی جہالت ضرور کرتی ہو اگر جہالت فاحش اور کثیر ہو چنانچہ یوں اقرار کرنا کہ لوگوں میں سے ایک شخص کا مجھے سنا مال ہو کہ
 لا یحکم احدہما ذین علی کذا فیضہ ولا یجبر علی البیان لجماله ولعلہ یجوز نقلہ فی الدار لکن باختصار یجوز ثباتہ غرض
 زادہ اور اگر مقرع کی جہالت فاحش نہ ہو تو فریقین کرتی چنانچہ یہ اقرار کہ ان شخصوں میں سے ایک شخص کا میرے اوپر اتنا ہی تو صیغہ سے اور مقرع جبر نکلیا
 جائے گا بیان کرنے پر بسبب مجہول معنی مدعی کے کذا نے البحر اور سکو در میں نقل کیا ہو لیکن جہالت محض چنانچہ غرضی زادہ نے بیان کیا
 جو ہم مثال مذکور میں اس واسطے اقرار صیغہ ہو کہ صاحب حق باہر نہیں دو شخصوں سے اور ایسی صورت میں امر ہو گا یاد کرنے کا اس واسطے کہ حساب
 حق کو گام سے مقرع مجہول ہی جاتا ہو صاحب در کی نقل میں خلل یہ واقع ہو کہ اور میں نے جبر علی البیان کر کیا ہو اور غرضی زادہ کا حاصل بیان یہ ہے
 ہو کہ مقرع جبر اور صورت میں ہے جب کہ مقرع مجہول ہو نہ کہ مقرع کی جہالت میں اس واسطے کہ جبر ہو تا ہی صاحب حق کے واسطے اور وہ بیان
 مجہول ہو کہ انی اظن انی ولای صیغہ بیان کا جہل کثیف وحق بذی قیمة کفلس وجوز لا با لا قیمة لہ تحبہ فی خطۃ وجعلہ فلیتہ
 وصحی حوالہ رجوع فلا یصح اور مقرع کو لازم ہو گا اس مقربہ کا بیان کرنا جسکو اس نے مجہول بیان کیا ہند شو اور حق کے بیان
 چاہیو ثبت والی چیز سے چنانچہ پیدا اور اخروث نہ اس چیز سے جسکی کچھ قیمت نہیں چنانچہ ایک دانہ گیہوں کا اور مردار کی کھال اور منیر
 آزاد اس واسطے کہ بلا قیمت چیز کا بیان کرنا رجوع ہے اقرار تو صیغہ ہو گا کہ جب کہ مقرع حق مجہول کا اقرار اس طرح کیا کہ زید کی مجھے کچھ چیز ہو
 یا حق تو اس پر بیان لازم ہو قیمت دار چیز سے نہ بلا قیمت سے زلیعی میں ہے کہ اگر مقرع یوں بیان کیا کہ میں نے حق سے حق اسلام کا دار
 کیا تو اسکی تصدیق نہ ہوگی اس واسطے کہ سکو عرف میں حق نہیں بولتے اور یہی قول لائق عطا دے کہ ہو والقول للتقرع مع حلفہ لا یتکلم
 ان ادعی المقرع الاثر منہ ولا یتکلم اور مقرع کا قول مقبول ہے اسکی قسم ساتھ اس واسطے کہ وہ منکر سے زیادت کا اگر مقرع اس کے بیان
 کرنے سے زیادہ ترک کا دعو کرے اور اس کے گواہ نہ ہوں ولا یتکلم فی أقل من درہم فی علی قال اور تصدیق نہ ہوگی مقرع کی ایک درہم
 کمترین اس اقرار میں کہ میری اوپر مال ہے یعنی اس واسطے کہ درہم سے کمتر کو عرف میں مال شمار نہیں کرتے ومن النصاب ای نصاب
 الزکوۃ فی الاصل اختیار وقیل ان المقرع فقیراً فنصاب الشیر قد یصح فی مال عظیم لو بقیۃ من الذهب او الفضة اور اگر مقرع
 اقرار کیا کہ مجھے مال عظیم ہو سونے یا چاندی سے تو نصاب یعنی نصاب زکوۃ سے کمتر کے بیان میں اسکی تصدیق نہ ہوگی کذا نے الاختیار اور بعضوں
 نے کہا کہ اگر مقرع محتاج ہو تو نصاب مرقبہ سے کمتر میں تصدیق نہ ہوگی اور اس قول کی بھی تصحیح ہوئی ہے ہم نصاب زکوۃ کو مال عظیم کے واسطے قرار دیا
 کہ نصاب عظیم ہے شرعاً لہذا صاحب نصاب کو غنی قرار دیا اور مواسات فقر او سپر واجب ہوگی اور عرف میں بھی سکو غنی کہتے ہیں وحق
 خمسین وعشرون من الابل لانہا ادنی نصاب یفخذ من جنسیہ او بچیس اونٹ سے کمتر میں اسکی تصدیق نہ ہوگی اگر یوں بولا
 کہ مجھے پر مال عظیم ہو اونٹوں سے اس واسطے کہ بچیس اونٹ کمتر نصاب ہو جو اونٹ کی جنس سے لیجائی ہو ہم یہ جواب ہے اس سوال کا کہ اونٹ
 کی کمتر نصاب پانچ اونٹ ہیں جس میں ایک بکری لیجائی ہے حاصل جواب یہ ہے کہ بچیس کمتر میں زکوۃ ہم جس نصاب نہیں لیجائی مان بچیس
 ایک اونٹ لیا جاتا ہو تو باعتبار خذہ مجالیس بچیس ہی دانامی نصاب پھر ہی ومن قد الذی نصاب قیمة فی خیر مال الزکوۃ اور مقدار
 نصاب کی قیمت سو کمتر میں تصدیق نہ ہوگی غیر مال زکوۃ میں ہم نے جس مال میں زکوۃ واجب نہیں سکو مال عظیم کے بیان میں ذکر کیا اس طرح کہ
 بہر مال عظیم سے ثیاب اور کتب سے تو یہاں نصاب باعتبار قیمت کے معتبر ہوگی یعنی اگر اس نے اتنے ثیاب یا کتابیں کر لیں جنکی قیمت
 دو سو درہم چاندی یا سات شتالی سونا نہیں تو اسکی تصدیق نہ ہوگی ومن ثلثۃ نصاب فی أموال عظام ولو قسمتہا بفقیر

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

اوسکی تقدیر ہوگی اگر اوس نے اوس کلام سے ہو دو دلیل کو بلا یا اس واسطے کہ لفظ علی اور قبل کا مجازاً دہشت کا بھی احتمال رکھتا ہو جو اس واسطے کہ علی اور
 قبل سے وجوب پیدا ہوتا ہو اور وجوب و دہشت میں بھی تحقق ہو اس واسطے کہ دہشت کا حفظ واجب ہو اور قبل کا استعمال معلوم ہو چکا کہ امانت
 میں بھی ہوتا ہو ولان فصل لا یضدق لتقل بالکلمات اور اگر ہو دو دلیل کو کہ علی یا لہ قبل سے جب کہا تو اوسکی تقدیر ہوگی بسبب ثابت
 ہونے دین کے سکوت میں الکلا میں سے عندی ^{اوقعت فی کسبی} اوقعت فی کسبی و صندوقی اقراراً بانہ امانۃ عملاً بالعرفان اور لفظ عندی یا میں یا میں
 یا فی کسبی یا صندوقی اس کا اقرار ہو کہ وہ چیز امانت ہو عرف پر عمل کرے یعنی اوسکی چیز سے نزدیک ہو یا میری یا میری کو میری یا میری
 ہنسی میں یا میری صندوق میں ہے جمیع مالی او مالک لکھ لکھ اولہ من مالی او من دہرا ہی کذا افضح حبیۃ لکذا افراد اگر بولا کہ میرا سب
 مال اوس کا ہو یا جس کا میں مالک ہوں اوس کا ہو اور میرے مال سے یا میرے در اہم سے اوس کے اتنے ہیں تو یہ قول یہ ہو نہ اقرار و لفظ علی
 مالی او فی دہرا ہی کان اقراراً بالشرکۃ اور اگر یوں تعبیر کی کہ میری مال میں یا میری در مون میں اوس کا اتنا ہو تو یہ شرکت کا اقرار ہو
 فلا بد لصلحۃ العبدۃ من التسليم بخلاف الاقرار بضرر ہے یہ صحیح ہونیکے واسطے تسلیم جمیع مال سے بملکات اقرار کے کہ اوسکی صحت
 کے لئے تسلیم ضرور نہیں ہے جب کہ جمیع مال کی یا مالک لکھ لکھ کہ یہ نہیں امانت اقرار تو اگر بعد اس قول کے اوسنے اپنا سب مال اوسکو دیو یا تو یہ صحیح ہو
 والا غیر صحیح والاصل آتھ متی اخذت المقریۃ الی ملک کان حبیۃ اور قاعدہ کلیہ یہاں یہ ہو کہ جب مقریۃ مقریہ کو اپنی ملک کی طرف
 مضاف اور منسوب کیا تو وہ نہیں ہوگا م اس واسطے کہ اپنی ذات کے طرف نسبت کرنا اس کے منافی ہو کہ اوسکو حل کیجئے اقرار پر کہ وہ اجناس کو
 ذات پر جب اتنا ہوا تو قول نہ کر رہے ہو گیا تو اس میں دو شرط ہوگی جو ہمہ میں شرط ہو اور اگر اس کو اپنی ذات کے طرف مضاف کیا مثلاً
 یوں کہما کہ نہ مال لفظان یعنی یہ مال فلاں شخص کا ہو تو یہ اقرار ہو نہ یہ دلا کر دہ منافی یعنی لکھ لکھ اضافۃ نسبت لکھ لکھ اور قاعدہ مذکور
 پر اعتراض وارد نہ ہوگا مافی میں ہی کا اس واسطے کہ یہ نسبت کی اضافت ہو نہ ملک کی ہم حاصل اعتراض یہ ہو کہ مافی میں میں اضافت میت کی مقر کے
 طرف موجود ہو اور جو دہ کے یہ اقرار ہے نہ یہ خلاصہ جواب یہ ہو کہ یہ ملک مقر کی اضافت نہیں بلکہ نسبت کی اضافت ہو چنانچہ لکھ لکھ کا
 مثلاً رہنے والا کو کہ لکھ لکھ نہیں ہے تو یہ سکوت شہر کی اضافت ہے نہ ملک کی دلا لکھ منافی الی حد و دھالک التطفلی فلاں قائل ہے
 وان لم یقبضہ لآتھ فی بدلا الا ان یکن حاکم یجمل القسمۃ فی شرط قبضہ مقرراً اندھنی للاضافۃ تقدیر بدلیل قول المصنف
 اقراراً بخریقۃ ولو یقبضہ لکن من المعلوم نکثیر من الناس اللہ لکھ فعل یکن اقراراً ۱۱ ولایکما یلحق فی لکھ فی حقیقت
 شرائط التسلیم فرایضہ اور نہ اعتراض وارد ہوگا قاعدہ مذکورہ پر اس قول کا کہ جس زمین کی ایسی حدیں ہیں وہ میری فلاں نے طفل کی ہو
 اس واسطے کہ یہ قول یہ ہو کہ اگر یہ طفل نے اوس پر قبضہ کیا ہو اس واسطے کہ طفل صغیر یا بچے پاس ہے تو باپ کا قبضہ بعینہ صغیر کا قبضہ ہو اگر یہ کہ
 ہو جو باپ اوس سے جو جس میں قسمت کا جمال ہے یعنی اور باپ صغیر کو اوس میں سے قبضہ ہو کہ نہ سب لوا دس کا جدا گانہ قبضہ شرط ہوگا اتنی
 الا اعتراض اس کو زمین مذکورہ کا اعتراض وارد نہ ہوگا کہ اضافت زمین کی متعلقہ طرف تقدیر ہی ہو صنف کے اس قول کی دلیل سے کہ دوسرے شخص
 واسطے شئی میں کا اقرار کیا اور اوس شئی کو اپنے طرف مضاف کیا لیکن اکثر لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ شئی مقر کی ملک ہو تو کیا یہ قول اقرار
 ہوگا یا تملیک جواب مناسب فقہ یہ ہو کہ یہ قول تملیک ہوگا تو اوس میں شرائط تملیک کی مرعی ہوگی سوا کے طرف مرحت کریم قاعدہ مذکورہ یہ نہیں ہو
 ہوتا ہو کہ جب مقر کو مقرر اپنے طرف اضافت نہ کرے تو وہ اقرار ہو نہ یہ ہو کہ سبب ارض لیب عدم اضافت ارض اقرار ہو اور حالانکہ وہ
 یہ ہے خلاصہ جواب یہ ہو کہ اگر چہ اس مسئلہ میں اضافت صریح نہیں ہو لیکن اوس میں اضافت تقدیر ہی ہے گویا اوس نے یوں کہا کہ میری وہ
 زمین جس کی ایسی حدیں ہیں وہ میری فلاں نے طفل صغیر کی ہو اور اضافت تقدیر ہی پر دلیل یہ ہو کہ ملک اوس میں ہیں کی لوگوں کو معلوم ہوگا تملیک
 اضافت الی فقہیہ جو مقتضی تملیک ہو خواہ صریح ہو یا تقدیر کی کہ قرآن سے معلوم ہو چنانچہ لوگوں میں یہ ہو ہونا کہ وہ مستقیم کی ملک ہو کہ لکھ لکھ اسی مضاف

اشارہ نمونہ کا پتہ

ہوتا ہوں اور اس کا عدہ مستفاد ہوتا ہو کہ اگر کہا مجھ پر جو نیچے میں تو جب نذر اور خیرہ و وزن لازم ہو گئے ہو گئے اس واسطے کہ نقل خیرہ ممکن ہو
 اگر بلا کپڑ اور دم بین جہیز تو فقط کپڑ لازم ہوگا اور اس کو میں نے مصرع نہیں دیکھا تو اس کی تحریر کرنا چاہیے ہم طحاوی نے کہا کہ اس کا جواب قاعدہ ظاہر ہے جو
 یعنی تو اب تحریر کی کیا حاجت ہو و بجائز تلزمہ حلقہ و قصہ جملہ اور انگوٹھی کے اقرار میں اس کو اس کا حلقہ اور اس کا گین سب لازم ہوگا یعنی اس کو
 کہ خاتم عبارت ہو حلقہ اور گین سے و بسیف جفتہ و حائلہ و فصلہ اور تلوار کے ہندار میں اس کا میان اور پیرا اور گین لازم ہو جو فصلہ کا
 انجیل بیت مبین بسلو و مسل و العید کان و السنو اور جملہ کے اقرار میں لکڑیاں اور کپڑے لازم ہوں گے جملہ کما ہی پہلہ پیر جہیز عبارت ہو
 کو ٹہری سے جو کہ ہے ہر دون اور چار پانچ ہوں سے ہم طحاوی نے کہا بموجب اس تفسیر کے کو ٹھری ہی لازم ہوگی اور حموی میں ہو کہ بعضوں نے
 کہا کہ جملہ وہ جو کلڑی اور پردے بنایا جائے اور کتاب کے موافق ہی قول ظاہر ہے انتھے تو بموجب اس تفسیر کے جملہ بالفیج کا ترجمہ جہیز کہتے ہو اور اب اختلاط
 نصاریٰ سے اس کو سہری ہی ہوتے ہیں و بغیر فی قوتہ و ادی طعمام فی جوالق و فی سفیة و فی ثوب و فی مندی و فی ثوب و فی یل و فی
انظر فی المظروف وقت لما قد مناکہ اور اس اقرار میں کہ مجھ پر جو ٹھری میں یا طعام سے گون میں کپڑی میں یا کپڑا سے رومال میں یا کپڑے
 میں یا ٹھری مظہر کے مانند لازم ہوگا اس دلیل سے جس کو پہلے میں ذکر کیا یعنی طرف مقبول میں طس اور مظروف و وزن لازم ہو جاتے
 ہیں و میں قوتہ و منکلا لکڑی و القوتہ و یخا اور کپڑے کے اقرار میں ٹھری سے مقرب ٹھری اور نہند اس کے کوئی طرف لازم ہوگا ہم اس
 واسطے کہ من انزع کے واسطے ہو تو منزع کا اقرار ہوگا نہ منزع کا کڈنے لفظ و کتوب فی عشق و طعام فی بیت فیل و فی المظروف
 فقط لما مرآة العشق لا تكون ظرفا لوحد عاکہ جیسے کپڑے کا اقرار دس کپڑوں میں اور طعام کا اقرار کو ٹھری میں تو اس کو فقط مظروف لازم
 ہوگا بلکہ گذشتہ اس واسطے کہ دس کپڑے ایک کپڑے کا ظن نہیں ہوتے عادت میں و بخسة فی خمسة و عتی معنی علی او الضرب خسة
لیا و آت و فی خمسة و عشق اور یوں اقرار کیا کہ عقے خمسة فی خمسة اور لفظی کو جس نے عقے قصد کیا یا ضرب عدد کا ارادہ کیا پانچ لازم ہو گئے
 اس وجہ سے جو کتاب بطلاق میں مذکور ہو چکی اور فسخ مقرب پچیس لازم کیے ہم چونکہ عقے مقتضی انفصال اور میتر ہو نہ مقتضی جمع لہذا فقط
 پانچ لازم ہو جو کتاب بطلاق میں یہ مذکور ہو چکا کہ ضرب اجزا کو زیادہ کر لی ہے نہ مال کو تو جب تو نے خمسة فی خمسة کہا تو اس سے تو نے یہ ارادہ
 کیا کہ ہر درم کے درم سے مثلاً پانچ پانچ جز ہیں اور دلو الجید میں ہے کہ جب اس نے کہا عقے عشرة فی عشرة اور ضرب کا ارادہ کیا پھر اگر تکثیر
 اجزا کا قصد کیا تو پھر لازم ہوں گے گردس اور اگر تکثیر عین کا ارادہ کیا تو سوا لازم ہوں گے اور اگر ضرب کی نیت کی اور دوسری چیز کی نیت
 نکلی یعنی تکثیر اجزا یا تکثیر عین کی نیت نکلی تو اس کو دس لازم ہوں گے اجزا کی نیت پر محمول کر کے انتھے اس سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں خلاف
 ہو فقہا کا کڈنے لفظ و عشق ان عتی فقہ کما مر فی الطلاق اور دس لازم ہوں گے اگر نے منسے مع مراد کہو کا چنانچہ مذکور ہو چکا بطلاق میں
 و من درہم الی عشق او مابین درہم الی عشق تسعة کڈ خول الغایة الا کو فی ضرب لا کڈ لا و جود لما فوق الواحد بد و فی
 بخلاف الثانية و مابین الحاکمین اور یوں اقرار کیا کہ مجھ سے ایک درم سے دس تک یا مابین ایک درم و دس تک تو نو درم لازم ہوں گے بسبب
 ہونے پہلی حد یعنی ایک درم کے بطریق ضرورت کے اس واسطے کہ ما فوق الواحد یعنی دو درم کا جو دہنیں ہو سکتا بدون پہلے درم
 بخلاف دوسری حد کے یعنی دس اور بخلاف مابین الحاکمین کہ دمان و وزن حدین داخل محدود نہیں ہم امام کے نزدیک محدود و حدین داخل نہیں
 ہوتے اس واسطے کہ حد دنا ٹر محدود ہے لیکن بیان پہلی حد داخل کرنے میں ضرورت واقع ہوئی اس واسطے کہ دوسری اور تیسری درم متحقق نہیں
 ہو سکتی بدون پہلی درم کے پہلی حد اس ضرورت سے محدود میں داخل ہوئی اور دوسری حد کے داخل کرنے میں کوئی ضرورت داعی نہیں کہ
 فی الدرر فلان ان قال و فی له کڈ خطہ الی کڈ عدد لکڑی جملہ الا فقیہ الا لا الغایة الثانية سراسر سیٹے یعنی بسبب نیت مذکور کے
 مستفاد ہے کہا اور اس اقرار میں کہ اس شخص کے میسر ہے اور ایک کہ گویا ہوں میں جو کے ایک کر تک تو اس کو سپرد وزن کرنا لازم ہو گئے ہوا ہی ایک تفسیر کو

ملہ فرج الملک
 ضلک لکڑی کوئی
 اور جڈکڑی کوئی
 و کڈت میں فصل
 ہیں کو کڈکڑی
 ملہ اسکے پیر
 اور ۱۱ ملہ اسکے
 پیر ۱۱ ملہ اسکے
 اور ۱۲ ملہ اسکے
 پیر ۱۲ ملہ اسکے

صریح ہو اور نہ حکماً اس طرح کہ اس کے طرف سے کوئی اسکا ولی افعال مذکورہ صادر کرتا اس واسطے کہ اس کی پسند و ناپسند اور
 سبب مہم کے اقرار کی یہ صورت ہو کہ میرے اوپر فلانی عورت کے حمل کی فلاں چیز کو زانیہ دربر دیا مالا الاقراراً للضعیف فانه صحیح وان بین المقر
 سبباً غیر صحیحاً کہ منہ حقیقہ کا لاقرض او من مکیہ لا ھذا المقرر علی الذل والضعف فی الجملة اشباہاً اور شیر خوار لڑکے
 کے واسطے تو اقرار کرنا صحیح ہو اگرچہ مقرر شیر خوار کے جانب سے سبب غیر صالح فی تحقیق بیان کر دیا یا من بیع کا اس واسطے کہ یہ مقرر ثروت
 دین صغر کا فی الجملة عمل ہو سکتا ہے کہ ذلے الاشباہ تلے باعتبار تجارت کرنے اپنے ولی کے بخلاف جن کے اقرار بشرط الخيار ثلثۃ ایام کو لازمہ بالاختیار
 لان الاقرار انما یرفع ولا یقبل الاختیار وان وصلیۃ صمدۃ المقولۃ فی الاختیار لہ یعتبر بقصد یقہ اقرار کیا بشرط تین دن کے اختیار کے
 تو اسکو مقرر لازم ہوگا بلا اختیار اس واسطے کہ ہنسا راخبار ہی تو اختیار کو نہ قبول کرے لہذا اگرچہ مقرر اسکی تصدیق کر دے یا میں قرین اسکی تصدیق نہ کرے
 ہنوی ہم قرض یا غصب یا دویعت یا عاریت کے اقرار میں تین دن کے اختیار کی گنجائش اس واسطے نہیں کہ شرط اختیار سے مقصود فسخ ہو اور جب کہ
 اقرار میں اس جہ سے کہ وہ صیغہ لازمہ ہی تھاں فسخ کا نہیں لہذا اس میں شرط اختیار جائز نہیں اور مال مقرر لازم ہے کہ ذلے لفظ اوی لا اذ
 اقر بقریب و وقع بالخیار لہ فیجوز باعتبار العقد اذ اصدقہ او بوجہ فلان قال لا ان یکذل بہ المقولۃ فلا یصح لانه منکر والمقولۃ لہ
 اقرار قابل خیال نہیں مگر جب کہ مقرر اس مقصد کا اقرار کیا جو بشرط اختیار مقرر واقع ہوئی تو اقرار بشرط اختیار صحیح ہو باعتبار عقد بیع بشرط طبع
 اسکی تصدیق کرے یا مقرر اس پر گواہ لا و سو ہیہ طر منصف نے کہا مگر یہ کہ مقرر مقرر کی تکذیب کرے تو صحیح ہوگا اس واسطے کہ مقرر مقرر ہو اور
 قول تو منکر کا مقبول ہے تلے در صورت عدم برہان ہم عقد بیع کا اقرار یعنی اس میں دن کا اقرار کرے جو بعید بیع کے اس پر لازم آیا یعنی یون کہو کہ یہ
 او پر ہزار درم من بیع بالخیار کے میں کا قرار لا بدین کیسب کفالت علی انہ بالخیار فی محکمہ ولو المدا طوی یلہ او قصیدۃ فائہ یصح اذ
 صمدۃ لا ان الکفالت عقد ایضاً بخلاف ما مر لا انہ افعال لا یقبل الاختیار بل یلی جیسے دین کا اقرار ضامنی کے سبب باین شرط کہ اسکو
 اختیار ہو مدت میں اگرچہ مدت طویل ہو یا قصیر کہ وہ صحیح ہو جب کہ مقرر اسکی تصدیق کر دے اس واسطے کہ ضامنی ہی عقد میں بخلاف اس کے جو مذکور ہو چکا
 اس واسطے کہ وہ یعنی قرض یا غصب یا دویعت یا عاریت افعال میں کہ شرط اختیار کے قابل نہیں کہ انے الزمۃ الا ان یکتاہ الاقراراً حاکماً
 فانه کما یکتاہ باللسان یمکن بالکتاب فلو قال للکھذا لک اکتب خطاً اقراری بالکف علی ادا کتب بیع دایرجی او طلاق امراتی صحیح کتب
 ام لہ یکتب وحل للکھذا ان یشترک اللفظی حد و فوق حد خانیۃ امر کرنا اقرار کے کہنے کا اقرار حاکمی ہے اس واسطے کہ جیسے اقرار زبان سے
 ہوتا ہو تلے ہی انگلیوں کے پورے دن کے کہنے سے ہوتا ہو تو اگر ایک شخص نے قبیلہ نویس کہا کہ خط کہہ میرے اس اقرار کا کہ مجھے ہزار درم میں یا لکھ میری
 گھر کا بیٹا یا میری عورت کا طلاق یا ہوا اقرار صحیح ہے خواہ قبیلہ نویس کہو یا نہ کہے اور قبیلہ نویس کو حلال ہے اسکی گواہی یا بیوای جدا در
 قصاص کے کہنے والی نہ ہم امر کتابت اقرار کا اقرار حاکمی ہوا اقرار حقیقی اس واسطے کہ امر انشاء ہوا اقرار خبر اور تو دون ایک ہوں گے حقیقہ
 میں بلکہ مراد یہ ہے کہ امر کتابت اقرار جب حاصل ہوا تو اقرار حاصل ہو گیا کہ انے الدرر وقد منافی الشہادات عدم اعتبار مشکاکۃ
 الخطین اور کتابت شہادات میں عدم اعتبار بہت ظہن کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ہم ذکر دے کسی نے ایک شخص پر دعوی کیا اور مدعا علیہ کے ماہر لکھا
 اقرار نامہ ظاہر کیا اور مدعا علیہ منکر ہے اسکا سوا دس کچھ لکھا یا گیا اور دس لکھا تو یہ خطا اقرار نامہ کے خط سے مشابہ نظر تو اس پر ثبوت دعوی کیا
 بدون گواہوں کے حکم ہوگا اور یہی قول صحیح ہو اور بعضوں کے نزدیک حکم ہوگا انہ جملہ قاری ہدایہ سے کہ انے لفظاً و بتصرف احد الوارثۃ اقرار
 بالذین المذنی بہ علی مویثہ وبحکمہ الباقون یکرہ الالین کلہ یعنی ان کے ذی وارثہ بہ وہاں و شرح جمع ایک وارث بنے اس میں دن کا
 اقرار کیا جس کا اس کے موثر پر کسی دعوی نے دعوی کیا اور باقی وارثوں نے اس کا انکار کیا تو وارث مقرر وہ سبب میں لازم آئے گا یعنی بشرط طبع جو مال اسکی
 وارثت میں پایا ہو وہ ادای غنیمت میں کفایت کرے کہ انی البرہان و شرح الجمع مثلاً سود درم کا دعوی ہے اور سود درم یا زیادہ وارث مقرر کو میراث میں

بشرط طبع
 اختیار

لہذا اگر کسی کو ضرورت پیش آئے اور لازم مل سہی کہ اگر وہ دس درم میراث میں پادری کو بھی دس درم لازم ہونے کا قیل
 حقیقتہً واختارہ النوازلیت دفعاً للظہور اور بعضوں نے کہا کہ وارث پر بقدر اسکے حصے کے دین لازم ہوگا اور اس میں کو پسند کیا ہی نہیں ہے
 مگر کے دفع ضرر کے واسطے یعنی اس میں دین کا اقرار کیا ہے جو کل ترکہ سے متعلق ہے تو اس پر لازم ہوگا مگر بقدر اسکے حصے کے تو نہیں ہے
 خذ المقدمہ اخوات الدین کان علی المیت قیل و هذا علیہ ان لا یحل للدين فی تعصیب بھجور اقرارہ بل بقصد القصاص
 علیہ یا اقرارہ فلنحفظ هذا الزیادۃً حرام اور اگر اس وارث مقررے دوسری گواہ کے ساتھ اسکی گواہی دی کہ میراث پر دین تھا تو گواہی
 مقبول ہو اور اس کو میراث قبول شہادت مقررے دوسرے شاہد کے ساتھ معلوم ہو کہ وارث مقررے سے دین حلول کر گیا بجز وارث کے اقرار
 کر نیکی بلکہ فاسد کے حکم کر نیکی بوجہ اسکے اقرار کے دین لازم ہوگا تو اس زیادت کو لینے حرام لازم اقرار بالافتضا کر یا در کھنا چاہیے کذا فی الدرر
 ہم مجرور اقرار سے دین لازم آیا اس واسطے کہ اگر اسکے اقرار سے سبب دین اس پر لازم آتا ہے وہ دوسرے شاہد کے ساتھ گواہی دیتا اور گواہی مقبول
 ہوتی تو شاہد مقرر بقدر اسکے حصے کے لازم ہوتا تو اسکی گواہی میں دوسرے دفع مقرر ثابت ہوتی اور جو ایسی گواہی ہوتی وہ مقبول نہیں ہے
 اسکی گواہی کا مقبول ہونا اس پر دلیل ہے کہ اس کا اقرار معتبر نہیں اور اس اقرار سے دین لازم نہیں مگر یہ مشکل ہے اس واسطے کہ آدمی کا اقرار
 حجت ہو اسکی ذات کے حق میں اور فاضی کا اوس میں حکم کرنا منظر حق ہے نہ جنت اور اگر یہ مسئلہ فقہ ابوالمہدی کے قول پر مستخرج نہیں ہے تو ظاہر ہے اس واسطے
 کہ مقررے اس گواہی سے اپنی ذات پر سے دفع مقرر نہیں کی کذا فی الطحاوی و اشعۃ علی لفظ فی مجلس و اشعۃ کحلین اخرون فی مجلس
 بلا بیان السبب لرم للکان الفان کما لو اختلف السبب مقررے دو گواہوں کو گواہ کیا ہزار پر ایک مجلس میں اور دوا مرد و نکر گواہ کیا
 دوسری مجلس میں بدین بیان کرنے سبب کے تو دون مجلسوں کے دونوں مال یعنی دوا ہزار اس پر لازم ہونے کے چنانچہ اگر سبب میں مختلف ہو تو دوا
 ہزار لازم ہونے کے ہم بلا بیان سبب کی یہ صورت ہو کہ افراد کرے کہ مجھے زید کے شہاد ہزار درم دین ہیں دون مجلسوں میں اور اختلاف سبب کی یہ
 شکل ہو کہ ایک مجلس میں افراد کرے کہ مجھے ہزار درم میں اس کو بیٹھی کا ہی اور دوسری مجلس میں کہو کہ مجھے ہزار درم میں اس نظام کا ہی اختلاف مآلو
 اتحد السبب ادا التہود ادا شہد علی صلیت واحدا و اقر عند التہود بقر عند الفاضل و بکسۃ ابن ملک بخلاف اسکے کہ اگر
 سبب دین کا ایک ہی ہو یا دون مجلسوں کے شہود و خمس ہون یا چاروں شاہدوں کو ایک دستا دین پر شاہد کرے یا شاہدوں کے دو ہزار افراد کرے
 ہر دو ہی افراد فاضل کے دو ہزار کو یا بالکمال کے لیے چھپے فاضل کے دو ہزار افراد کرے ہر شاہدوں کے سامنے تو ایک ہی ہزار لازم ہونے کے کذا مخرج ابن ایک
 ہم اتفاقاً سبب کی یہ صورت ہو کہ دون مجلسوں میں غلام میں کے ثمن کا اقرار کرے و اما تہود و شہود کی یہ صورت ہو کہ جواد مجلس کے شاہد ہیں بیٹھی کرے
 مجلس کے ہی شاہد ہون والاصل ان المتقرات او المتکررۃ اذ اعیۃ معاً کان الثانی حین الادل او متکرراً فادۃ اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ مقررے
 یا نکر جب کہ صرف ہو کر دوسرے بار نہ ہو تو دوسرے بیٹھے ہوا گلا اور اگر نکر ہو کر دوا ہزار کو مقررے ثانی اول کے ساتھ ہو چکا ہم اول اور ثانی کی صورت
 ہونی کی صورت یہ ہے کہ دین کا ایک ہی سبب معین و دون اقرار دین میں نہ کرے کرے مگر اس طرح کہ نہ علی الف ثمن الہید ہر ایک کو دوسری بار اقرار کرے
 اور اول کو نکر اور ثانی کو مقررے ہو کر اول ہزار کو مقررے ہو کر علی الف ثمن الہید اور عادۃ مقررے کی یہ صورت ہو کہ علی الف ثمن الہید ہر ایک کو دوسری بار اقرار کرے
 کہ نہ علی الف اور بیٹھے ہوا دوسرے بار نکر ہو کر اول یہ اقرار کرے کہ نہ علی الف ثمن الہید ہر ایک کو علی الف ثمن الہید ہر ایک کو علی الف ثمن الہید ہر ایک کو
 انی مکررین ام موطنین فہما لان مآلو یصلوا اتحد و قیل واحداً و قاعدہ فی الخانیۃ اور اگر گواہ ہوں با دین کہ اقرار ایک مجلس میں ہونا
 یا دو مجلسوں میں تروہ و مال لازم ہونے کے جب تک کہ اتفاقاً مجلس البقین معلوم نہ ہو اور قول ضیف یہ ہے کہ ایک ہی مال لازم ہے اور پر بیان اس کا فانی
 میں جو آخر قولہ علی المقراتہ کاذب ان الاقرار یختلف المقراتہ ان المتکررۃ لیکن کاذبانی اقرارہ عند الثانی و بہ لفظی حرام اقرار کیا
 ہر مقررے ہو گیا کہ دوا ہزار ہے انوار اقرار میں تو قسم لجا و مقررے سے سبکی کہ مقررے اقرار میں جو ہا نہیں ابداً سبک کو نزدیک اور ہی قول ہے

فی الخراج فیخرجون وجہ الاقل اور جب کہ مستحق بھول بیٹنی عدد غیر معین ہو تو اکثر عدد ثبت ہوگا چنانچہ اس مثال میں کہ او اسکے میری اوپر سو درم
ہیں گر کچھ یا اگر تیل یا اگر بعض تو مقرر کر لیا ہوں لازم ہوں گے بسبب اتنے ہونے شک کے مخرج میں تو اکثر کے خروج کا حکم ہوگا ہم اور قلت ثابت
ہوتی ہو اگر یہ نصف سے ایک ہی درم ناقص ہو تو جب سو کے نصف یعنی پچاس سے ایک درم گھٹا یا تو کیا دن باقی رہے و لو وصل افرادہ بآن
شاء اللہ او فلان کا علاقہ بشی طے علی خطر لا یکن کان مت فانه یخیر بطل افرادہ اور اگر مقرر نے اپنا اقرار انشاء اللہ کے ساتھ ملایا
یا فلا نے شخص کی مشیت سے ملایا یا اقرار کو اس شرط سے ملن کیا جو یقینی نہیں محمل الوجود سے تو اقرار باطل ہے نہ تعلیق شرط تحقق نیقینے کی چنانچہ
یوں کہنا کہ اگر میں مر جاؤں تو یہ تسلیم نہیں تخریر یعنی فی الفور اقرار لازم ہوگا خواہ وہ مر جائے یا زندہ رہے اس واسطے کہ موت بلا شک واقع ہونے
والی ہو کہ انی البحر لقی کواذ علی المشیئة هل یصدق لم آذہ وقد منافی الطلاق ان المعتد لا ینکح الا قرار کذلک لتعلق الحق
قالہ المصنف باقی یہ بات کہ در صورت تعلیق لمشیئہ کے وہ مشیت کا مدعی ہو تو اس کی تصدیق ہوگی یا نہیں سینے اسکو مقرر نہیں کیا اور جو
کتاب الطلاق میں پہلے ذکر کیا ہے کہ در صورت ادعای مشیت قول معتد یہ ہے کہ تصدیق مدعی ہوگی تو چاہے کہ اقرار بھی ایسا ہی ہو بسبب تسلیم
ہونے حق العبد کے یہ قول سے مصنف کا اپنی شرح میں وصحہ استثناء البیت من الدار لا استثناء البناء منہما لادخلہ تبعاً فکان
وصفاً واستثناء الوصف لا یجوز اور صحیح ہے ہشتا کرنا کو ٹھہری کا گھر سے نہ ہشتا کرنا عمارت کا و لوزن سے یعنی کو ٹھہری اور گھر سے اسطرح
کہ عمارت بیت اور دار میں بالبع داخل ہے تو عمارت وصف ٹھہری اور وصف کا ہشتا کرنا صحیح نہیں ہم چنانچہ یہ قول صحیح نہیں کہ اوس کا یہ غلام
گرا اسکی سیاہی مقرر کی نہیں ہو و ان قال بناء ھالی و عرہ ھالک فکما قال لان العرہ ھلی لبقیۃ لا البیۃ حتی لو قال و انشاء
کان لہ البناء ایضاً لہ تبعاً الا اذا قال بناء ھالک و لا یرید و الا مرض لعمر فکما قال اور اگر یوں اقرار کیا کہ گھر کی عمارت میری ہو اور اوس کا
عوضہ تیرا ہے تو ویسا ہوگا جیسا اوس نے کہا اس واسطے کہ عوضہ بقعہ ہو نہ عمارت یعنی عوضہ عبارت ہو بقعہ غالی از عمارت سے تو اگر یوں اقرار کرے کہ گھر کی
عمارت میری ہو اور اوسکی زمین تیری ہو تو عمارت بھی مقرر کی ٹھہری اس واسطے کہ عمارت گھر میں بالبع داخل ہے مگر جب یوں کہو کہ گھر کی عمارت زید کی
ہو اور زمین میری ہو تو ویسا ہی ہوگا جیسا اوس نے کہا اس واسطے کہ جب اوس نے عمارت کا اقرار زید کے واسطے کیا تو عمارت اوسکی ملک ہو گئی تو اوس
زمین کا اقرار میرے واسطے کرنے سے زید کی عمارت اوسکی ملک ہو جائے تو خارج ہوگی اس واسطے کہ اقرار مقرر کا غیر شخص کے حق میں حجت نہیں بخلاف مسئلہ مقدمہ
اسطرح کہ عمارت مقرر کی مملوک ہو بھر جب اوس نے زمین کا اقرار غیب کے واسطے کیا تو عمارت اوسکی تابع ہو گئی کذا فی النسخ و استثناء فیصل المقام و
لخلاف البستان و طوق الجارید کا لینا و فیما مقرر در ہشتا کرنا انگوٹھی کے نگین کا اور کپور کے دھنوں کا باغ سے اور طوق کا لونڈی سے عمارت کے
مانند ہو امر مذکور میں ہم اس واسطے کہ نگین انگوٹھی میں اور درخت باغ میں اور طوق جاسیہ میں عمارت کے مانند بالبع داخل ہے تو ہشتا صحیح ہوگا کیا
میں جو درخت سے درخت بد و ان جوڑے مراد ہو اور اگر شجر کا ہشتا اصول کے ساتھ ہو تو ہشتا صحیح ہے اس واسطے کہ اصل سے جوڑے کا اقرار قصداً
واجب ہو نہ تبناً و ان قال مکلف لہ علی الف من متن عبید ما قبضتہ الجمالہ صفۃ عبید و قوله مو صولاً باقرارہ حال منہا ذکرہ فی
اسطرحی فیلحفظ و علیہ ای عین العبد و ہونی ید المقل لہ فان سلہ الی المقل لزومۃ الالف والا لا علماً بالصفۃ اور اگر یوں ہشتا
کیا بالغ عامل نے کہ اس کے میرے اوپر ہزار درم ہیں اوس غلام کا من جسرینو ہنوز قبضہ نہیں کیا عدم قبض کو اقرار کے ساتھ ملا کر بولا اور غلام کو
معین کر دیا اور حالانکہ وہ غلام مقرر کے پاس ہے تو اگر مقرر قبضہ غلام تسلیم کرے تو مقرر ہزار درم لازم ہوں گے اور نہیں تو لازم ہوں گے نصف مقرر
عمل کرے شارج کہا ما قبضتہ کا جملہ صفت ہو غلام کی اور موصول کا لفظ حال واقع ہوا ہے جملہ مذکورہ سے یہ مذکور ہو جی تو ہی میں تو اسکو یاد
رکھنا چاہیے تاہم مطلب میں خلا ہو و ان کو یصل العبد لزومۃ الالف مطلقاً و وصل ام فصل و قوله ما قبضتہ لئلا لا رجوع اور اگر
مقرر مذکور نے غلام کو معین کیا تو اسکو ہزار لازم ہوں گے ہر طرح سے خواہ عدم قبض کو ملا کر ہو یا اسکو جہاں کے کہے اور اوس کا یہ قول کہ میں اسکو

اذینہ نہیں کیا تو ہر گاہ اس واسطے کہ رجوع ہوا قرار سے بعد اقرار کر چکے کے یعنی اور رجوع جب نہیں کھولا کہ میں متین چیز کو گنہگار اور کمال قیام
 اولیٰ و سببہ اذینہ مطلقاً و لا یتصل لایہ رجوع الا اذا حصہ قہ او اقام بینہ فلا یکن نہ چنانچہ اس فعل میں کہ او کے بعد
 ہزار درم میں شراب یا سو کا شمن یا تار کا مال یا آزاد مرد یا مردار یا خون کا شمن تو اس پر مطلقاً لازم ہوگا اگرچہ پہلو اقرار کے ساتھ ہلا کر چھوڑا
 کہ بعد اقرار کرنے کے پھر جانا ہی مگر یہ کہ سفر یا اسکی تصدیق کرے اور نہ کہ وہ میں پہنچے گواہ قائم کرے تو اب ہزار و سو کا لازم نہیں کے دلو قال
 لہ علی لفت درم جو اہم اور بغیر افعی لازمہ مطلقاً و لا یتصل ام فصل لا احتمال حلیہ عند غیروہ اور اگر یوں اقرار کیا کہ اس کے میسر اور ہزار
 درم حرام یا بیاح کہ میں تو در اہم نہ کر رہا ہوں مگر ہر طرح خواہ لاوی اقرار سے چھوڑا کہ اس کے حلال ہونیکے احتمال سے غیر سفر کے نزدیک
 ہم ہیں جسکو سفر حرام یا بیاح کہتا ہے شاید اور کے مذہب میں حلال ہو چنانچہ ایک چیز باغی ہو خرید کی اور ہزار و سو پر قہ نہیں کیا اور پہلو باغی نہ کر
 کے ہاتھ بیچا اپنی حریف سے کسٹن سے تو یہ زیادت ہمارے نزدیک حرام ہو اور شامی کے نزدیک یہ بیع جائز ہے اور زیادت احد الثمنین اور تو یہ
 حرام نہیں اور نہ بیاح ہو اور اس لفظ کا ظاہر ہو کہ مقتضی ہے کہ اگر سفر اور سفر کا ایک ہی مذہب ہو تو سفر پر کچھ لازم نہ آوے کذا فی المطاوی و دلو
 قال علی و دلو و باطل لا یمنہ ان کذا بہ المقلہ و الا بان حصہ قہ لایکن نہ اور اگر یوں اقرار کرے کہ میسر اور ہزار درم میں بطریق
 زور یا بطلان کے تو اس پر لازم ہوں اگر سفر یا اسکی کذب کرے اور اگر کذب کرے اسکی تصدیق کرے تو اس پر کچھ لازم نہیں و الا تو اذینہ
 تلیتہ فی ان یلیتک ان تانی امر اکا طئہ علی خلاف ظاہر فانہ علی حد التفصیل ان کذا بہ لیم البیعة و الا کلا اور بیع تلمہ کا اقرار
 کرنا ہی تفصیل پر ہے کہ اگر سفر یا اسکی کذب کرے تو بیع لازم ہو اور اگر تصدیق کرے تو لازم نہیں بیع نجیہ پر ہے کہ جبکہ منقطع کرے اس امر کر کے
 پر جس کا باطن اس کے ظاہر کے مخالف ہو ہم صورت نہ ظاہر ہے کہ دشمن کا خوف ہو کہ میری چیز چھین لے گا تو اس چیز کو کسی دوست مستعد نہ کرنا
 حال تاکر چھڑا لے ظاہر میں نہ باطن میں تو در حقیقت یہ بیع نہیں ہر ل کے مانند ہو دلو قال لہ علی لفت درم جو اہم و دلو قال علی لفت درم جو اہم و دلو قال علی لفت درم جو اہم
 لفتا قال علی الا حقہ حیر اور اگر بولا کہ اس کے پھر ہزار درم نہ یوں ہیں اور اس کا سبب نہ کہ زکیا کہ شمن بیع میں غصب یا وصیت تو جیسا کہ
 کہا نہ یوں ہی لازم ہوں بنا بر قول اصح ہم نہ یوں ہی زمین کی لینے کہ نہ تو درم جو خزانہ سلطانی میں نہ لوی جاوین و دلو قال لہ علی الفاس
 فین متاعہ او فین و فی دین متاعہ لم یصلہ فی مطلقاً لایہ رجوع اور اگر بولا کہ اس کے پھر ہزار درم میں متاع کے شمن سے یا فرض ہوا
 حال نہ کہ در اہم نہ کر رہا ہوں مثلاً تو اسکی مطلقاً تصدیق ہوگی کیونکہ وہ اقرار سے پھرنا ہو و لوقال من غصبہ او دینہ لک انما اذینہ
 او بکرجہ حصہ قہ مطلقاً و لا یتصل ام فصل اور اگر بولا کہ میسر اور ہزار درم میں غصب یا وصیت سے گرا ہوا نہ کر رہا ہوں نہ یوں ہیں
 ہر گز تو اسکی مطلقاً تصدیق ہوگی خواہ ہلا کر کے خواہ جد اگر کے ہم اس واسطے کہ غصب اور وصیت مقتضی مستلزم غصب نہیں اس واسطے کہ غاصب
 جو یا ہو غصب کرنا ہے اگر طرح طرح بہر غیہ وہ درم میں جن کو سوداگر لیتے ہوں اور غیر تجارتی ہوں داں قال سئل قہ او مصلحتی فاقول
 حصہ قہ ان فصل لا تادرا حقہ حیر اور اگر بولا کہ مجھے ہزار درم ہیں مگر در اہم نہ کر رہا ہوں تو اس کے کہ میں تو اگر مستلزم اقرار سے کہ
 ہو لا تو اسکی تصدیق ہوگی اور اگر مستلزم جو اہم سے کہ تو تصدیق نہ ہوگی اس واسطے کہ وہ در اہم مجازی میں نہ حقیقی ہم مستلزم وہ در اہم میں
 حکم و دلو لفت درم جو اہم میں تانجا یہ ہے و حصہ قہ بیدینہ فی غصبہ او او دینہ تو با اذاجاء بمقتیب و لایئہ اور
 اسکی تصدیق ہوگی قسم کے ساتھ اس فعل میں کہ میں نے اس کو غصب کیا یا اسکی میسر پاس کرنا وصیت رکھا جب کہ سفر کرے کو عیب دار
 لاوی اور مال نہ مگر یہ کہ پس گواہ نہیں یعنی اس واسطے کہ غصب اور وصیت و صحت سلامت کو مقتضی نہیں و حصہ قہ فی لہ علی لفت و لوقال
 متن متاعہ متاعہ الا لہ یصلہ کذا ای اللہ و اجمہ وزن خمسۃ و اخرن سببۃ اور سفر کی تصدیق ہوگی اس فعل میں کہ او کے بعد
 اور ہزار درم میں اگرچہ مثلاً متاع کے شمن سے ہوں مگر در اہم نہ کر رہا ہوں و وزن میں اسے کم ہیں یعنی وزن خمر کے در اہم ہیں نہ وزن سببہ ہم ہیں

اس ہزار درم ہر دینی پانچ شقال کے وزن کے برابر ہوں سات شقال کے کذا فی الخطا متعہلاً وان فصل بلا خبر و رۃ لا یصح فی لفظ ہشت
 القد لا الحیف کالذی یأخذ مفرزہ کی تصدیق ہوگی اگر ہشتا قرار کے ساتھ ملا کر لیا اور اگر جدا کر لیا بدین ضرورت کے تو صدیق نہ ہوگی بسبب
 ہونے مقدار کے ہشتا کی نہ نصف کے ہشتا کی چنانچہ ہونٹا ہونا ولو قال لا خراخذت منك الثقا و دیعة قبلت فی یدی بلا غفۃ
 وقال الآخر بل اخذتہا منی غصباً ضمن المقرر لا قرار لا بالخذ و ہی سبب الضمان اور اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھ سے
 ہزار درم بطریق ودیعت کہنے کے لئے سود و تلف ہو گویا بدین میری تصدیق کے اور دوسرے شخص نے کہا بلکہ تو نے مجھ سے درہم مذکور و غصب کرنے
 سو لئے تو مقرر ہوتا دان لازم ہوگا اور اسکے لینے کے اقرار سے اور و نادان کا سبب ہم جب لینے کا اقرار کیا تو نادان لازم آیا ہر وہ موجب
 کا مدعی ہوا یعنی اذن بلا خذ کا اور دوسرے شکر سے تو منکر ہی کا قول کہ سہا بہ مقبول ہوگا کذا فی الخطا وی فی قولہ انت اعطیتہ و
 وقال الآخر بل غصبته فنی لا یضمن بل القول لا لا نکادہ الضمان اور اس قول میں کہ تو نے مجھ کو درم بطور ودیعت کے دیے اور دوسرے
 نے کہا بلکہ تو نے غصب کے مجھ سے تو مقرر ضمان لازم ہوگا بلکہ اوسکی کا قول مقبول ہوگا کیونکہ وہ نادان کا شکر سے ہم اس واسطے کہ اس نے ضمان
 اقرار نہیں کیا سہا بہ لینے کا بلکہ اس کے لینے کا اور دینا دوسرے کا فعل ہے یعنی مقررہ کا اور وہ ضمان کا موجب نہیں تو وہ اپنی ذات پر ضمان کا
 مقرر ہوا اور مقررہ سبب ضمان کا مدعی ہے اور مقرر اس کا شکر سے اور قول تو منکر کا مقبول ہو کذا فی النسخ و فی ہذا اکان و دیعة او قرضاً کے
 عندک فاخذتہ منك فقال المقرر بل ہی لی اخذتہ المقرر لہی قائماً و الا فقیمتہ لا قرار بالبدلہ ثم بالخذ منہ و ہی
 الضمان اور اس قول میں کہ یہ خیر میری ودیعت تھی یا میرا قرض تھا تیرا پس سو میں نے اس کو تجھ سے لیا سو مقررہ نے کہا بلکہ وہ میرا مال تھا تو مقررہ
 مقرر سے لے کر وہ چیز موجود ہو اور اگر موجود نہ ہو تو اسکی قیمت لے اس واسطے کہ مقرر نے مقررہ کے قبض اور تصرف کا اول اقرار کیا ہر اس سے لینے کا
 اقرار کیا اور لینا سبب نادان کا یعنی جب اس سے اسکی ذمی الیہ ہونے کا اقرار کیا ہر لینے استحقاق کا دعویٰ کیا تو بلا برہان اوسکی تصدیق نہ ہو
 وصديق من قال اجرت فلا تافوتی ہذا لا وتولی اخذت افرکبہ او لبسہ او اعترتہ ثوبی او اسکتہ بیتی و دلا او حاط
 فلان ثوبی ہذا بلبان اقبطتہ منہ وقال فلان بل ذلك لی قال القول للیقین استحقاقاً البذلۃ فی الاجار و ضرر و رۃ بخلاف
 الوجیعة اور اس مقرر کی تصدیق ہوگی جس نے کہا کہ میں نے فلا نے شخص کو اپنا یہ کپڑا یا اپنا یہ کپڑا کرایہ دیا سودہ گھوڑی پر سوار ہوا یا کپڑی کو پسین
 یا اسکو پی کپڑا بطور عاریت کے دیا یا اسکو مینے اپنے گہر میں رکھا اور فلا نے شخص نے اس بات کو مانا یا یوں اقرار کیا کہ فلا نے شخص سے میرا یہ
 کپڑا ایسی اتنی مزدوری پر سو میں نے اسکی کپڑا لیا اور فلا نے شخص نے کہا بلکہ وہ کپڑا میرا ہی تو مقرر ہی کا قول مقبول ہوگا بطور استحسان کے اس واسطے کہ
 قبض اور تصرف اجاری میں ضروری امر ہے بخلاف ودیعت کے ہم اجاری میں قبض استیفائی مقبوض علیہ کے واسطے ضروری سمجھئے استحصال منافع کے واسطے
 تو مستاجر کے قبض کا اقرار اسکی ملک کی دلیل نہیں ہو سکتی بخلاف ودیعت اور اقراض کے ہذا الالف و دیعة فلان لا بل و دیعة فلا
 فلا لالف للاول و علی المقرر الف مثله للثانی فلان لا بل فلان لا یلاذ ثریہ اع حیث لا یحب علیہ للثانی شیء کا تہم یقر یا لہ
 یہ ہزار درم فلا نے کی ودیعت ہی نہیں بلکہ فلا نے کی ہو ہزار درم مشار الیہا اول مقررہ کے ہیں اور مقررہ مانڈا اسکے اور ہزار درم ثانی مقررہ کے
 لازم ہون کے بخلاف اس قول کے و ہزار درم فلا نے کے ہیں نہیں بلکہ فلا نے کے ہیں بلا ذکر ایداع کہ مقررہ میں مقررہ مقررہ ثانی کے واسطے کہ جب
 واجب ہوگا اس واسطے کہ اوسکی ودیعت کہنے کا مستند ذکر نہیں کیا و ہذا الکانت معینہ وان کانت غیر معینہ لزمہ ایضاً اور یہ وقت
 ہی جب کہ درانہ معین ہوں اور اگر غیر معین ہوں تو مقررہ ثانی کے واسطے ہی ہزار درم مقررہ لازم ہوں کہ لفظ غصبت فلا ناما لہ ضرر ہم
 مانتہ دینار و کر خط لکھ لے فلا ناما لزمہ لعل و احدا منہما کلہ وان کانت بعینہا فلی للاول و علیہ للثانی مثلاً مانتہ اس قول
 منکر کے میں نے فلا نیسے سود درم اور سو دینار اور ایک گھوٹون غصب کے نہیں بلکہ فلا نے سے چھین لیا تو مقررہ و دوزن میں سے ہر شخص کو

ابتداء ذکر کے برابر لازم ہون کے قول کا ان المقولہ واحداً للمقولہ اکثرهما قدراً واخصهما وصفاً خاض له الفت در ہم لایل الثقلان او
 الفت دو چیز جیسا کہ لایل ذہون کے او عکسہ اور اگر مقررہ ایک ہی شخص ہو لیکن اسامہ الاقرار بن مقدار یا وصف نہ ہو تو مقررہ دو لازم
 ہو دو ذہون اقرار دن میں مقدار میں گشتہ اور وصف میں نہیں ہو چنانچہ اس مثال میں کہ کسی میری اوپر ہزار درہم میں نہیں بلکہ د ہزار ہیں اقرار
 اقرار کیا کر اس کے ہزار گہر تھی درہم میں نہیں بلکہ گہر تھے درہم میں یا بالعکس اس کے اقرار کیا یعنی اول د ہزار کا ہر ایک ہزار کا یا اول کہو تھی د ہزار
 اقرار کیا ہر دن کا تو قال الذین الذی علی اقلان لفلان والودیعۃ التي عند فلان ہی لفلان فیقول اقرار لہ وحق القصر
 للیقین و لکن لو سلم الی المقولہ یزنی خلاصہ اور اگر بولا کہ میرا دین فلاں شخص میری وہ نہاں آدمی کا ہو یا جو ولایت فلاں کے پاس ہے
 وہ فلاں شخص کی سے تو یہ اقرار ہی مقررہ کے واسطے اور جس دین یا قبض ولایت کا حق مقرر کے واسطے ثابت ہو لیکن اگر دیون یا مودع
 مقررہ کو تسلیم کر گیا تو ادای دین اور ولایت سے برائی الذہب ہر جہاں کا فلاں فلاں مدد کثرت محالک لما تراثہ لان اصحاب لنفسہ کان
 حسیۃ قیلزم التسليم ولذا قال فی الحاوی القدسی ولو لم یسلطہ علی القیص فان قال فایضی فی کمال الذین عادیہ معہ دلت
 لم یقلہم یصح قال المصنف وہی المذکور فی سائتہ المعتبرات خلافاً لخالصہ من اقل عند الفتویٰ لیکن خلاصہ کا قول مخالف جو ہر
 قول کے جو کہ یہ نہ کہ ہر جہاں اگر مقررہ اپنی ذات کے واسطے نسبت کرے تو ایسا اقرار ہر شے کی کا فوجاں مقررہ سے تسلیم لازم ہوگی اور یہ ہر شے کی
 قدسی میں کہا ہے اور اگر مقررہ کو قبض دین پر مسلط کرے تو اگر یوں کہے کہ میرا نام کتاب الذین میں عادیہ ہو تو اقرار صحیح ہے اور اگر کہے
 کہ میری قبض میں مقررہ ہے اپنی شے میں کہا دو عادی قدسی کے موافق اکثر کتب معتبرہ میں سے برخلاف خلاصہ کے تو قابل کچھ اس مسئلہ میں فتویٰ
 دین کے وقت ہر شے وہاں سے تنہا منقول ہے کہ جب یہ اقرار کرے کہ میرا دین فلاں کا دین ہے اور مقررہ اس کی تسلیم کرے تو صحیح ہے
 اور حق قبض اصل کے واسطے ہر نہ اتنی کے واسطے لیکن باوجود اسکے اگر دیون ثانی کو چھو برائی الذہب ہو جائے گا اور اول وکیل کے اندر
 ہر شے کا اور ثانیے سوکل کے اندر ہوگا اپنی نظر ہر اجماع تصادق کے دین مقررہ کا ہوگا اگرچہ مقررہ کہے کہ میرا نام عادیہ ہو اور ہو کہ قبض
 تسلط کرے تو یہی تصادق ملک مقررہ کا منصب ہے اور اگر عادی کا قول کہ قبض ہو کر مجھے کہ مقررہ ساکت تھا اقرار کے وقت اور وہاں سے کے
 جو خلاصہ کی موافق ہے تسلیم مقررہ پر مجبور کیجئے تو توافق بین القولین حاصل ہو جائے اور مخالف اور مضطرب ناظم ہو کہ اسنے لفظ را بآب
اقرار المرئین یعنی مرض الموت وحتماً مرفی خلاف المرئین دسیجی فی الوصایا یہ باب ہو اقرار مرئین کے حکم میں فی
 دو مرئین چہ مرض الموت بیماری اور تعین مرض الموت کی مذکور ہو گئی طلاق مرئین میں اور آگے آگے کتاب الوصایا میں اثبات کو یہ حق کو بخیر
 نافذ من کل مالہ یا ثمرہ مرئین کا اقرار دین اپنی غیر وارث کے واسطے نافذ ہو اسکے تمام مال سے بدلیل قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 عمر فاروق سے مروی ہو اذ اقرار المرئین بدین جاز ذلک علیہ فی جمیع ترکہ لینے جب بیمار دین کا اقرار کرے تو اس پر جائز ہو اسکے تمام ترکہ
 میں اور ایسی صورت میں اثر بجا ہی حدیث ہو کہ وہ مقتدرات سے جو جمیع قیاس کو گنجائش نہیں فرما سکا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ
 مجبور ہو گا کہ اتنی لفظ کہ دلتا بعین مکتذک الا اذا اعلیٰ علیک لہا فی مرضہ فیتقیہ بالثلث ذلک المصنف فی تعینہ فیلحق
 اگر مرئین کا اقرار ہو تو ہی اس طرح کا حکم ہے یعنی یہ مقررہ سے نافذ ہو گا کہ جب کہ تھیک مرئین کی اسکے مرض میں معلوم ہو یعنی قرائن سے یہ
 معلوم ہو کہ مرئین اپنی کہ عین کا مالک کرتا ہو اپنی بیماری میں تو یہ تھیک مقید ثلث مال ہوگی یعنی ثلث مقررہ کہ سے متعلق ہوگی نہ تمام مقررہ کہ
 بیان کیا جو کہ مصنف نے اپنی کتاب العین میں فرما سکا یا د کہنا یا جو کہ مرض کی تھیک وصیت ہو لہذا مقید ہوگی ثلث مال سے عمومی میں
 عین کا اقرار مرئین اپنی کے واسطے صحیح ہے اگر اقرار بطریق حکایت کے ہو اور اگر بطریق ابتداء کے ہو تو ثلث مال سے صحیح ہو گا کہ اتنی اقرار دین
 اقرار ابتدائی سے مراد یہ ہے کہ اس کی صورت اقرار کی صحت ہو اور حقیقت میں ابتدائی تھیک ہو تاکہ عادیوں کو حسد نہ ہو اور اقرار

باب اقرار المرئین

توضیحه اقرار ہو کہ انی لطمای دینی مخصوصاً و آخر الاذن عنہ اور میراث و غیر ذلک جاہلی اداسی دین مذکور سے یعنی اس واسطے کہ قضاء و مقیم
 ہو میراث پڑا و سپر آخرت کا مواخذہ باقی ترسے و ذلک الصلوة مطلقاً و مع الزامہ فی مرضہ بسبب معرفت بسببہ او بمحاکاتہ
 قاض مقدم علی اقربہ فی مرض ہونکہ اور حالت صحت کا دین مطلقاً خواہ گواہوں سے معلوم ہو خواہ اقرار سے وارث کا دین ہو یا جہنی کا صحت کا اقرار
 ہو یا دین کا اور جو دین کہ اس کو مرض میں لازم ہو اسبب مروت سے جو گواہوں یا قاضی کے مسائنہ سے معلوم ہو مقدم ہو گا دین دین پر
 جس کا مریض نے اپنے مرض الموت میں اقرار کیا و لکن المقربہ و ذیقہ دین صحت کا مرض کے اقرار پر مقدم ہے اگرچہ مرض کا مقدم ہو و ذیقہ ہوا
 عند الشافی الکل شیء و اور شافعی کے نزدیک دین صحت اور اقرار مرض کا دین سب برابر ہیں بلا تقدم و السبب المعروف بالیقین
 کما کہ مشاہدات بمصر المثل اما الزیادۃ فبطلان کلام جاذب النکاح عنایہ اور دین کا سبب مروت دوسرے جو جمع ہو چنانچہ وہ نکاح
 جو شاہدوں کے سامنے ہو اور بشرطیکہ نکاح منہشل سے ہو اور زیادتی بہر مثل سے تو مرض الموت کے نکاح میں باطل ہے اگرچہ نکاح جائز ہو
 کہ انی عنایہ ہم زیادتی بہر مثل سے باطل ہے بشرطہم ابازت و رتہ کہ انی لطمای دینی و بعض مشاہد و خلاف کذلک ای مشاہدہ اور
 چنانچہ ہم مشاہدہ اس طرح الیہ مشاہدہ یعنی کیسا مال تلف کرنا شاہد دین سامنے و المر یض لیس لہ ان یقضی دین بعض التمرکۃ دون بعض
 و لو کان ذلک اعطاء مکہ و ایفاء اخرجہ اور مریض کو چہ جائز نہیں کہ بعض اہل دیون کا دین ادا کرے سوائے بعض کے اگرچہ سب دین مہر کا دینا
 اور حشر کا ادا کرنا ہو اس واسطے کہ مریض کے مال میں سب دین والوں کا حق متعلق ہے تو بعض کے دینے میں اور دین کی حق تلفی ہو مریض کی قیاسی
 معلوم ہو کہ مریض جو کو طرح کی تخصیص متوجہ نہیں فلا یتیم لہا الا فی مسئلتین تو ہر اور حشر کے واسطے مریض کا دین مسئلہ نہ ہو گا مگر دستوں میں
 اداسی بعض دین جائز و اذ قضی ما استقرض فی مرضہ اوفی نقد من ما اشتد فیہ لو بمثل القیمۃ ثمافی اللہ کان وقد حلیم
 ذلک ای ثبت کل منہما بالبرہان کا بقا و اذ لا للثمن و دون سببہ میں جب کہ مریض مہترن کو ادا کرے جو اس کے اپنی نیاری میں لیا
 یا ادا کرے اس چیز کا ثمن جو اس نے مرض میں خریدا اگر ثمن قیمت کے برابر ہو چنانچہ برہان میں ہو اور حالانکہ یہ معلوم ہو چکا ہے ثابت ہو چکا ہے قرض
 اور حشر گواہوں سے نہ اس کے اقرار سے سبب تہمت کے ہم تہمت یہ ہو کہ شاید اس کو اس اقرار سے وارثوں کا حصہ گشتا منظور ہو بخلاف
 اعطاء المہر و سخی و ما اذا لم یقضی حیاتی ما یحق الیہ فان البائع استوفی الثمن اذ لم یکن الغنیمۃ المبیعۃ فی یدہ ای یکر البائع
 فان کانت کان اولی بخلات اعطاء ہر وغیرہ کے اور بخلات ہر اور مرض کے جب کہ مریض نے ادھر کا ثمن ادا کیا یہاں تک کہ مرگیا تو اس کا
 بائع اور دین والوں کے برابر ہے ثمن یا سبب میں جب کہ ثمن بائع کے ہاتھ میں نہ ہو اور اگر بائع کے ہاتھ میں ہو تو وہی مقدم ہے ہم نہیں کہ
 پیچ جاری اور اس کے ثمن سے بائع کا دین ادا کیا جاوے اور اگر اس کے دین سے ثمن کچھ زیادہ ہو تو زیادتی مروت کہ میں ملائی جائے اور اگر ثمن میں سے
 بائع ہو تو بعد نقصان بائع مذکور اباب دیون کے برابر ہو گا کہ انی لطمای دینی و اذ اقر المر یض بل دین ہم اقرب دین خاصاً و صہل
 اذ فصل للاسواء اور جب کہ مریض نے ایک دین کا اقرار کیا ہر دوسرے دین کا اقرار کیا تو دونوں مقر لہ حصہ رست پادین کے خواہ دونوں ہوں
 اس سے ملا ہو یا جدا کیا ہو سبب برابر ہونے و دونوں اقرار دین کے و لو اقرب دین ہم یزید علیہما کا اور اگر مریض نے دین کا اقرار کیا ہر
 و ذیقت کا اقرار کیا تو دونوں مقر لہ حصہ رست پادین و ذیقہ اولی اور اس کے بعد دین دینیت اولی اور مقدم ہی
 یعنی اگر اول و ذیقت کا اقرار کیا ہر دین کا و ذیقت کی تقدیم ہے اس واسطے کہ جب اس نے پہلے و ذیقت کا اقرار کیا تو مقر لہ اور اس کا مالک ہو
 ہر دین کا اقرار غیر کے مال میں جائز نہ ہو گا کہ انی لطمای دینی و اذ اقر المر یض مد یونانہ و ہو مد یونان غداً و ای لا یجوز لہ ان کان اجنبی
 وان کان وارثاً فلا یجوز مطلقاً سوا کان المر یض مد یوناناً و لا للثمنہ و اور مریض کو اپنے دیون کا دین معاف کرنا اور حالانکہ
 مریض خود مد یونان ہی غیر جائز ہے یعنی ابرا جائز نہ ہو گا اگر اس کا مد یونان غیر شخص ہو اور اگر مد یونان وارث ہو مریض کا تو ابرا مطلقاً جائز نہیں

کی تہی یا اوس کے پاس گرد تہی وہ میں نے پائی تو میرا اقرار صحیح ہوگا و کو قتلہ ثم برزہ ثم مات جاکر کل ذلک لعدم مرض الموت اختیار
اور اگر مریض نے اقرار مذکور کیا پہر وہ صحیح و سالم ہو گیا بعد اوس کے مرگیا تو میرا اقرار مذکور وہ اقرار جائز ہو جائیگا بسبب عدم مرض الموت کذا
فی الاعتبار سینے ب اقرار کے بعد چنگا ہو گیا تو معلوم ہوگا کہ اقرار مذکور مرض الموت میں واقع ہوا تھا لہذا صحیح ہوگا و لو مات المقلولہ ثم لم یصل
و در ثلثہ المقلولہ من وراثۃ المریض جاز اقرارہ کما قرأہ الاجنبی بحد و میبھی عن العید فیہ او اگر پیسے مقلولہ مراد مریض مرگیا اور
مقلولہ کے وارث مریض کے بہی دار ثلث سے ہیں تو اوس مریض کا اقرار جائز ہو جائیگا اجنبی کے واسطے اقرار جائز ہے کذا فی البرادر کے آدمی کا
نسیب فیہ سے ہم صورت اوسکی یہ ہے کہ وادائے اپنے پوتے کے واسطے اقرار کیا پہر پوتا اپنا باپ چھوڑ کر مرگیا پہر داد اقرار کرنے والا اپنے
اوس فرزند کو مقلولہ کا باپ ہی چھوڑ کر مرگیا تو میرا اقرار جائز ہو جائیگا نیز ویک اس واسطے کہ پوتا اپنے باپ سے داد کا وارث نہ تھا جو اقرار
صحیح نہ تھا کذا فی الطحطاوی بخلاف اقرار الہ ای کو اراثہ بویعۃ مستہلکۃ فانہ جائز وصولہ ان یقول کانت عندی و دیعۃ
خلع الوارث فاستہلکنا کجی علی خلاف و دیعت مستہلکۃ کے اقرار کے یعنی مریض اپنے وارث کے واسطے و دیعت مستہلکۃ کا اقرار
کرے سو درجہ بزرگی اور فضیلت اوسکی یہ ہے کہ مریض بیکہ کہ میسر اس وارث کی و دیعت نہیں سو وہ بیعت تلف کر دانی کذا فی الجہر فی
المحاصل ان الاقرار بالوارث موثق الا فی ثلاث قد کون فی الاشباہ و منها اقرارہ بالامانات کلھا و منها النفع
کما جلی فی کل آی و ای و ہذا الخیالہ فی ذرۃ المریض و اراثہ و منہ ہذا الشیء الفلانی فلان آی و ای کان عندی
عاریۃ و لحد حیث لا فیتک و تمامہ فیہا فلیحفظ فانہ معہم اور خلاصہ یہ ہے کہ مریض کا اقرار وارث کے واسطے باقی دار ثلث کی
اجازت پر موقوف ہو کر من سکون میں جو شباہ میں مذکور ہیں ازاجملہ اقرار مریض ہے تمام امانات کا یعنی قبض امانات کا وارث سے
اور اذان جملہ نفی سے چاہی یون کہنا کہ میرا کچھ حق نہیں میرے باپ اور ماں کو جانب اور بیٹی جیلہ ہو مریض کے ابرا کرنے کا اپنے وارث کو اور مجملہ نفی
حق مریض بہ قول ہے کہ میرا خیر غلامی میرا باپ اور میری ماں کی ملک ہے میرے پاس عاریت حق اور میرا دمان ہے جہاں قرینہ نہ ہو اور پورا جان
اس کا اشتباہ میں ہو تو کہو یا در کتب چاہو کہ یہ اقرار درسی ہے ہم طحاوی نے کہا کہ ملک پدری اور مادر ہی کا اقرار کتب معتبرہ کے
مخالفت ہے چنانچہ مذکور ہو چکا اور جب یہ اقرار صحیح نہ ہو تو عدم قرینہ کی شرط کی بھی کچھ حاجت نہیں رہی اوقفیہ ای فی مرض الموت
لو اراثہ یغنی عن الحاکم بتسلیم الی الوارث فاذا مات یؤدہ برأیہ و فی القنیۃ لقهر فوات المریض نافذہ و انا لکن مقتضی
الموت مریض نے اقرار کیا اپنے مرض الموت میں اپنے وارث کے واسطے کوئی الحال وارث کے نیسے کا حکم ہوگا پہر جب مریض مر جائے تو وارث
مقر بہ کہ میرے کذا فی البرازیہ اور قنیہ میں ہے کہ مریض کے تصرفات جاری اور نافذ ہیں اور وہ لو موت کے بعد توڑ دائے جاتے ہیں
و العین لکولہ و اراثہ وقت الموت لا وقت الاقرار فلو اقر لاخیه مثلا شو قیلہ لہ جہ الاقرار لعدم اراثہ اور اعتبار اوس کے وارث
ہونے کا موت کی وقت کا نہ اقرار کے وقت کا اگر مریض نے اپنے بہائی کے واسطے اقرار کیا پہر مریض کے بیٹا پیدا ہوا تو اقرار صحیح ہوگا بسبب
نہ وارث ہونے اوس کے بہائی کے لئے نہ چرند اقرار کے وقت بہائی وارث تھا لیکن تولد فرزند مریض سے موت کے وقت وہ وارث نہ رہا
الا اذا صار و اراثہ وقت الموت بسبب جدید کالذو و یجوز عقد المملوۃ فیجوز کما ذکرہ بقولہ لکجب کہ مقلولہ وارث ہو گیا
موت کے وقت سبب جدید ہو چنانچہ تزویج اور عقد مولات تو وارث مذکور کے واسطے اقرار جائز ہے چنانچہ مصنف نے یہ کہنا اپنے سپرد
قول میں مذکور کیا فلو اقر لھا ای لا جنبیۃ لغزو و جہا جہ بخلاف اقرار لاخیه لکجب بکفر او ابن اذا نال حجبہ باسناد
او ہوت الا بن فلا یصح لان اراثہ بسبب قلیم لا جدید ناکر مریض نے اجنبی عورت کے واسطے اقرار کیا پہر اوس سے نکاح کیا تو اقرار
صحیح ہو بخلاف اوس کے اقرار کے اپنے اوس بہائی کے واسطے جو محبوب ہی بسبب کفر کے یا مقلولہ کے فرزند کے مقلولہ سے جب کہ اوس کا

عزیزاً و اذا ثبت شاکر الخلام الورثة اور اگر اوس صغیر نابالغ کے واسطے جس کا نسب معلوم نہیں اوس کے وطن میں یا اوس شہر میں سیر
 وہ دار و دیوار حالانکہ مقرر اور مقررہ اس عمر میں واقع ہیں کہ ویسی عمر واسطے کا و یا اگر پیدا ہو سکتا ہو سیدھا قرار کیا کہ وہ لڑکا اوس کا
 بیٹا ہو اور اس کے لئے اوسکی تصدیق کی اگر وہ با تمیز ہو اور اگر صغیر ہے تمیز ہو تو اوسکی تصدیق کی کچھ حاجت نہیں چنانچہ مذکور ہو چکا اور اس وقت
 میں سینے و صورت جماع شرط مذکورہ اوس کا نسب ثابت ہو گا اگرچہ مقرر میں ہو اور جب کہ اوس کا نسب ثابت ہو تو لڑکا باقی دار و دیوار کا شریک
 ہو گا فان انتفت هذا الشرط یؤخذ المقصود حیث استحقاق المال لهما لو اقر یا حق غیر کما مر عن الیابغی کذا فی
 الشریعہ لایلیه فلیؤخذ عند الفقیہی اگر مہر شرط مذکورہ نہ پای جائیں تو مقرر یا خود ہو گا باعتبار استحقاق مال کے چنانچہ اگر غیر کے بہائی ہو چکا
 اقرار کرے جیسے کہ مذکور ہو چکا یا بیع سے کہ ان فی بشر بلائہ تو قوی دینے کے وقت تحریر اور تصدیق چاہیو ہم اگر شرط طلاق سے یعنی بجا نسب
 اور پیدا ہو نامثل مقررہ کا مثل مقرر سے اور تصدیق ولد سے اگر ایک شرط ہی پائی جاوے تو نسب ثابت ہو گا اور یہہر جو شارح نے کہا کہ
 من حیث استحقاق المال مقرر یا خود ہو گا وہ اس صورت میں ظاہر نہیں اس واسطے کہ یہاں فقط نسب کا اقرار سے نہ مال کا بلکہ وہ مسئلہ سابقہ
 میں ہو یعنی جب کہ اجنبی کے واسطے اقرار کرے پھر اوسکی فرزندگی کا دعویٰ کرے تو اگر شرط طلاق مذکورہ متقی ہوں تو اوسکو مال لازم دیا گیا اگر
 نسب ثابت ہو گا اور بشر بلائہ میں بیایم سے یہ عبارت منقول ہے تو ذکر یہ اور کان عودت النسب من غیرہ لزمہ ما اقربہ ولایثبت النسب
 کما فی الیابغی انھی اور شارح کی عبارت رکیک ہو تو اگر یوں کہتے تھو اتھنی کچھ نہ بشرط و قد اقر بہ بالی کذا فی المیزان البتہ واضح تر
 ہوتا اس واسطے کہ بالغ صحت اقرار سے ثبوت نسب کا یہ ہر جب نسب ثابت نہوا تو تقریبہ لازم ہو گیا اور یہی تقریر تحریر سے اس مقام کی کذا فی
 الطحاوی مختصر اذ الرجل علی اقرارہ ای المریض بالوکل والوالدین قال فی الدرہان وان علیا قال المقدسی و فیہ نظر لفقہ
 الذلیلی لو اقر بالجد او بن الابن لایصح لان فیہ حمل النسب علی لذیر بالشروط الثلاثہ المتقدمہ فی الابن اور بار مرد کا
 اقرار کرنا ولد اور والدین کا بیجم ہے ابن بنون شرطن سر جو پستے مذکور ہو چکے فرزند میں بر مان میں کہا والدین کا اقرار صحیح ہو
 اگرچہ والدین اپنے ہونے یا اپنے دادا پر دادا مقدم سے کہہ کر اقرار اس قول میں ہر امن ہے بدلیل قول ذلیلی کہ اگر دادا یا پوتے کا اقرار
 کرے تو صحیح نہیں اس واسطے کہ اس اقرار میں غیر شخص بر نسب کا ذالنا ہے یعنی پہلی صورت میں باپ پر اور دوسری صورت میں بیٹی پر حق
 بالز وجہ بشرط خلوت کا حق زوج و عیال نہ و خلوت ای المقربین الختم امثالہ والایم سبق اھا اور یوں اقرار کرنا کہ یہہر عزت میری
 زوجہ ہو صحیح ہے بشرط خلوت ہونے اوس عورت کے زوج اور اسکی عدت سے اور بشرط خلوت خالی ہونے مقرر کے اوس عورت کی بہن سے اور بشرط
 خلوت ہونے مقرر کے چار عورتوں سے ہوا اوس عورت کے یعنی زوجہ کہنے کا اقرار اس وقت صحیح ہے جب کہ وہ عورت کسی کی زوجہ نہوا اور
 نہ کسی کی عدت میں ہوا اور جب کہ اوس عورت کی بہن یا خالہ یا عہد مقرر کی منکوحہ نہوا اور جب کہ سوا می اوس عورت کے چار عورتوں
 اوس کے پاس نہوں محوی نے کہا یہہر بشرط بھی مناسب ہے عورت جو سے اور بت پرست نہوا اور حاشیہ ذلیلی میں یہہر بشرط کہ وہ عورت
 رضا عورت سے حرام نہ ہو مقرر پر وحم بالمولیٰ من جهة العتاق ان کو لیکن ولا یمکن ثابتاً من جهة خیر ای عید المیزان صحیح ہوتا اقرار
 یعنی یوں کہنا کہ یہ شخص میرا مولیٰ ہے یا آزاد کرنے کی راہ سے بشرطیکہ اوس کا ذالنا غیر مقرر ہو ثابت نہوا والمرآة صحیح اقرار کا بالوالدین والزوج
 والمولیٰ اور صحیح ہے عورت کا یوں اقرار کرنا کہ یہہر مسکد والدین میں یا عہد میرا زوج اور مولیٰ ہے یا لا حصل ان افراد الانسان علی نفسه
 حجة لا علی غیرہ قاعدہ کلیہ مسائل مذکورہ میں یہہر کہ آدمی کا اقرار کرنا اپنی ذات پر حجت ہے جو غیر بر قلت و ما ذکرہ من حجة الاقرار
 بالکلام کالاب ہوا المشہور الذی علیہ الجہت وقد ذکرہ الامام العتاقی فی فہم العتاقی ان الاقرار بالکلام لایصح وکذا فی خیر
 السنن بہ لان النسب لا یأبى الا لامهات و فیہ کمال الوجہ علی الغیر فلا یصح انتہی و لیکن الحق صحت ہر جامع الاصلان

۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

نکاحات کا کتاب فی الحقیقت میں بہت ہون اور یہ جو مست سے مائے اقرار کی صحت نہ کر کے سے اخذ باب کے بھی قتل مشہور چو چو سپر لکڑی ہاں ہاں
 قتالی سے اپنی فراغت میں ذکر کیا جو کہ مائے اقرار صیح نہیں اور اس طرح خود اس طرح میں جو اس واسطے کہ نسب باہون سے ہوتا ہو نہ مائے اقرار سے اور
 اس میں مل رویت ہی جو غیر شخص ہو یعنی مقرر کے باب پر تو صیح نہیں لکھتے لیکن صحت اقرار مذکور حق سے بسبب بامیت ہاں کے یعنی ہاں
 ہونے میں اور باب دو وزن برابر ہیں تو باب کے اخذ ہوئی پس اس سے باور کہنا یا ہو و لکن اس سے بالحق لایست شجاعت اس را و کو فاکلا
 تعین الولد اما النسب فی القرائن شخصی اور اس طرح عورت کا یہ اقرار صیح سے کہ یہ میرا لڑکا ہے لڑکا ایک عورت گراہی سے اگر وہ دینی
 حاجی نہیں دل کی گواہی دے اور نسب تو فراش سے ثابت ہوتا ہے لڑکا انی اشہی صحت عورت کی گواہی دوس وقت شرط ہو جب کہ بچہ ہو یا
 ہوا تو تالیہ نہیں دل میں اس وقت شرط ہو جب کہ ولادت پر قبضہ ہو اور تعین دل میں اختلاف والتوضیح فی الطحاوی و لکن معتد
 بحدیث ولادت ہاں ہی تا مائے اقرار فی باب بیعت النسب اور اگر عورت مستعدہ کی ولادت کا انکار ہو تو عورت کا اقرار ہو ہی ہے
 صیح اور اس سے ہوا جانا پھر عورت النسب کے باب میں مذکور ہو چکا اور حدیث قہا الرود ہاں کان لھا زوجہ او کانت معتد لا معتد یا عورت کا
 اقرار دل صیح ہو اگر زوج اس کی تصدیق کرے بشرطیکہ وہ شوہر دار ہو یا اس کی معتد ہو وھو مطلقا ان لم یکن کذا نکاح ای موقوفہ
 ولا معتد لا و کانت مزوجہ و اذعت اللہ من حدیث فصار ثلثا لولادہ ما منھا لم یعتد فی جفتھا الا بتصدیق قہا اور
 صیح ہو اقرار دل مطلقا اگر چہ شہادت اور تصدیق زوج نہایت باور اگر عورت ویسی ہو یعنی نہ شوہر والی نہ مستعدہ یا کہ شوہر والی ہو اور یہ دعوی
 کرے کہ وہ لڑکا اسکے سوا اور مرد کا ہی تو یہ اقرار ویسا ہو ایسا کہ اگر مرد دعوی کرے کہ یہ میرا بیٹا ہے اس عورت سے تو عورت کے حق میں
 اس کی تصدیق نہ کرے کی تصدیق کرنے سے قاتل قاتل ہو لم یقوف لھا و دیگر حدیث لھا و کذا فی حدیث میں کہتا ہوں باقی رہی میرا بیٹا
 یا اگر عورت کا کوئی اور زوج مشہور ہو اور معلوم نہ ہو اسے ایک زوج کے اور وہ یہ دعوی کرے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور مرد سے تو اس کی تصدیق
 متفق ہو اس صورت میں ظاہر ہے کہ لڑکا عورت ہی کا نہیں لڑکا کیونکہ شوہر معلوم پر تحیل نسب نہیں ہو سکتی تو وہ لڑکا عورت ہی کا ولادت ہوا
 مفتی ابو سعید نے کہا نہایت الامر یہ ہے کہ در صورت عدم صرفت زوج تالیہ وہ لڑکا زنا کا ہو گا اور ولد الزنا اور ولد لہان فقط کا ولادت
 ہونا ہو تو اس میں توقف کی کچھ وجہ نہیں کہ انی الطحاوی دلائل میں تصدیق لکھتا ہے اور صحت اقرار میں اور اشخاص مذکورین کی تصدیق ضروری
 ہم یعنی جب مرد نے یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے یا والدین بن یا یہ میری زویہ ہو اور عورت نے اقرار کیا کہ یہ میرے والدین بن یا یہ میری زوجہ
 اور یہ میرا سولے ہی عنایت سے تو ان لوگوں کی تصدیق ضروری اس واسطے کہ ہر شخص ان میں سے اپنی ذات کے تصرف میں ہو تو غیر کا
 اقرار او کو لازم نہیں الا فی الولاد اکان لا یعتبر عن نفسہ لما مرانہ حیث لا کلتائے کہ والدین تصدیق شرط صحت اقرار نہیں ہے بلکہ
 لڑکا ایسا ہو کہ اپنا حال بیان نہ کر سکا ہو اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ لڑکا اس حالت میں متاع اور سہاگہ باندہ ہو یعنی زوج کے پاس ہو گا
 اسی کا شہرہ ہو گا تو کان المقولہ عبد الغیر یا شرط تصدیق مولا لان الحق لہ اور اگر مقرر غیر کا خادم ہو تو صحت اقرار میں اس کے
 مولا کی تصدیق شرط ہو گی اس واسطے کہ حق اسی کا ہو وھو التصدیق من المقولہ بعد موت المتوفی لھا النسب العدة بعد الموت
 اور صیح ہو تصدیق مقرر کی بعد مر جانے مقرر کے بسبب باقی رہنے نسب اور عدت کے بعد موت کے الا تصدیق الزوج بعد موت یا متوفی لا یفلا
 الکاحہ مونا و لھذا الیس لہ عکس لھا بخلاف عکسہ کہ زوج کی تصدیق مرد مقرر کے مزنی کے بعد صیح نہیں بسبب منقطع ہو تو نکاح
 زوجہ کی موت سے اور اسی وجہ سے زوجہ کا مقرر کا موت کے بعد بخلاف اسکے عکس یعنی اگر زوج مقرر ہو تو زوجہ کی تصدیق بعد
 موت زوج کے صیح ہے اور اس کو زوج کا غسل دینا بھی صیح اس واسطے کہ طلاق نوح کے بسبب باقی رہنے عدت کے ہونے منقطع نہیں دلی اقرار
 رجل بنسب فہو تحیل علی غیرہ لم یقل من غیر ولادہ کما فی الد در لغتہ لا بالحد و اس کا لای کما قال کا لایہ و انہم یحیل

عورت کا اقرار
 عورت کا اقرار

داین الا بن لایحه لافرائی حتی غیری الا بدهان اور اگر ایک مرد نے اقرار کیا اس نسب کا جس میں غیر بر نسب وانا ہو چنانچہ لرون کہنا
 کہ یہ میرا بیانی اور چچا اور دادا اور پوتا ہی تو اقرار صحیح نہیں غیر شخص کے حق میں مگر شہادت سے مصنف نے نسب میں غیر دلاوی نہیں کیا
 چنانچہ در بین سے بسبب فاسد ہوئے اس قید کے جدا در بیان الابن سے ومنه اقرار انتمین لما ترفی باب بیعت النسب فلیحفظ
 اور از انجملہ ہر اقرار و دشمنوں کا چنانچہ مذکور ہو چکا ثبوت النسب کے باب میں تو یاد رکھنا چاہیو ہم یعنی غیر کے حق میں اقرار نسب صحیح نہیں مگر بر
 سوا کسی قسم سے مقرر علیہ کے وارثوں سے و دشمنوں کا اقرار کرنا ہی نسب کا تو بانی وارثوں پر ثبوت نسب کا حکم مستعدی ہوگا اور اگر متفرک
 شخص ہوگا تو فقط اسی پر حکم اقرار مقصور رہی گا اور مقررہ کے وارثوں کا اقرار ثبوت نسب نہیں جیسے مقررہ کی تصدیق ثبوت نہیں کذا نے
 الخطاوی وکذا الوصیة قال المفسر علیہ ادا الوکة ودهم من اهل التصدیق اور بطریق اقرار صحیح ہوگا اگر مقرر علیہ مقرر کی تصدیق کرے یا اگر
 وارث اور مانا نکہ وہ تصدیق کرنے کی لیاقت رکھتے ہوں ہم مقرر علیہ کے وہ شخص مراد ہے جس پر مقرر نسب کو محمول کرے ہر چند تصدیق در ثبوت مقرر
 قول سابق میں مستدح ہی لیکن دونوں میں یوں تفرقہ ہو سکتا ہے کہ پہلی صورت میں مقرر علیہ کے دو وارثوں کا اقرار ثبوت نسب ہو اور
 دوسری صورت میں اقرار مقرر علیہ کے دو وارثوں کی تصدیق ثبوت ہے اور لیاقت تصدیق سے مراد یہ ہے کہ وارث عاقل بالغ
 ہوں اور نصاب شہادت کامل ہو کہ نے الخطاوی و یصح فی حق نفسه حتی لیرمہ ای المقر الا حکام من المتفقہ والمختصا نزد الا وث
 اذا التصاد قاعلیہ ای علی ذلک الا قرار لان اقرار حاجہ علیہما اور نسب کا اقرار مقرر کی ذات کے حق میں صحیح ہو تو مقرر کو لازم ہوگا
 نفقہ اور پرورش اور میراث کے حکام جب کہ مقرر اور مقررہ دونوں اس اقرار پر باہم لقادق کریں اس واسطے کہ دونوں کا اقرار دونوں پر حجت ہو
 ہم نفقہ اس وقت ہو جب کہ مقررہ محرمیت کی قرابت رکھتا ہو مقرر سے لیکن پرورش مشکل ہے اس واسطے کہ پرورش نہیں مگر منفر کی اور منفر لائق تصدیق
 کے نہیں لیکن یہ تو جہ ہو سکتی ہے کہ حضانت سے مراد ضم ہی لینے اپنے پاس رکھنا جب کہ بنت بالغہ ہو اور اس کی بجر متی کا خوف ہو کہ ان فی الخطاوی
 فان لم یکن له ای لهذا المصدق وادث غیرہ مطلقا لا قریبا لذلک وی الا حکام ولا بعید لکن فی الموالات علی وغیرہ ویرکہ سوا اگر مقرر
 سوا ہی مقررہ کے کوئی وارث مطلقا نہ ہونہ وارث قریب چنانچہ ذوی الارحام اور نہ یہید چنانچہ مولای محبت کذا فی العینی وغیرہ تو ذہ اس کا وارث
 ہوگا ہم یہ وراثت فقط مقررہ پر مقتدر ہو تو اس کی صل اور فرع کے طرف میراث منتقل ہوگی اس واسطے کہ یہ بمنزلہ وصیت کے ہو کذا فی
 الخطاوی والا لان نسبہ لم یثبت فلا ینحصر الوادث المعروف والمزاد خیر الزوجین لان وجہ تھا غیر کافق قالہ ابن الکمال
 اور نہیں تو نہیں یعنی اگر مقرر کوئی وارث قریب یا بعید ہو تو مقررہ مقرر کا وارث ہوگا اس واسطے کہ اس کا نسب ثابت نہیں تو وہ مزاحمت نہیں کر سکتا
 وارث شہور سے اور اس وارث سے جو مانع ارث مقررہ ہو وہ وارث ہے جزو وجہ کے سوا ہو اس واسطے کہ زوجین کا وجود غیر مانع ہو مقررہ کے
 ارث سے کذا ذکرہ ابن الکمال ثم لیسوق ان یصح عن افراد لا لانه وصیۃ من وجہ ذلیلی ای وان صدقہ المبرک کما فی البدایہ
 نقل المصنف عن شمسہ السراجیۃ ان بالتصدیق یثبت النسب فلا ینفم الزوج فیلک رعدہ الفدی عا پر درایت کر کہ مقرر
 اپنی اقرار سے پہر جانا جائز ہو اس واسطے کہ یہ اقرار ایک راہ سے وصیت ہو کذا فی الزلیعے سینے رجوع اقرار سے جائز ہے اگرچہ مقرر کی مقررہ
 تصدیق ہی کرے کما فی البدایہ لیکن مصنف نے اپنی شرح میں سراجیہ کی شرح سے نقل کیا کہ مقررہ کی تصدیق سے نسب ثابت ہو چکا ہو تو رجوع
 عن الاقرار فائدہ بخش نہیں تو اس کی تحریر اور تنقیح چاہیو فتوح سینے کے وقت ہم ظاہر ازلی کا کلام حق ہی چنانچہ اتفاقاً اور شرعیاً یہ سے ثابت ہوا ہو
 اور اس تعلیل میں اتفاق ہے کہ نسب ثابت نہیں تو تحریر مقام یہ ہو کہ نسب اقرار میں اگر خیر و تحیل نسب ہو اور تصدیق مقررہ کی پائی یاد
 تو اس میں رجوع جائز نہیں اور اگر تحیل غیر ہو اور مقررہ تصدیق کرے تو رجوع جائز ہو غرض کہ یہاں کلام ہی دونوں میں مستدبر
 کذا فی الخطاوی و من کاد ابوع فاقول انہ شاکہ فی الا و فی فیستحق المصنف تفصیل بمقررہ لم یثبت نسبہ لما ترفان اقرار

مقبول فی حق لیسک فقط اور بیشخص کا باپ مر گیا سو اس نے اقرار کیا کہ بیشخص میرا بھائی ہے تو مقریہ اس کا شریک ہو گا نہ میں نہ
وہ نصف حصہ مقریہ مستحق ہو گا اور اس کا نسب ثابت ہو گا اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس کا اقرار فقط اس کے حق میں مقبول نہ
قلت حق کسی اگر لائے باقی حل بجز کمال المشافہۃ لالان ما آذی وحق الی لقیہ انتفی من آخر ملہ ولم آذی لالان قلت
بہر حق وطلاعت کلہم تقریہ ایچہ میں کہنا ہوں باقی کہنی یہ صورت کہ اگر سبائی بیٹے کا اقرار کرے یعنی سب کا بھائی کہے کہ بھو
نخص سب کو بیٹا ہو تو یہ اقرار صحیح ہے یا نہیں سب سب شافعیہ کہتا ہے کہ یہ ہندو اور مسیح نہیں اس واسطے کہ جس کا وجود باعث ہوا اس کی نفی کا
یعنی صحت اقرار عدم صحت اقرار کا موجب ہو وہ خود اپنی اصل سے متقی ہو جاتا ہے یعنی شافعیہ کے نزدیک صحت اقرار کی یہ شرط ہے
کہ مقر وارث ہو تو اگر سبائی کے اقرار کی اس راہ سے کہ وہ وارث سے تصدیق کیجئے تو صحت اقرار کا بطلان لازم آوے گی کیونکہ سبائی اپنے
اپنے بھائی بیٹے کے ہونے اور یہ سب سب ہونے اپنے امون کے کلام میں معین نہیں کیا ہوا اور ان کے ظاہر کلام سے یہ جواب معلوم ہوتا ہے کہ اگر
اقرار نہ کر دے تو اس کی دش چاہیو کتب مذہب میں ہم وہ صحت ہر شے کہ مقتضای کلام حقیقہ بیان پہنچے کہ اگر مقر میں نصائب ہوں
موجود ہو تو نسب ثابت ہو گا اگر نہ صاحب وارثوں سے ہوا اور اگر نصائب ہو تو اقرار پر عمل کیا جائے گا فقط مقتضی حق میں اگر نہ نسب ثابت
ہو گا کہ انہ لوطاوی وان تولد شخص ابی ولہ علی آخر مانہ فاقر احدہا بقبض ابیہ خمدین منقا قلائت لیست لکات
افراد لا ینصرف الی نصیبیہ ولا اخر خمدین بعد خلافہ انہ لا یعلو ان آیات قبض شطر الما لہ قالہ الا کمال قلت وکذا
الحکم لو اقرات آنا قبض کل الدین نکتہ هنا یختلف الحق العاصم فی الی اور اگر ایک شخص دس بیٹے چھڑ کر مر گیا اور اس کے دس
شخص برسر دم ہیں سب ایک بیٹے نے اقرار کیا کہ اس کا باپ پچاس درم امون میں سے لیجا ہو تو فرزند مقر قبض کی کچھ بٹے کا واسطے کہ اس کا
اقرار اس کے حصے کے طرف ہر سب لیا اور دس فرزند کو پچاس درم ملین کے یوں قسم کیا نیکی بعد کہ والد اس کو معلوم نہیں کہ اس کے
بیٹے برسر دم سے نصف یا دس بیٹے قول سے اکل کا میں کہتا ہوں اور سب طرح کا حکم ہو اگر ایک فرزند نے اقرار کیا کہ اس کے باپ نے نام
دین قبض کر لیا لیکن یہ بیان مدیون کے حق کے واسطے قسم بجا نیکی کہ نہ ملنے الزم ہے مہر سب کی صورت کی قسم سبائی کے حق کیواسطے جو نہ قسم کر لیا
اس واسطے کہ اس پر اس سے زیادہ مطالبہ نہیں ہوا پس واجب الادا ہے اور اگر سبائی قسم کیا ہو تو مقر پچاس درم میں اس کا شریک ہو گا
اور دوسری صورت میں اگر غیر مقر سبائی قسم کیا ہو تو مدیون بری الذمہ ہو گا اور اگر قسم کیا نہ ہو گا کہ مسیگر باپے کہہ نہیں لیا تو اس کے
حصہ دیا جائے گا نہیں پچاس درم کہ اس لوطاوی فصل کل مسائل شافعیہ فیہ فصل ہے کتاب الاقرار کے چند مسائل متفرقہ میں آؤ گے
الحکم المکلفۃ بدین لاخر فکدہا وجہا حق اقراتھا فی حقیۃ ایضا عند الی حلیۃ فتجب المقر وکذا لزم وان تقر والد وادخ
وہذا لا یجوز الی المسائل الی الخ وجہ من قاعدہ الاقرار حجة قاضی علی المقر ولا یعتد فی الی غیر ذلک فی الاکتفاء عند
آزاد عاقلہ البتہ نے دس شخص کے دیں کا اقرار کیا سو اس کے زوج نے اس کی تکذیب کی تو اس کا اقرار اس کے زوج کے حق میں بھی صحیح ہو
امام ابو حنیفہ کے نزدیک زمرہ دین کے بابت جس کی جاتی اور اس کا ساتھ نہ چھوڑا جائے گا اگرچہ جس اور ملازمت میں نہ ہو ضرر ہو اور یہ ایک
مسئلہ ہوا ان مسائل سب سے جو اس قاعدی سے خارج ہیں کہ اقرار محبت قاضیہ مقر پر اور غیر مقر کے طرف متعدی نہیں ہوتا اور وہ مسائل
اشباہ میں ہیں ہم بجز مسائل ششکا نہ ایک مسئلہ وہ جو جرم میں نہ ہو چکا اگر موجب اس میں کا اقرار کیا جس کے ادا کا ٹھکانا نہیں مگر میں
موجرہ کے ملن سے تو دائر کو اس کی بیہ جائز ہے اپنا دین لینے کے واسطے اگرچہ مستاجر کا نقصان ہو مگر اگر مجبور النسب عورت نے اقرار کیا
کہ وہ اپنے نزدیک باپ کی بیٹی ہو اور باپ نے اس کی نقدین کی تو دونوں میں نکاح نسخ ہو گا ہم اپنی بیٹی لڑکی کے والد کا دعویٰ کیا اور
ہم ہی کا ایک بھائی ہو تو والد کا نسب ثابت ہو گا اور والد کے سبب بھائی میرات سے محروم ہو گا ۵۵ کتاب نے جب کہ والدہ کا دعویٰ کیا اور

بہائی کی زندگی میں تو دعویٰ صحیح ہوگا اور میراث اس کے والد کو ملے گی نہ بہائی کو ۱۰ ایک چیز چیم والی پر اقرار کیا کہ بیہ تعلیم تھی اور مشتری نے
 اس کی تصدیق کی مشتری کو وہ بیہ اس کے بائع پر بسبب عیب کے جائز ہے ویدنی آن یخرج ایضا من کان فی الجارۃ غیرہ فاکلا خربہ
 فان له حبسہ وان تضرر المستاجر وہی واقعة الفوتی وکثر تروھا صریحہ اور لائق یون ہو کہ بیہ بیہ بھی قاعدہ مذکورہ و خارج ہو
 کہ جو شخص غیر کی نوکری اور مزدوری میں ہو پھر وہ شخص دو سے شخص کے دین کا اقرار کرے تو مقررہ کو اس کا جس کرنا جائز ہے اگرچہ مستاجر کو
 ضرر ہو اور بیہ نہ ہو کہ طلب ہوا تھا اور میں نے اس کو مصدق کسی کتاب فقہ میں نہیں دیکھا و عندہما لا تصدق فی حق الزوج
 فلا تحبس ولا تلام در رقالت ویدنی آن یعول علی قولہما افتاء و فقہاء لان الغالب ان الاب یعلمہا الا فراکہ اولیٰ بغير
 اقرار بہا لیکون حمل بذلک الی منعہا بالحبس عندہ عن زوجھا ثما وفتت حکیمہ مرزا حسین امینیت بالفقہاء لکذا ذکرہ
 المصنف اور صاحبین کے نزدیک زوج کے اقرار دین کی تصدیق نہ ہوگی زوج کے حق میں تو وہ مجوس اور لازم نہ ہوگی کہ لیسہ الدرر میں کہتا ہوں
 اور لائق یون ہے کہ صاحبین کے قول پر قیام کیا جائے تو یہ دینے اور حکم کرنے میں اس واسطے کہ اکثر یہ ہو تہا کہ زوجہ کا باپ اس کو تعلیم کرے
 کہ باپ کے دین کا اقرار کرے یا اپنے بعض اتار کے دین کا تاکہ اس کو صل سے اس کو روک دیکھو اپنے پاس کے شوہر سے چنانچہ میں چند مرتبہ اس
 خیال گری پر واقف ہوا ہوں جب کہ میں مبتلا بقضا ہوتا تھا ایسا کہ ذکر کیا ہو مصنف نے اپنی شرح میں ہم اس قلیل میں اعتراض ہے اس واسطے کہ
 غلت خاص ہو اور مدعا عام ہے اس واسطے کہ جب اجنبی کے واسطے دین کا اقرار ہوا تو غلت مذکورہ ظاہر نہیں علاوہ اسکے یہ جملہ اپنے پاس رکھنے کا
 نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ جس بدیون کا قاضی کے پاس ہو تا ہو نہ باپ کے پاس تو امام ہی کا قول معتد نہیں کیونکہ مصنف نے اس تصحیح میں ائمہ ترجیح دی
 کسی سند بیان نہیں کی کہ اس نے لوطاوی جہولۃ التسلیٰ قس بالرق لانسان وصہ لہا المقولہ و لھا زوجہ و اولاد کمنہ ای الزوج
 و گنہا مرد جہا و فی حقیقہ خاصہ فقہاء علیہ بقولہ بعد الا قوارس قیق خلا فالجہود عورت جہول النسب اپنے مملوک ہونے کا ایک آدمی کے
 واسطے اقرار کیا اور مقررہ نے اس کی تصدیق کی اور اس عورت کا ایک شوہر ہے اور اولاد ہوا اس شوہر سے اور اس کے زوج نے اس کی تلبیس
 کی تو عورت کا اقرار فقط عورت ہی کے حق میں صحیح ہوگا تو جس لڑکے کا لفظ رہی گا بعد اس اقرار کے وہ مملوک ہوگا مقررہ کا برخلاف قول محمد کہ والد
 مذکور بھی زمین نہ ہوگا لانی حیثہ یث علیہ انتقاض طلاقا ثما حقیقہ فی الشرع لالیہ شوہر کے حق میں اس کا اقرار صحیح ہوگا اس
 قول پر انتقاض طلاق مقررہ کا اعتراض نہ ہوتا چنانچہ پہلی تحقیق شرعیہ میں مذکور ہو ہم بسو طین ہو کہ اس عورت کی طلاق دو ملکہ میں اور عدت پہلی و حیض پہلی
 بالا جہ اس کے بعد تو مقررہ کی اور یہ حکم ہی عورت کی خاص ہے و انتہی اور جابہ تراض کرنا قس میں نکاح ہو کہ وہ تو مقررہ کی اور یہ حکم ہی عورت کی خاص ہے و انتہی اور جابہ تراض کرنا قس میں نکاح ہو کہ وہ تو مقررہ کی
 اعتبار یہی اگر سہیح حیض میں تو انتقاض طلاق عورت مذکورہ کے خصائص غیر متخلف ہے ہو کہ اس نے لوطاوی و قس الا و لا اولاد اور مدعا کے
 حق میں اس کا اقرار صحیح ہو و فرع علی حقیقہ بقولہ فلا یبطل النکاح و علی حق الا و لا بقولہ دا و لا حصہ قبل الا قرار و مافی
 بطنہا وقتہ انحراک لہم قبل الا قرار خا بالرق اور مصنف نے حق زوج پر تفریع کی اپنے اس قول سے تو نکاح بطل نہ ہوگا اقرار مذکور سے
 اور حق اولاد پر تفریع کی اس قول سے کہ اولاد جو اولاد کہ حاصل ہوئی قبل اقرار کے اور جو بیچ اس عورت کے بیٹ میں ہے اقرار کے وقت وہ
 سب آزاد ہیں بسبب حاصل ہونے کے ملکیت کے اقرار سے بیٹے جہول النسب و عیدہ تم اقربا لرق لانسان وصہ لہا المقولہ و لھا زوجہ
 لا قرادہ و حقیقہ فقط دون ابطال الحق شخص جہول النسب اپنے غلام کو آزاد کیا پھر اپنے مملوک ہونیکا ایسا آدمی کے واسطے اقرار کیا اور
 مقررہ نے اس کے اقرار کی تصدیق کی تو اس کا اقرار صحیح ہوگا فقط اس کے حق میں نہ حق کے باطل کرنے میں فان مات العلیق ویرثہ
 و اولادہ ان کان لہ وارث یستغرق الذکرہ والا فیرث کل او الباقی کافی و شرعیہ المقولہ پھر اگر غلام آزاد کر گیا تو اس کا
 وارث اس کی میراث پاویگا اگر اس کا کوئی ایسا وارث ہو جو تمام مقررہ کو میراث میں لے سکے اور اگر ایسا نہ ہو یعنی اس کا کوئی مطلقا وارث نہ ہو بلکہ

افندی سے حد شرک کے باب میں الا فی ما یقبل الریضی کا لفظ وحده الزنی وشریب الخیر کمرست مذکور کا اقرار صحیح نہیں اور نہ پیردن میں جو جو
 من الاقرار کے قابل ہیں چنانچہ ارتداد اور زنا اور شرب خمر کی حد میں اگر کسی نے اقرار کیا کہ اس نے شراب پی جو تو اس کا اقرار صحیح نہیں قرار
 حد قائم نہ ہوگی بلکہ ترتیل حکم گراہی پر مستلزام وقت ہوگا کہ اس نے لفظ ای وقت سیکر لفظ یقین تکبیر کثرتہ مکرر کا لفظ بل خضعا
 کا لفظ غماہ الا فی شقوق القضاء وتمامہ فی انکحامات الاشیاء اور اگر مست ہو گیا مباح طریق سے چنانچہ نشے والی چیز کو جس پر دنیا تو اس کا
 اقرار مست نہیں ہوگا بلکہ دوستی اعمال یعنی بیہوشی کے مانند ہو مگر نماز کی قضا کے ساقط ہونے میں ان کے ہند نہیں اور پورا بیان اس کا اہشہ کی حکایت
 میں جو ہم سے اگر ایک رات اور دن سے بیہوشی زیادہ رہی تو نماز کا قضا کرنا اس سے ساقط ہو اور سستی قضا صلوة ساقط نہیں لفظ
 اذ انکذب المقول بطل اقرار لا یقدر انہ یرتد بالرد مقربہ جب کہ مقرر کی تکذیب کرے تو مقرر کا اقرار باطل ہوگا اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ
 اقرار مردود ہو جاتا ہے رد کرنے سے ہم یعنی جب مقرر کی تکذیب کرے پھر اس کی تصدیق کرے تو اس کی تصدیق پر عمل ہوگا مگر مواضع آئندہ میں
 تصدیق بعد التکذیب پر عمل ہوگا کہ اس نے لفظ ای وقت سیکر لفظ یقین تکبیر کثرتہ مکرر کا لفظ بل خضعا اور اگر مست ہو گیا مباح طریق سے چنانچہ نشے
 والی چیز کو جس پر دنیا تو اس کا اقرار مست نہیں ہوگا بلکہ دوستی اعمال یعنی بیہوشی کے مانند ہو مگر نماز کی قضا کے ساقط ہونے میں ان کے ہند نہیں اور پورا بیان اس کا اہشہ کی حکایت
 اقرار ہو اور نسب اور ولادت اور وقت کا اقرار سے ہم اقرار عرب کی بیہ صورت ہے کہ جس کے پاس غلام ہے اور اس کا اقرار کیا کہ یہ آزاد
 ہو تو اس کی حریت ثابت ہوگی اگر وہ غلام اس کی تکذیب کرے تو دعویٰ نسب کے باب میں پہلے مذکور ہو چکا کہ تصدیق مقررہم کی ضرور ہو صحت اقرار
 اور تصدیق مولای عتاق ہی بشرط ہی اور یہاں اس کے خلاف ہے مگر یہ کہ اس پر معمول کیجئے کہ جب مقرر تصدیق کے طرف عود کرے تو تصدیق
 تو تصدیق مقبول ہوگی چنانچہ ہم اپنی بیان کر چکے ہیں اور اس حل پر مستقرات بحر الرائق کی یہ عبارت دلالت کرتی ہے کہ بزاز یہ ہیں کہ ایک
 شخص نے دوسرے کو کہا کہ تیرا میں غلام ہوں سو مقرر نے اسکو روک دیا پھر اس نے اس کی تصدیق کی تو وہ اس کا غلام نہیں رہا اور رقیہ کا اقرار
 رد کرنے سے باطل ہوگا جیسے مولے کے انکار سے باطل نہیں ہوتا بخلاف عین اور دین کے اقرار کے کہ وہ رد کرنے سے باطل ہوتا ہے اور طلاق اور
 عتاق رد کرنے سے باطل نہیں ہوتی اس واسطے کہ وہ اسقاط ہیں فقط مسقط سے ساقط ہو جاتے ہیں انہو اہشہ میں سہاف سے مقبول ہو کہ جب
 مقرر وقت کو رد کرے پھر اس کی تصدیق کرے تو صحیح ہونگے تو یہاں کے مسائل مذکورہ کی تصدیق پر مثل تصویر میں ہو گئی سو ای طلاق اور عتاق
 اسقاط کی علت سے کہ ان فی الخطا وی نفسا بخرن فی الا شعاف لوقف علی لجل فقیلہ ثم دکتہ لم یرتد وان رتد قبل التبعول
 ارتد اشاف میں ہو کہ اگر وقت کیا ایک مرد پر ہو اس وقت کو قبول کیا پھر اسکو رد کیا تو وہ قف مرد و ہنگام اور اگر قبول کرے پہلے رد
 کرے گا تو یہ جائے گا و الا طلاق والیق فکھا لا یرتد اور طلاق اور روق کا اقرار تو جمیع مسائل مستہ کا اقرار مرد و نہ نہیں ہوتا مقرر کے
 رد کرنے سے دبر اذا المیراث بزاز یہ اور مسائل مستہ مذکورہ پر میراث زیادہ کی گئی کہ انی البرازیہ یعنی اگر وارث اس میراث کو جو میراث
 سے حاصل ہے رد کرے تو مرد و ہنگام و النکاح ثانی متفوقات قضاء البحر و تمامۃ ثلثہ اور نکاح زیادہ کیا گیا ہے چنانچہ بحر الرائق کی قیام
 القضاء کی متفوقات میں مذکور ہے اور پورا اس کا بیان وہیں ہے ہم یعنی اگر احد الزوجین نکاح رد کرے پھر تصدیق کرے تو صحیح ہے بحر الرائق کی متفوقات
 میں یہ عبارت ہے و اما الاقرار بالنکاح فلم یرتد الا ان ینتہ یعنی نکاح کا اقرار تو نہیں اب تک نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں بحر الرائق کو نکاح
 توقف ہے کہ ان فی الخطا وی نفسا بخرن فی الا شعاف لوقف علی لجل فقیلہ ثم دکتہ لم یرتد وان رتد قبل التبعول
 و یرتد بعد قولہ ان یرتد فاما المستثنی عشق فالتحفظ اور صاحب بحر نے دیکھے انہ سے مستثنیٰ کہے ہیں اور
 وہ دونوں یہ ہیں کہ ضامن کا ابرار کا مقول ہے نہیں پھر اور مدیون کا ابرار کا اس کے یون کہنے کے بعد کہ جب کو بری الذمہ کر دیں
 سو ذان نے اسکو بری الذمہ کر دیا نہیں پھر تو مستثنیٰ اس سے ہو سوا نکو یا د کہنا چاہیو ہم سبھی مسائل عشرہ چہ مورثین حق میں مذکور ہیں

اور بار مرتب شائع ہوا ہے لیکن چونکہ صاحب ہر کوئی کالج میں وقف ہو تو درمقیقت فرمودہ تین مستثنیٰ نہیں کہ رو کر نیسے وہ نہیں ہوتی ہر
 ذی وکالت انوہبانیہ وضمنیہ نہ تھا نہ لایہ نام نہ لایہ مال نہ لایہ اور وہابیہ کی کتاب الوکالت میں ہوا اور جب کہ اس نے تصدیق کی وکالت
 وغیرہ میں ہر ہر کوئی لایہ اسکے رو کر نیسے وہ نہیں ہوتا مطلقاً دسی کے کہا تھا کہ مروج فقیر میں یا دین کا اقرار اور اقرار وکالت اور
 وقف معلوم ہوتا ہے علامہ عبدالبر کی شرح وہابیہ سے اور حالانکہ وکالت عقد غیر لازم ہو تو رو کر نیسے کہ نہ کرے ہر ہر کی مگر تصور وکالت
 یوں کیجئے کہ شرعاً مسین کا وکیل کیا اور وکیل نے وکالت قبول کی پھر پیش من معین خرید کی پھر رو وکالت کا دعویٰ کیا تو یہ رو وکالت
 مقبول نہیں آئے دہلی کی شرط لفظاً لفظاً محسناً لایہ خلاف اس اور کیا رو دابر اسکے مجمع ہو گیا ہے مجلس ابراہیم شرعیہ ہائیں اس پر
 شائع کا اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک شرطی اور بعضوں کے نزدیک نہیں والیہ ان مافیہ قلیل مال میں وجہ قبول الیہ
 داکا ملا کمالی شفعہ وطلاق وحقانی لا یقبل الودع وھذا احکاماً لفظیہ کی تالیف حفظ اور قاعدہ کلیہ صلاحت رو اور عدم صلاحت
 یہ کہ جس عقد میں مال کی ملکیت ہو کہ طبع سے ہو وہ قابل رو ہو اور اگر ملک مال نہیں وہ قابل رو نہیں چنانچہ شفعہ اور طلاق اور حقانی
 باطل کر دیا رو کو قبول نہیں کرتا اور یہ قاعدہ جدید ہے تو ہر کوئی یا رو کرنا چاہیے صحاح احکام الودع لایہ ابراہیم حاکماً و قال
 لم یبق فی حق من ترک الذی عند اللوہی او قبضت الجیمہ و غرضک لفظیہ فی بدو و صبیہ من الذکر لکن فی حق من
 الصبیہ تحقیقہ تتم دعویٰ حقیقتہ منہ علی الاخر صلح البزاریہ ولانما قضی لکل قولہ لم یبق فی حق ای ما تمسک علی
 ان الاثر عن الاعیان باطل و جبنتہ بالوجه عدم صحۃ البراءة لایہ انفاذ ابن الشیخۃ واعتمادہ الشریعہ لایہ صحفہ
 فی الصلیح مسلماً کیا ایک وارث نے دعا علیہ سے اور اس کو ابراہیم عام کر دیا یا یون بولا کہ میرا کچھ حق باپ کے مترکہ سے دسی کے پاس باقی
 نہیں رہا یا یون کہا کہ میں اپنا سب حصہ پایا یا انڈے کچھ اور لفظ بولا ہر اس کے باپ کے دسی پاس مترکہ سے وہ چیز ظاہر ہوئی جو سب سے
 وقت نہی لینے اس کا ذکر نہ آیا تھا اور وارث نے اس چیز کو ثابت کر دیا یا برمان سے لڑا اسکے حصے کا دعویٰ اس چیز سے سمجھ کر یا
 قول صحیح نہ کہ اتنی صلح البزاریہ اور کچھ تناقض نہیں اور عابد اللہ براین سبب محمول کرنے اسکے اس قول کو کہ میرا کچھ حق باقی نہ تھا ایسی اور مترکہ
 شرعی باقی نہ رہا جسکو میں نے قبضہ میں کیا علاوہ یہ ہے کہ اعیان سے ابراہیم نے وارث کا دسی سے باطل ہے بلکہ ابراہیم سے یون اور
 ہر وقت میں عدم صحت براءت کی توبہی وجہ حق ہو دعویٰ سمجھ کر نہیں چنانچہ ابن شعیبہ نے یہ فائدہ بیان کیا ہے اور شریعہ لایہ اسکے مستند ہوا ہے اور فقیر
 ہم اسکی تحقیق کر کے کتاب الصلیح میں ہم سب حصہ پانے کی یہ صورت ہو کہ وارث نے اقرار کیا کہ جو میرے والد کا مترکہ ہو لوگوں پر تھا اسکو یون
 پایا ہر ایک مرد پر دین پر دسی کا دعویٰ کیا تو دعویٰ اسکا سمجھ کر کہ اتنی صلح من الخانیہ مطلقاً دسی نے کہا کہ شائع جو دسی کی قید کی تھی تو فیہ دسی
 خارج ہو گیا اور حالانکہ حکم مسند دسی اور غیر دسی دونوں کو شامل ہے تو اگر متنازع حق کہ ذکر کرنا وقت الصلیح تک ہر یون کہنا اور اس نے
 یون دسی شیعہ اقرار کیا نہ ازمن ترکہ والوہی کو اسے علی رجل دیکھا لوالدہ تسبیح دعواہ فیما ذکر تو نہ سنا تر برتا آفر و جل بالی فی صلیح و ہر
 علیہ یہ لواء علی ان بعض هذا المال المقربہ قرصہ و بعضہہ لولہا علیہ فان اقام علی ذلك مینۃ تقبل وان کان متناقصاً
 لا تا فاعلم انہ مضطر انی هذا الاقرار شرع و ہبانیہ قلت و ذکرہ شائعاً الشریعہ لایہ لا یبقی هذا اللقمہ لایہ لا یجد
 لمن آقرانیہ ان یقال ما نہ یحکمت المعرف علی قولہ الی یوسف الخیار للفقہ فی ہذا لا ونحی ہا لم قلت و بہ جزم المصنف فہا
 من وقت دبر اقرار کیا ایک مرد نے اس مال کا جو دست آویز میں مرقوم ہو اور اسے سیر کر دیا اور دیا پھر اس نے دعویٰ کیا کہ بعض مال مقربہ قرصہ
 اور بعض صلیح سے مجھ پر ہر اگر کو اسی قسم کر گیا اس پر تو مقبول ہوئی باوجود متناقض اسو لفظ کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ شخص اس اقرار کو نہیں
 منحصر ہے کہ لفظ شیعہ وہابیہ میں کہتے ہوں اور وہابیہ کے دوسرے شائع شریعہ لایہ تحریر کی ہو کہ اس مسئلہ پر فتویٰ نہ دیا جائے اسو لفظ

مجلس ابراہیم شرعیہ ہائیں
 دہلی
 ۱۳۰۰ھ

مقرنہ کو رکے واسطے کچھ غدر صیغہ نہیں بعد اقرار نہ کر کے نہایت کار بہر ہو کہ کہا جادو لیے اس کا فتویٰ دیا جادو سے اسکی قسم لیا ہو بہر
قول ابی یوسف جو فتویٰ دینے کے واسطے اس مسئلہ میں اور اسکے مانند میں مختار ہی میں کہتا ہوں اور اسی قول پر یقین کیا ہو مصنف نے اذین
جو مذکور ہو چکا تو سورج کے اقربۃ الدخول من ہنا الی کتابہ لصلح ثابت فی ختم الماتین ساکت من کشنہ الشرح انا طلقا قبل
الدخول لزمۃ من یحکم الدخول و نصف کا بالا قرار بعد دخل زدہ کے اقرار کیا کہ اوسے اسکو طلاق دی قبل دخول کے تو اسکو پورا مہر
لازم ہوگا بسبب غول کے اور نصف مہر لازم ہوگا بسبب اقرار کے یہاں سے کتاب لصلح تک من کے نسخوں میں ثابت ہو اور شرح مصنف کے نسخوں
سوا قطعی اقرار المشرق طالع الرکبۃ و بعضہ انا ای ریم الوقف یستحقہ فلان دونہ صحۃ و سقط حقہ و لو کتابت لوفی بخلاف
جسکے واسطے کل حاصلہ وقف مشروط ہو اوس نے اقرار کیا کہ حاصلات یا بعض حاصلات وقف کا فلان شخص مستحق ہو نہ میں تو اقرار صیغہ اور اوس کا
حق سا قطع ہوگا اور اگرچہ دستاویز وقف کی اس اقرار کے مخالف ہو تو وجہ اسکے لغیرہ اسقطہ لا لاحد لم یصح و اگر اوس نے حاصلات کو اپنے
غیر کے واسطے مقرر کر دیا یا اسکو سا قطع کر دیا بلا یقین مستحق تو اقرار صیغہ نہیں ہم جل سے مراد انشاء وجہ سے بلا اسقاط تا مقابله اسقاط سے خوب
اور اس کے معلوم ہوگا کہ جل سے مراد انشاء ہو کہ انی لطلی و کذا المشرق طالع النظر علی اھذا الما موقوف الوقف و ذکر فی الاستبلا ثمة و ہنا
فی التا طیل لا یجوز فواجہ اور اسلح جسکے واسطے وقف کی نظارت مشروط ہو اس کا حکم ہی ہے فی التا طیل اس سے چنانچہ کتاب الوقف میں مذکور ہو چکا
اور شبہہ میں دین یعنی کتاب الوقف میں اور یہاں سے کتاب الاقرار میں اس قاعدہ میں کہ سا قطع جو عود نہیں کرتی ہو مذکور کیا ہے تہنباہ کی طرف رجعت
القصر من المرفوعۃ الی القاضی لا یقوا اخذ کا فقہا بامکان فیہا من اقرار و تناقض لما قد صنفنا فی القضاء انا لا یقوا اخذ ہما فیہا کا
اخذ اقرار بلفظہ مہر بیجا جہ کلمات کہ لکھ کر قاضی کے طرف پیش ہوں تو او نکا پیش کرنے والا ماخوذ نہ ہوگا اوس معنوں میں جو اذن میں مذکور ہو
اقرار اور تناقض سے اس واسطے کہ ہر کتاب الفقہاء میں مذکور کر چکے ہیں کہ اوس کے مضامین مندرجہ کا مواخذہ نہیں مگر جب کہ پیش کرنا بلا بلفظ
صریح اوس کا اقرار کرے تو ماخوذ ہوگا قال لہ علی الف کفی علی او فیما حکم او احسب او اظن لا شیء علیہ خلا فاللثانی فی الاول
قلنا ہی للشائے عرفا نعم لی قال عدلت لزمۃ اتفاقا کسی شخص نے کہا کہ اوس کے مجہر ہزار درم ہیں میری دہست میں یا بجائی فی علی کے فیما
علم یا لیا احسب یا فیما اظن بولا تو اس پر کچھ لازم ہوگا بخلاف البری سلف کے اول میں لینے نے طے کہنے میں ہزار درم لازم ہوں گے ہم جواب میں
ہیں طرفین کے طرف سے کفی علی وغیرہ شک اور تردد کے واسطے مستعمل ہیں عرف عرب میں مان اگر عدلت کا لفظ یعنی میں علم کر چکا کہ اوس کے مجہر ہزار
درم ہیں تو اسکو ہزار لازم ہوگا باتفاق طرفین اور البری سلف کے قال غصبنا الفان فلان ثم قال لکنا عشرۃ الفین مثلاً و ادعی الناصب
لکذا فی ختم الماتین وقد علمت استقوا ذلک من کشنہ الشرح و صوابہ و ادعی الطالب ثلثا عابریہ فی الجمع و قال تریحۃ اء المتفق
منہ انا ہی احد لا غصب لزمۃ الالف کلوا ایک شخص نے اقرار کیا کہ ہنری ہزار درم فلا نے شخص سے غصب کے پیر لیا کہ ہم دس شخص غاصب تھے اور ہر
غصب کے وہ کہتا ہو کہ فقط ہنری ستر ہزار درم غصب کے ہیں تو سب ہزار درم مقر ہی کو لازم ہوں گے شارح نے کہا من کے نسخوں میں ادعی الناصب ہی اور تو
معلوم کر چکا ہو کہ مصنف کی شرح کے نسخوں سے یہ عبارت سا قطع ہی اور بجائی ادعی الناصب ادعی الطالب حق ہو چنانچہ جمع کی تفسیر ہے اور ہم
شارح ہوں سلف طالب کی شرح منسوب منہ کی ہو والزمۃ ذکر فی شہار اور زفر نے مقر مذکور ہزار کا و سوان حصہ لازم کیا ہی ہم اس واسطے کہ
مقر نے ہزار درم غصب کی نسبت اپنی طرف اور غیر کے طرف کی ہے تو اس پر ہزار اوس کے حصے کے لازم ہوگا قلنا اھذا الضمیر یستعمل فی
الواحد و الظاهر انا یخیر بضمیہ دون غیہ فیکون قوله لکنا عشرۃ رجلاً فلا یجوز لوال غصبنا کلنا صح اتفاقاً لا لکل
لا یستعمل فی الواحد ہم زفر کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ تفسیر لینے مستطیع الغیر کی ایک مستطیع میں بھی شامل ہوتی ہو کہا قال لغای انا و سکننا اور
ظاہر استراہی فعل کی خبر دیتا ہو نہ غیر کے فعل کی تو اوس کا یہ قول کہ ہم دس غاصب ہو رجوع عن الاقرار ہی تو صحیح ہوگا مان اگر مقر ہوں کہ ہم دس

علی
مردمان میں یا
ہم سے لیں یا
علی
مردمان میں یا
ہم سے لیں یا
علی
مردمان میں یا
ہم سے لیں یا

اس پر صلح کی قراب دعا علیہ کا قبول کرنا شرط نہیں اس واسطے کہ یہ اسطرح ہر دعوے کے جانب سے اور نہ فقط مسقط سے تمام جو باہر کرنا فی لفظہ
 وقسط العقل لا یبلغ ولا یحضر بہ اور صلح کی شرط عقل ہے نہ بالذہن نہ بالبدن اور نہ ہونا فہم من صبیحہ کا ذی ان صریح صلیحہ عن خود و یا حق تو
 صلح کرنا سیم جو سیرا ذون کے جانب سے اگر اس کی صلح خالی ہو نقصان صریح سے ہم دم نقصان صریح میں طرح سے صادق آتا ہو ایک جگہ کہ بعض طرح
 دوسری جگہ کہ نہ نفع ہو اس میں نہ ضرر نہ فیس سے یہ کہ نقصان ہو مگر غیر صریح تو اگر سیرا ذون نے ایک آدمی پر دین کا دعویٰ کیا اور اس سے بے بغیر
 حق پر صلح کی تو اگر دعویٰ کے گواہ ہوں تو صلح جائز ہو اس واسطے کہ در صورت عدم صلح سوا ہی خصوصیت اور مستحق کے کچھ حاصل نہیں اور مالانی
 جو خصوصیت اور حلف سے اور اگر گواہ ہوں تو صلح جائز نہیں اس واسطے کہ اپنے حق کا گناہنا بترجیح سے اور سیرا بترجیح کا مالک نہیں اور جہاں سے ضرر
 نہ نفع اس کی مثال یہ ہے کہ صلح کرے ایک چیز سے بعد اس کی مثبت کے اور جہاں نقصان ہو مگر غیر صریح اس کی مثال یہ ہے کہ دین میں تاخیر کرے
 کہ بعد جائز ہو اس واسطے کہ مال تجارت سے ہو دھوکہ میں عینہ کا ذون و شکایت لے فیہ لفظ اور صلح صحیح سے بعد مذون اور مکاتب کی حاجت
 اگر صلح میں نفع ہو مطلقا وہی شے کہ اگر عدم نقصان صریح کو شرط کرنا تو بہتر ہوتا تا اسکو شامل رہتا جس میں نہ نفع ہو نہ ضرر جہاں سے ضرر غیر صریح
 و شرطہ ایضا کو ان المتصالح علیہ معلقا ان کان یحتاج الی قبضہ اور یہ بھی صلح کی شرط ہے کہ مصالح علیہ یعنی جس چیز پر صلح واقع ہوئی ہو وہی
 ہونے چاہیے اگر قبض مصالح علیہ کی حاجت ہو ہم اور اگر قبض کی حاجت ہو تو معلومیت شرط نہیں چنانچہ ایک گھر میں اپنے حق پر ہونکا دعویٰ کیا اور وہی
 دعوے کی وکان میں اپنی حق کا دعویٰ کیا اور دونوں نے اسپر صلح کی کہ ہر شخص اپنا دعویٰ ترک کرے تو صلح صحیح ہو اگرچہ ہر دوا مدیلتے حق کی مقدار
 نہ بیان کرے اس واسطے کہ ساقط کی جہالت باعث نزاع نہیں کہ انی الذر و کون المتصالح علیہ حقا بچھا الا عینا نحن عنہ دلی کا غیر محال
 کا لفظ صانع و التفتن ہو اور یہ شرط ہے کہ مصالح علیہ ایسا حق ہو جس کو عوض لینا اور اس کی بدلائی درست ہو اگرچہ وہ حق مال ہو چنانچہ قصاص اور تہذیر
 ہم حق سے مراد یہ ہے کہ مصالح کا حق ہو ثابت فی العمل نہ خدا کا حق تو اگر مطلقہ اپنے زوج پر دعویٰ کرے کہ جو (دکا زوج یا زوجہ کے پاس ہو وہ اس کی
 جو زوج دعا علیہ سے سوز و گنج اسکو کچھ دیکر صلح کی کہ وہ اپنا دعویٰ ترک کرے تو یہ صلح باطل ہو اس واسطے کہ نسب حق سیرا ہے نہ حق زوجین تو
 عورت غیر کے حق سے مرض لینے کی مالک نہیں اور تہذیر سے مراد وہ جو حق العبد ہو چنانچہ سوا ہی قذف کے اپنی سبب و دشنام سے صلح کرنا اور جو
 تہذیر کہ حق اللہ ہو جیسے اپنی عورت کا بوسہ لینا تو ظاہر صلح جائز نہیں اور یہ سبب بھڑ بھڑا طلب ہو کہ انی لفظہ معلقا ان کان المتصالح علیہ حقا
 بچھن کا خواہ مصالح علیہ معلوم ہو یا مجہول ہم مجہول ہو نیکی یہ صورت ہے کہ ایک شخص ہر کچھ مال غیر معین کا دعویٰ کیا پھر دعا علیہ کچھ دیکر صلح
 تو صحیح ہو لایع لول المتصالح علیہ لایجوز الا علیما من عنہ و بقیۃ بقولہ حتی شققت و حتی قذفت و کذا لای یفنی صلح صحیح نہیں اگر مصالح علیہ
 اس قسم سے ہو جسکا عوض لینا اور بدلائی جائز نہیں اور اسکو مصنف نے اپنے اس قول سے بیان کیا چنانچہ حق شہد اور حد قذف اور حاضر ضامنی
 کہ اس کی بدلائی صحیح نہیں ہم اگر مشتری صلح کرے شفیق سے بہت اس شفیق کے واسطے واجب ہوا کہ کسی شے پر اس شرط پر کہ گھر مشتری کو
 تسلیم کرے تو صلح باطل ہے اس واسطے کہ شفیق کا حق نہیں محل میں بلکہ حق شفیق عبارت ہو لایت طلب و اور تسلیم شفیق کی کچھ مثبت نہیں تو بمقابلہ اس کے
 مال لینا جائز نہ ہو گا اور یہی وجہ ہے حاضر ضامنی کی بطلان صلح کی حاضر ضامنی کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر مال ضامنی سے صلح کرے تو جائز ہے اور یہ
 عبارت ہو بعض جگہ اسطرح سے اور وہ صحیح ہو اور صلح حد قذف کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو قذف کیا تو قاذف نے کچھ مال دیکر
 صلح کی کہ وہ معاف کرے تو یہ صلح بھی جائز نہیں اس واسطے کہ حد قذف اگرچہ سبب حق العبد سے لیکن حق اللہ اور معین غالب ہو اور متعلق باحق
 بالعدوم ہو اور اسطرح حد صریح سے صلح جائز نہیں ہر طرح کہ ایک شخص نے سارق کو گرفتار کیا سوا دس سے کچھ مال دیکر صلح کی کہ اسکو حاکم کے
 پاس نہ لجاوے اس واسطے کہ یہ حق اللہ ہو اور ہسی طرح زکوٰۃ اور شرب خمر سے صلح کرنا صحیح نہیں کہ اسنے لفظہ معلقا و لای یفنی و لای یفنی
 و کذا الثانی فی قبل الزعم للحاکم اور باطل ہو تاہو صلح سوا دل اور ثالث یعنی حق شہد اور حاضر ضامنی اور اسطرح ثانی یعنی حد قذف بھی باطل ہو تاہو

صلح سے اگر حاکم پاس لیجانے سے پہلے ہو لا حائل زنی و شوبہ مطلقاً تصحیح صحیح نہیں حد زنا اور شراب خواری سے مطلقاً خواہ حاکم کے پاس ادسکی نالشر
کی ہو یا نکلی ہو ہم قاضی خان نے کہا ایک مرد نے دو ستر شخص کی عورت سے زنا کیا اور ادس کے نزدیک علم ہوا اور باہم صلح ہوئی کچھ مال پر تاکہ وہ صاف
کر دی تو یہ بطل ہو اور عفو کرنا ادس کا بطل ہے اور اگر حاکم شراب گھر سے صلح کرے کچھ مال بکرا اور صاف کر دی تو صحیح نہیں اور ادس کا مال پھر دینا چاہی
قبل رنغ ہو یا بعد رنغ انتہی کہ انی لطلی و طلب لطلی کا یہ عن القبول من المدعی علیہ ان کان المدعی بہ ما لا یبتغیان بالتعین کالمدعی
والمدعی بالتعین و طلب لطلی علی ذلک لانه سقط للبعض و هو مستقیم بالمسقط اور طلب کرنا صلح کا یعنی مدعا علیہ کے جانب سے کافی ہے مدعا علیہ
قبول کرنے سے اگر جس چیز کا دعویٰ کیا ادس قسم سے ہو کہ متین نہیں ہوتی چنانچہ دراہم اور دنانیر اس واسطے کہ وہ اسقاط لبض حق ہو
مدعی کے جانب سے اور ہقط فقط مسقط سے تمام ہو جائے ہم لطلی دیئے کہا کہ شارع کے اس قول کی کہ طلب الصلح علی ذلک کچھ حاجت نہیں اس واسطے
کہ خود متن میں موجود ہے انتہی لہذا مترجم نے تکرار بیجا نہ جان کر ادس کا ترجمہ کیا ولان کان ما یبتغیان بالتعین فلا یبتغیان من قبول المدعی
علیہ لانه کالتعین جو ادراگ مدعا علیہ اور قسم ہو کہ متین ہو جائے تو متین کہہ سے مدعا علیہ کا قبول کرنا باوجود طلب صلح کے ضروری اس واسطے کہ وہ
یعنی صلح اس صورت میں ہو کہ ناند ہی ہم اور ہم بین اینجا بادر قبول ضروری ہو اور اگر مشتری بانی سے کہہ کہ میری ماہیتہ بیچ اور بانی کہے کہ میں نے بیچا تو
قول مشتری کافی نہیں قبول سے وحکمہ و قبح الدلائل عن المدعی و وقبح المایک فی مصحح علیہ و عنہ لوم مقارنہ کہ ہم کہنا یعنی اثر
مترجم صلح کا قانع ہونا بات کا ہو دوسرے اور واقع ہونا بیچ کی لکھا ہو مصالح علیہ میں اور واقع ہونا مدعا علیہ کی لکھا ہو مصالح میں میں اگر مدعا علیہ مدعی کو دیکھا ہو تو ہم ہر
مصلح علیہ کی ملک کی قید ہو تو مصالح علیہ کی ملک اقرا و انکار و دونین برابر ہے وہی صحیح ہے کہ قرار و اسقاط اور انکار اور صلح
ہو مدعا علیہ کے اقرا و اسقاط یا انکار کے ساتھ ہم صلح جائز ہے بدلیل قول جن تبار (والصلح جائز) و حدیث میں دار و ہر کہ ہر صلح جائز ہے
یغایر بین المسلمین اگر صلح جو حرام کہ حلال کہی یا حلال کہی حرام نہیں اور انتہی اور دفع ظلم کے واسطے رشوت دینا جائز ہے اور دفع ظلم کی رشوت وہ صلح
نہیں جو حرام کو ظال کرے کہ انے لطلی و قالا دل حکمہ کہ بیع ان دفع عن مال بآل و حیث ذہبی فیہ احکام البیع کالتسبیح
والنکاح بیع و خیار مرثیۃ و مشترک سوا دل یعنی صلح مع الاقرار مع کے ناند ہی اگر صلح واقع ہو مال سے بمقابلہ مال کے اور اس وقت میں تو صلح میں سے
احکام جاری ہونے کے چنانچہ شفعہ اور وبالعیب اور خیار رؤیت اور خیار شرط ہم اگر صلح واقع ہوئی ایک گہری کی دوسرے گہر سے تو دونوں گہر دن پر
شفعہ واجب ہوگا اور رولیب شرط کہ اگر بدل صلح غلام ہو پھر اوسین مدعی عیب پاد ہو تو اسکو پھر دینا جائز ہو اور اگر صلح کے وقت مصالح علیہ
نہیں دیکھا تو بیکنے کے بعد پھر سکتا ہو اور بھی حکم سے مصالح علیہ کا اور بیکنے کا ناند صلح میں اگر ایک شخص اپنے واسطے تین دن کا خیار شرط کرے تو صحیح ہو
و یفسد لا جہالة البدل المصحح کا لیکہ لا جہالة المصحح علیہ لانه یسقط اور صلح کو فاسد کرتا ہو غیر معلوم ہونا بدل لینے مصالح علیہ
نہ مجبور ہونا مصالح علیہ کا اس واسطے کہ وہ ساقط ہو جاتا ہے یعنی مدعا علیہ کے فے سے اور ساقط کی جہالت باعث نزاع نہیں و کثیر القدر کا
علیٰ شہائیم البدل اور شرط ہو قادر ہونا مدعا علیہ کا بدل کے تسلیم کرنے پر ہم علی نے کہا یہ جملہ مستلفہ بجای تعلیل واقع ہوا ہو اس کا عطف ببقط
صحیح نہیں انتہی یعنی جہالت بدل اس واسطے مفید ہو کہ تسلیم بدل پر قدرت شرط ہو اور قدرت در صورت جہالت منقوض نہیں و اما المستحقی من المدعی
ای المصلح عنہ ہذا المدعی حصہ من العیض ای البدل ان کلا فلا و بعضاً فبعضاً اور بقدر مدعا یعنی مصلح عنہ مستحق ملک
غیر نکل بقدر ادس کے حصہ مدعی عوض سے لینے بدل صلح سے پھر دی مدعا علیہ کو اگر تمام بدل مستحق ہو تو تمام پھر دیے اور اگر بعض مستحق ہو تو بعض بدل پھر دیے
و اما المستحقی من البدل بیکم المدعی حصہ من المدعی لانه ما ذکرنا لانه معارضۃ و کذا احکامنا و بقدر بدل یعنی مصلح علیہ مستحق ملک
غیر نکل بقدر ادس کے مصالح علیہ مدعی پھر لے جس طرح معنی ذکر کیا یعنی اگر کل مستحق نکل تو کل پھر دیے اور اگر بعض نکل تو بعض پھر دیے اس واسطے کہ صلح در حقیقت
معارضہ ہو اور معارضہ کا یہی حکم ہو و حکمہ کا جواز ان دفع الصلح عن مال بمنفعۃ تحت عین سکتی دار فیہ القویۃ ان احبب الیک

۱۰۰ رشوت دفع ظلم
سکینہ دفع ظلم

علاء الدین علی بن ابی طالب
شاه جهان شاه عالم
نور محمد نور محمد
پسران پادشاه

جائزۃ الاشباہ و النور و صلح بعد شہر کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص نے گھر دوسرے سے مول لیا پر مشتری نے بائع پر دعویٰ کیا کہ گھر میری ملک ہو
بائع نے اس کو صلح کی تو یہ صلح باطل ہے نسبت ناقض کے اس واسطے کہ اقدام مشتری کا خرید پر ملک بائع کی دلیل ہے پر دعویٰ اور صلح بعد از
صرف ناقض سے جائز الفرض لین میں ہے کہ اگر خریدار بعد صلح کے ہو تو خریداری صحیح ہے اور صلح باطل ہو کذا فی الطحاوی و الاصل ان کل
عقد اشبه بالثانی باطل الا فی ثلاث مذکور فی بیوع الاشباہ الکفالة والشراء والایجاد فلانما جمیع اور قاعدہ کلیہ بطلان صلح ثانی
ذخیرہ کا یہ ہے کہ جو عقد کہ دوسری بار مستعد ہو تو عقد ثانی باطل ہے مگر تین عقدوں میں جو شبہاء کی کتاب البیوع میں مذکور ہیں عقد ثانی باطل نہیں
یعنی عقد کفالت اور عقد شراء اور عقد اجارہ تو ان کے طرف رحبت کرنا چاہیے ہم تو اگر مدعا علیہ سے ایک ضامن لیا پھر دوسرا ضامن لیا تو صحیح ہو
اور ضامن اول ضامن ثانی کی ضمانت سے برائی الذنب نہ ہو گا چنانچہ غانیہ میں ہو اور شراء البعید جب کہ من اول کے مناصر ہو مہتمم کہ اس کو زیادہ
ہو یا کم تو عقد اول نسخ ہو گا اور ثانی معتبر ہو گا اور اگر عقد ثانی من اول کے برابر ہو تو اول نسخ ہو گا والا جارہ سے ہذا القیاس کذا فی الطحاوی
اقام المدعی علیہ یقینۃ بعد الصلح عن انکار ان المدعی قال قبلہ قبل الصلح لیس لی قبل فلا حق فالتصالح مایض علی الصلحۃ طایفہ
گواہ قائم کیے بعد اس صلح کے جو مدعا علیہ کے انکار ہو ہی کہ مدعی نے کہا تھا قبل صلح کے کہ میرا گھر حق نہیں فلا نیکی جانب تو صلح جاری اور نافذ
ہو صحبت پر ہم گواہ اس واسطے مقبول نہیں کہ شاید مدعی کا حق ثابت ہو البتہ اس قرار کے بخلاف مسئلہ لاحقہ کے کہ اس میں مدعی کا یہ قرار ہو کہ وہ
منطل سے اپنے دعویٰ میں ولو قال المدعی بعد ما کان لی قبلہ قبل الصلح المدعا علیہ حق بطل الصلح بجر قال لمصنف و هو یصحح کذا فی
العمادیۃ اور اگر مدعی نے صلح کی بعد کہا کہ میرا مدعا علیہ کی جانب کچھ حق نہیں تو صلح باطل ہوگی کذا فی البحر مصنف نے اپنی شرح میں کہا کہ بجز الرائی کی تو اس
اطلاق عمادیہ میں قید کی لگانے والی سے ہم عادیہ کی عبارت میں ہر آدھے بکریضا کہ تم ظہر جہہ ان لا شے علی بطل الصلح انتہی یعنی بکریضہ
دعویٰ کیا سو مدعا علیہ اس سے مضامینہ کر لیا بعد اسکے ظاہر ہو کہ اس پر کچھ حق نہیں تو صلح باطل ہے تو ظہر عدم حق بعد صلح میں یہ قید ہو کہ ظہر
حق بعد صلح کے مصالح کے اقرار سے مراد ہے مصالح کے اس اقرار کی نواہی سے جو اقرار کہ صلح پر مقدم ہے کذا فی الطحاوی فتوقل عن
دعویٰ البزازیۃ انہ لو ادعی انک انک بجهة اخوی لم یبطل فیلمحی پر مصنف نے اپنی شرح میں بزازہ کی کتاب البیوع سے نقل کیا کہ اگر مدعی
ملک دعویٰ کرے دوسری جہت سے تو صلح مذکور باطل نہیں تو اس تناقض بطلان اور عدم بطلان کی تحریر کرنا چاہیے ہم خلاصہ مضمون بزازہ کا یہ ہے
کہ بطلان صلح اس وقت ہو جب ملک اقرار متحد ہو چنانچہ اول بوجہ میراث دعویٰ کرے پھر کھے کہ میراث کی وجہ سے میراث نہیں اور اگر کھے کہ میراث
نہیں بطریق میراث کے پھر دعویٰ کرے کہ میراث ہے بطریق خرید یا ہب کے تو صلح باطل نہیں انتہی طحاوی نے کہا تحریر کی کچھ حاجت نہیں کہ بزازہ
نے اسناد اقرار کی بطلان صلح میں قید لگائی ہے تو اس میں کچھ اشکال نہا و الصلح عن المدعی الفاسدۃ یصح و عن الباطلۃ لا و الفاسدۃ
ما یصح و یصح کما یجوز اور صلح کرنا دعویٰ فاسدہ صحیح اور دعویٰ باطل سے صلح صحیح نہیں دعویٰ فاسدہ وہ ہو جسکی تصحیح ممکن ہو کذا فی البحر ہم دعویٰ
فاسدہ وہ جو میں تناقض واقع ہو اور تصحیح دعویٰ برحق تناقض سے مثلاً اور دعویٰ باطلہ جیسے شراب اور سور کا دعویٰ سلمان تو باطلہ وہ ہے جسکی
تصحیح ممکن نہیں اور منجملہ دعویٰ باطلہ صلح ہے دعویٰ خد سے اور دعویٰ جہد نامہ یا مغنیہ بالتصویر مخرم سے کذا فی الطحاوی و فی الاشباہ و النور
الصلح عن انکار بعد دعویٰ فاسدۃ فاسدۃ الا فی دعویٰ یجوز ان یحفظ اور شبہاء میں تحریر کی ہو کہ صلح انکار دعویٰ سے بعد دعویٰ
فاسدہ فاسدہ ہو مگر مجہول کے دعویٰ کے بعد جائز ہو تو ہو یا در کہنا چاہو ہم طحاوی نے کہا معتد تحریر وہی ہے جو ماتن بنے یہ تفصیل ذکر کی کہ دعویٰ
فاسدہ صلح صحیح اور باطل سے غیر صحیح اس واسطے کہ بزازہ میں مذکور ہے کہ عادی خوارزم کا فتویٰ اسپر ٹھہرایا کہ جس دعویٰ فاسدہ کی تصحیح ممکن نہیں
اس پر صلح صحیح نہیں اور جسکی تصحیح ممکن ہے چنانچہ مذکور ہو یا کسی حد میں غلطی واقع ہو تو صلح صحیح ہے انتہی و قبل اشتراط صحیحۃ المدعی لصلحۃ
الصلح غیر صحیح مطلقاً بطلان المدعی ثباً عمدۃ لا صمد الشریعۃ آخر الباب و اقرب لیس الکمال و ذخیرہ فاسدۃ

الاستیفاءان لثما تفریجہ اور یہ منقول کہا شرط کرنا صحت و دعوی کا صلح کی صحت کے واسطے غیر صحیح سے مطلقاً خواہ اس کی تسبیح ممکن ہو یا نہ ہو
تو صلح صحیح ہو بطریق دعوی کے ساتھ چنانچہ صدر شہرہ لیستہ شرط و نایہ کے آخر با صلح میں سپرد ہوا دیکھا جو اور ثابت رکھا ہو جو کہ اس میں
نہ باب الاستیفاءان میں چنانچہ مذکور ہو چکا تو اس کے طرف مرجع کر ہم خطاوی نے کہا کہ جو کہ قول منصف یہ معلوم ہو چکا اور صدر شہرہ لیستہ سے جو کہ اس میں
پکڑ دی ہو کہ جب حق بھول کا ایک گھر میں دعوی کرے پھر صلح ہو کسی چیز پر تو صلح صحیح سے سو منصف اطلاق نہیں بلکہ صلح فقط وغیرہ بھول پر صحیح
ہو اس واسطے کہ اس دعوی کی تسبیح حق بھول کے معین کر دینے سے صلح کے وقت ممکن ہے وصحة الصلح عن حق بھول الشریب وصحة الصلح
وصحة الصلح بالجد و غیر علی الاصح اور صحیح ہو صلح دعوی حق شریب اور حق شفیع اور دیوار پر دہیان کہنے کے حق سے بھول اس میں شریب
اول عبارت ہو پانی لینے کی باری سے سابقہ مذکور ہو چکا کہ حق شفیع سو صلح جائز نہیں تو دامن مراد یہ ہے کہ ثابت حق شفیع سو جائز نہیں اس میں
کہ حق شفیع مال نہیں جس کا معاوضہ درست ہو اور یہ بیان مراد یہ ہے کہ دعوی حق شفیع سے صلح صحیح دینے میں کے واسطے یعنی تا مدعا علیہ کو درست
عدم میں ہی تسلیم کیا نہ ہو الاصل آتہ منی تو جہت الیہا عنی الشخص فی ای حق کا کہ فاقدا ای الیہا بل لا اہم بجا حق فی دعوی
الغزوہ یجب بنی خلاف دعوی حلیا تسبیہ دل اور حقوق مذکور ہو مدعاوی سے صحت صلح کا قاعدہ یہ ہے کہ جب تم متوجہ ہوئی ایک شہر کے
جانب کسی حق میں ہو سو اس میں تسبیح کے بدلے درم بے تو جائز ہے بیان نکات دعوی تقریر میں قدیمہ جائز ہے کہ شرط تسبیح بخلاف دعوی
اور تسبیح کے خلاف اگر دعوی تقریر کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اس نے میری کتیرا غنیمت کی یا بھوکا چکا
اگر دعوی مدعا علیہ پر عاید ہوئی سو اس میں تسبیح کے بدلے درم دو تو بھول صحیح جائز ہے اور دعوی تسبیح کی یہ صورت ہو کہ مثلاً عورت نے دعوی
کیا کہ میرا بیٹا میرا دوسرا میرے پیٹ سے سو مرد نے ترک دعوی تسبیح مساویہ کیا تو جائز نہیں الصلح ان کان معنی المعاد و صلیبان
کان دینا بیکین یقتضی بقیضہا ای بقسم المتصالحین اور صلح اگر جیسے معاوضہ ہو ہر طرح پر کہ دین کا معاوضہ ہو میں سو صلح تو جائز
ہو دونوں کے توڑنے سے یعنی متصالحین کے تسبیح کر نیسے لان کان لا یعتاھا ای المعاد و ضیة بل معنی استیفاء البعض ولا یستألف البعض
فلا یصلح لاقالہ ولا یقضیہ لان الشافعی لا یوجب قنیہ و صلیبہ فلیقتضی اور اگر صلح منصف سے معاوضہ ہو بلکہ جیسے استیفاء ہی نہیں جن
اور استیفاء بعض حق کے ہو تو صلح کا اقامہ صحیح نہیں اور نہ اس کا توڑنا اس واسطے کہ سا قط چیز نہیں ہر آئی کذا فی الفیہ والصیرفۃ تو اس کو
رکھنا جائز ہو تو صلح حق کے دعوی دار علی ملکی بیت منھا ابداً و صلح علی دراصل الی الحصاصہ و صلح مع المؤمن لغیرہ دعوی
الہلالہ لم یصلح فی الصلح الثلاث میراجیۃ اور اگر گھر کے دعوی سے صلح کی اوس میں ایک کوٹھری کے ہمیشہ نہیں ہر صلح
درم کوٹھری پر کہہ تون کے کاٹنے تک یا صلح کی مستودع نے مودع سے بلا دعوی ہلاک و دلالت تو صلح صحیح نہیں تیون صورتوں میں کذا فی
الشرعیۃ قید بعد دعوی الہلالہ لاقالہ لو ادا کا و صلاحہ قبل الیہا صحیحہ یہ یعنی خانیہ منصف نے مدعوم دعوی ہلاک و دین
کی قید اس واسطے کہ کسی کو اگر ہلاک و دلالت کا مدعی ہو اور معاویہ کرے قبل تم کہانی کے تو صلح صحیح سے اس قول کا فتویٰ ہے کذا فی التیہ
یصلح الصلح بعد تصلف المدعا علیہ کذا فی النزاع با قامة البیت و صلح مدعا علیہ قسم کہانی کے بعد صحیح ہو تاکہ گواہ اس سے کوئی چیز اور
جو باقی بے صلح نہ کر اس واسطے جائز ہے تاکہ دعوی گواہ لا کر ہر جگہ قائم کر دے و لو کہ ہن المذکی بعدہ علی اصل الدعوی لم تقبل الا فی
الوہی عن قال الیہا علی انکار اذ اصلک علی بعضیہ ثم وجد البیتۃ فانما تقبل اور اگر گواہ لا دمی بعد صلح کے ہل دعوی پر تو قبول
نہیں کر دے دعوی میں تیم کے مال سے مدعا علیہ کے انکار پر جب کہ دعوی صلح کی مدعا علیہ منکر سے بعض مال پر تیم دمی سے تمام مال تیم کے گواہ
یا دے گواہ قبول میں و لو یکن الصبی فاقامیا تقبل و لو یکن عینہ لا یجلف استیفاء اور اگر تیم لڑکا جائے ہوا پھر اس سے گواہ قائم کرے تو
بعد صلح کے گواہ مقبول میں اور اگر مدعا علیہ قسم طلب کیا ہو تو قسم ملی جائیگی کذا فی الاشباہ و ہم طلب جیسے بھول ہو یعنی اگر دمی بعد صلح کے مدعا علیہ

قسم چاہیے یا قسم جامع بعد بلوغ کے تو قسم علی حائیکہ کذا فی الطحاوی عن حوشی الاشباہ و قبل لا یجزم بالادلی فی الاشباہ و بالتانی فی الصحاح
 و حکما فی الفقیہ مقلاً ما لا قول اور دوسرے قول یہ ہے کہ صلح بعد حلف مدعا علیہ صحیح نہیں یعنی کیا ہر اول قول پر یعنی صلیح پر شہابہ بن
 اور قول ثانی پر یعنی عدم صحت پر سر اسہ بن اور دونوں قولوں کو قنہ میں ذکر کیا ہے پہلے قول کو پہلی بیان کر کے ہم قول ثانی یعنی عدم صحت صاحبین
 قول کو چنانچہ معین الفتی میں ہے اور قول اول محمد بن سن کی روایت پر امام سے کذا فی الطحاوی طلب الصلح والاخراج عن الدعوی کا لکھو
 افراد بالادعی عند المتفقہ من و صحالفہم المتأخرون و الاول اصح فrazie درجہ صحت کو حاصل کا دعوی سے اور درجہ صحت کو لانا
 دعوی سے دعوی لینے کا اقرار نہیں مقتدین کے نزدیک اور علمای متاخرین ان کے مخالف ہیں اور پہلا قول صحیح تر ہے کذا فی البرازہ بخلاف
 طلب الصلح عن المال والاخراج عن المال فانہ افراد اشباہ بخلاف درجہ صحت صلح کے مال سے اور درجہ صحت ابرا کے مال سے کہ وہ
 افراد ہر مال کا کہنے لے اشباہ ہم وہاں کی یہ ہے کہ صلح عن الدعوی یا ابرا عن الدعوی سے قطع نزاع مقصود ہے تو ثبوت حق لازم نہیں بخلاف
 عن الحق یا ابرا عن الحق کے کہ وہ ثبوت حق کا مقتضی ہو صحاح عن عتبہ او ذین و طہر عدمہ او ذالی البتہ بطل القصلہ و ہر ما احیانا
 اشباہ و در صلح کی اپنے سے بیع کے عیسے یا دیون نے دین سے اور عدم دین عدم عیب ظاہر ہوا یا عیب سیم کا دور ہو گیا تو صلح باطل ہو
 اور ہر کو پہرے جسکو اوس نے لیا یعنی بدل صلح کذا فی الاشباہ والذری فی فصل فی دعوی الدین یہ فصل ہے دعوی دین کے حکام میں ہے
 الواقع علی بعض جنس مالہ حکمہ من دین او غصبہ حذال بعض حقہ و حطیبا قیلا و لا قضا و ضیاعا لایبقی ارجو صلح کہ واقع ہوا در
 مال کی بعض جنس پر جو مدعا علیہ پر ثابت ہو دین یا غصب ہے وہ اپنے بعض حق کا لینا ہے اور باقی حق کا گھٹانا اور زائل کرنا معا و نہ نہیں ہے
 بیاج کے سبب یعنی اوسکو معا و ضیاع قرار نہ دینگے تاکہ اوس پر یا دینی غرض نہیں ہے بیاج نہ لازم آدے اور صحیح نہیں اور عاقل کا تصرف بقدر ہر
 صحت پر محمول ہے و حیثین فیصلہ الصلح بلا اشتراط قبض بلکہ عن اللف حال علی ما نہ حکالہ اور اس وقت میں یعنی جب کہ صلح نہ کر
 اخذ بعض حق اور ہقاٹ بعض حق نہیں ہے نہ معا و ضیاع نہ بدل و شرط ہونے قبض بدل صلح کے صلح صحیح ہے ہزار بلا مدت سے جو بلا مدت پر ہم بدل
 صلح سے یہاں بدل ظاہر ہی ہوا ہے جس قدر پر صلح واقع ہوا اور در حقیقت یہاں بدل نہیں بلکہ وہ بعض حق کا لینا ہے اور ہر مثال فقط سقاطا و غیر
 حق کو ہر او علی اللف مؤقتل یا صلح صحیح ہر ہزار بلا مدت سے ہزار موبل پر ہم اس مثال میں وصف حلول کا سقاطا ہے و عن اللف جیاد علی
 مایاۃ زبوح اور صلح صحیح ہے ہزار گری در سیم کو کہنے سے درم ہر ہم اس مثال میں مقدار اور وصف و وزن کا سقاطا ہے و لا یجزم
 در اہم علی ما لا یراق حلیۃ لغدیم الجنس فکان ہر کا فلعو جزئیۃ اور صلح صحیح نہیں در اسہم سے و انیر موبل پر بسبب جسک در سیم
 عقد صرف ہر ہر موبل میں نسبت جائز ہوگا ہم لینے دینا عن کی جنس نہیں ہے کہ اخذ بعض حق نہ کر کے صلح موبل جائز ہو بلکہ ہم معا و ضیاع ہر عقد فی
 تودت صحیح ہوگی او عن اللف مؤقتل علی نصفہ حالاً الا فی حرمۃ المولی مکاتبتہ فیجوز ذن یلی یا صلح صحیح نہیں ہزار درم موبل سو پلو
 درم بلا مدت پر گر موبل کی صلح میں اپنے مکاتبت سے جائز ہے کذا فی الزیلعی ہم اجل یعنی مدت دیون کا حق تھا بعد مدائہ تو نصف جلی کا لینا عوف
 ہوا اجل سے اور اجل کا عوض لینا حرام ہے بخلاف صلح موبل اس واسطے کہ حسان موبل کا ظاہر تر ہے معا و ضیاع کے بدلنے الطحاوی مدعا او
 عن اللف مؤقتل علی نصفہ بیضاء و الاصل ان الاحسان ان و حد من الدائن فاسقاطا و لان منہما فضا و ضیاع یا صلح صحیح نہیں
 ہزار سیاہ در سیم پانسو سفید درم پر اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ حسان اگر دائن کے طرف سے پایا جائے تو اسقاطا حق ہے اور اگر دائن اور بدیون
 کے طرف سے پایا جائے تو وہ معا و ضیاع ہر ہم دائن کا حسان یہ ہے کہ اس پر صلح کرے جو اس کے حق سے کتر ہے مقدار یا وصف یا وقت میں
 اور دائن اور بدیون کا حسان یہ ہے کہ صلح میں وہ چیز داخل ہو جس کا دائن مستحق نہیں چنانچہ سفید درم کا ہونا سیاہ کے موبل کی
 یا ایک جنس کی صلح ہونی دوسری جنس پر جب معا و ضیاع ہر ہر معا و ضیاع کا حکم اس میں جاری ہوگا اگر بیاج یا بیاج کا مشہور ثابت ہوگا تو معا و

صحیح ہو گا بلکہ اعلان اوسے ہی ہوتا ہے و لولا دعویٰ الغا و جحد فقال اقرولی بما علی ان احط منها ما جاز ان اخطی بک ما مائة
 لانه و شعور ان اور اگر دائیں سے ہزار کا دعویٰ کیا اور دیون اوس کا منکر ہوا سو دائیں نے کہا کہ میرے ہزار کا اقرار اس شرط پر کہ میں ہزار سے سو کم کر دوں
 تو کم کر دانا صحیح ہے بخلاف اس قول کے کہ ہزار کا اقرار کر اس شرط پر کہ میں تجھ کو سو درم دوں گا اس واسطے کہ یہ رشوت ہو و لولا قال ان اقررت
 لی حطت لك منها مائة فافترجة الا قرا لا الخطی جہتی اور اگر دائیں نے کہا کہ اگر میرے ہزار درم کا تو اقرار کرے تو میں تیرے اوپر سے ہزار
 کے سو کم کر دوں ہزار کا اقرار کیا تو اقرار صحیح ہے نہ کم کر دانا کہ ملنے البتہ ہم اس واسطے کہ اگر شرط صرف ہم جائز نہیں بخلاف مسئلہ گذشتہ
 کہ اس میں تسلیم معنی ہے نہ صریح الذین المشرك بسبب یحییٰ کفین بمعنی صحفہ واحدہ لا اذین مولود و اوقیۃ مستہک
 مشرک اذا قتل احدهما شیعاً منه شاکرہ الاخریۃ ان شاء اذ ائیم الغریہ کیا یا تو جو دین کہ مشرک ہو و دشمنوں میں ایک ہی سبب
 چنانچہ میں اس میں کہ جسکی سبب بصفہ واحدہ ہوئی یا کہ دین و دون کا مولود ہو یا ہمتک مشرک کی قیمت ہو جب کہ ایک شریک دین مشرک
 سے کچھ لیا تو وہ دین شریک اس میں شریک ہو جائیگا اگر وہ پاسے یا دیون کا پچھا کرے یعنی دین کا مطالبہ کرے چنانچہ اسکا ذکر آویگا ہم میں شریک
 ہی اوس صورت کو جب کہ دونوں شریک بیعین شریک ہوں اس طرح کہ بیع ایک ہی چیز ہو یا شریک ہوں اس طرح کہ دو چیزیں ہوں ہر شخص کی ایک چیز
 ملحدہ ہو لیکن دونوں کی بیع بصفہ حصہ ہو یا تفصیل میں اور صفہ واحدہ کی قید اس صورت کے ناکارنے کے واسطے لگائی کہ جب ایک غلام دو
 شخصوں میں مشرک ہو سو ایک شخص نے اپنا حصہ ایک مرد کے ہاتھ پالتو کو بچا اور دوسرے شخص نے اوس مرد کے ہاتھ اپنا حصہ بھی پالتو کو بچا
 اور ایک بیٹا ہزار درم کا لہذا اس صورت میں ایک شخص دوسرے کے مقبوض میں شریک نہ ہو گا اس واسطے کہ سبب مختلف ہو اور مشارکت میں یہ
 ضروری ہے کہ دونوں مقدار میں اور صفہ میں برابر ہوں اس واسطے کہ اگر دونوں شخص بیع بصفہ واحدہ کریں اس پر کہ ثمن سے غلام کا حصہ نہ ہو
 ہی اور غلام کا حصہ پالتو درم سے ہر ایک شخص اذین کو کہہ تہن کرے تو دوسری کی اوس میں مشارکت نہ ہو گی اس واسطے کہ تفرق تسیم بائین کے
 حق میں تفرق صفہ کے مانند ہے کہ ان فی لفظ اوی مختار و حینئذ فلو جہل احدہما عن نصیبہ علی ثوب ای علی خلاف جنس الذین اخذ
 الشریک الاخر نصفہ الا ان یعین لہ کتب اصل الذین فلاحی لہ فی الثوب اور ہر وقت میں تو اگر صلح کی ایک شریک نے اپنے حصے سے ایک
 کپڑی پر بیع خلاف جنس میں پر تو وہ دین شریک اوس کپڑے کا آدھا لیا مگر یہ کہ شریک مصلح دوسرے شریک کے واسطے اصل میں کی
 چوتھائی کی ضمانتی کر دی تو اب اوی حق نہ ہو گا کپڑے میں ہم مثلاً اصل میں چار درم تھا دو درم ایک شریک کے اور دو درم دوسرے کے سو ایک
 شریک نے اپنے حصے سے ایک کپڑے پر صلح کی تو دوسرے شریک نصف کر دے گا اور اگر ایک شریک مصلح ایک درم کا ضمان میں ہو تو دوسرے شریک
 کا کپڑے میں حق باقی نہ رہیگا و لولم یصلح بل ائیمتری بصفہ شیعاً جنسہ الشریک الرقبہ لبقضیہ النصف بالمقاصۃ و ائیم غریۃ
 فی جلیع ما تم لبقاۃ حصہ فی ذمتہ اور اگر ایک شریک نے مصلح کیا بلکہ بقدر نصف دین کے دیون سے کچھ خرید کیا تو شریک مشتری دوسرے
 شریک کو دین کا تاوان دیو بسبب قبضہ کرنے شریک مشتری کے نصف دین پر بسبب مقاصہ کے یعنی بسبب جبر ہو جانے دین کے ثمن میں
 یا دوسرے شریک پہلے دیون سے مطالبہ کرے جو ہم مسائل مذکورہ میں بیع مصلح اور قبضہ میں بسبب باقی رہنے اس کے حق کے دیون کے ذمہ پر تو
 اذا آتوا احدکم الشریکین الغنم عن نصیبہ لا یؤکچ لایۃ اتلاف لا قبض اور جب کہ ایک شریک نے دیون کو ابرا کر دیا اپنے حصے سے
 تو شریک ثانی اس سے ربع دین کو نہ بہرے گا اس واسطے کہ ابرا تلف کرنا ہے نہ قبض کرنا یعنی اور مواخذہ شریک کا قبض میں ہے نہ تلف
 میں و کذا الخطی ان کان للذین علی احدہما دین قبل وجوب دینہما علیہ حتی وقت المقاصۃ بلذینہ السابق لایۃ
 قاض لا قابض اور اس طرح عدم رجوع کا حکم ہو اگر دیون کا احد الشریکین پر دین ثابت ہو قبل واجب ہونے دونوں شریکوں کے دین کے
 دیون پر کہ مقاصہ واقع ہو گیا ہوا جس کے اگلے دین اس واسطے کہ شریک دیون دین سابق کا ادا کرنے والا ہے نہ قابض ہم اور مشارکت

کذا فی البحر حم خطاوی نے کہا بحر الرائق میں دیون پر کہ جاز و لونی انہیں یعنی صلح یا ترمیم سے اگرچہ یہ سب قسم فیہ میں ہو یعنی جواز مخصوص فیہ نہیں بلکہ جبکہ
و سب میں فسق کرے تو بائز سے **فصل فی التنازع** یہ فصل ہے تنازع کے حکام میں ہم تنازعہ فریج سے ہی مصلحتاً شرعی میں تنازعہ اس سے
عبادت ہو کہ وارث اس پر اتفاق کریں کہ مثلاً ایک وارث کو میراث سے خارج کریں کچھ مال میں لیکر کذا فی الشرع آخر جہت الولی ثلثہ احدہم عن
الذکر وہی عن علی او حی عقال اعطوه له او اخرجوا عن ترکہ ہیک بغضہ دفعوا حالہ او علی لعنہ او عن تقدین ہما
صحیح فی الکمل جہتاً للجنس بخلاف جنسہ خارج کر دیا وارثوں نے ایک وارث کو ترکہ سے اور وہ ترکہ سبب ہی یا کہ وہ زمین اور باغ سے بعض
اوس مال کے جو انہوں نے اسکو دیا یا دار لونی او اسکو نکالا اس سے ترکہ سے جو سونا ہی ہو موضع چاندی کے کہ انہوں نے اسکو دیا یا بالکس اس کے
کہ چاندی سے خارج کیا سونا دیکر یا چاندی سونے سے خارج کیا چاندی سونا دیکر تو یہ تنازعہ سبب وارثوں میں صحیح ہے جس کو مخالف جس کے طرف پیر
ہم صرف جس بخلاف جنس یہ ملت ہی خارج عن تقدین نقیضہ کی قل ما اعطوه او اکثر لکن بشرط التقاض فیہا ہوں جس مال کے وارث
نے ایک وارث کو دیا قلیل ہو یا کثیر بہر صورت خارج صحیح ہو لیکن تقاضی البدلیں اس تنازعہ میں جو بخلہ عقد صرف کے ہو یعنی اگر چاندی سونے کا خارج
چاندی سونے تو طرفین کا قبض کرنا شرط ہے موت کی تاکہ سوا لازم نہ آویں اخراجہ عن تقدین وغیرہا باحد التقدین لا یصح الا ان
یکون ما اعطى له اکثر من حصته من ذلک **فصل فی خروج الریاء** اور ایک وارث کے اخراج میں تقدین وغیرہا سے متعالبہ احد التقدین کے
تنازع میں نہیں مگر یہ کہ جو سونا یا چاندی اس وارث کو دیا گیا ہے وہ زیادہ ہو اس کے حصے سے اس جنس میں سے تاکہ سود و بچاؤ ہو ہم یعنی اگر
مترکہ میں درم اور سبب ہو اور ایک وارث کے حصے میں مثلاً دس درم ہوتے ہوں تو عوض اس کا دس درم ہو زیادہ واجب تاکہ دس درم
عوض سے اس کے حصے کے برابر ہو جائے اور باقی درم باقی مترکہ بخلاف درم کے مقابلہ میں پڑیں اور اگر عوض کے درجہ فقط اس میں یا کہ ایک یا کہ
وارث کا حصہ درجہ سے معلوم ہو تو صلح فاسد ہو سو کہ جمال سے و کذا بدین حضور التقدین عند الصلح و بطلان نصیبتہ منہ
و جلا لیتھار و ضرر ہی موجود ہونا تقدین کا صلح کے وقت اور وارث کو ملنے حصے کی مقدار کا معلوم ہونا کذا فی الشرع بالبدلہ و لوی بعض جاز
مطلقاتاً لقدم الریاء اور اگر صلح بعض سبب ہو تو ہر طرح جائز ہے سو کہ نہ ہو نیسے و کذا لوی انکروا لارثہ لانه حیثینئذ نیس ببدل بل لقطع
امنازحۃ اور صلح مطلقاً جائز ہی اگر وارث متکرم ہوں اس کی میراث کے واسطے کہ اس وقت میں جو وہ دین یا لایس بلکہ دنیا قطع نزاع کے
واسطے ہو و بطل الصلح ان آخر جہ ان آخر جہ احد الولد فی الذکر دیون بشرط ان تكون الدیون لیقبلتہم کانت قلیات الذلین غیر
من حکمہ الذلین باطل اور صلح باطل ہو اگر ایک وارث ترکہ سے خارج کیا جاوے اور حالانکہ مترکہ میں دیون میں اس شرط سے کہ دیون باقی
دار لونی کے واسطے ہیں نہ خارج کے واسطے اس واسطے کہ دیون کے سوا اور شخص کو دین کا مالک کرنا باطل ہے جب وارث خارج کے دیون
باقی وارثوں پر جوڑا تو اس نے اپنے حصے کا دیون سے باقی وارثوں کو مالک کیا اور حالانکہ ملک دین کی باطل ہے مگر اسکو مالک کرنا باطل نہیں
جس دین جو نقد ذکر کھتہ حیالاً فقال و طرہ لشرطاً ابراء الغرماء منہ ای من حصتہ لانه قلیات الذلین من علیہ الذلین
قد نصیبہ عن الغرماء ہر مصنف نے صلح مذکور کی صحت کے میل اور تدابیر مذکور ہیں سو مصنف نے کہا اور صلح صحیح ہے اگر وارث شرط کریں
صلح میں ابراہ دیون کا مصالح کے حصہ دین یعنی جتنا حصہ ہو مصالح کا دین میں اسکو وہ معاف کر دی تو صحیح ہے اس واسطے کہ اس ابراہین مالک
کرنا ہو دین کا اسکو جس دین ہو اور یہ صحیح ہے تو بقدر اس کے حصے کے دین قطع ہو گا دیون لونی سے حل جس دین باقی وارثوں کا فائدہ
یہ ہو کہ وارث مصالح کا حق باقی نہ دیون پر اور یہ نہیں کہ اس کا حصہ دین کا بقیہ ورثہ کا ہو گیا کذا فی مد الشریعۃ او قضی فی تصدیق
المصلح منہ ای الذلین تدبراً منہم و احالہم بحصتہ یا باقی وارث مصالح کا حصہ دین و پسے مال میں و نقد او کریہ بطریق حسان کے ان کے
جانب سے اور مصالح اپنی حصہ دین کا حوالہ کرے دیون پر دین وارثوں کو اپنا حصہ دلا دی دیون لونی سے جو دین باقی میں بقیمہ و ورثہ کا فائدہ

اسوہم کہ نقد بہتر و نسیئہ سو کذا نے سند بہرینہ ادا فرمودہ قل حقیقتہ منہ و ما لیس علیہ عن غیرہ لایصلح بدلا و کما قلنا القرض علی اللہ
و قد لواء السوالہ و لہذا اخسن الحیل ان کمال یا باقی وارث مصالح کو قرض بن بقدر او کے حصہ کے دینے اور صلح کر لین مصالح سے دینے کے مسا
اور منتر و کپسے ہوں اور اس چیز کے جو بدل کی جگہ نام اور مصالح داروں کو بدل قرض کا حوالہ کرے دیوں اور بقدر بقدر اس حوالہ کو قبول کر لیں
اور یہ جیل بہتر و اور جیلوں سے کذا ذکر و ابن کمال ہم اس واسطے کہ جیلہ او کے میں صلح کا منتر سے ابرا کرنے سے اور جیلہ ثانیہ میں بقدر و تم کا
منتر جو احسان کر نیسے کذا فی لفظا وی والا وجہ ان یبعوا کذا م فیروا وغیرہ بقدر اللہ بن تعویجہم علی القرماعہ ابن ملک اور اوہم
جیلہ یعنی آسان تر اور خفیف تر بقدر و اور ثل کے واسطے یہ ہو کہ درث مصالح کے اپنے ہوشی پر جو رہا ماند اس کے بچیں بقدر او کے دینے کے ہر مصالح
اپنے حصہ دین کا وہ ثل کے واسطے دیوں پر حوالہ کرے کذا ذکر و ابن ملک ہم اس میں بقدر و درث کا سر نہ فائدہ ہو لیکن مصالح کا نقصان ہو مگر
و فی حقہ صلح عن ترکہ بجهولہ اعیانہا و کذا دین دیا علی مکمل اموالہ و فی متعلق بقیل اختلاف و العیضہ الصلحہ و یلی لقدم اعتبار
تبدیلہ فی النسخہ اور جس ترکہ کے میان معلوم نہیں اور نہیں بن نہیں اس کی صلح کے صحیح ہونے میں مکمل اور سوزوں پر خلاف ہو اور توں صحت
صلح کا دانی الزیسیہ سبست بہتر ہونے مشبہہ لہبہ کے خارج کہا علی مکمل اموالہ و سوزوں صلح سے متعلق جو ہم میں جب ترکہ میں نہ ہو اور بیان او کے
معلوم نہیں اور مکمل یا سوزوں پر صلح کا ارادہ ہو تو اس کی صحت میں خلاف ہے نقیۃ ابو جعفر صحت صلح کا قائل ہے اور یہی قول صحیح ہو اور ظہیر الکریمی
صحت کا قائل ہو بثلث مشبہہ بواوہ صحت یہ ہو کہ یہ سو دو کا مشبہہ لہبہ ہو اس واسطے کہ قتال ہے کہ ترکہ میں مکمل یا سوزوں ہو بقدر او کے
ہو نیسے ہر یہ قتال ہو کہ بدل صلح سے وہ زیادہ ہو تو قتال الاحتمال مشبہہ لہبہ ہو اور عدم صحت میں مشبہہ سو دو کا مشبہہ ہے نہ مشبہہ لہبہ و قال ابن کمال
ان فی الذکر خمس تدل علی القہل لہم و کذا حاذ و کذا لم یکن علی اختلاف اور ابن کمال نے کہا کہ اگر ترکہ میں بدل صلح کا ہم جنس ہو تو صلح عام
نہیں اور اگر جنس نہیں تو صلح جائز ہے اور جنسیت با عدم جنسیت معلوم نہ ہو اس سورت میں خلاف ہو و کذا الذکر بجهولہ و فی غیر مکمل اموالہ و
فی بدلی البقیۃ من الورد فی صحتی الا حیح لانا لا یفنی الی المساعدة لبقیامہا فی بدلی حیح لو کانت فی بدلی المصلحہ و بغيرہا یجوز البطلان
حیث متافی بدلی الحاجۃ الی التسلیم ابن ملک اور اگر ترکہ غیر مکمل یا دوزی بمول الاعیان بقدر و درث کے پاس ہو تو صلح صحیح ہو قول اصح میں اس واسطے
جہالت اس کی وجہ سے ای نہیں بسبب جو ہونے ترکہ کے بقدر و درث کے ہاتھ میں تو اگر تمام یا بعض ترکہ بجهولہ وارث مصالح کے پاس ہو تو صلح جائز نہیں
کہ تمام بقدر و درث معلوم نہ ہو بسبب حاجت تسلیم کے کذا ذکر و ابن ملک ہم غلامہ یہ ہے کہ اگر ترکہ بجهولہ بقدر و درث کے پاس ہے تو تسلیم کی حاجت نہیں تو
جہالت موجب ہے ای نہیں لہذا صلح صحیح ہو اور اگر مصالح کے پاس تمام یا بعض ہے تو جب تک تمام بقدر و درث معلوم نہ ہو تو صلح جائز نہیں کیونکہ یہاں تسلیم کی حاجت
ہو اور تسلیم در صورت جہالت موجب نزاع ہو و یطل الصلح و القسۃ معر حاطۃ الذہنی بالذکر و اور مطلق ہے صلح ایک وارث سوا کے کا لئے
کیونکہ اوہ باطل ہے قسمت ترکہ کے داروں میں باوجود محیط ہونے دینے ترکہ سے یعنی جب میں محیط ترکہ ہو تو درث ترکہ کے ملک نہیں جو ان میں صلح
یا قسمت جاری کرین اس واسطے کہ دین میراث ہر مقدم ہے الا ان یصلح الی ذلک الذہن بلا رجوع و اس صورت میں صلح اور قسمت باطل ہیں جب کہ
درت دینے ضامن ہوں بلا رجوع یعنی ضمانت اس شرط پر ہو کہ ترکہ سو لین اس واسطے کہ اگر رجوع ہو گا تو ترکہ متول نہیں کذا فی لفظا وی الا یصلح
بشرط رجوع و البیضاء و ابن کمال جنی شخص ضامن جو بشرط رجوع و ہدیمت ہم تقیید براوت میں شارح مصنف کا تابع ہو گیا ہو اور زمین میں تو ہر مقدم جمع
فی الزکر ہر ستر اط کا دار ہو کہ انی لفظا و اوہی فی من ملل آخر یا وارث دین میت کا او کرے اور مال سے سو امی ترکہ کے یعنی وارث خواہ اپنا مال
اداکر و یا میت کی کسی اور چیز سوا آب ظاہر ہوئی کذا فی لفظا وی دلا یبغی ان یصلح و لا یقسم قل الفقہاء و اللہ بن فی غیر دین محیط اور ستر اط
نہیں کہ صلح بھی و اراج وارث پر یا قسمت کیا ہو دین ادا کرنے سے پہلے اس ترکہ میں جس کو دین محیط نہیں ہم اس واسطے کہ میت کی گلو غلامی اول
بہتر ہو لفظا وی سے کہ با یک صورت نہ کہ وہ میں صلح اور قسمت کر دہ ہو و لیس فی الصلح و القسۃ فتحرک ان الذکر لا یفنی عن قلیل دین دیا

وخصب ان خالف لان اجماع الرب المال بعدة لصحة وقوته غاصبا بالحق الكفة اور مضاربت عصب جو اگر مضارب رب المال کے خلاف کیا کرے
 رب المال بعد اس خلاف کا اسکو جائز نہیں ہے سبب جو مانے مضارب کے غاصب مخالفت سے وہ مخالفت کی یہ صورت ہے کہ مضارب نے جو چیز خریدی اور بیچی
 جس سے رب المال سے منع کر دیا تھا عصب اس واسطے ہوا کہ لقمہ کی غیر کے مال میں تو اب مضارب پر ضمان لازم ہوگا و اجارہ فاسدہ لازم ہے
 فلا یمضی المضارب حیثین بل لا یجوز بل لا یجوز علیہ مطلقا ربحا ولا لا یزاد علی المشرط خلافاً لثالثیہ اور مضارب اجارہ فاسدہ سے
 اگر عقد مضاربیت فاسد ہو جائے تو اب ہر وقت میں مضارب کے واسطے منع نہیں بلکہ اس کے واسطے اسکی محبت کی نزدیکی جو ہر طرح تجارت میں
 حاصل ہو یا ہمزایا وہ مذہبی جائز و درمی مشروط ہے بخلاف محمد اور ائمہ علیہ السلام کے ہم اجارہ فاسدہ کا بھی حکم ہے کہ اسکی اجرت مثل مشروط
 زیادہ نہیں ہوتی الا فی وصی أخذ مال یتیم مضاربہ فاسدہ بشرطہ لنفسه عشر درہم (فلا شیئ فیہ) مال الیتیم اذا عمل اشتباہا
 فقصا یمضی انما یجوز علیہ مضاربیت فاسدہ بین اجرت عمل ہے مگر اس وصی میں جس پر یتیم کا مال بطریق مضاربیت فاسدہ لیا جیسا وصی کا جو واسطے
 دس درہم کا شرط کر لیا تو اسکو کچھ جزیہ نہیں ملے گا بلکہ مال سے جب کہ وصی عمل کرے گا کہ انبی الاشتباہ شایع ہے کہا الانی وصی اشتباہی اجرت عمل سے ہم سب
 عمل اشتباہ ہذا کہ اشتباہ اجرت عمل سے جو یا عدم زیادت علی بشرطہ جو جزیہ مصنف نے دفع ایہام کر دیا اس قول فلا شیئ فیہ لیس لیکن شایع ہے
 نزدیکی ضمیمہ کے واسطے کہوں کہ یہاں فاسدہ کا ضمان تھا ایضا تصحیح لانه امین اور مضاربیت فاسدہ میں بھی ہلاکت مال سے تادان نہیں ہے
 مضاربیت صحیحہ میں اسو سہو کہ مضارب امین ہے اور امین نہیں نہیں ہوتا دفع المال الی اخرہم شرط الیہ کہ لکھا لک یضاعہ فیکون ویکما کہ لکھا
 دینا مال کا دوسرے شخص کو باجر و مشروط ہونے نام لقمہ کے مال کے واسطے بضاعت ہے یعنی یہ عقد مضاربیت نہیں بلکہ عقد بضاعت ہے تو دوسرے شخص عمل
 کرے یا نہیں وکیل مس ہوگا مال کا احسان یہ کہ اپنے واسطے مال سے فائدہ شرط نہیں کیا و مع شرطہ للعامل فرض لقلہ ضرر ہے اور علم لقمہ حامل
 کے واسطے مشروط ہونیکے گنا مال بنا فرض ہے بلکہ قلت ضرر فرض ہے یعنی اگر مال کے دوسرے کو مال یا اور مشروط و نون میں یہ ہوئی کہ
 تمام نفع محنت کرے تو اسے فائدہ حاصل ہو یہ مضاربیت نہیں ہے جو فرض ہے اس واسطے کہ حامل کل منفعت پہنچتی نہیں ہو سکتا مگر جب کہ اس مال کا
 مالک اور مالک مضاربین مگر یہ با فرض ہو لیکن یہ میں بالاکا سرہ نقصان جو اس واسطے کہ ہر طرح حق ہے عین اور اس کے بدل و ولون سے
 بخلاف فرض کہ وہ فقط عین میں قاطع حق ہوتا اس کے عوض میں تو بشرط قلت ضرر فرض اس عقد کو فرض نہیں ہے کہ ذامی الطیعی مختصر بمصرف
 و مشروطاً امین و صحیح مضاربیت کی سات شرطیں ہیں اشرطہ راس المال کا بخلہ اثمان کے ہونا اسکا معلوم ہونا نعم راس المال کا
 عین ہونا تو میں ہم مضارب کہ راس المال یتیم کرنا شرطہ منصوص ہے مالک اور مضارب کے حصہ معلوم ہونا ہے مضارب کے حصہ منفعت ہے
 ہونا نہ راس المال سے اور تفصیل شرطہ مذکورہ کی بات اور بیسار کے بیان معلوم ہوگی کہ ان اربعہ اشیاء من الاثمان کا ہر فی الشیر کہ شرط صحت مضارب
 ہونا راس المال کا اثمان ہو چنانچہ مذکور ہو چکا کہ یہ نہیں ہے تو مضاربیت صحیح نہیں مگر اس مال سے جسے شرکت صحیح ہوتی ہو اس واسطے کہ مضاربیت
 شرکت ہی فائدہ حاصل ہونیکے وقت تو مال ضرر جو جسے شرکت صحیح ہوتی ہے یعنی دراجہ اور ذانیہ اور چاندی سونا وغیرہ سکوک اور قلوں و درہم
 کہ لقمہ اور وہی معلوم للعاقباتین اور راس المال مقدم ہو عاقدین کو یعنی سطح کہ عاقدین عقد مضاربیت کریں مقدار میں راس المال پر مثلاً ہزار یا
 دو ہزار درہم ہو و گفت فیہ الاشارة اور راس المال کے معلوم ہونے میں اشارہ کرنا کفایت کرتا ہے ہر اشارہ یہ ہے کہ بطریق مضاربیت ایک شخص کو
 درہم دیکر اور اسکی مقدار معلوم نہیں ہو تو جائز ہے کہ اسے الدرر والقول فی قلت لہ و صیغۃ المضارب یمینہ والیحدیہ للمالک اور صورت
 خلاف کے راس المال کی مقدار اور وصف میں مضارب کی قول مستتر ہے اسکی کہ تم ساتھ اور گواہ لانا مالک کے واسطے ہو و اما المضاربۃ بالذین فان
 علی المضارب لو یخرج ذان علی ثالث جازہ کرنا اور عقد مضاربیت دینے کے واسطے اگر مضارب پر دین ہو تو جائز نہیں اور اگر میری شخص ہو تو جائز
 ہو اور کہہ و قول قال اشتری عبدی عبداً کتبتہ ثم تبعہ و مضاربیت بمنزہ ففصل جاز اور اگر ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ میرے لیے ایک غلام

یہاں پر لکھا ہے کہ اگر مضاربیت فاسدہ ہو تو اسکی اجرت عمل سے نہیں ملے گی بلکہ مال سے جب کہ وصی عمل کرے گا کہ انبی الاشتباہ شایع ہے کہا الانی وصی اشتباہی اجرت عمل سے ہم سب

اور مضارب کو ثمن فسخ مشروط ہو تو صاحب مال کا قول مقبول ہے اگرچہ صاحب مال کے قول میں فساد مضاربت ہی مقبول اس واسطے ہی کہ صاحب مال اور
 زیادت کا منکر ہو جس کے مضارب عموماً کہہ کر انی الحائزہ دہانی الاشبہاء فیه اشقیاء کافہم اور جو قول شہادہ میں جو شہین شہادہ ہو سو ہو
 سہولے ہم شہادہ کی مبارک یہ ہو قول مقبول قول مخرج البیوم الا اذا قال رب المال شرطت لک الثلث و زیادۃ مشرق و قال المضارب الثلث فالقول
 المضارب یعنی مقبول بل مدعی محنت کا ہو اگر جب کہ صاحب مال کہے کہ میں نے تیرے واسطے ثلث اور دوسرے قسم کی زیادت مشروط کی اور مضارب کے
 ثلث فسخ مشروط ہے تو مضارب کا قول ہو لیکن ترجمہ مضارب اپنے شریعین اور محمد صالح ابن مصنف کے ماضیہ شہادہ میں کہا کہ حکم مذکور قاعدہ کو
 کے مطابق ہو اس واسطے کہ مضارب اس صورت میں مدعی محنت کے عکس یعنی برخلاف صاحب مال کہ مدعی فساد ہی صاحب مال کو شہادہ یہ واقع ہوا
 کہ اس مسئلہ میں گمان کیا کہ مسئلہ مذکور قاعدہ سے خارج ہے اور حالانکہ نہیں داخل ہے نہ خارج کہ ان فی الطحاوی و یقال المضارب بفی
 المطلقة الباقی کہ تعقید بکمال او زمان او مخرج البیوم ولو فاسد ابغی و نسبی و متعارفہ اور مضارب کا کہ ہی مضاربت مطلقہ ہو
 اور مضاربت میں حسین مکان تجارت یا زمان تجارت یا نوع تجارت کی قید نہیں ہوگا اگرچہ ہم قاسد ہو نقد من سے بیج کر یہ زیادت متعارفہ کے
 ساتھ ہم یہ مراد نہیں کہ مضارب کو ہم فاسد مال سے بلکہ مراد یہ ہے کہ ہم فاسد سے مضارب مخالف ہوگا کہ غاصب شہرے اور مال اس کے
 ہاتھ میں امانت نہ باقی ہو مدت میں متعارفہ کی قید اس واسطے لکھی تا اجل طویل سے اجزاء واقع ہو و الشراء و التوکیل بھما اور مضارب
 خرید کرنے کا مالک ہی اور خرید فروخت کے واسطے دوسرے شخص کو دلیل کر لیا مالک ہی و التفریج و التجار و لو دفع له المال فی ہا علی الظاہر
 اور مالک ہو سفر کرنے کا خشکی اور زمینی زمین اور دریا میں اگرچہ صاحب مال نے مضارب کو مال دیا ہو اپنی شہر میں نہ مسافت میں بنا ہر قول ظاہر
 ہم اور قول فی ظاہر اور یوسف کی روایت ہو امام سے کہ اگر اپنے شہر میں مال دے تو مضارب کو سفر جائز نہیں اور اگر سفر میں ہے تو اس کو سفر کرنا
 تا شہر صاحب مال جائز ہے قول ظاہر کی دلیل یہ ہے کہ مضارب مشتق ہے من المضارب فی الارض سے تو مقتضای لفظ مسافرت کا مضارب مالک ہی و الا فساد
 ای دفع المال بضاعتہ اور مالک ہی بضاعت کا یعنی مال کے بیٹے کا بطریق بضاعت کو کہتے تمام فسخ مضارب کے واسطے مشروط ہوا و لو یطلب المال فی
 لا فساد المضاربة لکما یجوز اگرچہ مضارب صاحب مال کو مال دیا ہو بطریق بضاعت کے یہی اس کو اختیار ہو اور اس سے مضارب فاسد
 نہیں ہوتی چنانچہ بیان اسکا آو یقال الا بداع والرحن والارھان والایجارۃ والاستیجارۃ فلو استجار دصاً بضاعتہ لیرکحہا او
 یغیر شہادۃ کجا و نظیریہ اور مضارب مالک ہی کہے پاس و دیت رکھو اور دوسرے کی پاس گر کرے اور اپنی پاس میں رکھو اور اجارہ سے اور اجارہ
 لینے کا اور اگر کسی کے سفید زمین لینے خالی زمین کا تا اس میں کہت کرے یا دیت لگا دے یا زبائری سے کہ انی الظہیرۃ والاحتیال ای قبول الحق
 بالحق مطلقاً علی الاکسیر والاعسیر لانی کل ذلک من صدیق التجار اور مالک ہی مہیاں کا لینے من کے حالہ قبول کرنے کا مطلقاً کشادہ دست
 اور ملکہ دست پر اس کے وہ سب امور مذکورہ لینے یہم اور شرط اور توکیل اور سفر اور البضائع اور رائداع اور زمین اور ارشمان اور اجارہ اور تجارت اور
 احتیال اور اگر دیکھ مستعمل سے ہی لا یشیک المضاربة والشركة والخلط بال نفسه الا باذن او عمل برأیک اخر الشیء کا یہ نہیں
 مضارب مالک نہیں مضارب کا یعنی وہ مال دوسرے شخص کو بطریق مضاربت کے نہیں دیکھتا اور مالک نہیں شرکت کا اور اس مال کو اپنی مال کے ساتھ لایکا اگر
 مال کو ان یا دے کہ یون کہنو سے کہ عمل کر اپنی تجارت اور عقل کے موافق اس واسطے مالک نہیں کہ شے اپنے مانند اور برابر کی چیز کو مستغنی نہیں ہوتی بلکہ مستغنی
 مستغنی ہوتی جو ہم نقصان مائل عدم یکا مضاربت کی علت ہو نہ فنی شرکت اور خلط مال کی تو اگر شراب یون کہتا او شے لا یشیک مثلاً والا علی منہ تو بہتر خوا
 اس واسطے کہ شرکت اور خلط بالاتر ہی مضاربت ہی خلط مال اس صورت میں جائز نہیں جبکہ او شہر میں راجع ہوا اور اگر ملائے کار و راجع ہو تو مضارب
 پر ضمان نہیں کہ ان فی الطحاوی ولا الا فاض ولا استیدانہ و ان قیل له ذلک ای عمل برأیک لا فاض الیسامین صدیق التجار فلم یدخل
 فی التعمیل مالم یفصل المالك علیہ فیکلکما اور مضارب مالک نہیں قرض دینے کا اور نہ ادما لینے کا اگرچہ قول سند کو اس سے کہا گیا ہو یعنی اگرچہ

یہ کہ صاحب مال کو
 مال دینے کا
 مال دینے کا
 مال دینے کا

ہو لیکن فقہاء کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ مضارب پر مطلقاً ضمان ہے مالدار جو پچاس اسو سٹے کے یہ ضمان تکلیف ہو اور قرینہ اس پر ہے کہ اگر مالدار نے ضمانت نہیں
 پہنچائی تو اس کے ضائع ہونے کی کیا وجہ ہو اور پورا بیان بحر الرائق کا بھیجے کہ جب مالک کے پاس مال کے گائب تک نہ رہے تو اس کے ضائع ہونے کی وجہ
 الجلیس **باب المضارب یضارب** یہ ہے اس مضارب کے حکم میں جو تیسری شخص کو مال کا راس مال دے بطریق مضاربیت کے
 مآخذہم المفسدۃ مشرقی المکرر ظلال جب کہ مضاربیت مفردہ کو مصنف مقدم بیان کر چکا تو اب مضاربیت مرکبہ کا بیان شروع کیا سو کہا مضارب
 المضارب آخر بلا اذن المالك لم یضرب بالذکر مالم یقبل الثانی فیہ الثانی الاول علی الظاہ لان الذکر لید اعم وہو مبدیہ فاذا اعلیٰ اذین
 انه مضارب فیض من مضارب دل سے مضارب ثانی کو مال مضاربیت یا بلا اذن مالک کے مضارب اول تو ان نیک مال کے دینے سے جب تک مضارب ثانی
 علی تجارت مکرر ثانی کو نفع حاصل ہوا ہو یا تجارتی نظر نہ ہو اسو سٹے کے مال کا دنیا و دینیت رکھنا ہو اور مضارب دل ایضاً کا اختیار رکھنا ہو یہ جب
 ثانی نے تجارت پسین شروع کی تو کہل گیا کہ وہ دینیت یعنی مضاربیت ہو تو اب تاوان اور مالک مضارب اول پر الا اذا كانت الثانیۃ فاسدۃ فلا ضمان
 وان ربحہ بل الثانی تجوز مثلاً علی المضارب الاول وللا دل الی غیر المشرط علی کرب کہ مضاربیت ثانیہ فاسد ہو تو تاوان نہیں اگرچہ نفع ہو بلکہ مضارب
 ثانی کو اسطے اجرت مثل سے مضارب اول پر اور مضارب اول کو نفع ہو جو دینیت اور مالک میں شرط ہو در صورت مضاربیت فاسدہ مضارب ثانی
 اجیر نہیں کیا تو اجرت مثل کا مستحق ہو گا نہ شرکت نفع کا فان ضاع المال من یدہ ای ید الثانی قبل العمل للمضارب فلا ضمان علی احدیہما اگر
 مال ضائع ہو گیا مضارب ثانی کے ہاتھ سے اس عمل سے پہلے جو ضمان کا موجب ہو کسی پر ضمان نہیں اول پر نہ ثانی پر اسو سٹے کے قبل عمل مال و دینیت ہو
 وکذا الا ضمان لو غصب المالك من الثانی واتھا الغصب علی الغاصب قطع اور باقی اول اور ثانی پر ضمان نہیں اگر ثانی سے مال چسپن لیا گیا اور تاوان
 تو فقط ماسب پر ہو ولو استغفلک الثانی اذ غصبہ فالضمان علیہ خافہ اور اگر مضارب ثانی نے مال تلف کر ڈالا یا ہینہ کر دیا تو ثانی پر ضمان ہے
 خاص کر کے فان عمل حتی ضمیمہ حیث رد قبل مال ان شاء فضمن المضارب الاول رأس مالہ وان شاء فضمن الثانی وان اختار اخذ الی غیر
 ولا یضمن لیس لہ ذلک بجز پر اگر مضارب ثانی نے تجارت کی کہ ضمان لازم آیا تو صاحب دل مختار ہو چاہے مضارب اول سے تاوان لے چاہے مضارب
 ثانی سوا در صا قبل نفع لینا اختیار کرے اور تاوان نہ اسکو وہ بائرن نہیں کہنے لے لہ یعنی اسو سٹے کے مال عمل سے غصب نہیں کیا اور مالک مضارب
 جاتے رہنے کے بعد اختیار نہیں مگر تضمین بدل میں نفع لینے میں غاصب کے ذانی لفظ دہی فان اکتون المالك بالذکر وہ فہو بالثلث وقد قبل الاول
 صادر فی اللہ فبذینا یضمان فلما لک الضمض علی المشرط وللا دل الشد من الباقی والثانی الثالث المشرط پر اگر مال دینے کا اذن
 دیا اور مضارب دل نے ثانی کو تہائی نفع پر مال دیا اور حالانکہ مضارب دل سے کہا گیا تھا کہ جس قدر اشد فائدہ دے وہ ہم ہم میں نصف نصف ہو تو
 مالک کیو سٹے نصف نفع ہی ہو جب اسکی شرط کے اور مضارب دل کے واسطے ششہ حصہ ہو جو باقی رہا بعد ثلث ثانی کے اور مضارب ثانی کے واطور
 ثلث مشروط ہو ولو قبل ان تزلک انہ بکاف الخطا بثلث لیس لہ تجا لہ فللثانی ثلثہ والباقی بین الاول والمالك نصفان باعتبار الکافی
 فیکون لک ثلث اور اگر کہا گیا بکاف خطا کہ جو جب کو اشد فائدہ دے دی اور باقی مسئلہ بحال خود اسطرح ہی لینے اگر مالکے مضارب ثانی کو مال دینے کا
 اذن دیا اور مضارب دل نے مضارب ثانی کو مال یا تین تہائی نفع پر اور مالکے مضارب اول سے کہا کہ جو جب کو اشد فائدہ ششہ منفعت روزی کر دے میر
 تیری در میان نصف نصف ہو تو مضارب ثانی کے واسطے سخا نفع کی ہے اور باقی دو تہائی ان مضارب دل اور مالک میں نصف نصف ہیں باعتبار
 کاف خطا کہ تو ہر شخص کو تہائی تہائی نفع ملے گا مال کی شرط مضارب دل سے یہ تھی کہ جو نفع اسکو ہو وہ دونوں میں نصف نصف ہی ہو سکو
 نفع نہیں بلا سوا ہی دو تہائیوں کے تو دونوں میں نصف نصف ہو گیا تو ہر ایک کو تہائی سخا ملی و مثلاً ما دینحت من شیئ او ما کان لک فیہ
 من شیئ و شیئ لک اور قول سابق کے مانند ہی ہوں کہنار مال کا مضارب کہ جو جب کو فائدہ حاصل ہو کچھ تیسری شخص میں جبکہ نفع ہو اور نہ ہر
 اسکو چھ تہائیوں کہنار کہ جو جبہ پر خدا افضل کر م کر یا جو جبکہ برہو تو ثانی کو ثلث نفع ہے اور باقی اول اور مالک میں نصف نصف ہی

باب المضارب
نفع

راهی غزل ہو کہ لے فی الحقیقۃ اختلاف اَحَدِ الشَّرِکَیْنِ اِذَا قَسَمَ الشَّرِکَةُ وَمَا لَهَا اَمْتِغَہُ مَخْلَافَ اَمْرٍ شَرِکَیْنِ جِبَا کہ وہ عقد شرکت کو فسخ کرے اور
شرکت کا مال اسباب ہو نہ نقد تو فسخ صحیح ہو افتاد فی الممال ذیوں ویرا بیکبار المضاربت علی اقتضای الدیون اذ حیث نہ یُعْلَمُ بِالْاَجْرِ جِبَا
ہو گئی مالک اور مضارب میں اور مضاربیت کو مال میں دیوں اور نفع ہو تو مضارب پر جو کچھ ہو گا دیوں کے تقاضا کرنے پر اس واسطے کہ مضارب
اس وقت عامل باجرت ہو گا ہم دیوں کی وجہ یہ ہے کہ مضارب عود من کو من سے بچا اور ہنوز من پر قبض نہیں کیا مضارب علی بالاجرة ہوا
بہرہ کہ وہ اس صورت میں جیسے ماند ہو اور نفع اجرت کو ماند ہو تو نگام طلب کا نفع مضارب پر ہو گا اگر دین کسی ہرین ہو تو دوسری شہر میں ہو تو خرج
مضاربیت کو مال میں ہو گا کہ اس نے لطمہ لگا دیا جیسے کہ لا حیث نہ متبرع اور اگر مال میں نفع ہو تو مضارب پر تقاضا میں دیوں میں جبر نہیں
اس واسطے کہ مضارب اس وقت میں متبرع اور محسن پر زبردستی نہیں دینا مگر بالیوں الممالک علیہ لآئہ غیر العاقد اور مضارب پر
حکم ہو گا کہ مالک کو تقاضا میں دیوں پر نہیں اور مقرر کرے اس واسطے کہ مالک غیر عاقد ہو یعنی اور حقوق عقد کے راجع نہیں ہو تو مگر عاقد کے طرف تو مالک
مطالبہ دین پر قادر ہو گا بلا توکیل مضارب کے حیث نہ فی الموالیک بالبیع والمستبضع کالمضارب یعنی بالانوکیل اور ہر وقت میں جسے متبرع پر جبر علی
الاقتضائیں تو بیع کا دلیل اور مال کا لینے والا بطریق بیع مضارب کے ماند ہو دیوں کو توکیل مالک حکم ہو گا والیستساویہ علی المتقاضی وکذا
الذلال لا تھی بعلان بالاجرت سہار پر زبردستی ہوتی ہے تقاضا میں دین میں اور اس طرح دلال پر اس واسطے کہ وہ دیوں باجرت پر کام کرتے ہیں ہم سہار
بکسر اول وہ جس کے پاس عود و امانات لوگوں کے ہوں تادہ اجرت لیکر بیچے لایعقد اجارہ تو وہ بھی عامل بالاجرة ہو اور یہ بمنزلہ اجارہ بیچے کہ عاقد
سوانق کہ لے الدر فرغ مسئلہ ملحقہ شایع کا مسئلہ جس علی آن یلیم ویشترک کو بیچے لایعقد قدامتہ علیہ والیعلیہ اَن یستاجر مد لا یلحقہ
ویستعلیہ فی البیوع نہ بلقی ایک شخص کے واسطے اس باجرت نہیں لگائی کہ وہ بیہ اور شرکری تو یہ جائز نہیں ہے کہ نہ قادر ہو جس کے بیع اور شراب اور حلیہ کا جائز
ہو نیکیا یہ ہے کہ اس کو فروز و زنی پر لگا دی اور نوکر رکھے خدمت کو اس طرح مدت معین تک اور اس سے بیچا کام لے کہ انی الزلیعی ہم حرم قدرت ہم اور شراب ہوا
ہو گی کہ خرید و فروخت تمام نہیں ہو سکتی مگر غیر کی سادہ سی یعنی باغ اور شترسی کی مساعدت کے زاجر تا درہین اس کی تسلیم پر اور حلیہ مذکورہ ہو اس طرح جائز ہے کہ عقد
شامل ہو منفعت کو اور منفعت معلوم درہین بیان مقدار مدت سے اور وہ قادر ہو اس کی تسلیم پر اس طرح کہ اپنی ذات کو حاضر کرے مدت معینہ میں کہ انی لطمہ
عن الزلیعی وما ھلک من مال المضارب بآیۃ یقوت الی الی لایعقد ووجبت تلف ہو گیا مضاربیت کو مال سے وہ نفع کے طرف پر اجا ہوا اس واسطے کہ نفع تابع
راس المال کا اور راس المال اصل سے فان نأد الھالک علی الزیم لم یضمن ولو فاسد لآمن علیہ لآئہ آمین کہ ہر اگر مال مالک زیادہ ہو نفع ہو تو مضارب پر
تاوان نہ آوے اگرچہ مضاربیت فاسد ہوا اگر مال کی ہلاکی مضارب کے عمل سے ہو اس واسطے کہ مضارب بل میں ہی نے اور میں نہیں ہوتا لکن قسم الزیم
و یقیت المضاربة فھلک المال کو بضعہ تراڈالیر لیکر لکھا مالک راس المال وما فضل فھو بہما وان نقص لم یضمن لیکر آوے اگر نفع
بٹ گیا ہوا مضاربیت باقی ہو ہر سبب یا بعض مال تلف ہو جائے تو دونوں شخص نفع میر دین مالک نفع سے راس المال لے اور جب قدر نفع راس المال سے
وہ دونوں پیش رو ط کے موافق قسمت ہوا اور اگر نفع کم ہو اس مال سے تو مضارب پر تاوان نہ ہو گا بدلیل گذشتہ یعنی اس پر تاوان نہیں ہم ذکی
مفوض قولہ یقیت المضاربة فقال وان قسم الربح و یقیت المضاربة والمال فی ید المضارب ہم عقداھا فھلک المال لو یزاد
و یقیت المضاربة لآئہ عقد تجدید کی دلیل لایعقد لئلا فھلک المضارب پر صفت نے پتہ قول و یقیت المضاربة کا مفہوم کہ کیا ہو گیا اور اگر نفع بٹ گیا اور
مضاربیت فسخ ہو گئی اور مال مضارب کا نہتہ میں ہو پر دونوں شخص مضاربیت کو مستعد کیا ہر مال ہلاک ہو گیا تو دونوں نفع سابق کو نہ بہرہ بنے اور مضارب
تانیہ باقی رہی اس واسطے کہ وہ عقد تجدید ہی اور وہ حلیہ نافذ ہو مضارب کے واسطے ہم نے اگر مضارب ہی ہستہ اور نفع سے بعد قسمت کے سبب ہلاک ہونے
راس المال کے نوادہ کی تدبیر یہ ہے کہ فسخ مضاربیت کے مضاربیت جدید عقد کرے اور اگر مال مضاربیت کو مضارب مالک دیا ہو تو بطریق اولیٰ نفع مسترد
ہو گا اور جس نے جو تسلیم مال کی قید لگائی حلیہ مذکورہ میں موافق ہو گا انی لطمہ فصل فی المتقذات یہ فصل ہے مسائل سفر و مضاربین

مسئلہ اول ہذا سہار پر زبردستی ۱۲

مضارب کے سبب نہیں تو مستوجب نفقہ نہیں جینک وہاں سے رہا نہ جادو سو اگر کوئی سے نکلا اور اپنے وطن میں گیا اور پر کرنے میں تجارت کیلئے آیا تو اگر کوئی
 میں مال مضاربت سے اپنی ذات پر خرچ کرے اسو اسلئے کہ اسکا کوئی نہ میں رہنا مستعد رہا سو وہاں سے سفر کر جائے سے وطن مستعد رہی دور ہو گیا
 انتہی مختصر اور یہ جو خارج سے کہا کہ اسکا نفقہ ہے جب اس مال نہیں لیا اس کو نکلتا ہو کہ جیل لیا اور کوئی نہ میں رہنا تو اسکو نفقہ نہ ملے گا اور مال
 ایسا نہیں ہو اور شاید کہ شریعہ یہاں سے عیارت سے قتل و خلع لایا بالکوئی نہ میں اس کی البصر و کان قریب لکوئی نہ میں اس کا نفقہ نہ ملے گا انتہی مقصود
 اس عبارت سے وہی ہے جو پیش سے نقل کیا کہ انی الحطاء و نوسا و ممالک و خلط ناذین و بالکن لرجلین اتفق بالخصبة و اذا اقلیم
 ذکا ما یجمع و یفهم الزائد علی المعرف اور اگر مضارب پنا مال اور مضارب کا مال سفر میں لیا یا پنا مال مضارب کا مال میں لایا مالک کو اذن سے
 باد و مرد و کج و مال لیا تو اپنی ذات پر حصہ نہ صرف کرے اور جب سفر سے آوے تو جو باقی رہ گیا طامع اور لباس و کھوس و عود و جعفر زیادہ صرف کیا
 دست و سر و اس کا تاوان و کھ غلط مال بالاذن مضارب کیب ہو گیا مالک اور شریک اپنی ذات پر مال شرکت سے صرف نہیں کرتا بقول راجع اس اعتراض کو
 میں بعض حشیش میں دیکھا ہو کہ کس نے غلط دی و لو اتفق من ماله لیرکیم فی حاله ذلک و لو هلك لم یجزم علی المالك اور اگر مضارب نے اپنے
 مال کی اپنی مضارب سفر میں صرف کیا تاکہ ہر کسے مضارب کا مال میں ہو نہ ہو کہ جو باقی اور اگر مال مضارب کا تلف ہو گیا تو اس ضرر کو مالک سہین لیتا
 یاخذ المالك قدما ما اتفق المضارب من راس المال انکان قد ربح فان استوفاه و فضل شی من الربح اقتسماه علی الشرط لا ینفق
 یجوز کالمالك و الصالح ینصف الی الیوم کا ہر اور مالک او تنافس سے جہا مضارب ہر کچھ ہر راس مال سے اگر دین نفع موجود ہو سو اگر مالک نے ہر مال
 پورا کر لیا نفع سے لیکر اور کچھ نفع زیادہ ہوا تو مالک در مضارب دون شرط کے موافق نہیں لین اسو اسلئے کہ جو مضارب نے خرچ کیا وہ مالک کے مانند نہیں آیا
 جاتا ہو اور ہر مال مالک نفع کے طرف پیرا جاتا ہے چنانچہ مذکور ہو چکا و ان لم یظہر من فلاحی علیک ای المضرب اور اگر نفع نہ ظاہر ہو تو مضارب کا
 کچھ نہیں یعنی راس المال کے کم ہو جائے سے اور پیرا دین نہیں و ان باع المتاع من الجاهل و اجرة السمک و القصب و
 ادم باع و نحوہ جائز و یقین الباع تام علی کلک اور اگر شریک بطریق مروت کرے کہ جو اس متاع پر خرچ کیا تو صرف پیرا ہو کر اور مال دور ہو کر
 کی اجرت کو اور اسکا اور مضارب کے مالین کی سو اگر دین عادیہ اور باطل یون ہو کہ یہ جو ہو کہ اتنی میں ہوئی ہو یعنی ہند کی خرید و بیاد کو کہ جو ہو و کذا الیہم مالی راس المال کا
 یوجب یاد کا قیہ حقیقہ و حکم و اعتقادہ الخا کما جرح السمک و هذا هو الاصل نہ کیا اور اس طرح لامی جاد و راس المال کے طرف وہ چیز جو راس المال
 میں موجب ہو زیادتی کی حقیقہ یا حکم یا اسکے ملائیک سو اگر دون میں عادت ہو جیسے دلیل کی مزدوری ہی قاعدہ کلیہ ہو راس المال کے ساتھ ملائیک اذ نے
 النہایہ ہم زیادت حقیقی کی مثال چنانچہ رنگ اور زیادت حکمی کی مثال جیسے شوب کیر کا لایعہم یا نفقہ علی نفسہم لکھم الزیادۃ و انعقادہ نہ ہا و
 راس المال کے ساتھ یہ المراجہ میں جو مضارب نے اپنی ذات پر صرف کیا بسبب مذم زیادت اور عدم عادت ہم کتاب المراجہ میں مذکور ہو چکا کہ ملائین عادت
 شمار کا اعتبار ہو تو اگر مضارب مضارب کی ملائیک عادت ہو تو ملا و و و نہیں تو نہیں مضارب کا بالنصف شری بالیضا بزا ای نیابا و باعہ بالقین و شری
 ہما عبدک افضا عانی ید کا قبل نقد ہما لبا تم العبد غیر المضرب بالنصف الیہم و غیر المالك الباقی نصف منفع کے مضارب نے مضارب کے ہر
 ورم کرے کے تہاں خرید کر اور او کو دہزار و دہم ہجرا اور و نہیں و دہزار سے ایک غلام خرید کیا سو و دون ہزار مضارب کا ہتہ میں تلف ہو گئے
 بائ غلام کو دین سے پہلے تو مضارب نصف نفع یعنی دہ ہزار کی چوتھائی کا تاوان کا اور مالک باقی کا یعنی دہ ہزار کے تین ربکا تاوان و ہم جب کہ
 مال ایک ہزار سے دہ ہزار ہو گیا تو نفع مال میں ظاہر ہوا ایک ہزار کا وہ و دون میں نصف نصف ہو گیا تو مضارب کو او سین پان سو پینچو ہر جب و دہ ہزار
 غلام خرید کیا تو غلام مشترک ہو گیا و دون میں تو چوتھائی غلام مضارب کا ہوا و تین چوتھائی مالک کی جو تین ہر جب و دہ ہزار تلف ہو گئے و قبل
 ادای میں غلام کے نو و دون ہر ہر ملک غلام تاوان لازم آیا اسکے میں کا تو چوتھائی مضارب پر پڑی ہے پانچو اور تین چوتھائی مالک پر ہے
 و ہر دہزار و یصل الیہم العبد ملک المضارب خارجا عن المضاربة لکن لہم مملو علیہ و مال المضاربة امانة و یذبحا تکاف و باقیہ

ملاحظہ فرمائیں
 کہ میں نے یہاں لکھا
 کہ میں نے یہاں لکھا
 کہ میں نے یہاں لکھا
 کہ میں نے یہاں لکھا

نسخه

الغناور چونهای غلام ملک مضارب کا بیع ہو جائیگا مضارب کے مال سے اسے اس کو کہ چھٹائی کا تاوان سپر ہو اور مضارب کا مال امانت ہو امانت تاوان
امانت بین تانی یعنی خند ہو اور باقی تین چوتھائی ان المضارب کی ہیں ہم خلاصہ یہ ہے کہ جب مضارب کے حصے پر تاوان آیا تو وہ مضارب میں داخل
ہو کر مکہ مضارب میں تاوان حسین ہو تاوان مال کا حصہ مضارب میں داخل ہے بسبب ہم تانی کہ لفظ العبد قد آتس المال جملہ مآد تم المالك و بطل
وحسنه كما قد آتس المال یعنی وہ سب مال جو مالک سے یا ذرا ہی ہزار سے ہم اسے اس کے مالک سے اول ہزار درم بیٹے یعنی جس کے ذرا خرید ہوا تھا پر ذرا
ایک بیٹے میں غلام کے تاوان میں کہ لفظ شریع الوتایہ و لکن لایم للضارب فی جمع العبد علی الذین فقط لانه شرایہما و لیکن غلام کی یہیں مضارب
ہزار پر ہم بطریق مرابحہ کرے اس لئے کہ اس میں غلام کو وہی ہزار سے خرید کیا ہم میں لیں کہ کو یہ غلام کو ذرا خرید کر سب سے بڑا شہر ہو کہ خرید دہی ہزار
واقع ہوئی تو اس طرح ان کو غلام دی مرابحہ مالک ہو جائے دو ہزار کے واقع ہو کر لفظ شریع الوتایہ و لفظ العبد یعنی غلام مالک بعد الا و لفظ
قلنا ان لا یبذل لانه ربعه للعبد ہزار اور سند سابقہ میں اگر غلام دو ہزار کے و چھ بیٹے چار ہزار کو بیچا گیا تو مضارب کا حصہ تین ہزار سے اس سے
کہ چار ہزار کی چوتھائی ہے لکن اگر مضارب کا حصہ والیہم مکتھا نصف الا لایم بیعھا ان راس المال القای و حسنہ لایہ اور غلام تین ہزار کے ہاں شریع
مالک اور مضارب میں ہم چونکہ اس کو کہ رہن المال ذرا ہی ہزار سے ہم میں جب تین ہزار سے ذرا ہی ہزار راس المال کے بیٹے تو ہوا باقی سے دہی لفظ
سود و نون میں ہو چھ ہزار کو نصف ہر کا قول شری من قبل مالک بالی عبد اشراہ علی الصل منصفہ رابعہ منصفہ و لکن انکسہ لانه و لکن
لکم جواز اشراہ المالك من المتصا کی عکسہ اور اگر مضارب مالک ہزار کو وہ غلام خرید کیا جو مالک ہزار کو بیچتا تو مضارب اس کا ہم بطور مر
بان سو کرے جو اس طرح اگر مالک مضارب سے خرید کرے تو مضارب کی خرید پر مرابحہ کرے ہو اس لئے کہ مضارب کیل سے مالک اور اس میں سے معلوم ہوا جا
مالک کی خرید یا مضارب اور مضارب کا مالک ہم اگر مضارب ہزار کو خرید کیا لیکن مرابحہ نہ کرے کہ اس سے اس لئے کہ یہ مالک کی مضارب
ایسی جو بیٹے اپنی ذات اس کو کہ وہ اس کا وکیل ہے تو ہر چہ ہم نہ کر جائز نہ لیکن اس کو کہ شہدہ عدم جار کا اور مرابحہ کی بنا امانت اور دیا
تو اقل تین کو اعتبار کرنا چاہیو کہ ان فی الدر و شریع الوتایہ و لفظ شریع الوتایہ بالیہا اعتقاد فیستہ القان فقتل العبد رجلا خطا ثلثتہ اذ یلیم الفکر لایہ
المالك و ربعہ علی المضارب علی قتلہ لکھا اور اگر مضارب کے ہزار درم وہ غلام خرید کیا جس کی قیمت دو ہزار سے سوا اس غلام نے ایک مرد کو خطا
مار ڈالا تو ذرا ہی غلام کی تین چوتھائی ان مالک پر ہیں اور چوتھائی اس کی مضارب پر و نون کی مالک ہو جب ہم یہ شہدہ میں جب مالک اور مضارب غلام
کا مال کا دنیا اولیای مقتول کو قبول نہ کریں اور خون پیدا نہ قبول کریں مضارب کی مالک چار درم واسطے ہوئی کہ راس المال ہزار تھا اور غلام لہلہ دو ہزار کا
نصف یعنی مضارب کا بیٹہ یعنی ہزار اور وہ چار درم و ہزار کا مالک یعنی غلام و المضارب یوم الخیر و حیحہ عن المتصا ربة یالقد املینا
جاکھا اور غلام خدمت کرے مالک کی تین دن اور مضارب کی اگر تین سبب بیع ہو جائے غلام کے مضارب مال سے قدر بیٹے کے سبب بطلت منافات یعنی
اور مضارب میں تین تین جو چنانچہ نہ کر ہر چہ ہم یہ فروج ہے کہ مکرم تانی تقسام نہ تقسیم ہے تقسام عبد کو اور مضارب نہ تقسیم ہو جان تو قسمت کے کذا
شہدہ لایہ و لفظ ان المالك الذم والمضارب لایہ لانه ذلک لکن ہم الیہ حیثیت اور اگر مالک غلام کا دینا اور مضارب تدبیر دینا اختیار کر
تو یہ ہو جائے بسبب ہم ہر شہدہ کہ اس میں ہم اس علت کا عمل وہ جو حسین غلام کی قیمت ہزار ہو اور رہبان تو قیمت دو ہزار ہو تو رہبان
ظاہر ہے کہ مرابحہ انی بطور دی غلام و تمامہ فیہ استوفی بالیہا عبد اذ حاکم الفتن قبل العقد للبا تم لم یکن لانه ابن بل دفع المالك للہ
الغناور تم و تم ای کسا حاکم مقدم آخری الی غیر نہایہ مضارب مضارب کے مال سے ایک ہزار کو غلام خرید کیا اور غلام کو مالک ہو گیا قبل اور کہے بارے
تو مضارب پر تاوان نہیں اس لئے کہ وہ ابن جو اور ابن زمین نہیں ہوتا بلکہ مالک مضارب کا ایک ہزار اور وہی ہزار اور دہی ہزار اور دہی ہزار یعنی متوفی ہزار میں ہوا
ہزار دہی ہزار و دہی حسین و دہی المال جملہ مآد تم اور راس المال کل مال مخرج ہو ہم اگر وہ بارش دے تو وہ ہزار راس المال ہے اور اگر دس ہزار دے تو دس ہزار
اس میں سے تو مضارب کو تقسیم لکھا ایک تمام راس مال مالک کو بیچا لیکن ہم مرابحہ ہوگی مگر نقد ہزار پر کا نقد ہم بخلاف الحاکم لایہ لایہ ثانیات

نسخہ

المستفاد لکھا کہ تفرقات وکیل کے اس واسطے کہ دوبارہ قبضہ وکیل کا قبضہ استیفاء نہ قبضہ امانت کا ہم حاصل مقام یہ ہو کہ وکیل نے جب قبضہ میں کیا ہے
خبر دے کہ ہر مرن ہلاک ہو گیا تو رجوع نہیں یعنی مالک کے دوبارہ نہیں لینا اور اگر قبل خرید ہو کر مرن ہو گیا تو ایسا ہو کر مرن سے اور
لے لکھا ہے اس واسطے کہ یہ فرع قبل شد امانت ہو اس کے ہاتھ میں تو تبدل مال امانت ایسا ہو رجوع ہے پھر رجوع نہیں تو شارح کا قول مقصود ہر مرن
جب کہ مرن سے مرن قبل خرید ہو یا اس واسطے کہ بعد شد اگر مرن میں تو رجوع نہیں تلف ہو چکے بعد کہ لے لکھا ہے ان معاً فقال المالك قد دعت الى
القضاء ورجعت القاد قال المالك دعت الفاعل للمضارب لان القول للمضارب لان القول في مقدار المقبوض المتباين ايضاً اذ هي كما لو انكره
مضارب كما في سوا من مالک سے کہا کہ تو نے مجھ کو خبر دے اور میں نے نفع میں ایک ہزار حاصل کیے اور مالک نے کہا کہ میں نے تجھ کو دو ہزار دے تو نہ مانگا
قول مقبول ہو گا اس واسطے کہ مقدار مقبوض متباين کا قول مقبول ہے خواہ قابض این ہو یا ضامن چنانچہ مضارب اگر بالکل قبضہ کرے تو مضارب ہی کا قول
مقبول ہو گا و لو كان الاختلاف ثم ذلك في مقدار الزم فالحق لو لم يزل في مقدار الزم فقط لانه ليس بمقادير من جهة ۱۴ اور اگر او سکے ساتھ
یعنی راس المال کے اختلاف کے ساتھ نفع کی ہی مقدار میں اختلاف ہو تو صاحب مال کا قول مقبول ہے قطعاً منتفی کی مقدار میں اس واسطے کہ نفع کی مقدار
حاصل ہوئی ہے مالک کی جہت سے یعنی اس کے معین کر دینے سے نفع ضامن ہوتا ہو نصف یا ثلث اور وہ کسی زیادت کا تو ایسی کا قول مقبول ہو گا ہم مقدار
راس المال اور مقدار نفع کے اختلاف کی یہ صورت ہو کہ مالک نے کہا کہ راس المال دو ہزار تھا اور میری واسطے میں نے نفع شرط کیا اور مضارب نے کہا کہ
المال ہزار تھا اور تو نے میری واسطے نصف نفع شرط کیا فقط کی قید معلوم ہو کہ مقدار راس المال میں مضارب ہی کا قول مقبول ہو گا نہ کہ مالک کا لکھا
اقام البينة تقبل اور مالک اور مضارب میں جو شخص اپنے دعوی پر گواہ لائے گا تو مقبول ہو گا وان اقامها فالبينة بينة راس المال في دعواه البينة
في راس المال وبينة المضارب في دعواه البينة في الزم اور اگر دونوں گواہ قائم کیے تو مقبول گو ای راس المال کی گواہی سے زیادت راس المال
کے دعوی میں اور مضارب کی گواہی مقبول ہے زیادت نفع کے دعوی میں یعنی اس واسطے کہ بے اثبات زیادت کے واسطے ہے قید الاختلاف بقول
في المقدار لانه لو كان في الصفة فالقول لو لم يزل في المالك فلو قال معاً الف فقال هي مضاربة بالنصف وقد رجم القاد قال المالك هي بضاعة
فالقول للمالك لانه مستلزم منصف في مقدار التفرقات کی قید لگائی اس واسطے کہ اگر تفرقات صفت میں ہو گا تو زمان مالک کا قول مقبول ہو گا تو ایسا
منصف ہو گا کہ ایک مضارب پاس ہزار میں سوا اس کے کہا کہ وہ میرے پاس نصف مضارب کے طور پر ہیں اور مضارب نے ہزار منصف میں حاصل کیے
میں اور مالک نے کہا کہ وہ ہزار بطریق بضاعت میں نہ بطریق مضاربت کے تو مالک ہی کا قول مقبول ہو گا کیونکہ وہ منصف سے مضارب کے دعوی کا و کذا لکھا
قال المضارب هي قرض وقال المالك هي بضاعة او ربيعة او مضاربة فالقول لو لم يزل في البينة بينة المضارب لانه يدعى عليه
التعليق والمالك مستلزم او بطريق اگر مضارب نے کہا کہ ہزار میرے پاس بطور قرض کے ہیں اور مالک نے کہا کہ وہ بضاعت میں یا دلیت میں یا مضارب
ہیں تو صاحب مال کا قول مقبول ہو گا اور برمان مقبول تو مضارب کی برمان سے اس واسطے کہ مضارب مالک پر تعلق کا دعوی کرتا ہے اور مالک تعلق کا
شکر ہو کہ جب اس طرح قرض کا دعوی کیا تو وہ مال کا مالک ٹھہرے مالک کی تعلق سے تو اب سب نفع قابض ہی کا ٹھہرے اور دعوی بضاعت یا دلیت یا مضارب
میں اس کا انکار ہی طحاوی نے کیا کہ اگر جماعتی مضارب اضطرر کرے کہ نہ بھرتا ہو اس واسطے کہ نہ بضاعت اور دلیت میں مالک اور واضح بد و لو ان
عدم مضارب پر متفق ہیں و اما لو ادعى المالك القرض والمضارب المضاربة فالقول للمضارب لانه مستلزم الضمان و انما اقام البينة قبلت اور اگر
مالک قرض کا دعوی کرے اور مضارب مضارب کا تو مضارب کا قول مقبول ہو گا کیونکہ مالک کا اور دونوں میں سے گواہ قائم کرے گا مقبول ہو گا دعوی مضارب میں ضمان کا
انکار ہی اس واسطے کہ بار بار مذکور ہو چکا کہ مضارب میں نہ تو ضامن اور مالک دعوی ضمان ہو اور قول تو شکر کا قول ہے و ان اقام البينة راس المال ان لا تضار
انكر انما تآد اور اگر دونوں گواہ قائم کیے تو صاحب مال کے گواہ منصف میں اس واسطے کہ او ضامن زیادہ تر اثبات سے ہے ہم زیادت اثبات کی وجہ یہ کہ مالک کی
برمان سے مضارب بر ضمان بدل قرض ثابت ہوتا ہو و اما الاختلاف في النوع فان ادعى المضارب لعموم او الاطلاق و ادعى المالك الخاص من

اور تادان کا شرط کہ لینا مانتا رہ چنانچہ حامی اور نافرمانی کے لئے پر باطل سے ہیکا فتویٰ ہے کہ ان فی الخلاصۃ وصد شریبہ ولسیاق حقیقہ
 بنفسہ و حیالہ کمالہ اور ولایت قبول کرے لیسکو جائز ہے حفاظت کرنا و ولایت بذات خود اور اپنی عیال سے اپنے مال کی طرح وہم کیونکر
 مع حقیقہ او حکم کا من میں ہے اور وہ اپنی مستودع کی عیال و لوگ ہیں جو اس کے ساتھ رہتی ہوں حقیقہ یا حکمانہ و لوگ اس کی عیال ہیں جنکو
 وہ نفقہ دیتا ہو ہم یعنی عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ رہتی ہوں خواہ انان نفقہ میں شریک ہوں یا نہ ہوں مگر وجہ اور ولد منیر میں
 متساکنت حقیقہ ضرور نہیں تو بموجب تنسیخ اگر مستودع و ولایت اہل جنس کو دی جو اس کے ساتھ رہتا ہو تو اس میں پر تادان لازم نہ ہوگا خلاصہ
 یہ کہ مستودع کہیں گیا اور کہیں اپنے مکان کی غیر کو دیکھا ہو جب پوچھ میں آیا تو درایت کو پایا تو اس پر تادان نہیں کیونکہ کہیں دیکھا ہو یا نہ
 میں گھر کو نہیں کر گیا کہ انی لظاہری فلقد قہا لک لک المیزور وجہ ولا یسکن معہما ولا یقین علیہما لیس خالصہ تو اگر مانتا رہ
 اپنی ولد منیر عزیز اور اپنی زوجہ کو نیست ہی اور حالانکہ شخص دونوں کے ساتھ نہیں رہتا اور انکو نفقہ نہیں دیتا تو اس پر تادان نہ ہوگا کہ انے الخلاصۃ ہم
 یہ تفریع ہی سکونت حکمی پر اس واسطے کہ ولد منیر اور زوجہ اگرچہ دوسرے گھر میں رہتے ہوں مگر وہ دونوں در حکم مسکن زوج اور بائیک ہیں اور یہ حکم
 ہو غلام کا لیکن ولد میں شریک ہو کہ حفاظت و ولایت پر تادان ہو کہ انی لظاہر کہ ذلک اللہ قہا لک لک المیزور وجہ لا یسکن معہما ولا یقین علیہما لیس خالصہ و قبل
 یعتدوان معاً یعنی اور سطر حضانہ نہیں اگر زوجہ اپنی زوجہ کو دیکھ و ولایت غیر شخص کی دی اس واسطے کہ باہم سکونت کا اعتبار ہی نہ نفقہ دینے کا اور قول
 منسب سے کہ باہم سکونت اور نفقہ دونوں معتبر ہیں عیال ہونے میں کہ انے یعنی بشرط ثلثہ ای من فی عیالہ املنا فلان علم خیانت کا
 ضمیمہ خالصہ اور اس کی عیال کا امانت ہو ناشر ہی دفع وصیت میں قرار دینے کی خیانت اور وقابری حلوم ہو اور یہ کہ ولایت
 غیر کی سپرد کرے تو اس پر تادان لازم ہو گا یعنی در صورت ملاکی کہ انے خلاصہ ہم و صورتوں میں تادان نہیں جب کہ امانت دار مملوم ہو اور یہ کہ مطلق
 ہکا حال معلوم ہو و جاذب فی عیالہ الذم لہ عیالہ اور جو شخص کہ مستودع کی عیال میں ہو سکو جائز ہو دنیا و ولایت کا اپنی عیال کو ولو قہا لک لک المیزور
 من فی عیالہ فذلک لہ وجد بدلاً ام نہ بان کان لہ عیال غیرہ ابن ملک حرمین والا اور اگر اسے مستودع کو اسے نفس عیال کے عین سے منع کر دیا ہو
 اسے اس شخص کو ولایت سپرد کی تو اگر اسکو اس کے عین کی ضرورت نہ ہو سطر پر کہ اس کی عیال میں سوادی اس شخص کے اس شخص ہی جو کہ ذکرہ ابن ملک
 تادان سپرد تادان آرگاہ اور اگر وہ ناچار ہو یعنی اس کے سوا دوسرے شخص اس کی عیال میں نہ ہو تو اس کے عین سے تادان نہ آویگا فلان حفظہ بغیر ہم نہیں و عن حماد
 ان حفظہا بمن یحفظ مالہ لیس لک و ما ذلک و شریکہ مکافضہ و عیالہ کما جاز و علیہ الفقیہ ابن ملک و اعتمد ابن الکمال وغیرہ و اقول
 المصنف اور اگر مستودع نے ولایت کی حفاظت کرانی اور لوگوں سے سواری اپنی عیال کے تو اس پر تادان آویگا اور محمد سرور و ابیہ ہو کہ اگر حفاظت
 کرانی اور لوگوں سے سواری اپنے مال کی حفاظت کرنا ہو چنانچہ اس کے وکیل اور غلام یا ذون اور اس کا شریک معاوضہ اور شریک خزانہ تو جائز ہی
 اور اسی قول پر فتویٰ ہے کہ اصح یہاں ملک اور عیال کی اس پر تادان لیس فیضیاع اور صلاح میں اور اس کے سوا اور علانے ہی اسی قول پر تادان
 کیا ہو اور مصنف نے اپنی شرح میں اس قول کو ثابت رکھا ہو ہم بخایہ میں یہ ہے تو یہ عزت کی طرقت منسوب اور ترمناشی نے اس کی نسبت جلالی کے طرف
 کی ہو و لہذا تحفہ میں حفظ و ولایت میں عیال کو شرط نہیں کیا بلکہ ہون کہا ہے کہ مستودع کی ولایت کی اس طرح حفاظت کرے جیسے اپنے مال کی حفاظت
 کرتا ہے کہ انے لظاہری الا اذا خاف الخرق او الغرق و کان غالباً محیطاً فلان غیر محیط نہیں فیما لہ الجارہ او الی فلان غیر عیال کے عین سے
 میں تادان مگر جب کہ مستودع کو بلائے سے یا پانی کے غرق کر دینے سے ڈرے اور غرق اور غرق غالبی کی کثرت اور مستودع کے مکانات منزل کو محیط ہو
 سوا اس حالت میں وہ اپنی پڑوسی کو یا دوسرے کشتی والوں کو ولایت سپرد کرے تادان نہیں تو اگر غرق اور غرق محیط ہو تو غیر کے عین سے تادان
 اس پر آویگا ہم حموی نے کہا یہ ضرور ہے کہ غرق اور غرق منزل ہو و محوط ہو تو تادان سے کہا وہ پیش زنی حرام ہو جو جمع مکانات دار کو محیط ہو
 کہ انی لظاہری الا اذا خاف الخرق او الغرق و کان غالباً محیطاً فلان غیر محیط نہیں فیما لہ الجارہ او الی فلان غیر عیال کے عین سے تادان

مخلط بطور مزاجت ہو چنانچہ مخلط مانع کا مانع سے جس طرح تیل سے یا سرکہ کا سرکہ سے لکن لایمان نہ تھا قبل اداء النہایں لیکن ودیعت مخلوط کا تبادلہ
اور ہمتال جائز نہیں قبل ادا کرنے تاوان کے دھمکے اور اداء اور میر سے معاف کر دینا بیسے اگر مالک مودہ حکمرمان کر دی تو بیسے ہے اور ہمتال حق میں اور
دین سے ساقط ہوگا اور اسے کہ انی البرہی مخلطہ برہی نہیں لانا عیبہ وبعکسہ شریک لعدیہ جعتی اور اگر جید کے ساتھ رومی کو ملایا تو جید کا
تاوان نہ ہو اسلئے کہ اوس نے اسکو عیبہ ارکرایا اور اس کے لیکس میں یعنی اگر مودع نے رومی و دیعت کے ساتھ جید کو ملایا تو مودع شریک ہی مالک لیسبیبہ
عیبہ کہ انی الجعتی ولان باذناہ اشتراکاً شریکاً املاً لکالو اختلطت بغير ضمیہ کان اثنیق اللیس لعدم العدی اور اگر ملانا ودیعت کو ساتھ
مالک کے اذن سے ہو تو مالک اور مودع شریک ہوں گے بشرکت المالک چنانچہ اگر ودیعت مل جائی غیر مستحق ہو گے جیسے تیلی درمون کی بہت گئی اور ودیعت کے
درم مودع کے درمون کے ساتھ مل گئے تو دونوں شریک ہوں گے اور مودع پر ضمان لازم ہوگا عدم تعدی کے سبب ولو اختلط بغير اللیس دفع ضمیمہ الخاطی
ولو بغير ذلک لا یضمون ابوالخلاصہ اور اگر ودیعت کو مودع کے سوا کسی اور شخص نے ملا دیا تو لاسے ملے پڑتا ان آرہا اگرچہ وہ صغیر ناجان ہو اور نیز
باب پر تاوان نہ دیا کہ لافہ التماسہ ولو اثنیق بغيرها فذم مثلاً اختلط بالباقی خلطاً لا یتجدد معہ ضمیمہ النکل خلطاً مکالہ ہا اور اگر مودع بعض
خریم کر ڈالی سو برابر اسکو پیر دی ہر گھو باقی و دیعت کے ساتھ مطر ملایا کہ باقی عمدہ نہیں ہو سکتی اور خلط کر نیکی کے ساتھ تمام ودیعت کا تاوان
اور سپر لازم ہوگا بسبب خلط کرنے پلنے مال کے و دیعت کے ساتھ ہم ضمان کل ہو سکتا لازم ہوگا کہ بعض کا تاوان آیا خریم کر نیکی کے سبب اور بعض باقی کا خلط
کر نیکی سے تو وہ متعدی ہو اتفاق سے اور جو اس نے پیر دیا وہ سبکی ملک پر باقی ہو کہ انی البرہی فلو اتی القنیزا و اثنیق و لم یسہ او اثنیق و دیعتین ف اثنیق
احدا کما ضمیمہ ما اثنیق فقط جعتی اور اگر باقی و دیعت کی تمیز اور جدائی حاصل ہو سکتی ہو یا اس نے بعض ودیعت خریم کی اور پیراوسین داخل نہیں
کی یا اس کے پاس در دیتیں رہی ہیں سو اس نے ایک ودیعت خریم کر ڈالی تو فقط او تاوان اسے بتنا و اس خریم کر ڈالا کہ انی الجعتی و لہذا الذالم یضمون
التبعیق اور نتیجہ ضمان بقدر اتفاق ہو کہ جب کہ بعض کا خریم کرنا ودیعت کو ضرر نہ کرنا ہو ہم یہ مرتبہ و اتفاق اور عدم دوسری بجز الرائی میں ہے
ردش کی قید ہو سکتی گئی کہ اگر نہ کر گیا تو فقط ہی قدر کا ضمان ہوگا جتنا اس نے صرف کیا اسلئے کہ وہ باقی و دیعت کا حافظ ہو اور اس میں کچھ عیبہ نہیں
نک گیا اسلئے کہ وہ اس قسم سے ہو جسکو بعض مضر نہیں اسلئے کہ گفتگو اس میں ہے جبکہ و دیعت و راہم یا ذامیر یا کیلی یا ذنی ہواختے اور میں نے یہ
مصرح نہیں کیا کہ جب اس ودیعت کو خریم کر گیا جسکو بعض مضر ہے کہ اس میں تمام کا تاوان ہی بہت بڑھتا اور نقصان ایسے کا تاوان اسکی تحریر کرنا چاہیے
کہ لافہ لطمادی و اذا اثنیق علیہا فلیس نقیہا و دیکب دا بکتھا و اخذ بضمہا مخرج حینہ الی یلا صحتی ذال التمدی زال ما لغادی
الی انضمان اور جب کہ اس نے ودیعت پر تعدی کی سو وہ دیعت کا کچھ اپن لیا یا اس کے جانور پر سواری کی یا بعض ودیعت نکال لی پر بعینہ و دیعت پر
اپنی قبض اور حفظ کے طرف یہاں کہ تعدی زائل ہو گئی تو وہ چیز و ہر گھو جو تاوان کے طرف مودعی ہے یعنی تعدی رو کر نے سو و ہر گھو جو تاوان کے
موجب ہی ذالم یکن من نیۃ القوی الیہ اشباہ من شرط النیۃ رودیعت سے تاوان اٹل ہوتا ہے جب کہ اسکی نیت بیع کو طرف مودع کے کا
ارادہ نہ ہو چنانچہ شباہ میں شرط نیت کے بیان میں ہم تو اگر ودیعت کا کچھ اپنا اور اگر آوار کیا اور اسکا ارادہ یہ ہے کہ اسکو دن میں پیر پیر کر
پیر وہ راہ میں چوری کیا تو وہ تاوان سے بری ہوگا کہ لافہ لطمادی و اذا اثنیق علیہا فلیس نقیہا و دیکب دا بکتھا و اخذ بضمہا مخرج حینہ الی یلا صحتی ذال التمدی زال ما لغادی
بخلات مودع و وکیل بیع و حفظ و اجارۃ و استجارۃ و مضارۃ و مسئلہ بضم و شریک عتاکا و مضارۃ و مسئلہ بضم و شریک عتاکا و مضارۃ و مسئلہ بضم و شریک عتاکا
بخلات مستیور مستاجر کے تو اگر وہ دونوں تعدی زائل کر دیں تو یہی تاوان بری الذمہ ہو گے اسلئے کہ مستیور و مستاجر کا عمل اپنی ذات کی نفقت
واسطے ہو بخلاف مودع اور بیع یا حفظ یا اجارہ یا استجارہ کے وکیل کے اور مضارب اور شریک عثمان یا شریک مفاوض کے اور اس شخص کے
جس نے کوئی چیز عاریت لی کر رکھنے کے واسطے کہ انی الاشباہ ہم تعدی مستاجر کی یہ صورت ہو کہ جانور کر لیا ایک مکان پیر دیاں سے آگے بڑھ گیا
پیراوسی مکان میں پلٹ آیا تو اگر جانور تلف ہو گا تو تاوان اس پر لازم ہوگا اور اسی قول پر فتویٰ ہے وکیل یہی تعدی کی یہ صورت ہے کہ جس کو کھلی

نذاکر مودع نزد دلیت لینے پر مالک کو قادر کر دیا تو سپر تاوان لازم ہوگا سو اسلئے کہ یہ ایداع شیعی اور اگر مالک دلیت لینے پر قادر نہ کیا تو مودع پر
 ودلیت کا ضمان لازم ہوگا سو اسلئے کہ عدم تکلیف ہی بہر و نیاز پذیرانہوا کہ اسلئے الاختیار وقتاً بقولہ لما لکھا لانا لوجہ حالہ غیرہ لم یضمن لانت
 من الحفظ اور قید لکائی مصنف کے مالک انکار و دلیت کر کے اقرار کر ہی ہوا اسلئے کہ اگر مالک کے سوا اور شخص سو مودع و دلیت کا انکار کر گیا تو اس پر
 تاوان نہ آوے گا سو اسلئے کہ عیسے انکار کرنا مجملہ حفظ و دلیت ہی ہم حاصل متن پہنچے کہ اقرار بعد الانکار سے تاوان نہیں مگر سات شرطوں سے تاوان
 لازم آتا ہے ا شرط یہ ہے کہ مطالبہ مالک کا بعد انکار ہو مگر یہ کہ دلیت کو نقل کر چکا ہو مگر یہ کہ زمانہ انکار میں نقل ہو ہی ہو مگر یہ کہ دلیت منقولہ
 ہو ہو یہ کہ انکار کی وقت دشمن ہو جسکے ضائع کر ڈالنے کا خوف ہو یہ کہ دلیت کو انکار کے بعد سامنے نہ لاویے یہ کہ انکار مالک سو کیا
 نہ غیر سو فاذا اقصت هذه الشئ ولم يبق الا ان يقر بالان لا يعقل جديدا ولو يقر جديداً بغيره من مودع تاوان دینوی
 بری الذم ہوگا لینے اقرار کرنے سے مگر ایداع کا عقد جدید ہو اور حالانکہ عقد جدید موجود نہیں ہے دلیت جگہ کا خود ایداعی ردھا بعد ذلك
 و برهن حلیہ قیل و بی اور اگر مودع نے ودلیت کا انکار کیا پھر دعوی کیا کہ اس نے ودلیت کو پھر دیا بعد اسکے اور سپر گواہ لایا تو گواہی قبول کی
 اور تاوان سے بری ہوگا کما لو برهن انه ردھا قبل الجور قال غلطت فی الجور او ضمنت او ظننت انی دفعتها قیل برهانہ خارج
 اگر گواہ لایا کہ اس نے ودلیت سپر دی انکار کر نیسے پہلے اور مودع نے کہا کہ میں نے انکار راز را غلط کیا یا میں پہول گیا تھا یا مجھ کو یہ گمان تھا کہ میں دلیت کو
 دیکھا ہوں نہ برهان اسکی قبول ہوگی و لو ادعی هلاکها قبل الجور ها حلفت المالك ما يحكم ذلك فان حلفت ختمته وان نكل بری و
 لكن العار به منها بر اور اگر دعوی کیا کہ دلیت کے ہلاک ہو گیا قبل از انکار و دلیت کے تو مالک سے قسم لیا کہ وہ اسکو یعنی ہلاک دلیت کو نہیں جانتا ہی سپر
 اگر مالک یہ قسم لیا تو مودع سے تاوان اور اگر مالک قسم نہ لیا تو مودع تاوان سپر ہی ہوگا اور یہی حال ہے عاریت کا کہ انی المنہاج ہم قاضی مالک
 ہو وقت قسم لیا جب کہ مودع قسم کی درخواست کر ہی اور ودلیت تلف ہو جائے پر گواہ لاسکے اور عاریت کی یہ شرط ہے کہ مستی سے ہلاک عاریت کا
 دعوی کیا قبل انکار کے تو قاضی سے علم پر قسم لگا کہ انی لخطا دی و بضمن قسمتہا یوم الجور ان قلم والا فیم الامیداع عکاد یہ اور انکار کے دن
 جو ودلیت کی قیمت ہوگی اسکا تاوان لیا جائیگا اگر اسدن کی قیمت معلوم ہو اور اگر معلوم نہ ہو تو مودع ایداع کی قیمت کا تاوان لیا جائیگا کہ انی العار به منها بر
 مضاربت بحدیث اشد من فیہن خانیہ بخلاف اوس مضاربت کے جسے انکار کیا پھر خرید کیا تو اس پر تاوان نہ آوے گا کہ انی انما نیہ ہم من انفار میں جائے
 مقول ہے کہ مضاربت کے صاحب ال سے کہا کہ تو نے مجھ کو کچھ نہیں بایا بولا کہ ان دیا ہی مجھ کو ہر مال سے کچھ خرید کی تو وہ خریداری مضاربت پر ہوگی اور اگر
 مال ضائع ہوگا اسلئے پاس انکار کی بعد قبل خرید کے تو وہ ضامن ہو اور قیاس یہ ہے کہ وہ ہر حال میں ضامن ہو اور ہر تھان میں جب کہ اسلئے انکار کیا پھر
 اقرار کیا پھر خرید کی تو تاوان سپر ہی ہوگا اور اگر مضاربت کا انکار کر چکا پھر خرید کر چکا پھر خرید کر چکا تو وہ ضامن ہو اور متاع اسکی ہوگی انتہی تو اگر
 شایع یوں کہتا بخلاف مضاربت محمد بن ادریس اشعری لم یضمن تو نہیں ہوا کہ اسلئے الخطا و الملقح لا السفر بھا دلی کہ کھانکل در عند عبد
 المالك و علم الحق علیہا بالاختیار اور مودع کو جائز ہے سفر میں لیجانا و دلیت کا در صورت نہ منع کر سنے مالک کے اور نہ خوف ہو و دلیت پر کما لکی
 اگر وہ ودلیت لینے میں ایر و داری کی حاجت ہو کہ اسلئے الدرہم جہر میں حمل کی تقریر کی ہو کہ جسکے اوٹھانے میں جانور یا اجرت صال کی حاجت
 فلو تھاکه اوتخاف فان له من السفر ضمن والا فان ساو بنفسیه ضمن و یا کھلا لا اختیار تو اگر مالک مودع کو سفر میں لیجانے سے منع کر دیا
 بارہ میں خطرہ ہو تو اگر مودع کو سفر کی ضرورت ہو تو زیادہ جو اسکے سفر میں لیجانا تو تاوان دیکھا اور اگر سفر ضروری ہو تو اگر تھانہات خود سفر میں
 لیجانا تو تاوان دیکھا اور اگر اپنے اہل و عیال کے ساتھ سفر میں لیجانا تو تاوان نہ دیکھا کہ اسلئے الاختیار و لو اوت عا شینا مثلیا و قیام یحجران بذا
 المودع الی احدی لھا حظہ فی غلبہ صاحبہ اور اگر دشمنوں کے ایک چیز ودلیت رکھی خواہ وہ چیز منسلک ہو یا نہ ہو لی ایتیم والی بچہ
 کہ اگر مالک مودع کو جائز نہیں یہ کہ دن میں ایک شخص کا حصہ دی دوسرے شخص کے بھی ہم قیمت والی کا عدم جواز دفع الاجماع ہو اور مثلی میں صاحب

کے غرض مند
 اگر مالک پر تاوان
 کیا ہو تو نہ
 نہ ہو

اطمینان حاصل فرمایا کہ لا یتصدق فی حق نفسہ ولا فی حق المؤمنین وقد اتفق بعض صحابہ انہ یصدق فی حق نفسہ ولا فی حق المؤمنین
 وحمل علیہ کلامہ لولہ الجلیۃ فلیتأمل عند الفتویٰ بن کہتا ہوں اور ظاہر کلام دلو الجلیۃ سپرالت کرنا ہو کہ وکیل کی تصدیق نبوت اپنی ذات کو حق میں نہ کرنا
 حق میں اور البتہ بعض فقہانے فتویٰ دیا ہو کہ وکیل کی تصدیق اسکی ذات کو حق میں ہوگی نہ توکل کے حق میں اور دلو الجلیۃ کا کلام ہی تفصیل پر موقوف کیا ہو تو تامل
 کرنا چاہیو فتویٰ دینے کے وقت ہم ظاہر کلام دلو الجلیۃ شارح کے فہم کو موافق پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اسکی عبارت میں ظاہر ہو کہ فقط موکل کے حق میں کیل کی تصدیق
 ہوگی بقرینہ ایجاب ضمان علی البیت تو اتنا ہی بعض فقہائین ہو گیا اور تامل کی کج حاجت نہ رہی کہ ان فی الطحاوی **فصل دوم** مسائل لمحہ شارح اوصی بالعداریۃ لیس للعداریۃ
 الرجوع الیک شخص عاریت کی وصیت کی توثیق کرنا نہیں سپرالت مستتر ہے پس ہم یہ تصور میں جو جب کہ رقبہ ثلث سو گنا سوا درستی عاریت قبول کی
 موصی کی موت بعد اور اگر بعد موت قبول تحقق نہ ہوگا تو وصیت ہلے کہ ان فی الطحاوی العداریۃ کا لاجا کہ لا یتصدق بہوت احکام عاریت ابارہ کہ اند فسخ
 ہو جائی ہو مستیر کی موت مات وعلیہ دین و عندہ ددیۃ بغیر علیہا فالترکہ بدیۃ ہم بالحق میں ایک شخص ہو گیا اور سپرالت اور اسکے پاس وصیت
 غیر میں توفیق کا ترکہ صحابہ بن میں مقسوم ہوگا بقدر ان کے حصوں کے ہم وصیت غیر میں کی یہ صورت ہو کہ میت مر گیا اور یہ بیان کر گیا کہ فلا فی چیز دیعت
 تو صاحب دیعت اور باقی ارباب یوں ترکہ میں برابر ہیں بقدر اپنے حصص بشرطیکہ ترکہ اداسی کل دیون میں کفایت کرے واستجدید الی اللہ فعلی اللہ ہا
 وفی العداریۃ علی اللہ صاحب الجحی لا یتصدق ہا علیہ ادت کرایہ کیا کہ مسئلہ تک تو یہ ابارہ فقط جائے پر چر نہ گئے پر اور عاریت میں باقی اور آئے
 دونوں پر ہی ہو اسلئے کہ عاریت کا ہو چنا مستیر ہے یعنی اور ہو چنا بدو ان کی نہیں ہو سکتا بخلاف ابارہ کہ اس کے ایک خارج ہو چر پر مستاجر پر
 دایۃ للذہاب فامسکھا فی بیتہ فہو کلک قصہم لا یتصدق ہا علیہ ابارہ اللہ ہا علیہ ابارہ لا یتصدق ہا علیہ ابارہ اللہ ہا علیہ ابارہ لا یتصدق ہا علیہ ابارہ
 ہو گیا تو ماوان کے ہو چکر ادت ہو چکر بانی کے واسطے عاریت دیا تہانہ باندہ کہنہ کیو سوا استقرض قولہ انا فاد علیہ الا تروا کہ یفہم لا یتصدق ہا علیہ ابارہ
 میل قرض لیا سوا سپرالت کو نہ شفا فرمائی کی توار سپرالت ان نہیں ہو چکر کہ وہ عاریت پر رہا جس نے اور بلا تندی مستیرہ تلف ہو گیا استعالم زہد الیہی شکلی
 واذا اخرج فالبناء علیہ مالک فلما مالک اخرج مثلاً مقدا والیہ شکلی والبناء علیہ المستعید لان اذ عارۃ قلیک بلا عوض فکانت اجارۃ معنی فسخ
 بجعلہ الیہ زمین عاریت کی عمارت اور سکونت کے سوا اور جب وہ مکان سے نکل جائے تو عمارت ان میں کی ہو تو مالک کو کرایہ لیا دینے میں کا بقدر اسکی سکونت کے
 اور عمارت تو مستیر کی ہو واسطے کہ عمارہ عبارت ہو ملک منافع بلا عوض ہو تو یہاں عمارہ در حقیقت ابارہ ہو گیا جسے قرض عوض سے موت کے چھوٹ چوبیس
 ہم عوض دے عاریت جو مستیر بنائی ہو چکر عاریت ابارہ فاسد بشری تواجبت مثل لازم آئی منفعت لین سے اور اگر تہ بھی معلوم ہوئی تو بھی ابارہ فاسد بشری تواجبت
 بدل ہو اسلئے کہ کیفیت عمارت کی معلوم نہیں عاریت لین کو وقت وکذا الو شیط الخراج علی المستعید لیل حالہ الدبلی اور سیر ط عاریت ابارہ فاسد بشری اگر
 زمین کا خراج مستیر بشرط کیا گیا بسبب چھوٹ جوتے بدل کے ہم خراج تہا میر پر بشرط تہا میر پر بشرط کیا تو وہ منافع کا عوض تہا اور یہی حقیقت ہو ابارہ کی ہو اسلئے کہ قرض
 میں معانی کا اعتبار ہو نہ الفاظ کا وجہ فساد ابارہ یہ ہے کہ قدر خراج چھوٹ ہے والیہ ان کو تہ الامرض سنین معلومہ بتدل معلومہ فہم یا من کا با دایہ
 الخراج منہ اور مستیر پر خراج معین ہو چکر حلیہ یہ ہے کہ مستیر کو چند سال میں زمین ابارہ کے بعد زمین میں عین کے پر مستیر اداسی خراج کا عوض معلوم ہو کر مستاجر
 کا باقی فسخ فیہ خطا اصلحہ ان علیہ من حق صلیہ قلت ولا یا تہ بد کہ لا فی القرآن لان اصلحہ واجب بخلاف مناسیب ایک کتاب عاریت
 کی سو آئین غلطی اپنی تو اسکی اصلاح کر دی اگر مالک کی رضامندی جانی میں کہتا ہوں اور گناہ نہ ہو گا ترک خطا اور عدم صلاح ہو کر قرآن مجید میں ترک صلاح کو البتہ
 اگر کار ہو گا اسواسلئے کہ قرآن کا صحیح کر دینا واجب بخط مناسیب ان ہم صلاح میں رضای الیہ ہو اسلئے کہ غیر کی ملک میں تصرف ہو جان دہیان کہا اگر مستیر کا خط
 مناسیب بخط کتاب ہو اور اگر البتہ خط معلوم ہو تو بشرط رضای صاحب کتاب اصلاح کرے واد اگر خط مناسیب ہو تو ایک کا غلطی ہو کہ کہہ کر دین رکھ کر اور محل خطہ نشان
 کر دی تا مالک اسکا مطلع ہو کر درست کرے ہو اسلئے کہ کتب علم کی اصلاح عباد اسو ہے کہ ان فی الطحاوی و فی الوہابیۃ سے ویستقر آئی اصلحہ مستندہ
 بچو اذ امولہ لا یتناہ اور یہاں میں ہو کہ ایک کتاب میں ہے مستیر اصلاح کرنا معلوم کیا تو جائز ہو صلاح جب کہ مالک آواز نہ ہو و فی معاکا تھا اور

دینار کی نہایتیں الی بیت جو ہم سنا و دو کلام بود که فہم اور ہوا میں مخاطب ہر جیسے لغز اور پستان اور پہلی و آئی محمد بن ابی بکر علیہ السلام اخذ مالہ انا و
وفی عید الی وہاں التعمیم کہ اور وہ کون شیعہ جو اپنی عادت دی چہ کہ لینے کا مالک نہیں اور درج کے سودا گین جیسے کہ تصور ہر ہم سنا و دو کلام کی جیسے کہ از
عادت دی نہ رہے واسطے تو مالک میں کہ او سکالینا کہیت کثرت سے پہلے بازنسین و اہل داہت لای بھی نہ رہے اور ایسی فرزند کا ادا کوئی درج
کہ شکر سیرنا یا نہ ہو ہم سنا و دو کلام کی جیسے کہ ایک شخص کو بنیاد و سر کا غلام ہو تو شکر یہ سیرنا یا نہ ہو واسطے کہ غلام مالک میں جو سکنا اور یہہ تحقیق ہے
مالک کے اسلو سے تو تحقیق اسنی کہ واسطے یہ ہوا تو یہ سیرنا یا نہ ہو اہل سودا گین صاف حقیم المال بختہ و اور ادا کوئی کوئی جسے مال صانع نہیں کیا اور
تاوان نہ ہو ہم سنا و دو کلام کی جیسے کہ وصیت کرے تو ایک شخص جس خیر اور دم و وصیت کہو اور کہو کہ یہہ دم سے فلان وارث کو دینا سو مدد فی بعد
آئی کوئی و دیا ہی کہ تو باقی وارث اور جس تاوان لینے کہ شے اہل سودا گین و اشد علم و شغف شد اہل سودا گین کہ کتاب الایمان کی جیسے کہ ہر جیسے
یعنی شمش در دین کی وجہ المتکاسبہ طاکر و بہ مناسبت کی در میان کتاب العارۃ اور کتاب الایمان کے طاکر سے ہم ہو ہو کہ عادت عبادت ہی
تعلیم شافع بلا مؤمن سے اور یہہ سیرنا یا نہ ہو تعلیم میں یہہ الشانہ لا مؤمن ہو چنانچہ انفق علی محل الفدیہ و فی حد مال ہر بہت میں بہت ہی نفیسیت مال
کرسے ہی غیر ہر کہ یہہ تعقل ہر مال کہ ہو و شہر عاتلک العین حقانا ای بلا مؤمن لا اقل عدم البیض شہر فیہ اور شرمین یہہ عبادت ہی میں کہ
مالک کر شیعہ ہی مؤمن یعنی بدو مؤمن کہ یہہ کہ عدم و شہر ہر یہہ میں ہم تعلیم میں عادت اور عادت جیسے شافع ہو گئی اور ہر مؤمن ہو ابادہ اور نہ
کئی لیکن فیہ وصیت کی مانع نہیں لہذا ہر کمال نے تعلیم کی کی قید لگائی بہتر یہہ نہا کہ شافع بلا شرط مؤمن کہتا جیسے مصنف اپنی شرمین کہتا ہی تو
مطلب ہے کہ یہہ عبادت ہی تعلیم بلا شرط مؤمن ہو اور یہہ مطلب نہیں کہ عدم مؤمن شرط ہی نہیں کہ تعریف بہتر یہہ مؤمن ہو لوٹ جائے و اما تعلیم
الدین من غیر من علیہ الدین فان آمن بقبضہ و تحقیق لیجوز علی الی حبۃ العین اور دین کی تعلیم تو غیر دیو کو اگر صاحب بن آدم کو
دین قبض کر لیا اگر کیا تو یہہ صحیح ہو بہت ہی چہ بہت عین کے طرف ہم یہہ جواب اس حال قدر کا کہ یہہ کی تعریف میں تعلیم عین افضل ہو تو چاہے
کہ دین مذکور کی تعلیم کو بہت ہی ہکا جواب شافع یون و یا کہ صاحب بن سنے ہو قبض بن کا اگر کیا اور او میں زمین پر قبضہ کیا تو دین عین ہو گیا تو
تعلیم عین مؤمن ہو گئی و سدکنا اذۃ الخیر للواحب دینوی کی عین و تحقیق و حسن ثناء و اخراج و اور یہہ سبب خیر کا ارادہ ہو و اگر
واسطے عبادت غیر دینوی ہو چنانچہ مؤمن اور محبت اور نیکی فی غیر آخر دی ہو چنانچہ جواب بشرط فکرمیت قال الامام ابو منصور یحب علی المؤمن ان یسلم
ولدہ بطریق او الاحسان کا یحب علیہ ان یعلّمہ التوحید و الايمان ان یحب الذنبا ان یسئلہ خطیۃ فہا یہ امام ابو منصور و تردید ہے کہ
ہو یا یا عباد پر کیا ہو فرزند کو سخاوت اور حسان سکھا کہ بشرط او ہر سیم واجب کہ شکر توحید اور ایمان بنا دی ہو ہو کہ دینا کی محبت ہر گناہ کی چوٹی ہو کہ
النبایۃ یعنی بلا تعلیم فرزند کو بچہ ہو کہ وہ نیکی کی محبت پر جان ہو جائے اور وہ نہایت مذموم ہے اس واسطے کہ حب نیا سر ہو خطا کا تعلیم جو سواس بلا
سخاوت یا دیکھا اس صہرت ہو معلوم ہو تا ہی کہ شیعہ سلیم فرض میں کہ شافع طحاوی دہی مندوبہ و فیہ ہائستہ قال علی علیہ السلام تاکد فکنا
اور یہہ کہ منسوب ہو اور یہہ قبول کرنا سنت ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہم یہہ اور تہذہ و اگر تاکد بہر دست ہو ما و ہم اور گاہی سبب
مارضی کے یہہ قبول کرنا مخالف سنت نہیں ہر چنانچہ اگر معلوم ہو جائے کہ یہہ حرام الی سوسہ ایک وہ پہل پناہ حسان جابا کر گیا و شافع تحقیق فی اللواحب العقل
و البیض و المالک فلا تفرق ہبہ شیعہ و واقعی و لو شکا تبا اور محبت یہہ کی شرطیں یہہ کہ زبردست عین عقل اور ہر اور مالک ہی تو صفر اور مملوک کا
یہہ صحیح نہیں اگر ہم مملوک کتاب ہو دشمن نظر تحقیق فی اللواحب ان یکن مقبوضا عید و شافع مگر ان فیہ و شافع لک سبب عید اور محبت یہہ کی شرطیں ہر
یعنی بخشی ہر میں ہونا ہکا جہو من غیر شافع تیز غیر شمولی ہر ہو ہو چنانچہ کہ دفع ہو گا ہم زمیں میں ہو کہ قبض نہ ہو ہو ثوت مالک و ہر ہو ہو کہ ہر جہاز بہت
قبل قبض کے بالافاق ان ہو نواس و معلوم ہو کہ قبض ہو ہو کہ ثوت مالک کی شرط ہو بہت کی اور مصنف کہ ہم ہو کتا ہو کہ قبض کی شرط ہو اور باقی شرط ہو ہو کہ
فادوی مالگیری میں دین مذکور میں کہ ہو ہو ہو ہو ہو ہو وقت تو اگر ہر دشت کو میل ہو کہ ہو ہو اسالی میلین ہو یا زینین اسطے کہ فی الحال مدد ہو ہو اور ہر

کتاب الایمان

[illegible]

۵۰

باب الضم في الوصل

فیہ فیض الواجب علی جمیع فی الشائئ ولو کان حبة لما صح فیہ اور چونکہ جرح بقضا یا ردنا اما و ذلک ایست نہ میر ہو گیا اور اگر نہ ہو گیا
فبشر کرنا واجب اور جرح صحیح ہو بعض شائئ میں اور اگر جرح ہو جہاں تو شائئ میں صحیح نہ ہو یا یعنی وہ اسکا کہ شائئ کا یہ صحیح نہیں کیا تقدم والواجب علی جمیع
مطلقاً بقضا اور رضی اور واجب کر جائز ہی میر نہ ہو گیا اور اس کے بالعموم طرح خود جرح بقضا ہو خواہ برضاہم یعنی واجب ایک چیز خرید کی میر نہ ہو
دوسرے شخص کو یہی کہ ہر کوئی قاضی یا تراضی جمیع فی البتہ اے ہوا میر ہو گیا جب تک یہی پر طلاع دفع ہوئی تو نسبت میں ایک چیز یا جائز سے بخلاف ان
بالعین بعد القیض بقضا بخلاف روایت کے بعد قبض بدون قضا کہ ہم یعنی اگر ایک چیز خرید کی میر اسکی جکی میر شتر ہی مانی نے ہو کو بواسطہ عین کہ
شتر ہی اصل کو میر یا اگر میر دیا حاکم کے حکم سے ہو تو یہ صحیح ہو عقد ہو کہ شتر ہی اول کو میری حق رو اپنے بائع پر ثابت ہو گا اور اگر مستأذن کی رضامندی
سے ہو واقع ہوا ہو تو شتر ہی اول کو نہیں میر کیا کیونکہ وہ غیر لازم ہے کہ جو کہ ان فی الطلاق لا حق للشتر فی دفعہ السلامۃ لا فی القسۃ فاذا
روایت بقضا برضا بقضا ہو بواسطہ جائز نہ ہو کہ شتر کا حق مستأذن کے وصف میں نہ دفع میں تو میر اور میر کا اتران ثابت ہو گیا ہم چونکہ حق شتر ہی
مستأذن میں ہے لہذا اگر میر کا عین مل ہو جائے تو میر دیا منع ہو گا کیونکہ شتر کا حق ہو کہ مل گیا اور در صورت عدم مستأذن میں شتر ہی میر لگا اور اس سے دفع میں ضرورہ
لازم ہو گا بخلاف عقد میر کہ اس میں شتر کا حق واجب کو ثابت ہے کیونکہ یہ عقد غیر لازم ہے تو در صورت رجوع عین واجب کی طرف عائد ہو گی نہ میر جدا گانہ تو شتر ہی
میر اور میر کا ظاہر ہو گیا کہ ان کے دفع ثواب اذہم بالقسۃ من الامتثال ان لا یثبت علی العقد اثر فی المستقبل لا بطلان اثر ان اصل والا انعقاد
المستقبل الی ملک الواجب رجحاً فصولان پر معلوم کرنا چاہیے کہ فقہاء کی مراد دفع من الامتثال ہے یہ کہ عقد میر کر کوئی اثر زمان مستقبل میں نہ مرتب ہو نہ
باطل ہو تا یہ کہ اثر کا کھل لینے زمان ماضی میں ہی اور اگر کھل بطلان اثر ہو تا ماضی میں تو زیادت منفصل ملک ایست طرف عود کرتی واجب کے رجوع ایست
کہ ان فی القسۃ میں ہم زائد منفصل ہے تو شتر ہی ہو گیا میر اور وراثت کا پہل اور وراثت عموک جو میر ہوئی کو پاس جو میر ہوئی اور مالانکہ واجب کو میر جو کھ
زائد نہ کر کے لینا نہیں ہو چکا تو معلوم ہوا کہ دفع بالکل بطلان اثر مراد نہیں انفعلاً الواجب الموهوب لہذا علی الجمیع فی دفعہ رجوعہ موهوب
الشیئۃ الشائئۃ کا یہ ہے کہ جازہذا الاتفاق منصوصاً کی علی واجب اور میر ہو میر نے رجوع پر اتفاق کیا ہے شتر میں جمیع میں منغلہ
میر نسبت سابقہ ہے واجب کی قرابت میں تادان و در حکم اتفاق جائز ہو کہ ان فی البیہ و فی الجحش کا یہی الا قائلہ فی الطیۃ والعقد فی الحار
الا بالقبض کا یہ ہے اور جمعی میں ہے کہ جائز نہیں اقالہ میر اور میر کے صدقہ میں بدون قبض کے ہو اسطے کہ اقالہ بیان ہے ہم قال وکل شیئ بقضۃ الخ
اذا اختصم الیہ فیذا اخصمنا میر صاحب مہوئے کہا اور جس چیز کو عقد کو حاکم فتح کر لے جب کہ مستأذن حاکم کو پاس جگہ البیہ و دن نوادہ کا یہی حکم ہم یعنی
در صورت مالش جو عقد کے لائن فتح حاکم ہر شخص اقالہ کرنا منع نہیں بدون قبض کے کہ ان فی الطلاق و تصرف و لو قہل الدین لطفیل المدیون لہم لآلہ فیہ مقبوض
اور اگر طفل ہو تو نہیں کہ اگر تبا نہیں ہو سکا کہ دین غیر مقبوض ہے دنی الدار فقہی بطلان الرجوع مانع لغو زال للکافی عا دال جمیع اور در میں حاکم نے
حکم کیا بطلان رجوع کا سبب مایع رجوع کر میر وہ مانع زائل ہو گیا تو رجوع عود کر گیا ہم نہ وجبت اور قرابت اور ہلاک عین اور موت اور عوض میر نہیں ہو
اگر رجوع عن ملک میں ہو سکتا ہے جب کہ میر ہو میر نے پاس وہ میر آوی کہ لے لخطاوی تلفت العین الموهوبۃ واستحقاقا مستحق و فیہ المستحق
الموهوب لہ لو رجع علی الواجب بما فکین لا تاعقد بکرم فلا یستحق فیہ السلامۃ چیز میر ہو گیا اور اسکا کوئی اثر شخص جہاں مالک نہیں اور جہاں
میر ہو میر نے تادان لیا تو میر ہو میر نے واجب تادان نہ میر لگا ہو اسطے کہ میر جہاں عقد میر نہ معاوضہ کا تو نہیں مستأذن میر حق نہیں ہم میر کی یہ اسطے
لگائی کہ معاوضہ کا عقد دین تادان دیر غرض میری قریب بائع و غیرہ کا ثابت ہو گا تو شتر کی وجہ سے رجوع بقدر ضمان جائز ہو گا اگر طرط و ولایت اور اجارہ
جب کہ وصیت یا عین ساجرہ تلف ہو جائے میر لکیر دیکھا مستحق ثابت ہوا اور مودع اور ساجر سے ادا لے تو وہ دون شخص دفع سے تادان میر لکیر کہ ان فی الطلاق
والاعادۃ کا یہ ہے ہذا لا فی قبض المستعید کان انفسہ ولا غیر و لکن ہم العقد و ما مہ فی العما دیۃ اور عاریت دینا ہے کہ ما مہ فی تمام میں اسطے
کہ قبض کرنا مستحکم عاریت پر اپنی ذات کی میر ہو اور میر غرض نہیں نسبت عقد کے اور پر بیان اسکا عا دین ہے ہم عقد نہیں یعنی جہاں وصیت میں الاعادۃ

اور میں مقدمہ درمیان مقام پر ہے کہ اگر عاریت تلف ہو جائے اور سکا کرے اور مالک بکری جو اسے دیکھے اور مالک سے تیرے نادان تو سب سے
آزاد کرے نہیں کیا و اذا وقعت الحبة بشرط العوض النعم فی حبة آیتہ فی شہد بطلان العاقبت فی العوضین و بطلان العوض
بالشہد فی الباقیہ مع انتفاء کفرہ بالاعتبار بخلاف الرویۃ و یقوخذ بالشہد فی هذا الذی قال و حلتک علی ان تقو فی کذا اما کمال
و حلتک بکذا فهو سیم آیتہ و انت ہما و در سیکر یہ واقع ہو بشرط عوض معین کہ ہو یا اعتبار ابتدا کے ہے تو دونوں میں تعارض
شرط ہو گا اور محال البیہ میں شائع ہوئے عوض اطل ہو گا اور بشرط عوض معین ہے یا اعتبار ہذا کہ فی سیم و اعتبار الرویۃ سیم و یا اعتبار
لیا یا لایہم شور میں ہو جب کہ واجب دون کہو کہ ہو بکری کیا اس شرط پر کہ جو بکری غلامی چیز عوض دی اور اگر دون کہو کہ نہیں ہو گیا اعتبار یہ کہ تو
یہ ہو یا اعتبار ابتدا کے ہی اور یا اعتبار ابتدا کو ہی ہم وہاں عوض اور عوض دونوں میں ہو گا اور بشرط خیال روتہ اور شفعہ دونوں میں ثابت ہو
اور جبکہ یا اعتبار ابتدا اور تھا کہ سیم ہو گا تو دونوں کی ملک انہی میں میں ثابت ہو گی اور تہا سیم یا رتہ ہو گا اور تہا شرط ہو گیا کہ تہا سیم
کذا فی الطلاق و قد العوض بکویہ معینا لایہ لکان یجوز بطلان شرطہ فیكون حبة ابتداء و اعتناء و عوض میں مصدق نہیں
ہو سکتی یہ لگائی ہو اسلئے کہ اگر عوض مجہول ہو گا تو مؤمن کا شرط کرنا اطل ہو گا تو مؤمن بہت حیات عوض ابتدا اور تھا کہ دونوں ہذا سیم و شور
ہو گا نہ سیم و شور سیم و شہد و حلتک لو اقیف لا یجوز بشرط سیم و شہد لایہ بل بشرط عوض معین لایہ و لکن شہد کان کثیرا و کان المناہجی ہذا
اس وقت کی زمین بل بشرط عوض سیم کی جکا ابتدا بل بشرط ہذا تو یا رتہ نہیں اور اگر ابتدا بل بشرط ہذا تو یا رتہ نہیں ہو گی یا سیم کی یا سیم کی
کیا ہو دی لجم و اجازت حبة مال طفلیہ بشرط عوض مسا و معتدا و قلت یفتی کما علی قولہا الی الفرق بین الوقت و مال البیہ
اور میں میں ہو اور عاثر کیا ہو مجہول حبتیں ہیں کہ اسلئے طفل کا مال بشرط اس عوض کے جو قیمت میں برابر ہے ہر ایک کے نہیں ہے اسکو من کیا ہو گی یا سیم
تو سیم کے قول پر وقت اور مال میں نے کے درمیان میں فرق بیان کرنا واجب ہو گی ہم یعنی وقت بشرط الا سید لایہ لجم بشرط عوض معین کے ہو کہ
یا رتہ ہو اور ہذا بل طفل بشرط عوض یا رتہ نہیں تو دونوں میں فرق بیان کرنا یا سیم لایہ لجم بشرط عوض معین کے ہو کہ یوں فرق نہ کر کیا ہو کہ طفل
ابتداء بل شرط کیا اور واصل ہوا ہو ہر ایک مقدمہ و سیم و شہد بشرط عوض داخل ہے واقع کی شرطیں بجا ہاں ہاں ابن سیم و شہد کہ سیم و
یا اعتبار ابتدا کو ترجیح اور حسان ہو اور وہ منع ہو طفل کے ال میں حسان کر سیم مطلقا فصل فی مسائل متفرقہ ہر فصل سے ہے مسائل متفرقہ
میں و حلتک ما لا یجوز علی ان یؤخذ ہا حلیہ او یقتضی او یستدل ہا و حلتک ان یؤخذ حلیہ شہد متناہج و یو مشیت
کثرت الدار و رتہ او علی ان یؤخذ فی الحبة و القصد و شہد متناہج صحت الحبة و بطلان الاستثناء فی البیہ الاول
و بطلان الشرط فی البیہ الباقیہ لایہ بعض ادعویہ و الحبة لا یجوز بل بشرط عوض معین کی سوا ہی کے حل کے یا سیم کی اس شرط پر
کہ تو سیم و واجب کہ سیم دی یا ہو ہو لے ہو ازاد کری اسکو اپنی حرم بنا دی یا اگر یہ کہ اس شرط پر کہ اگر میں کہو کہ سیم کے اگر میں معین ہو
چنانچہ تہا ہی کہ اگر تہا ہی یا اس شرط پر سیم کیا کہ سیم اور مقدمہ میں سیم کہو عوضی تو سیم معین ہو اور سیم معین شہد حل یا اطل ہے اور یا معین
میں شرط اطل ہے ہر سیم کہ شرط معین ہو یا مجہول ہو اور سیم یا اطل نہیں ہو یا شرط معین ہو یا مجہول ہو یا سیم و سیم دونوں میں ظاہر ہو تو سیم و شہد
اور شہد اور البیہ میں تو رتہ کی یہ دلیل بہتر ہے کہ یہ شرط مقتضای عینک مخالف ہیں تو یا سیم ہو یا سیم یا اطل نہیں ہو یا شرط فاسد ہے
ولا یشترع ما من اشتراط مکتوم فی العوض اور یہ ہر سیم معین کہ جو سیم و سیم معین سے مذکور ہو چکا ہم معنی حیات عینک فی سیم و سیم
میں ہو اور قاعدہ کلیہ ہے کہ جس عقد کی شرط قبض ہے تو شرط اسکی مقصد نہیں ہو فی چنانچہ سیم اور میں کہ انی لطلادی اخلق حبل امتناع
و حکما صمد و لایہ شیم و حکما صمد لایہ لطلادی حبل علی ملکہ لکان یشتغل لایہ خلاف الا ذل ہی سیم کا حل آزاد کیا ہو تو سیم کی
تو معین ہو اور اگر حل کو در کیا ہو تو سیم کی تو معین نہیں ہے باقی ہو حل کے واجب کی ملک ہو تو جو ب شہد حل ہو انی اور شرط سیم ہے کہ

بہت سی باتیں ہیں جو اس میں مذکور ہیں
اور اگر سیم و شہد متناہج ہو تو سیم و شہد متناہج ہو

ہوئی مسلمان دفتر میں لکھا گیا انی آخر وہ مسنون عبارت برائے یونانی جس شخص کی عطا دفتر میں ہو وہ دفتر مذکور کر گیا دونوں نے اس پر اتفاق کیا
کہ ایک نام دفتر میں لکھا جائے اور دوسرے کو عطا میں کچھ نہیں اور جو عطا لے وہ دوسرے کو کچھ نہ دے دوسرے کو کچھ نہ دے دوسرے کو کچھ نہ دے اور یہی اصل
اور عطا دوسرے کو ایسا ہی جس کے واسطے امام بنی سلطان عطا مقرر کی ہو اس واسطے کہ اس عطا سلطان کے اثبات سے جو رضائی غیر کو اس میں خل نہیں کرنے
الطوائف والصدقات کا لکھنا بیجا کیع التابوع اور صدقہ ہے کہ نامذہب جو اس واسطے کہ برتر کر لینی جس طرح ہے عطا ہی غیر وہ جسے اس طرح صدقہ بھی دونوں
حکام میں یکساں ہیں حدیث لا فطرہ خارج مقبض صدقہ ولا فی مشکاک کفستہ اور ہوتے ہیں یعنی جب صدقہ ہے نامذہب تو صدقہ نہ ہونے قبض کے معنی میں
یعنی تمام نہیں اور نہ مشاع حمل القسۃ میں بھیجے سے ولا دجیم فیہا تو علی غنی لان المقصود فیہا القواکب العیون اور صدقہ دیکر یہ لکھا جائے نہیں کہ
الدار کو صدقہ دیا ہو اس واسطے کہ جس کے من مقصود ثواب ہو نہ عوض لینا یعنی برطان ہے لہذا اس میں جو جائز ہو نہ لو اختلافاً انال الواجب ہے وہاں
صدقہ کا قول لکھا جائے اور اگر وہ شخص خود خلاف کیا واجب تو کہہ دیا جائے جو میں نے تجھ کو دیا ہے جسے تو مجھ کو ہیر لکھا جائے اور دوسرے شخص سے
کہا صدقہ جو میں نے لکھا جائے نہیں تو واجب ہی کا قول مقبول ہو گا کہ نہ انجانیہ **فصل چہم** میں جو نے کہا کہ جان کہہ کہ تمہارے جسے
ہوئی جو اور قبض کرے تمام ہو جائی ہو اور جب تک کہ تمہارے قبض در تسلیم ہو جائی ہو تو اس میں علماء کا خلاف جو مقصود ہے لکھا جائے جو اور قبض کرے
جائز نہیں بقایا ہے الہیہ اور اگر علماء اس میں کہ تمہارے جائز ہو یہ دن تسلیم کے اور تمہارے غیر ہے اس واسطے کہ تمہارے اور ہے دوسرے میں باعتبار نام کے
ہی اور باعتبار حکم کے بھی نام کی منارت تو ظاہر ہے اور حکم کی منارت اس واسطے ہو کہ اگر خون پر لگا پہنوں کو کہہ کر تو جائز نہیں اور اگر تمہارے اقرار
کرے تو جائز ہو تو ثابت ہو کہ تمہارے صحیح ہو یہ دن تسلیم کے اور تمہارے ہی کی غیر اس میں قبول ہو تو ہی ہو اور ہی ہو کہ تو کجا عمل سے اور سفر کی موت مقبول
تسلیم کے ہو بالاتفاق چنانچہ متاع میں ہو کہ انی الطوائف **فصل** مسائل محدثہ شریعہ کتب فیضہ الی السلطان یسألہ تملیک ارض محدثہ فاکمل
السلطان بالکفوف فکتبک یتبعہا ملکاً هل یحتاج الی القبول فی المجلس القیاسی نعم لکن لما تعدد الوصول اذ یقول الشول ان القصبہ
مقام حصن ولا یک شخص نے ایسا مال بادشاہ کو لکھا اس سے تمہارے رض محدود کی طلب کی سو اس لئے فرمان لکھ دینے کا حکم اس واسطے کہ جس نے لکھا
کہ اس میں کا یہ شکوہ لکھا گیا کہ اس تمہارے میں قبول مجلس کی حاجت ہو یا نہیں جواب اس کا یہ ہے کہ ان تیناں سے کہ قبول نے مجلس کی حاجت ہو لیکن اگر
یہ نہ ہو تو شخص کا بادشاہ تک سند جو سوال بالقصبہ حاضر ہو جس کے قائم مقام کر دیا گیا ہو وہ تیناں سے کہ تمہارے محتاج ہو قبول فی المجلس کی ہر تیناں کے قائم
مقام حضور کے مقام پر مقام قبول کہ لکھا کہ لکھا ہی اعطیت ذویہا مالاً لیسوالہ لبقو شمع فظہر بہ بعض عمر جائز ان کانت وھبتہ
اذا قرصہ لیس لکان سند ذی الغریب وان اعطیتہ لیس صرف فیہ علی ملکھا فاکلہ ذلک لالہ زویہ اپنے زویہ کو مال دیا اس کے سوال
پر تاکہ زوج دست کرے سند میں ہر اس مال کو زویہ کا بعض فرستواہ لکھا اگر زویہ اس کو مال نہ کہہ دے کیا ہو یا اس کو قرض یا ہو تو زویہ کو قرض حرام ہے
پیر لکھا جائے نہیں اور اگر اس نے دیا ہو تاکہ زوج اس میں تصرف کرے زویہ مال ہو تو زویہ کو زویہ کے فرستواہ سے پیر لکھا جائے جو زویہ کو دفع
لا ینہ ما لیس صرف فیہ ففعل ذلک فھات الالب ان اعطاه حبۃ فالکل لہ والا فیدرات ومامہ فی جواہل الفنادی ایستعمر
انہ زویہ کو مال دیا کہ وہ اس میں نصیب کرے بطریق تجارت کر لیا اور مال زیادہ ہو گیا پیر یا پھر گیا اگر ایسا ہو اس کو مال ہے کیا ہو تو تمام مال
زویہ کا ہو اور نہیں تو میراث ہے یعنی وہ مال سب ازون میں قسمت ہو گا اور جو باقیان ہو گا جو اس القناد میں سے بعت اللہ یہ حدیث فی انکاء ہل ملک
اکھا فیہ ان کان زویہ او حق مال ہو حوالہ الی انکاء اخر ذہبت لکناہ یبایعہ ولا فان کان بلیعہ ما انیساکہ بیکم ایضا والا فلا ایک شخص
دوسرے کو کہا یا تجھ سے میراث میں کیا لکھا لکھا میراث میں سباج ہو یا نہیں جواب یہ ہے کہ اگر کہا یا زویہ جو یعنی روٹی شوربے میں ہلکی ہو یا انسان کے اس قسم کا
کہا تاکہ اگر اس کو دوسرے برتن میں کچھ تو نہ ت اس کی جائی رہے تو اس میں کہا لکھا جائے ہو اور اگر دوسرے برتن میں کرے لوت نہ جائی ہو تو اگر دوسرے برتن میں
سے لکھی ہو تو یہی اس میں کہا یا سباج ہو اور میں تو مناج نہیں ہم فنا ہو جائیگر ہی میں ہو کہ جب تحفہ سے میراث میں اور پیر یا طرف کا رواج اور عادت ہے چنانچہ

اشتہار

احقوق اس کتاب کے صاحب کا زون بہتم شکستہ ام نمودار کرئیے گئیے ہیں کوئی صاحب بدوں امارت ہماری خوشتر شدیم عمرائیں

حسن جلد کے طے ہر طریق ہر طرز ای احقر پائیں شکستہ سنن ماکر قصہ مرعہ ای حسرائیں

تنبیہ

دستے سسماں مات کے کہ یہ کتاب طبع طبع مدینی کی ہے سزا اول مواں لوح کی مسدود دہا نایع کھی گئی

